قصص الاولیاء

محقق و مؤلف: امیر علی خان

Marfat.com

RED

قصص الا

محقق و مؤل
امیر علی خا
(ایم اے اسلامیا

Marfat.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

نام کتاب	:	قصص الاولیاء
نام مصنف	:	امیر علی خان
کمپوزنگ	:	نوید جاوید
پبلشرز	:	ممتاز اکیڈمی، اردو بازار، لاہور
تعداد	:	
سال اشاعت اول	:	۲۰۰۲ء
قیمت	:	

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	14
2	نذرانہ عقیدت	15
3	شان اولیاء	17
4	حسن یکتائے رسولؐ	18
5	اولیاء کرام کیا تھے؟	19
6	عرض مولف	20
7	تاریخی پس منظر اولیائے کرامؒ	23
8	ولی کسے کہتے ہیں؟	30
9	ضرورت اولیاء کرامؒ	31
10	ابتدائی دور کے مسلم علما کرامؒ	33
11	غزنوی عہد کے علماو مشائخ	36
12	خاندان غلامان اور خلجی خاندان	37
13	خاندان تغلق، سادات اور لودھی دور	39
14	دور مغلیہ میں اولیاء کرامؒ	39
15	دور زوال	41
16	ولی کی صفات	43
17	تصوف	44
18	سحر کی ابتداء	47
19	سحر کی حقیقت	47
20	معجزہ اور کرامات میں کیا فرق ہے؟	49
21	کرامات	49
22	معجزہ اور سحر میں فرق	51
23	سلاسل طریقت کی تاریخ	53
24	سلسلہ قادریہ	53
25	سلسلہ چشتیہ	53
26	سلسلہ سہروردیہ	55
27	ہندوستان میں روحانی سلاسل	57
28	ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کے فروغ	59
29	حضرت خواجہ اویس قرنیؓ	61
30	حالات زندگی	61
31	آپ کی عظمت	62
32	کیلے کا درخت	64
33	شفاعت کا شرف	64
34	جہاد کی کیفیت	67
35	کرامات	67
36	زیارت کا مقصد	68
37	راتوں کی تقسیم	68
38	شان استغناء	69
39	خواجہ اویس قرنیؓ کا اشتیاق دیدار نبیؐ	69
40	شہادت	70

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
41-	مزار مبارک	71
42	حضرت خواجہ حسن بصریؒ	72
43	حالات زندگی	72
44	پرورش	73
45	تعلیم	73
46	تفسیر	73
47	حدیث	74
48	فصاحت و بلاغت	74
49	علم باطن	76
50	خوف خدا	76
51	ذریعہ معاش	77
52	راہ معرفت کا حاصل ہونا	77
53	سیرت پاک	80
54	مردان حق کی شان	80
55	بدکردار	80
56	گنہگار کے آنسو	80
57	دنیا عبرت کا مقام ہے	81
58	مچھلی کا کباب	81
59	آپ کی توبہ	81
60	خواجہ حسن بصریؒ کی تین نصیحتیں	82
61	نیک اور متقی صوفیوں کی مجلس	83
62	علمی فضیلت	84
63	غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے	85
64	خواجہ حسن بصریؒ کی بے باک حق گوئی	85
65	خوف خدا کی حالت	86
66	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نصیحت	86
67	صبر و زہد کی تعریف	86
68	خلق خدا سے بے نیازی	87
69	درد کی شکائت کی پٹی	87
70	یقین کامل کا نتیجہ	87
71	رضائے الٰہی کا ذریعہ	88
72	ہمدردی کا اجر	88
73	توکل بے مثال	89
74	وعظ گوئی کی اجازت	91
75	مقام طشت	91
76	گریہ وزاری	92
77	تنہائی زیادہ بہتر ہے	92
78	مردہ دِلی کے اثرات	92
79	کرامات	92
80	بُری نیت کا اثر	93
81	سنہری اقوال	94
82	اکابرین کی آراء	96

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
83	فقہ	97	104	وفات	121
84	آپ کے شاگرد	98	105	تعلیمات داتا صاحب	123
85	غلط فہمی	99	106	علم نجوم	124
86	حسن بصریؒ پر ابن جبیر کی شہادت	100	107	علم طب	124
87	وصال	100	108	علم ریاضی	125
88	حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ	102	109	علم فقہ	125
89	حالات زندگی	102	110	سماع قرآن	126
90	والد گرامی	104	111	تحقیر نفس	127
91	شجرۂ نسب	104	112	ایثار	129
92	تعلیم و تربیت	104	113	اقوال زریں	132
93	سکونتی پس منظر	105	114	سید علی ہجویریؒ لاہوری کے نظریات	134
94	گنج بخش کا لقب	105	115	تصور خدا	135
95	اساتذہ کرام	106	116	تصور کائنات	136
96	ازدواجی زندگی	107	117	تصور انسان	136
97	عورت فتنہ ہے	108	118	علم حقیقت	138
98	تصانیف	109	119	علم شریعت	138
99	کشف المحجوب	110	120	علم کے ذرائع	138
100	تبلیغ اسلام	112	121	معرفت الٰہی	139
101	کرامات	117	122	علم او تصوف	139
102	مرشد کے حکم کی حکمت	120	123	علم و عمل	140
103	حضرت ابوحنیفہ النعمان کی شان	120	124	تصور خدا	141

Marfat.com

نمبرشمار	مضامین	صفحہ	نمبرشمار	مضامین	صفحہ
125	عمل تعلیم	142	146	اجمیر شریف میں قیام	161
126	نصاب	143	147	آخری وقت	169
127	وجد و سماع	143	148	تبلیغ کے اعلیٰ طریقے	172
128	معلم کا کردار	143	149	کرامات	176
129	رہنمائی کا نظریہ	144	150	تعلیمات	181
130	مطالعہ و تحقیق	145	151	سیرت و کردار	185
131	حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ	146	152	ازدواج واولاد	189
132	حالات زندگی	146	153	وفات	191
133	وجہ تسمیہ چشتی	148	154	سلطان خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	192
134	وجہ تڑپ حق	148	155	پیدائش مبارک	192
135	والد ماجد	150	156	اسم مبارک	193
136	والدہ ماجدہ	150	157	نسب	193
137	بہن بھائی	150	158	والدین	194
138	تعلیم و تربیت	150	159	تعلیم	194
139	نیشاپور کی حالت	151	160	حق کی جستجو	195
140	گھر کو واپسی	152	161	بیعت ۵۸۲ ھجری ۱۱۸۶ء	196
141	دوسرا صدمہ	153	162	خلافت	197
142	تعلیم کی تکمیل	154	163	حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکرؒ	197
143	بیعت مرشد	155	164	سفر اوش	198
144	تبلیغی خدمات	158	165	ازدواج واولاد	198
145	ہندوستان میں تبلیغ دین	160	166	اولاد	199

Marfat.com

صفحہ	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
167	وجہ تسمیہ کا کی	199	187	توکل	214
168	تصانیف	200	188	حالات کی کشیدگی	215
169	تعلیمات	201	189	سماع کا اشتیاق	215
170	صاحب سجادہ	201	190	مجلس سماع	215
171	مرد کی کمالیت	201	191	درود وظائف	217
172	آرائش دُنیا	202	192	حاجات کا پورا ہونا	218
173	تسلیم ورضا	202	193	رحلت	218
174	حضرت زکریا کا واقعہ	202	194	وصیت نماز جنازہ	219
175	حضرت رابعہ بصریؒ کا طریقہ	203	195	خلفائے کبائر	220
176	کرامات	204	196	حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ	221
177	مغلوں کے حملے کی پسپائی	209	197	ولادت مبارک	221
178	مردان غیب سے ملاقات	210	198	والد ماجد	221
179	سیرت وکردار	212	199	دادا	222
180	عبادات	212	200	تعلیم وتربیت	222
181	گوشہ نشینی	212	201	باادب بانصیب (احترام اساتذہ)	224
182	شب بیداری	213	202	عمل	225
183	فقر وفاقہ	213	203	کرامات	223
184	نذرانہ سے انکاری	213	204	پابندی شریعت	235
185	پیرومرشد سے عقیدت	213	205	اطاعت حدیث وسنت	237
186	مراقبہ	214	206	اللہ کے گھر کا احترام	238

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
207	سلطان العارفین کا خطاب احترام پیغمبر	238	227	وفات	260
208	والدہ کا احترام	240	228	حضرت خواجہ باقی باللہؒ	264
209	سیرت و کردار	242	229	حالات زندگی (پیدائش)	264
210	سیرت پاک	242	230	والدین	264
211	حلال روزی	243	231	تعلیم کا حصول	265
212	ذکر الٰہی	244	232	جستجوئے حق	265
213	مشاہدہ	245	233	خلافت کا اعزاز	268
214	ریاضت کی کیفیت	245	234	ازدواج و اولاد	269
215	توکل	246	235	اولاد	269
216	تعلیمات	246	236	دشمن کیلئے مغفرت	270
217	تبلیغ	249	237	مصیبت زدوں سے ہمدردی	270
218	نماز کی حالت	249	238	حلم و عفو	271
219	ابدال و غوث میں فرق	250	239	سیرت و کردار	272
220	ابدال اور غوث میں کیا فرق ہے	250	240	اہم حکایات	273
221	خلفائے کبائر	252	241	جانوروں سے سلوک	274
222	آپ کی دعا و مناجات	254	242	اقوال زریں	274
223	آپ کی مقبولیت	256	243	تعلیمات	275
224	حضرت علی ہجویریؒ	256	244	توکل	275
225	شیخ عطارؒ کا خراج عقیدت	257	245	قطع علائق	275
226	مقبولیت کی وجوہات	257	246	والدہ کی دُعا	276

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
247	خلفائے کبائر	276	267	ابلیس کا بیان	295
248	کرامات	278	268	مصائب بقدر ایمان	295
249	وصال	280	269	خیر وشر	296
250	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	281	270	چار قسم کے لوگ	296
251	حالات زندگی (پیدائش)	281	271	اللہ تعالیٰ اپنے فعل میں دانا ہے	297
252	حلیہ مبارک	282	272	راست بازی	297
253	والد ماجد	282	273	حسد ایمان کو کھا جاتا ہے	297
254	والدہ محترمہ	282	274	خالق اپنی مخلوق سے ارفع اعلیٰ ہے	297
255	بچپن	282	275	معرفت حق	298
256	تعلیم	283	276	عارف کا مقام	298
257	بیعت کیا ہے؟	284	277	دنیا جائے بلا ہے	298
258	آپ کی بیعت	285	278	دُعا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے	299
259	تبلیغ کا آغاز	287	279	اقوال زریں	299
260	وعظ میں تاثیر	289	280	سادگی	302
261	تعلیمات وعظ	290	281	کرامات	304
262	توحید	290	282	دُعا کا اثر	305
263	خلقت کے ساتھ حسن معاشرت	290	283	درختوں کا سرسبز ہونا	305
264	سیرت پاک	292	284	قبر کے عذاب سے نجات	306
265	تعلیمات	292	285	وعظ کا اثر	306
266	مشکوک چیزوں سے پرہیز	294	286	باطنی قوت	307

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
287	جود وسخا	308	307	(ب) صاحبزادیاں	325
288	جن وانس پر غلبہ	309	308	خواجہ محمد سعید	326
289	گائے کا کلام کرنا	311	309	(الف) صاحب زادگان	327
290	ماں کے پیٹ میں کرامات	311	310	خواجہ محمد معصوم	327
291	علمی کمالات	313	311	والد کا انتقال	328
292	آپ کے تلامذہ کرام	314	312	شیخ احمد سرہندیؒ کا نسب نامہ	328
293	تصانیف	314	313	مشائخ طریقت	331
294	ازدواج واولاد	315	314	کارنامے	332
295	اولاد	315	315	مذہبی	332
296	صاحب زادوں کے مختصر حالات	316	316	اصلاح تصوف	334
297	وفات	318	317	ترویج شریعت	335
298	سیرت وکردار	320	318	تصانیف	337
299	دُعا میں شرمندہ نہ ہونا	321	319	خلفائے کبائر	339
300	ادنیٰ پر شفقت	322	320	کرامات	341
301	صرف ایک خدا ہے	322	321	روحانی استغناء	343
302	حضرت شیخ احمد سرہندیؒ	324	322	تجارت لقمہ حلال ہے	343
303	پیدائش	324	323	فضائل وخصائص	345
304	تعلیم	325	324	ظاہری اوصاف	348
305	شادی	325	325	عبادات	349
306	اولاد	325	326	طعام	349

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
327	زکوۃ	350	347	دہلی میں تعلیم کا حصول	367
328	باطنی اوصاف	351	348	قاضی کے عہدے کی تمنا	369
329	حصول طریقت	353	349	بیعت وخلافت	370
330	حضرت خواجہ مجدد الف ثانی کی توجہ کا اثر	355	350	سیرت	371
331	وصال	357	351	دہلی کا سفر	374
332	بشارات وصال	358	352	سخاوت	377
333	رحلت کے نشانات	359	353	عبادت وریاضت	378
334	کیفیت وصال	360	354	تعلیمات	379
335	اصح لیل	360	355	بلند کرداری	381
336	وصیت	361	356	دوستی	382
337	تجہیز وتکفین	362	357	روحانی خانہ کعبہ کی زیارت	385
338	نماز جنازہ	363	358	گھر کے دو دروازے	386
339	سلطان المشائخ والاولیاء	364	359	عقیدت کی انتہا	387
340	شیخ نظام الدین محمد بدایوانی	364	360	تصانیف	388
341	حالات زندگی (پیدائش)	364	361	دہلی میں قیام	389
342	والدین	365	362	تبلیغ واصلاح مخلوق	390
343	والدہ ماجدہ	365	363	سماع کا شوق	391
344	شجرۂ نسب	365	364	سلطان علاؤالدین کا اظہار عقیدت	392
345	تعلیم وتربیت	366	365	سماع میں موت کی تمنا	393
346	والدہ کا انتقال	367	366	بحث ومذاکرہ سماع	394

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
367	کرامات	397	387	کہتر از بہتر	420
368	شیخ نورالدین ملک کی کرامت	398	388	بغیر اجازت داخلہ	421
369	مولانا شعیب کا مصلیٰ اور ٹوپی لانا	399	389	شرف الدین بحری کی مخالفت	422
370	نظر کی کرامت	399	390	حج کا فریضہ	423
371	والدہ کی خوشنودی کی کرامت	400	391	ہندوستان میں آمد	423
372	اولیاء کرام کا وقار اور کرامت	402	392	قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تعلیم کا حکم	424
373	فتح کی خوشخبری	407	393	ازدواج واولاد	424
374	خلفائے کبائر	413	394	دہلی میں سماع کی مجالس	425
375	وفات	414	395	دہلی کو واپسی	426
376	شیخ محمد حمید الدین ناگوریؒ	415	396	ناگور کی قضاۃ	427
377	حالات زندگی (پیدائش)	415	397	رحلت	427
378	والد ماجد	415	398	سیرت پاک	427
379	شجرۂ نسب	416	399	علمی ذوق	428
380	تعلیم وتربیت	416	400	تعلیمات	428
381	تخت نشینی	416	401	کرامات	429
382	بیوی کی رحلت	416	402	اقوال زریں	431
383	تخت کو ٹھوکر ماردی	417	403	خلفائے کبائر	432
384	جستجوئے حق	418	404	شیخ احمد نہروالی بدایوانیؒ	432
385	خلافت	418	405	مظلوم کو بچانا	433
386	قاضی حمید الدین ناگوریؒ کی توبہ	418	406	عین الدین قصابؒ	434

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
407	وصال	437	414	تعلیم وتربیت	442
408	شیخ شاہی رسن تاب دایونی	438	415	بیعت خلافت	442
409	قاضی حمید الدین صوفی ناگوریؒ	438	416	تعلیمات	444
410	حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ	441	417	تصانیف	445
411	پیدائش	441	418	اولاد	445
412	والد ماجد	441	419	رحلت	445
413	خاندانی پس منظر	441	420	مصنف کی تصانیف	446

Marfat.com

انتساب

محترم والدین کے نام

جن کی شفقت مادری و پدری ہمیشہ یاد رہے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔

(آمین)

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

تمنا دردِ دِل کی ہو، تو کر خدمت فقیروں کی۔
نہیں ملتا یہ گوہر باشاہوں کے خزینوں میں۔
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو۔
یدبیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں۔

(اقبالؒ)

Marfat.com

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۝

(قرآن حکیم)

ترجمہ:- یاد رکھو کہ خدا کے سچے دوستوں پر نہ تو کبھی مخلوقات کا خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ کبھی رنجیدہ وغمزدہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

شانِ اولیاءؒ

اولیاء راہست قدرت ازالٰہ
ترجستہ بازگردانند ازراہ!
ہرکہ خواھد ہم نشینی باخدا
اونشیند در حضور اولیاء
گفتہ او گفتہءِ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(مولانا روم)

Marfat.com

حسن یکتائے رسولؐ

رونق بزم محبت روئے زیبائے رسولؐ
زینت ایوان وحدت حسن یکتائے رسولؐ
حشر تک جائے نہ میرے سر سے سودائے رسولؐ
بعد مردن بھی رہے دل میں تو لائے رسولؐ
صورت بے صورتی کا راز ظاہر ہو گیا
جب منقش ہو گیا دل پر سراپائے رسولؐ
میری دنیائے محبت ہو گئی رشک جہاں
آ گیا جس دم خیال روئے زیبائے رسولؐ
عرش سے تا فرش بارش ہو رہی ہے نور کی
دونوں عالموں میں درخشاں ہے تجلائے رسولؐ
ہو گئے سرشار جام عشق سے سب تشنہ کام
جب مئے توحید لے کر بزم میں آئے رسولؐ
آرزو ہے شارب خستہ کی اے پروردگار
جلوہ گر دل میں رہے اس کے سراپائے رسولؐ

Marfat.com

(بشکریہ شارب)

اولیاءِ کرام کیا تھے؟

اولیائے کرام عشق الٰہی میں ایسے مست و سرشار تھے کہ ان کو اپنی ہستی کا بھی پتہ نہ تھا۔ تسلیم و رضا توکل و قناعت' امید و بیم' محبت و اخوت' خلوص و خدمت' فقر و فاقہ' ایثار و استقامت ان کا شعار تھا' وہ گفتار و کردار سے ایک معیاری زندگی کا نمونہ پیش کرتے تھے۔ کم کھانا' کم بولنا' کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا ان کا طریقہ کار تھا۔

وہ اپنے درد و درمان' اپنی دعا اور دوا' اپنے سوز اور ساز' اپنی زندگی اور موت اور اپنی فتح اور شکست کو خدا کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ عشق الٰہی کے اسیر تھے' دین کے نصیر تھے۔ وہ روشن ضمیر تھے' بے کسوں کے دستگیر اور کامل پیر تھے وہ دُرِّ بیش بہا و بے نظیر تھے۔ طالبوں کی طلب جب ان کو ان حضرات کے میخانے میں لاتی تو وہ ان کو تائب کر کے آلائشِ دنیا سے پاک و صاف کر دیتے تھے۔ وہ جبر و تشدد کو ناروا سمجھتے تھے۔ محبت اور خلوص کے دل نشین ہتھیاروں سے غیروں کو اپنا کرتے تھے۔

وہ امیر شریعت تھے' جویائے حقیقت تھے' صاحب نسب صاحب اجازت تھے۔ شمع شبستان ہدایت تھے' چراغ دودان ولائیت تھے۔ وہ علم باطن و ظاہر میں کامل تھے۔ مخلوق سے بے نیاز تھے۔ قومی اور نسلی امتیازات سے پاک و صاف تھے۔ مذہبی تعصّبات سے آزاد تھے۔ وہ اہل صفا اور ولی خدا تھے۔ عالم باعمل تھے۔ صاحب جود و کرم تھے۔ وہ شمس و قمر میں' جان و جگر میں' لعل و گہر میں' شام و سحر میں' برگ و شجر میں' آتش نمرود میں' گلزار ابراہیم میں خدا کا جلوہ کارفرما دیکھتے تھے۔ ان کی زندگی نکات طریقت کا دفینہ اور حقیقت و معرفت کا آئینہ تھی۔ معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ تھی۔ غرض انہوں نے اپنی روحانی طاقت' اپنے کردار' اپنی گفتار' اپنے ایثار اور اپنے خلوص اور رواداری سے ایک نئے سماج کی تشکیل کی۔

Marfat.com

عرض مولف

یہ دنیائے فانی مختلف قسم کے لوگوں کا مجموعہ ہے۔ کچھ اس مخلوق میں نیک اور کچھ بد۔ چند امیر اور چند غریب۔ بعض ظالم اور مظلوم اور چند خواندہ اور ناخواندہ ہیں اور چند اولیاء کرام جن کو اللہ تعالیٰ کا دوست ہونے کا مقام حاصل ہوتا ہے مگر نہ ان کے پاس تخت نہ تاج مگر بڑے بڑے شہنشاہ زمانہ ان کی بارگاہوں میں حاضری دیتے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے کسی ملک کو لشکر کشی کر کے فتح تو نہیں کیا مگر مخلوق کے دلوں کو مسخر کر رکھا ہے۔ اور جابر و مغرور و متکبر بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ ان کے پاس پہننے کو کچھ نہ ہوتا۔ محض جسم کو ڈھانپنے کے لئے بوریئے کی گودڑی نما لباس کے سوا کچھ نہ تھا۔ مگر قناعت و استغناء کی یہ کیفیت بے مثال کہ دنیا کے ہیرے و جواہرات کو حقیر سمجھ کر ٹھکرا دیتے۔ اگر لقمہ حلال کہیں سے میسر آتا تو کھا لیتے اور اللہ کا شکر بجالاتے۔ اور بقایا اللہ کے لیے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے' کل کو پھر قناعت کا سہارا دیتے۔ اگر کچھ میسر نہ بھی ہوتا تو صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے اور اللہ کی یاد میں مصروف و مشغول رہتے۔

ان کا کام مخلوق خدا کی بھلائی' شفقت اور ہمدردی کے سوا کچھ نہ تھا۔ مخلوق خدا کو رشد و ہدایت بغیر احسان جتائے بانٹتے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء کرام کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے مدتیں بیت گئی ہیں مگر ان کی یاد لوگوں کے دلوں اور دماغوں سے محو نہیں ہوئی اور بڑے احترام و عقیدت کے ساتھ پھول نچھاور کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا گویا یہ بے تاج بادشاہ نہیں بلکہ شہنشاہ تھے جن کی عظمت کو کوئی کم نہیں کر سکتا۔ ان کے برعکس دنیاوی حکمرانوں کی داستانیں ہیں جن کو زمانہ اپنے ذہنوں سے خود بھلاتا ہے۔

وہ اولیاء کرام تھے کہ جن کا اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' گفتار و کردار غرض کہ زندگی کا ہر ارادی یا غیر ارادی عمل بمطابق شریعت و طریقت اور رضائے الٰہی کیلئے مخصوص تھا۔ جن کی بات میں علم و

Marfat.com

عرفان کی حلاوت تھی۔ جن کی ہر حرکت میں عبادت کی شان پنہاں ہوتی اور جن کے ہر عمل میں عزیمت اور حسن کاری کا نرالا انداز تھا۔

ان کا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پابندی تھا۔ انہوں نے مجاہدے کئے' ریاضتیں کیں' عبادات میں مشغول ہوئے تو دنیا و مافیہا سے بے خبر محض اللہ کے سامنے صحیح معنوں میں جھک گئے اور ہم کلام ہوئے تو جلوہ ایزدی حاصل کیا۔ ان کی طبیعت میں سوز و گداز اور درد مندی سے بھرا ہوا جذبہ تھا۔ کسی کو دُکھ و تکلیف میں دیکھتے تو تڑپ جاتے۔

اس پاک مخلوق خدا کا چلنا پھرنا' اٹھنا بیٹھنا' سونا جاگنا اور جینا مرنا صرف معبود حقیقی کے لئے تھا۔ وہ کھاتے تھے تو محض ذکر و عبادت کے لئے گویا کہ ذکر الٰہی ہی ان کا زیور تھا۔ پہنتے تھے تو صرف ستر پوشی کے لئے۔

یہ کتاب ایسے مردان حق کے حالات زندگی پر ایک مساعی ہے' جنہوں نے عشق حقیقی کی کرنوں کے حصول کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور جب جان سپاری کے ان مراحل سے استقامت اور صبر سے گزرے تو تمام کائنات میں برگزیدہ اور سربلند کہلائے اور امت کے روشن ستارے بن کر چمکے۔

اس کتاب میں اپنے چند بزرگوں اور اولیاء کرام کے حالات زندگی' واقعات حیات اور خوارق عادات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کی تعلیمات اور اخلاقی پہلوؤں پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان مقدس اور عظمت کے میناروں نے مسلمانوں کے اخلاق و معاشرہ کو کس طرح سنوارا۔ انہوں نے اپنی عزیمت و استقامت سے کیسے کیسے مصائب و مشکلات کا مقابلہ کیا اور اپنی سیرت و کردار کا وہ کونسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا جس سے اسلام کو مہتم بالشان ہمہ گیری اور وسعت حاصل ہوئی۔ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر پڑھنے اور سننے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور حسن عمل کی رغبت اور تڑپ پیدا ہوتی ہے اور یہی اس کتاب کے مرتب کرنے کے نمایاں مقاصد ہیں۔ نیز مقصد یہ ہے کہ بندگان خدا اس کے مطالعے سے تصوف سے آگاہ اور روحانیت سے لذت آشنا

Marfat.com

ہو کر اپنی زندگی کو سنواریں۔

میری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے حالات زندگی کے پڑھنے سننے والوں کے دلوں میں اپنی زندگی کو سنوارنے کا جذبہ پیدا کر دے کیونکہ آج بھی اللہ اور رسولؐ سے محبت' اتباع سنت کا جذبہ عشق کی سرمستی اور سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ دور حاضر کا مسلمان عقل کا غلام اور مادہ پرستی کا شکار بنتا چلا جا رہا ہے اور روحانیت اور سوز عشق سے محروم نظر آ رہا ہے حالانکہ عشق اللہ اور رسولؐ ہی مسلمان کی زندگی کے لئے حرارت' توانائی اور حلاوت کا درجہ رکھتا ہے۔ بقول شاعر حالت یوں ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

آخر میں بارگاہ رب العزت میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں بزرگان دین اور اولیاء کرام کی سچی محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور قارئین سے ملتجی ہوں کہ وہ مولف و ناشر کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں نیز اس کتاب کے اغلاط سے مولف کو براہ راست مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں انہیں دور کر کے بہتر بنایا جا سکے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ٥

ناچیز
امیر علی خاں
مکان نمبر ۱۱۸۔ ایف بلاک ۳
سٹیلائٹ ٹاؤن کوئٹہ (بلوچستان)

۹۵۲۹۱

Marfat.com

باب ا

تاریخی پس منظر اولیاء کرامؒ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (القرآن)

انسان کے مقصد حیات کو اللہ تعالیٰ نے یوں واضح فرمایا ہے کہ انسان کی پیدائش کا کوئی مقصد نہیں ہے مگر صرف اور صرف انسانوں اور جنوں کی تخلیق محض اس لئے کی گئی کہ وہ اپنے مالک حقیقی کی عبادت کریں، اس کے سامنے سربسجود ہوں اور ذکر واذکار سے اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ مگر انسان کی پیدائش تو ایک کورے کاغذ کی طرح ہوتی ہے۔ محض گوشت پوست کا ایک ننھا سا لوتھڑا ہوتا ہے جس کو نہ اپنی پہچان اور نہ دوسرے کی شناسائی ہوتی ہے، نہ اس کو اپنی تخلیق کا علم اور نہ دوسرے کے حقوق کا احساس ہوتا ہے، نہ اس گوشت پوست کے مجسمے کو حقوق اللہ کا علم ہوتا ہے اور نہ حقوق العباد کا احساس وغم، ان حالات میں اس مالک حقیقی اور تخلیق کنندہ نے اپنی مخلوق پر ہمدردی اور شفقت کا حق ادا کیا اور اس انسان کی تعلیم کا انتظام کیا۔ تاکہ اس انجان اور لاعلم مخلوق کو خالق کی پہچان ہو اور اس کے ساتھ مخلوق کے حقوق کو جان کر اپنی زندگی بسر کرے۔

انسان کو علم کی روشنی سے آگاہ کرنے کے لئے مالک حقیقی ارض وسماء نے روز اول سے ہی انسان کے ساتھ الفت ومحبت کا مظاہرہ جاری رکھا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ہی حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے ناموں سے واقفیت دلائی جس کا اظہار حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے کیا اور فرشتوں نے انسان کی علمیت اور بزرگی کو تسلیم کیا۔ اور شیطان مردود پر جو کہ انسان کے لئے آج تک اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہر انسان کے سامنے بھی مردود اور انسانی دشمن بن چکا ہے اور انسان اس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ناطق انسان کو صراط مستقیم سکھانے اور عمل کروانے کے لئے پیغمبروں کا سلسلہ شروع فرمایا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر آ کر ختم ہوا اور آپ خاتم

Marfat.com

النّبییّن کہلائے یعنی آپؐ کے بعد کوئی اور پیغمبر دُنیا میں انسانوں کی تعلیم اور بھلائی کے لئے نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے پیغمبروں کا انتخاب فرما کر انسان کے لئے اپنی رشد و ہدایت کا کام بھی مکمل فرما دیا۔ اور مزید کسی اور پیغمبر کی آمد کی ضرورت نہ رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام دنیا والوں تک پہنچانے کے لئے چند برگزیدہ اور منتخب انسانوں کو دنیا میں بھیجا یہ انسان اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بہت عظیم تھے جو گناہ سے پاک تھے اور انہیں علامت و نشان کے طور پر معجزات بھی دیئے گئے۔ ان پر خدا کی وحی اور کتابیں نازل ہوئیں اور ان پاک اولوالعزم انسانوں نے خود بھی عمل کیا اور لوگوں کی بھی راہنمائی فرمائی اور لوگوں کو خدا کے حکم سے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ ان میں آخری اور کامل ترین پیغمبر جناب حضرت محمد ﷺ ہیں جن پر خدا کی آخری کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی اور دین کو مکمل کیا۔ قرآن کا لفظ لفظ اور حرف حرف محفوظ ہے۔ اس کی شرح و تفسیر سُنّت پاک ہے جو ذخیرۂ حدیث و سیرت میں محفوظ ہے۔ اسلامی عقیدہ میں پیغمبر خدا کا برگزیدہ بندہ اور انسان ہوتا ہے۔ وہ خدا یا خدا کا بیٹا یا خدائی میں شریک نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف ایک انسان ہی ہوتا ہے جو کہ انسانوں میں ہی انسانوں کی طرح پیدا ہوتا ہے انہی انسانوں میں سلسلہ وار بچپن گزار کر جوان ہوتا ہے اور پھر وہ قضائے الٰہی سے اس دارفانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔ انہی انسانوں کی طرح کھاتا پیتا ہے' ازدواجی زندگی گزارتا ہے' سوتا اور آرام کرتا ہے' بیماری اور تندرستی کے مراحل سے گزرتا ہے مگر فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ عام انسانوں کی نسبت زیادہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا طلب گار رہوتا ہے اس کا ہر سانس اور ہر قدم اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق نکلتا اور اٹھتا ہے۔ اور اس کی طرف وحی شدہ تعلیم لوگوں کو من و عن پہنچاتا ہے۔ جس پر وہ خود بھی عمل کرتا ہے اور لوگوں کو نمونہ عمل پیش کر کے ان کی راہنمائی فرماتا ہے تاکہ وہ عمل کرنے میں غلطی کے مرتکب نہ ہوں اور یہ صفات عام راہنماؤں اور انسانوں سے اضافی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد کی وجہ سے وہ دنیا میں عام انسانوں کی نسبت زیادہ برگزیدہ اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ پیغمبروں کی شخصیات پر روشنی ڈالنے کے لئے الگ سمندر طرز کی تحریر کی ضرورت ہوگی مگر

Marfat.com

یہاں تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب تو حضرات اولیاء کرامؒ کی شان میں لکھی جا رہی ہے۔ اس لئے پیغمبروں کے بارے میں معمولی سی جھلک کو ہی کافی تصور کیا جائے۔ پیغمبروں کی شان عظمیٰ کا تصور ہی بہت بڑی حکمت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ جس کی وجہ سے اس مولا کریم نے اپنے ناچیز انسانوں کی راہنمائی کے لئے سلسلہ وار نیک بندوں کا انتخاب فرما کر اس انسان کی رشد وہدایت کے لئے مقرر فرمایا اور یہ انسان نادان بجائے ان نیک بندوں اور اولوالعزم برگزیدہ ہستیوں سے فیضیاب ہونے کے ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور مصائب میں مبتلا کرتا رہا مگر خدا کی شان کریمی کا بصد احسان کہ وہ مستقل مزاج اور مصمم ارادے کے لوگ ہدایت کے راستے سے نہ بھٹکے اور مسلسل اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا۔

نبوت کی ضرورت تو انسان کی ہدایت پر مبنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لئے ایک طرح کی خصوصی رحمت ہی قرار دی جا سکتی ہے کیونکہ خالق حقیقی اپنی مخلوق کو گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر روشنی کے میدان میں لا کھڑا کرے اور خالق ومخلوق کے اصلی رشتے کی بنیاد پر دنیا میں عمل ہو اور وہ اصل رشتہ ''خلقت الجن وانس الالیعبدون'' کا ہی ہے جس کی وجہ سے انسان کی تخلیق عمل میں لائی گئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف جن اور انسان کو اپنی عبادت اور بندگی کی خاطر پیدا کیا ہے مگر یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر انسان کو اپنے مالک کی عبادت کے طریقوں کا کیونکر علم ہو اور کس طرز سے اس کی عبادت عمل میں لائے؟ تو اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کا انتظام فرمایا پیغمبروں کو فرشتے کے ذریعے اپنی کلام کی وحی فرمائی اور ان پیغمبروں کو حکم دیا گیا کہ وہ مخلوق کے سامنے خود نمونے کے طور پر عمل کریں اور ان کو عمل کرنا سکھائیں تاکہ مخلوق اپنے خالق حقیقی اور محسن انسانیت کی رضامندی حاصل کر سکیں اور آخرت کی زندگی کا توشہ بھی اکٹھا کر لیں اور آخرت کی زندگی میں اپنے مالک حقیقی کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نجات مل سکے کیونکہ لاعلمی کی وجہ سے جو لوگ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے تو یہ ان کا

Marfat.com

اپنا قصور اور گناہ ہوتا ہے کیونکہ علم کا حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے اور یہ لوگ دو دُہرے عذاب کے مستحق ہونگے۔ ایک تو علم حاصل نہ کرنے کا اور دوسرے اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی نہ گزارنے کا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور شفقت انسانی کے تحت پیغمبروں کا عوام میں سے ہی انتخاب فرمایا تا کہ وہ مخلوق کو اس کے احکام سے آگاہ کریں اور وہ ان پر عمل کر کے اپنی آخرت کی زندگی کو خوشگوار بنا سکیں اور خالق حقیقی سے ناراضگی حاصل نہ کر پائیں جن کی وجہ سے ان کو عذاب میں ڈالا جائے گا جو کہ بہت ہی سخت اور مہلک قسم کا ہو گا۔ اسلام کے تصور حیات یا نصب العین کو انسانی تہذیب پر بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ مقصد حیات انسان کی انفرادی و اجتماعی کوششوں' ارادوں اور فکر و عمل کا رخ متعین کرتا ہے۔ اس کے صحیح یا غلط ہونے پر انسان کی زندگی کے بہتر یا بدتر ہونے کا دارومدار ہے۔ اسلام کا بیان کردہ مقصد حیات بڑا متوازن' محتاط' بامقصد' مثبت اور عقل و فطرت کے عین مطابق ہے۔ دین اسلام کا واضح اعلان ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یا نائب ہے اور نائب ہونے کی حیثیت سے اس کا فریضہ یہی ہے کہ وہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نیابت خداوندی کے تقاضے پورے کرے' اپنی زندگی و موت اور عبادت و عبودیت کو خاص اُسی کے لئے وقف کر دے' زمین میں اُلوہیت و حاکمیت الٰہی کو اپنے اوپر اور دوسروں پر قائم و نافذ کرے اور اپنے منیب (نائب مقرر ہونے والے) کی خوشنودی اور رضا حاصل کرے۔

منیب کی خوشنودی اور رضامندی نہ تو رہبانیت سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عیش و عشرت سے اور نہ ادھوری دین داری سے ممکن ہے بلکہ اس گرانقدر مقصد کے حصول کے لئے انسان کو حنیف (یک سو) ہونا پڑے گا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے حصول کے لئے بہت سی آیات میں یوں فرمایا ہے کہ دُنیا و آخرت' معاش و مفاد میں رضائے خداوندی کا حصول ہی مسلم کا نصب العین ہے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ

Marfat.com

الْمُشْرِكِيْنَ (القرآن)

ترجمہ: میں نے تو اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیر دیا ہے جو خالق ارض وسما ہے اور میں یک ہو سو چکا ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

دوسری جگہ قرآن پاک میں یوں بیان ہے کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (القرآن)

ترجمہ: ''کہو کہ میری' نماز میری عبادت' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ رب العزت جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ہی کے لئے ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے صرف یہی حکم دیا گیا ہے اور میں اول درجے کا مسلم ہوں''

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (القرآن)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں''

مَنْ یُرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْن (الحدیث)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں گہری سمجھ اور سوچ عطا کر دیتا ہے۔

اسلام میں احکام و مسائل کا اصل منبع تو قرآن وسنت ہی ہیں اور جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی وہاں کتاب وسنت کے ماہرین کو انہی کتاب وسنت کے اصولوں پر اجتہاد کی اجازت بھی دی گئی اور جنہوں نے کثرت سے استخراج واستنباط احکام کا کام کیا شرعی اصطلاحات میں ان کو فقہاء' مجتہدین اور آئمہ کہا گیا ہے۔انہی حضرات نے اسی کام کے ساتھ کتاب وسنت کے واضح احکام کو جاری و نافذ کرنے کا طریقہ' ترتیب اور تدریج بھی بتائی۔اسلامی سلطنت کے وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ جدید اقوام وافراد اسلام میں داخل ہوتے گئے اور نئے نئے مسائل پیش آتے گئے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے مسائل حل کرتے چلے گئے۔ یہ سلسلہ نبیؐ سے شروع ہو کر صحابہؓ تابعین

Marfat.com

اموی اور عباسی دور سے لیکر آج تک جاری رہا۔ ان پر زیادہ تر مشہور معروف مذاہب اربعہ کے فقہاء ہیں جو کہ مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی اور مذہب حنبلی کے فقہاء تھے۔ یہ حضرات علم و عمل اور پابندی شرع میں بہت ممتاز تھے۔ تبلیغ اسلام ان کا خاص مقصد اور شعار تھا۔ تصوف کا سلسلہ ساتویں صدی ہجری تک تو عروج وارتقاء کے منازل طے کرتا رہا مگر آٹھویں صدی ہجری کے بعد بلکہ ان ادوار میں بھی کہیں بہت سے ایسے بزرگ ولی اللہ نظر آتے ہیں جنہوں نے تصوف کی روح کو زندہ رکھتے ہوئے اسلامی خلوص وسادگی اور احسان وزہد کو حرز جان بنا رکھا ہے۔ جن کے نام اگرچہ کم ہیں مگر ان کا وجود ضرور موجود رہا ہے۔

۱۔ مشہور سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت محمد بہاؤالدین بخاری معروف شاہ نقشبند

۲۔ سید عبدالعزیز باغ سلجماسیؒ۔

۳۔ بابا فریدالدین گنج شکر چشتی پاک پتنی۔

۴۔ سلطان الہند خواجہ ناظم الدین دہلویؒ۔

۵۔ خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ۔

۶۔ مجدد الف ثانی شیخ الہند سرہندیؒ۔

۷۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔

۸۔ خاتم الاولیا شاہ غلام علی بٹالوی ثم دہلویؒ۔

۹۔ سید احمد شہید رائے بریلویؒ۔

اللہ تعالیٰ کے نظام الٰہی کا سلسلہ رواں دواں نظر آتا ہے اور ہر دور میں کوئی نہ کوئی فقیہ، مجدد کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اگرچہ تعداد کی کمی ضرور واقع ہوئی ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت واقتدار اعلیٰ کے تصور کو برقرار رکھنا ہے اس لئے کسی نہ کسی مرد مجاہد میں اپنی خصوصی رحمت سے ہمت وحوصلہ ڈال کر اس راستے پر گامزن رکھتا ہے۔ اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ اپنے انسانوں میں سے افضل و اعلیٰ پیغمبروں کا انتخاب فرماتا ہے۔ ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے پیروکار اور

Marfat.com

جانثار اپنے اپنے وقتوں میں پیغمبر کے پیغام کو انسانوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے پھیلاتے رہتے ہیں۔ ان کے رخصت ہو جانے کے بعد ان کے پیرو کار حق کی آواز لے کر باطل کے مقابلے میں آ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو یہ سلسلہ جاری و ساری تاریخ کے اوراق میں نظر آتا ہے' تو ان میں ایک طبقہ اولیاء کرام کا بھی سرفہرست ہے جنہوں نے اس برصغیر میں بے شمار قربانیاں دیں۔ اسلام کو پھیلانے میں کتب ورسائل محنت اور تگ ودو سے کام لیا۔ لوگوں کو اللہ کے احکام کی تلقین کی اور بے شمار غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ ان کی فہرست میں بے شمار اولیاء کرام کے نام گنے جا سکتے ہیں مگر ان میں سے چند ایک کے حالات زندگی اور ان کو کار خیر کے دوران کس قسم کی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا' اس کتاب میں مختصراً درج کیا جائے گا کیونکہ ان اولیاء کرام میں سے ہر ایک کی زندگی ایک سمندر بیکراں کا درجہ رکھتی ہے یہاں اتنی طوالت اور ضخامت کی گنجائش نہیں البتہ تحریر اس انداز سے پیش کی جا رہی ہے کہ ان چیدہ چیدہ اولیاء کرام کی زندگی سے پوری طرح پردہ اٹھا کر قارئین کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ تا کہ اس دور میں جو عاشقان رسولؐ اور ان کے پیروکاروں کے عقیدت مند حضرات موجود ہیں ان کے حالات زندگی سے متاثر ہو کر اپنی زندگی میں ان جیسا ولولہ اور جوش پیدا کر کے نہ صرف اپنی اصلاح وتجدید کریں بلکہ معاشرے میں بھی ایسی مذموم برائیوں کو دور کرنے کا عزم مصمم کریں تا کہ یہ معاشرہ اسلامی کہلانے کا مستحق بن سکے۔ اب جب کہ یہ صرف نام کا ہی اسلامی معاشرہ بن چکا ہے۔ اس معاشرہ میں بے شمار افراد کے کام کرنے کی گنجائش موجود ہے میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کار خیر میں شریک اور حصہ دار بنائے۔ آمین

Marfat.com

ولی کسے کہتے ہیں؟

ولی کے معنی اللہ کے سچے دوست کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی اور مخلصانہ دوستی' محبت مودت اور ایک مستقل جذبہء عشق جو طالب کو اپنے محبوب کی ذات میں محو و مستغرق کر دیتا ہے ''اسی طرح ولی کے معنی خدا کا دوست اور عاشق ہے جو اس کی اطاعت و رضا سے ذرہ بھر سرتابی نہیں کرتا۔''

ابو علی جرحانی فرماتے ہیں ''ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال میں فانی ہو اور خدا کے مشاہدہ میں باقی ہو۔ اور اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنے باطنی احوال کے متعلق خلق خدا کو باخبر کرے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شے کے ساتھ آرام پائے یعنی ایک سچا ولی ماسوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ربط و تعلق سے ہرگز مطمئن نہیں ہوتا۔''

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں ''ولی وہ ہوتا ہے جسے غیر اللہ سے قطعاً کوئی خوف نہ ہو اور خوف ان چیزوں سے ہوتا ہے جن سے انسان کی توقعات وابستہ ہوں یا پھر ان محبوب و پسندیدہ اشیاء کے متعلق خوف و خدشہ ہوتا ہے جن کے تلف ہو جانے کا ڈر لگا رہے۔ ولی ہر حال میں راضی برضائے الٰہی ہوتا ہے اور وہ حالات کے نشیب و فراز کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور جس طرح اس کو کسی شئے کا خوف نہیں ہوتا اسی طرح اس کی امیدیں مخلوقات میں کسی سے وابستہ نہیں ہوتیں نیز اسے کسی قسم کا رنج و غم بھی نہیں ہوتا''

ابو عثمان مغربیؒ فرماتے ہیں ''خدا کا ولی مخلوقات میں سے پوشیدہ ہوتا ہے اور غیر اللہ کے ساتھ اپنے قلب و دماغ کو وابستہ نہیں کرتا'' ایک سچا ولی مخلوق میں بطور ولی مشہور و معروف بھی ہو تو وہ نمود و نمائش پسند نہیں کرتا بلکہ اس لحاظ سے بہت فائدہ ہے کہ جھوٹے۔ اور خود ساختہ ولی برسر اقتدار آ کر خلق خدا کو گمراہ نہ کریں اس لئے ایک سچے ولی کی شہرت اور وسیع تعارف سے فتنہ و فساد کو ساقط ہونا چاہئے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ولی کون ہوتا ہے؟ آپ نے

Marfat.com

نہایت جامع اور بلیغ الفاظ میں جواب دیا ''سچا ولی وہ ہوتا ہے جو نفس کا بندہ نہ ہو اور صبر و تحمل کے ساتھ خدا کے اوامر و نواہی کی تعمیل کرے'' یہ اس لئے کہ جس شخص کے دل میں خدا کی محبت زیادہ ہو گی اس کے دل میں خدا کے احکام کی تعظیم بھی بہت زیادہ ہو گی اور وہ اپنے آپ کو اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رکھے گا۔

ابو یزید کے بارے میں ایک حکایت یوں بھی مشہور ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ فلاں شہر میں ایک ولی موجود ہے حضرت بایزید اس کی زیارت کے لئے چل پڑے۔ آپ جب اس کے شہر میں پہنچے تو اس شہر کی مسجد میں گئے۔ تو وہ بھی گھر سے اس مسجد میں آیا جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو وہاں تھوک پھینکی آپ وہیں سے واپس لوٹ آئے اور جی میں کہا کہ'' اگر یہ شخص خدا کا سچا ولی ہوتا تو خانہ خدا کا احترام کرتا اور مسجد میں ہرگز نہ تھوکتا۔ اگر یہ شریعت کی تعظیم کرتا تو خدا اس کی تعظیم کرتا'' اس لئے اندرونی حالات میں تو ایسا شخص اولیاء اللہ میں سے ہرگز نہیں ہو سکتا چنانچہ آپ نے رات کو حضور ﷺ کا دیدار فرمایا جس میں حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا۔ ''اے ابو یزید جو کام تو نے کیا اور اس سے جو نتائج برآمد ہوئے اس کی روحانی و باطنی برکات تجھے حاصل ہوئیں'' پھر حقیقت ہے ''کہ میں دوسرے دن ہی اس درجہ پر پہنچا جس درجہ پر تم مجھے آج دیکھ رہے ہو''

نبوت کی اہمیت و ضرورت سے کوئی فرد بھی منکر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک مخلوقی ضرورت ہے، جس کو پورا کیا گیا۔ کیونکہ پیغمبر ایک مقررہ وقت گزار کر اس دار فانی سے رحلت فرما جاتے ہیں اور اس پیغمبر کی تعلیمات اس کے پیروکار ہی اس کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہوتے ہیں۔

ضرورت اولیاءؒ کرام:

جیسا کہ اوپر کی سطور میں ذکر کیا گیا ہے کہ پیغمبر ایک محدود سے وقت کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کو انسانوں تک پہنچاتے ہیں اس کے بعد پیغمبر کے پیروکار، حامی اور حواری ہی دین کی

Marfat.com

تعلیمات کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ سابقہ پیغمبروں کے ادوار میں ہوتا چلا آیا ہے اس طرح حضور اکرم ﷺ کے پیروکار ہی ان کی تعلیمات کو مخلوق تک پہنچانے کے ذمہ دار ٹھہرے اور علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا گیا۔ پیغمبروں کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام کو دوسری مخلوق تک پہنچانے کا کام اولیاء اور علماء کے ذمہ رہ گیا۔ یہ اولیاء کرام اور علماء حضرات مبلغ کی شکل میں لوگوں کو ہدایات دیتے ہیں اور مخلوق ان کی ہدایت سے فیض یاب ہوتی رہتی ہے۔ یہ اولیاء کرام پیغمبروں کی طرح اپنی ذمہ داری نبھاتے یا پوری کرتے چلے جاتے ہیں گو وہ پیغمبروں کی طرح باہمت نہیں ہوتے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ان کے شامل حال ضرور ہوتی ہے کیونکہ پیغمبروں میں تو وہ صلاحتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوتی ہیں اس کے علاوہ پیغمبروں کو بروقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی بذریعہ وحی حاصل ہو جاتی ہے مگر ان اولیاء کو صرف کبھی کبھی خواب یا کسی خاص معاملہ میں رہنمائی ہوتی ہے جسے کرامات کا نام دیا جاتا ہے۔ چونکہ پیغمبروں کی سی رہنمائی کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا ہوتا ہے اور یہ پیروکار ایک متبادل نظام کے طور پر کام کرتے ہیں اور ان سب نیکوکار لوگوں کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ شامل ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد ان کے محبوب پیروکار خلفاء راشدین تھے پھر صحابہ کرامؓ اور تابعین و تبع تابعین کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن میں زمانے کے اولیاء کرام بھی مختلف ادوار میں ظہور پذیر ہوئے اور انہوں نے اس فریضہ کو عزم صمیم کے ساتھ پورا کیا۔ ہندو پاک میں حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں ہی اسلام کی اشاعت کی ابتداء ہو چکی تھی۔ عہد فاروقی میں سندھ اور جنوبی ہند پر حملہ آور جماعتیں رضا کارانہ حیثیت رکھتی تھیں۔ ان جہادی مہمات میں صحابہؓ کو کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے آئندہ فتوحات کا راستہ کھول دیا تھا اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ۲۱ھ ۲۴ھ خلافت فاروقی کے عہد میں ہی حکم بن عمرو تغلبی کی سرکردگی میں مکران کی فتح عمل میں آئی اور مسلمانوں کا مقابلہ اس وقت مکرانیوں اور سندھیوں کی متحدہ طاقت سے ہوا مگر ان کو شکست کا سامنا ہوا۔

ان عسکری فتوحات کے علاوہ اسلام کی نشر و اشاعت کا سلسلہ گجرات، بمبئی اور سندھ

Marfat.com

میں جاری ہوا اور جنوبی ہند کے جزیروں میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد پیدا ہوگئی اور مسلمان مستقل طور پر آباد ہو گئے۔

اس کے بعد اموی دور خلافت میں بزمانہ ولید بن عبدالملک؛ محمد بن قاسم کی جہادی کاروائی میں راجہ داہر (سندھ) کے بحری ڈاکوؤں کا عرب مسلم تاجروں کے جہازوں پر حملہ لوٹ مار تھی مگر تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ اس وقت عربوں کی ایک معتد بہ تعداد لنکا' سراندیپ اور مالدیپ جزائر میں آباد ہو چکی تھی اور یہ علاقے اسلام کی روشنی سے منور ہو چکے تھے بلکہ ان سے آگے چین اور جزائر شرق الہند (انڈونیشیاء) میں بھی مسلمانوں کی خاصی تعداد موجود تھی اور اشاعت اسلام کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا مگر اس زمانے میں سارے سندھ اور پنجاب کے بھی کچھ علاقے پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور جنوبی ہند میں بھی اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں شروع تھیں۔

ابتدائی دور کے مسلم علماء کرام:

۱۔ ابتدائی دور کے مسلم علماء' مشائخ اور مبلغین کی ایک طویل فہرست پیش کی جاسکتی ہے جنہوں نے اسلام کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ان میں چند اہم شخصیات کے نام درج ذیل ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰنؒ کوفی بیلمانی۔

محمد بن حارث بیلمانی محدث۔

محمد بن ابراھیمؒ بیلمانی محدث۔

ابو محمد ہندی بغدادی جو کہ عالم و محدث اور راوی سیرت تھے۔

یزید بن عبداللہ قرشی بیسری محدث۔

ابوعبداللہ محمد بن ایوب کلبی بغدادی۔ بہت بڑے محدث تھے

موسیٰ سیلانیؒ سیلان (سیلون' لنکا) کی نسبت سے سیلانی کہلاتے تھے) جو کہ بہت بڑے تابعی اور جلیل القدر محدث تھے۔

Marfat.com

تعلیمات کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ سابقہ پیغمبروں کے ادوار میں ہوتا چلا آیا ہے اس طرح حضور اکرم ﷺ کے پیروکار ہی ان کی تعلیمات کو مخلوق تک پہنچانے کے ذمہ دار ٹھہرے اور علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا گیا۔ پیغمبروں کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام کو دوسری مخلوق تک پہنچانے کا کام اولیاء اور علماء کے ذمہ رہ گیا۔ یہ اولیاء کرام اور علماء حضرات مبلغ کی شکل میں لوگوں کو ہدایات دیتے ہیں اور مخلوق ان کی ہدایت سے فیض یاب ہوتی رہتی ہے۔ یہ اولیاء کرام پیغمبروں کی طرح اپنی ذمہ داری نبھاتے یا پوری کرتے چلے جاتے ہیں گو وہ پیغمبروں کی طرح باہمت نہیں ہوتے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ان کے شامل حال ضرور ہوتی ہے کیونکہ پیغمبروں میں تو وہ صلاحتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوتی ہیں اس کے علاوہ پیغمبروں کو بروقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی بذریعہ وحی حاصل ہو جاتی ہے مگر ان اولیاء کو صرف کبھی کبھی خواب یا کسی خاص معاملہ میں رہنمائی ہوتی ہے جسے کرامات کا نام دیا جاتا ہے۔ چونکہ پیغمبروں کی سی رہنمائی کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا ہوتا ہے اور یہ پیروکار ایک متبادل نظام کے طور پر کام کرتے ہیں اور ان سب نیکوکار لوگوں کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ شامل ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد ان کے محبوب پیروکار خلفاء راشدین تھے پھر صحابہ کرامؓ اور تابعین و تبع تابعین کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن میں زمانے کے اولیاء کرام بھی مختلف ادوار میں ظہور پذیر ہوئے اور انہوں نے اس فریضہ کو عزم صمیم کے ساتھ پورا کیا۔ ہندو پاک میں حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں ہی اسلام کی اشاعت کی ابتداء ہو چکی تھی۔ عہد فاروقی میں سندھ اور جنوبی ہند پر حملہ آور جماعتیں رضا کارانہ حیثیت رکھتی تھیں۔ ان جہادی مہمات میں صحابہؓ کو کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے آئندہ فتوحات کا راستہ کھول دیا تھا اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ۲۱ھ '۲۴ھ خلافت فاروقی کے عہد میں ہی حکم بن عمرو تغلبی کی سرکردگی میں مکران کی فتح عمل میں آئی اور مسلمانوں کا مقابلہ اس وقت مکرانیوں اور سندھیوں کی متحدہ طاقت سے ہوا مگر ان کو شکست کا سامنا ہوا۔

ان عسکری فتوحات کے علاوہ اسلام کی نشر و اشاعت کا سلسلہ گجرات' بمبئی اور سندھ

Marfat.com

میں جاری ہوا اور جنوبی ہند کے جزیروں میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد پیدا ہوگئی اور مسلمان مستقل طور پر آباد ہوگئے۔

اس کے بعد اموی دور خلافت میں بزمانہ ولید بن عبدالملک، محمد بن قاسم کی جہادی کاروائی میں راجہ داہر (سندھ) کے بحری ڈاکوؤں کا عرب مسلم تاجروں کے جہازوں پر حملہ لوٹ مار تھی مگر تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ اس وقت عربوں کی ایک معتدبہ تعداد لنکا، سراندیپ اور مالدیپ جزائر میں آباد ہو چکی تھی اور یہ علاقے اسلام کی روشنی سے منور ہو چکے تھے بلکہ ان سے آگے چین اور جزائر شرق الہند (انڈونیشیاء) میں بھی مسلمانوں کی خاصی تعداد موجود تھی اور اشاعت اسلام کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا مگر اس زمانے میں سارے سندھ اور پنجاب کے بھی کچھ علاقے پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور جنوبی ہند میں بھی اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں شروع تھیں۔

ابتدائی دور کے مسلم علماء کرام:

ا۔ ابتدائی دور کے مسلم علماء، مشائخ اور مبلغین کی ایک طویل فہرست پیش کی جاسکتی ہے جنہوں نے اسلام کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ان میں چند اہم شخصیات کے نام درج ذیل ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن کوفی بیلمانی۔

محمد بن حارث بیلمانی محدث۔

محمد بن ابراھیمؒ بیلمانی محدث۔

ابو محمد ہندی بغدادی جو کہ عالم و محدث اور راوی سیرت تھے۔

یزید بن عبداللہ قرشی بیسری محدث۔

ابوعبداللہ محمد بن ایوب کلبی بغدادی۔ بہت بڑے محدث تھے

موسیٰ سیلائیؒ سیلان (سیلون، لنکا) کی نسبت سے سیلانی کہلاتے تھے) جو کہ بہت بڑے تابعی اور جلیل القدر محدث تھے۔

Marfat.com

ابوالقاسم جعفر بن محمد سراندیؒ ٗ جو کہ بہت بڑے امام قراۃ تھے

امام عبد بن حمید بن نصر کسی۔ وہ جلیل القدر محدث تھے

۔ابو اسحاقؒ ابراھیم بن سندھی۔

۔اسماعیلؒ بن موسیٰ بن انت سندھی جو کہ بہت بڑے محدث اور حضرت امام مالکؒ کے شاگرد تھے۔

۔فضلؒ بن احمد ہاشمی منصوری۔

۔احمدؒ بن سندھی بن فروخ بغدادی

۔احمدؒ بن سندھی رازی۔

۔عبداللہ بن حسنؒ بن سندھی اندلسی۔

۔ابوالحسنؒ محمد بن عبداللہ سندھی بصری، تیسری صدی کے جلیل القدر محدث تھے۔

۔ابوعلیؒ سندھی بغدادی، صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے اور بغداد میں قیام تھا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے اساتذہ میں سے تھے۔

۔علی بن عبداللہ سندھی۔ چوتھی صدی کے مشہور محدث اور استاد حدیث تھے۔

۔قاضی ابوالعباسؒ احمد بن محمد تمیمی۔

۔قاضی ابومحمد منصوریؒ

۔ابوبکر احمدؒ بن محمد ہارون، بہت بڑے محدث وقاری تھے۔

۔ابوسعید محمد بن اسد بن محمد یوقانی ۵۵۶ھ وہ حضرت امام غزالیؒ کے شاگرد تھے۔

یہ حضرات وہ تھے جو پاکستان و ہند کی سرزمین سے اٹھے اور وہ علماء محدثین جو عالم اسلام سے یہاں وارد ہوئے اور انہوں نے علم وفضل اور تعلیم وتربیت کی توسیع میں حصہ لیا۔ ان کی تعداد تو بے شمار ہے جن میں اہم کے نام درج ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابوعثمانؒ

ملک النحاۃ حسنؒ بن صافی بغدادی

Marfat.com

حسین بن منصور حلاج مقتول

حلف بن احمد سنجری

ابوبکر محمدؒ بن معاویہ اندلسی

ابوالحسنؒ نیشاپوری

ابوعبداللہ محمد بن ابی الفرجؒ مغربی

محمد بن اسماعیل تنوخی منجمؒ

ابوریحان محمد بن احمدؒ بیرونی

ابومعشر فلکی، بلخیؒ۔

شیخ اسماعیل لاہوریؒ۔ اسلام کے بہت بڑے داعی اور مبلغ تھے

ابوالفتح عبدالصمدؒ بن عبدالرحمٰن لاہوری۔

ابوحسن علیؒ بن عمروؒ بن حکم لاہوری۔ وہ بہت بڑے ادیب، شاعر اور محدث تھے

عمرو بنؒ سعید لاہوری۔

ابوحفص عمرؒ بن محمد سلیمانی مکرانی: علم حدیث میں ان کا پایہ بلند تھا۔ دور دراز کے علاقوں سے سفر کر کے علوم حدیث حاصل کیا۔

رابعہ بنت کعبؒ خزدار: بلوچستان کے علاقہ خضدار کی مشہور شاعرہ اور ادیبہ تھیں۔ ان کا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا شمار کیا جاتا ہے۔

ابومحمد جعفرؒ بن خطاب خضداری بلخی۔ وہ پانچویں صدی کے بڑے فقیہہ، محدث اور عابد وزاہد تھے۔

ابوداؤد سیولیہ بن اسماعیلؒ خضداری مکی: وہ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم اور محدث تھے بعد میں بلوچستان سے نکل کر مکہ شریف جابسے جہاں انہوں نے درس و تدریس کا کام شروع کیا۔

Marfat.com

II۔ غزنوی عہد کے علماء ومشائخ اور مبلغین اسلام:

غزنوی دور میں ہندوستان اشاعت اسلام کا گہوار بن چکا تھا بہت سے بزرگ علماء مشائخ نظر آتے ہیں جو اشاعت اسلام میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ وقت کے بادشاہوں نے اگر عوام کے جسموں پر حکومت کی تو انہوں نے ان کے دلوں پر حکومت کا تخت قائم کیا اور انہوں نے اپنی علمی و عملی طہارت، بے نفسی اور تقدس سے سرزمین پاک و ہند کو منور کیا۔ فقر و فاقہ کی بوریوں پر بیٹھ کر احکام الٰہی مخلوق تک پہنچائے۔ انہوں نے بالکل بے لوث اسلام کی خدمت کے چراغ روشن کئے اور اپنی مادی مشکلات کے باوجود انہیں روشن رکھا۔ ان میں سے چند درج ذیل اہم ہیں۔

۱۔ شیخ صفی الدینؒ کازرونی آپ بڑے صاحب کرامات، عابد وزاہد بزرگ تھے۔

۲۔ شاہ یوسفؒ گردیزی ملتانی

۳۔ حضرت علی بنؒ عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری وہ بڑے، عابد وزاہد تھے آپ نے بہت سے علمی سفر کئے اور سلطان غزنوی کے عہد حکومت میں لاہور تشریف لاکر اصلاح خلق خدا اور تبلیغ دین میں مشغول ہوئے۔ آپ صاحب کرامات بزرگ تھے آپ کی تبلیغ سے لاہور کا گورنر جس کا نام رائے راجو تھا اور آپ نے اس کا عرف شیخ ہندی رکھا۔ آپ کی تصانیف میں علم و عمل اور دین کی اطاعت واتباع پر زور دیا گیا ہے۔

۴۔ سلطان سخی سرورؒ: ۱۱۸۰ء میں ملتان میں پیدا ہوئے تعلیم لاہور میں حاصل کی اور باطنی تربیت حضرت عبدالقادرؒ جیلانی اور شیخ شہاب الدینؒ سہروردی سے حاصل کی۔ حاکم ملتان نے آپ کے رعب ودبدبہ کو دیکھ کر اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کردیا اور یہی چیز کچھ لوگوں کی رقابت کا باعث بنی اور انہوں نے آپ کو شہید کرڈالا۔

۵۔ سید احمدؒ توختہ ترمذی

۶۔ سید یعقوبؒ صدر دیوان زنجانی۔

Marfat.com

۷۔عزیز الدینؒ مکی لاہوری (پیر مکی)

۸۔سید مٹھاؒ لاہوری۔

ان بزرگان دین نے خلق خدا کو اپنی ظاہری و باطنی کرامات سے لوگوں کے دلوں کو منور فرمایا جن کی لو آج تک لاہور میں باقی ہے۔

III۔خاندان غلامان اور خلجی خاندان کے دور میں علماء ومشائخ:

خاندان غلامان اور خلجی کے دور میں سلطنت میں بہت توسیع ہوئی جس کی وجہ سے دائرہ اسلام بھی بہت وسیع ہوا۔مسلمان مبلغین' صوفیائے کرام اور علماء ومشائخ ملک کے کونے کونے میں احکام الٰہی کی تبلیغ کرنے لگے اور بعض وہ علاقے جہاں اسلامی آواز نہیں پہنچی تھی وہ بھی اس نصرت الٰہی سے مستفید ہوئے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ حکومت وقت نے ان علماء ومشائخ کے ساتھ تعاون نہ کیا اور انفرادی وسائل کے مطابق ہی اسلام کا ڈنکا بجاتے رہے اگر ان کے ساتھ حکومت وقت کے وسائل بھی ہوتے تو نتائج بہت زیادہ مثبت برآمد ہوتے۔اس دور کے اہم بزرگان دین کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔خواجہ غریب نواز حضرت معین الدینؒ اجمیری۔

۲۔حضرت حمیدؒ الدین ناگوری۔

۳۔خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی

۴۔بابا فریدؒ گنج شکر۔

۵۔مخدوم علاؤ الدین صابر کلیریؒ۔

۶۔خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلویؒ۔

۷۔بوعلی قلندرؒ ف ۱۳۲۴ء

۸۔شیخ بہاؤ الدینؒ زکریا ملتانی۔

Marfat.com

۹۔ شیخ ابوالفتح رکن الدینؒ۔

۱۰۔ سید جلال الدین بخاریؒ۔

۱۱۔ حضرت موسیٰ نوابؒ۔

۱۲۔ شیخ جمال الدینؒ۔

۱۳۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ۔

۱۴۔ سید راجو قتالؒ۔

۱۵۔ مخدوم لال شہباز قلندرؒ۔

۱۶۔ شیخ جلال الدین تبریزیؒ۔

۱۷۔ آئینہ ہندوستان شیخ سراجؒ۔

۱۸۔ شیخ علاؤالدین علماء الحق بنگالی لاہوریؒ۔

۱۹۔ حضرت نور قطب عالمؒ۔

۲۰۔ شیخ جلال الدین مجرد سلہٹیؒ۔

۲۱۔ شاہ جلال گجراتیؒ۔

۲۲۔ سید نطہر ولیؒ۔

۲۳۔ پیر معبری کھنڈائتؒ۔

۲۴۔ بابا شرف الدین عراقیؒ۔

۲۵۔ شیخ منتخب الدینؒ۔

۲۶۔ سید بندہ نواز گیسو دراز دہلویؒ۔

۲۷۔ سید امیر کبیر ہمدانیؒ۔

Marfat.com

iv۔خاندان تغلق، سادات اور لودھی دور کے اولیاء کرام:

ان کے دور میں اسلام سابقہ حکمرانوں کے دور سے بھی دور دور پھیلا۔ مگر اسلام کا دائرہ وسیع ہو جانے سے روائتی طور پر چند برائیاں بھی پیدا ہونی شروع ہوگئیں۔ بعض فقہی اختلافات اور بدعات پیدا ہونی شروع ہوگئیں۔ اور بزرگان دین کے بعض سجادہ نشین محض دنیا دار اور نااہل وارث براجمان ہونے لگے اگرچہ ایسے حالات میں بزرگان دین کے لئے کام کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے مگر جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہو ان کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ حاکم وقت کم ہی اولیاء کرام کی سرپرستی کرتے تھے جبکہ دین و سلطنت توام تصور کئے جاتے ہیں اور دونوں لازم و ملزوم ہیں ہر ایک کو دوسرے کی حفاظت و رکھوالی کرنی ضروری ہوتی ہے بہرحال اس دور میں بھی اکیلے اولیاء کرام اللہ کے دین کی خاطر شب و روز کام کرتے نظر آتے ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ اگرچہ تعداد میں کم ہیں۔

۱۔مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ۔

۲۔شیخ شرف الدین احمد یحیٰ میسریؒ۔

v۔دور مغلیہ میں اولیاء کرام:

مغلیہ دور ہندوستان میں طویل دور شمار کیا جاتا ہے۔ اسی دور میں اکبر بادشاہ نے ''دین الٰہی اکبر شاہی'' کا فتنہ کھڑا کیا تھا اور مخلوق کو زبردستی اپنی طرف مائل کرنا شروع کیا۔ اگرچہ سیاسی طور پر اس دور کا آخری زمانہ زوال پذیری کا دور تصور کیا جاتا ہے مگر ان تمام ابتر حالات کے باوجود اللہ والے ہر جگہ ہر وقت اللہ کے احکام کی باتیں بتانے اور پہنچانے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اللہ والوں میں سے درج ذیل حضرات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کام کرتے نظر آتے ہیں۔

۱۔حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ۔

۲۔حضرت شاہ ولی اللہؒ۔

Marfat.com

۳۔شاہ عبدالقادرؒ۔

۴۔شاہ رفیع الدینؒ۔

۵۔مظہر جان جاناںؒ۔

۶۔شاہ غلام علیؒ۔

۷۔مخدوم محمد گیلانی حلبی قادریؒ۔

۸۔مخدوم عبدالقادر ثانیؒ۔

۹۔شیخ عبدالعزیز چشتیؒ۔

۱۰۔شیخ کبیر عبدالقدوسؒ۔

۱۱۔شیخ سلیم چشتیؒ۔

۱۲۔خواجہ باقی باللہ کابلی دہلویؒ۔

۱۳۔شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔

۱۴۔مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ۔

۱۵۔شیخ محمد طاہر پٹنیؒ۔

۱۶۔شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوریؒ۔

۱۷۔شیخ احمد سون غرغشتیؒ۔

۱۸۔سید علی غواصؒ پیر بابا افغانی۔

۱۹۔اخوند بابا درویزہ پشاوریؒ۔

۲۰۔حضرت میاں میرؒ لاہوری قادری۔

۲۱۔حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ۔

۲۲۔شاہ رفیع الدینؒ۔

۲۳۔علامہ بحر العلومؒ لکھنوی۔

Marfat.com

۲۴۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی۔

۲۵۔ شیخ محمد حیات سندھیؒ۔

۲۶۔ مولانا سلام اللہ محدثؒ۔

۲۷۔ مولانا فضل امام خیر آبادیؒ۔

۲۸۔ مولانا فضل حق خیر آبادیؒ۔

vi۔ دورِ زوال:

اللہ تعالیٰ کا نظام کامل ہے۔ اس نے ہر قوم کے لئے ترقی اور تنزلی کے لئے نشانیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ جو اقوام اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گی وہ ترقی کی راہ پر بلا خوف وخطر گامزن رہیں گی جس طرح کہ آپ نے مسلمانوں کے ماضی کے حالات کا مطالعہ کیا ہے دنیا بھر کے بحر و بر اور چرند و پرند بھی مسلمانوں کے سامنے بے بس تھے مگر جب ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور قائدین کی کوششوں میں بھی فتور پیدا ہو گیا تو انہی مسلمانوں پر زوال کے بادل منڈلانے لگے جو کہ آج تک اضافے کے ساتھ قائم ہیں اور مسلمان غیر اقوام کے سامنے دست دراز ہیں جو کہ اسلامی تعلیمات اور احکامات الٰہیہ کے منافی ہے' اس طرح مسلمانوں کا یہ بھی زوال و غلامی کا دور شمار ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس دور میں بھی اپنے نیک بندوں کے ذریعہ طاغوتی طوفان کو روکا۔ جہانگیرؒ کے (اورنگ زیب عالمگیرؒ) بعد زوال کی علامات تیزی سے ظاہر ہونے لگیں اور مسلمان اپنے دین سے منحرف ہونے لگے تو شاہ ولی اللہ اور ان کی اصلاحی وتجدیدی تحریک نے اس طاغوتی طوفان کو روکا۔ اگرچہ اس تحریک میں ان کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر پھر بھی دشمن کو احساس دلا دیا گیا کہ اسلامی تحریک کو دبانا آسان کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا ڈنکا تادم دنیا بجتا رہے گا۔ اس دورِ زوال میں جن اولیاء کرام نے شب و روز محنت شاقہ سے کام کیا اور اسلام کے نام کو زندہ رکھا۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

۱۔ سید احمد شہید بریلویؒ۔

۲۔ مولانا ولایت علی عظیم آبادیؒ۔

۳۔ مولانا عنائت علی عظیم آبادیؒ۔

۴۔ مولانا عبداللہؒ۔

۵۔ مولانا عبدالکریمؒ۔

۶۔ مولوی امام الدین بنگالیؒ۔

۷۔ صوفی نور محمدؒ۔

۸۔ مولانا سید محمد علی کانپوریؒ۔

۹۔ مولانا شبلی نعمانیؒ۔

۱۰۔ مولانا عبدالحق حقانیؒ۔

۱۱۔ ڈاکٹر علامہ اقبالؒ۔

۱۲۔ سر سید احمد خاں۔

اُن علماء کرام نے اس دور زوال میں اسلامی تحاریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دشمنان اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اُن کی اہم تحاریک اسلامی یہ تھیں۔

I۔ اصلاحی وتجدیدی تحریک۔

II۔ سید احمد شہید بریلوی کی تحریک۔

III۔ سر سید احمد خاں کی تحریک علی گڑھ۔

IV۔ ندوۃ العلماء لکھنو کی تحریک۔

V۔ تحریک دارالعلوم دیوبند۔

VI۔ علامہ اقبال اوران کی تحریک وغیرہ۔

Marfat.com

ولی کی صفات:۔

غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے ولی کی درج ذیل صفات بیان فرمائی ہیں۔

ایک دفعہ خادمان طریقت نے آپ سے دریافت کیا کہ ولی میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟ تو آپ نے فرمایا'' ولی کے لئے بارہ صفات کا حامل ہونا لازمی ہے اور جب تک یہ بارہ صفات کسی شخص میں نہ ہوں اس وقت تک اس کے لئے مسند ولایت پر قدم رکھنا مناسب نہیں وہ صفات درج ذیل ہیں:

۱۔عیب پوشی۔ ۲۔رحم دلی۔

۳۔شفقت۔ ۴۔رفاقت۔

۵۔راستی۔ ۶۔نیکی کی ہدایت کرنا۔

۷۔برائی سے روکنا۔ ۸۔شرم وحیا۔

۹۔کھانا کھلانا۔ ۱۰۔عالم وفاضل ہونا۔

۱۱۔شجاعت۔ ۱۲۔راست گوئی۔

آپ نے ان صفات کو سیکھنے کے طریقے بھی یوں بیان فرمائے:۔

۱۔عیب پوشی ورحم دلی: خدائے برتر سے سیکھے۔

۲۔شفقت ورفاقت : آنحضرت ﷺ سے سیکھے۔

۳۔راستی وراست گوئی: حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سیکھے۔

۴۔نیکی کی ہدایت کرنا اور برائی سے روکنا حضرت عمر فاروقؓ سے سیکھے۔

۵۔شرم وحیاء اور کھانا کھلانا: حضرت عثمان غنیؓ سے سیکھے۔

۶۔علم،شجاعت وجوانمردی: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سیکھے

مزید آپ نے فرمایا کہ ہر حالت میں مومن کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔کہ وہی کام کرتا ہے جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

Marfat.com

۲۔ کہ جن کاموں کی اللہ تعالیٰ نے مخالفت کی ہے وہ ہرگز نہ کرے۔

۳۔ کہ قضاوقدر الٰہی پر راضی رہے۔

تصوف:۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا:

کہ تصوف کی بنیاد آٹھ فضیلتوں پر ہے۔ ان سب میں ہر فضیلت کا مظہر الگ الگ نبی ہے لہذا ان کی پیروی تصوف کے طالب پر ضروری ہے۔

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کی سخاوت۔

۲۔ حضرت اسحاقؑ کی رضا۔

۳۔ حضرت ایوبؑ کا صبر۔

۴۔ حضرت زکریاؑ کی مناجات۔

۵۔ حضرت یحییٰؑ کی غربت۔

۶۔ حضرت موسیٰؑ کی خرقہ پوشی۔

۷۔ حضرت عیسیٰؑ کا تجرد۔

۸۔ حضرت محمد ﷺ کا فقر۔

لوگوں نے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ غوث اعظم سے دریافت فرمایا:

فقیر کے کیا معنٰی ہیں تو آپ نے اس لفظ کی تشریح یوں فرمائی کہ۔

فقیر میں چار حرف ابجد ہیں۔ ف۔ ق۔ ی۔ ر۔

ف کا مطلب ہے: فنافی اللہ ہو جانا۔ یعنی اپنی ذات، اپنی خصوصیات اور اپنی ہستی کو بالکل بھلا دینا۔

ق۔ کا مطلب ہے: قلب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے طاقت پہنچانا اور اس کے حکم اور رضا پر قائم رہنا۔

ی۔ کا مطلب ہے: یاد الٰہی کرنا۔ اللہ سے رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے

Marfat.com

نیکی کی راہ اختیار کرنا۔

ر۔ کا مطلب ہے: رِقّت قلب۔ دل کو تمام خواہشات سے پاک کر کے اللہ کی طرف متوجہ کر لینا۔

آپ نے فقیر کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو درج ذیل فضیلتوں کا حامل ہو:

۱۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اس کی فکر کرتا رہے۔

۲۔ کسی سے لڑے جھگڑے نہیں اگر کسی سے جھگڑا ہو جائے تو اچھی طرح سوچ سمجھ کر جدھر حق ہو ادھر جھک جائے اور جھگڑا بند کر دے۔ ہر حالت میں سچائی کا طالب رہے۔

۳۔ اپنا دل وسیع اور کشادہ رکھے۔

۴۔ اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل قرار دے۔

۵۔ زیادہ نہ ہنسے اور اگر ہنسے تو اس طرح کہ ہنسی کی آواز نہ آئے۔

۶۔ جس بات کا علم نہ ہو اس کا علم حاصل کرے۔

۷۔ جاہل کو زیور علم سے آراستہ کرے اور جو غافل ہیں انہیں نصیحت کرے۔

۸۔ نیکی کا بدلہ نیکی سے دے اور برائی کے بدلے میں بھی نیکی دے۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اگر اس کو کسی سے تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔

۹۔ بیکار باتوں سے اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرے اور بے موقع سوچنے اور بولنے سے پرہیز کرے۔

۱۰۔ محرمات سے بچے اور شریعت پر عمل کرے۔

۱۱۔ اس کی ذات سے غریبوں' بے کسوں اور بے بسوں کو فائدہ پہنچے اور وہ یادالٰہی کو نہ چھوڑے۔

۱۲۔ اگر اسے کسی کا راز معلوم ہو جائے تو دل و جان سے اس کی حفاظت کرے۔ ہر ایک کی اس طرح پردہ پوشی کرے کہ اس کی ذات سے کسی کی رسوائی نہ ہو۔

۱۳۔ ہر وقت اسی کوشش میں لگا رہے کہ اس کی ذات سے بندگان خدا کی بہتری ہو اور مخلوق کو فائدہ پہنچے۔

Marfat.com

۱۴۔ ہر فرد سے محبت' اخلاق اور مروت سے پیش آئے اگر کوئی دوسرا اس کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آئے تو وہ برداشت اور تحمل سے کام لے گا جب کوئی نازیبا بات سنے یا ناحق کام ہوتا دیکھے تو خاموش نہ رہے اور ناحق کے خلاف کسی ردعمل میں کسی سے نہ ڈرے۔

۱۵۔ کسی کی ذات سے دل میں نفرت پیدا نہ ہونے دے' بزرگوں کا ادب کرے اور چھوٹوں سے محبت اور شفقت سے پیش آئے۔

۱۶۔ اگر اسے امین بنایا جائے تو ہرگز خیانت نہ کرے۔

۱۷۔ جو لوگ کم بولنے والے' شریعت پر عمل کرنے والے اور غریبوں کے ہمدرد ہوں ان کو اپنی صحبت میں بٹھائے اور پڑوسیوں کو آرام پہنچائے۔

۱۸۔ کسی کے پیچھے اس کی برائی نہ کرے اور نہ کسی پر کوئی الزام لگائے۔

Marfat.com

سحر کی ابتداء:

سحر کی ابتداء دو۲ طرح سے ہوئی:

ا۔ یہودیوں نے اپنے دین اور کتاب کے علم کو چھوڑ کر جادو کی تلاش شروع کر دی۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں انسان اور جن اکٹھے رہتے تھے اور انسانوں نے جادو جنوں سے سیکھا مگر یہودی جادو کے سیکھانے کا ذمہ دار حضرت سلیمانؑ کو ہی ٹھہراتے ہیں مگر یہ غلط ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادو کی وجہ سے جن وانس پر حکومت کرنے کا اختیار حاصل تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جادو کفر کا کام ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کام نہیں تھا بلکہ ان کے عہد میں شیاطین نے لوگوں کو جادو سکھایا۔

اا۔ شہر بابل میں دو فرشتے ہاروت اور ماروت رہتے تھے جو کہ انسانی شکل میں تھے ان کو جادو کا علم آتا تھا اور جو کوئی جادو کو سیکھنا چاہتا تھا اس کو پہلے واضح کر دیتے تھے کہ تمہارا ایمان چلا جائے گا اس کے باوجود اگر وہ شخص سیکھنا چاہتا تو اس کو جادو سیکھا دیتے تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو تو آزمائش منظور تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے علوم (جادو) سے آخرت میں کچھ فائدہ نہ ہو گا بلکہ نقصان ہی نقصان ہے اور جادو سیکھنے والے دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

جو شخص موجودہ دور میں جادو کا علم جانتا ہے تو شاید جاہل لوگوں کو بے وقوف بنا کر کچھ رقم بٹور لیتا ہو تو اور بات ہے مگر سمجھ دار تو جانتے ہیں کہ آخرت میں جادوگر کے لئے کوئی مقام نہیں ہوگا بلکہ وہ سراسر نقصان ہی میں رہے گا لہذا جادوگر سے پرہیز کرنا چاہئے۔

سحر کی حقیقت:

ہمارے معاشرے میں بعض لوگ جادو کے ذریعے اشیاء کو بدلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط ہے حقیقت میں اشیاء کو بدلنے پر نہ تو پہلے لوگ قادر تھے اور نہ اب ہی ہیں کیونکہ یہ

Marfat.com

لوگ اگر اشیاء کی حقیقت کو بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہوں یا اس چیز پر قادر ہوں تو اس کام کی مزدوری طلب نہ کریں اور در در کی ٹھوکریں نہ کھائیں گھروں میں بیٹھے ہی نوٹ تیار کر کے عیش کی زندگی بسر کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بھی جادوگری کی حقیقت بھی ایسی ہی تھی ہے فرعون نے اپنے علاقے کے بڑے بڑے جادوگروں کو منگوا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس سلسلے میں مقابلہ کرایا مگر وہ سب ناکام ہو گئے۔

جادوگری محض نظروں کا دھوکا ہے۔ محض آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے یعنی صرف نظر کا دھوکا ہوتا ہے ورنہ یہی جادوگر گھر بیٹھے آسانی سے سونا تیار کرتے اور عیش کی زندگی بسر کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں فرعون کے درباری جادوگروں کا قصہ ہر زبان خاص و عام پر ہے تمام بڑے جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ درباری جادوگر تو نظر بندی ہی تک کمال رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی کو اژدھا میں تبدیل کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ ان کا معجزہ تھا۔ جب درباری جادوگر مقابلہ نہ کر سکے تو سجدہ میں گر گئے اور سب ایمان لے آئے۔

دراصل جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور جادوگر خدا کی بنائی ہوئی اشیاء کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ اور نہ بدلنے کی قدرت ہی رکھتے ہیں محض کمزور عقیدہ اور کم علم لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور ان جادوگروں کے ہاتھوں لٹ جاتے ہیں جو کہ دھوکہ دہی سے زائد کچھ نہیں ہے۔ ہر ایک چیز پر اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو بدلنے کی قدرت کسی کو عطا نہیں کی۔

لغت میں سحر کے معنی خفی اور پوشیدہ چیز کے ہیں۔ صبح کے وقت کو بھی سحر کہا جاتا ہے کیونکہ رات کی تاریکی ابھی باقی ہوتی ہے اور دن کی روشنی نمودار نہیں ہوتی۔ علمی اصطلاح میں سحر سے مراد ایسے عجیب و غریب امور کا نام ہے جن کے ذریعے وجود پذیر ہونے کے اسباب نظر سے اوجھل ہوں اور ظاہری نظر میں محسوس نہ ہوتے ہوں۔

سحر محض نظر کا دھوکا اور بے حقیقت شئے ہے اور ضرر رساں اثرات رکھتا ہے۔ حق تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنی حکمت بالغہ اور مصلحت کاملہ کے پیش نظر اس میں اسی طرح مضر اثرات رکھ دیے ہیں جس طرح زہر میں یا دوسری نقصان رساں ادویہ ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ سحر قدرت الٰہی سے بے نیاز ہو کر ''العیاذ باللہ'' خود موثر بالذات ہے کیونکہ یہ عقیدہ تو کفر خالص ہے۔

امام ابو حنیفہؒ ابوبکر جصاصؒ ابو اسحٰق اسفرائنی شافعیؒ علامہ ابن حزم ظاہری اور معتزلہ کا خیال ہے کہ سحر کی حقیقت شعبدہ نظر بندی اور فریب خیال کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سحر ایک باطل اور بے حیقت شئے ہے۔ ابوبکر رازی فرماتے ہیں کہ ''سحر کو کسی قید کے بغیر استعمال کیا جائے تو وہ ایک ایسے امر کا نام ہے جو محض دھوکا ہے جس کی اس سے زیادہ نہ کوئی حقیقت ہو اور نہ اس کو ثبات حاصل ہے۔'' بعض علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ''سحر کی بھی حقائق کی طرح ایک حقیقت ہے مگر امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ سحر قطعاً بے حقیقت شئے ہے''۔

فقہائے اسلام نے سحر کے متعلق وضاحت کی ہے کہ جن اعمال سحر میں شیاطین ارواح خبیثہ اور غیر اللہ سے استعانت کی جائے اور ان کو حاجت روا قرار دے کر منتروں کے ذریعے ان کی تسخیر سے کام لیا جائے تو شرک کے مترادف ہے اور اس کا عامل کافر ہے اور جن اعمال میں ان کے علاوہ دوسرے طریقے استعمال کئے جائیں اور ان سے دوسروں کو نقصان پہنچایا جائے تو ان کا مرتکب حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

معجزہ اور کرامات میں کیا فرق ہے: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں خارق عادت کی چار اقسام ہوتی ہیں۔

۱۔ **معجزہ:** معجزہ صرف پیغمبروں سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ انسان کی عقل کو حیران کر دینے والا عمل ہوتا ہے۔ معجزہ اُن کی عقل کو عاجز کرنے والے عمل کو کہا جاتا ہے۔

۲۔ **کرامات:** یہ اولیاء کرامؒ سے ظاہر ہوتی ہیں۔

۳۔ **معونت:** جب کوئی بات خلاف عادت بعض بے علم اور بے عمل مجذوبوں اور دیوانوں سے ظاہر

Marfat.com

ہوتو اسے معونت کہتے ہیں۔

۴۔استدراج: جب کوئی خلاف عادت بات ایسے لوگوں سے ظاہر ہو جو ایمان نہیں رکھتے تو اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کرامت سے تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۔علم بے تعلیم یعنی بغیر پڑھے لکھے عالم ہونا۔

۲۔اولیاء بیداری میں وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو عام لوگ خواب میں دیکھتے ہیں۔

۳۔عام لوگوں کا خیال خود ان کے اندر اثر کرتا ہے مگر اولیاء کا خیال غیروں میں وہی اثر کرتا ہے۔

جب ولی سے خرق عادت چیزوں کا ظہور ہو تو انہیں کرامات کہا جاتا ہے کہ وہ (ولی) ان کرامات کو دیکھتے ہوئے بھی اپنے آپ کی ولایت نہیں پہچان سکتے۔ ولی سے کرامات کا ظہور تو ممکن ہے مگر معجزے کا ظہور نہیں مثلاً دعاؤں کا مقبول ہونا اور ولی کی بددعا سے کافر اور منافق کا تباہ ہونا وغیرہ یا ضرورت مند خلق خدا کی مرادیں حاصل ہونا' یہ تمام چیزیں کرامات ہیں اور ان کا انکار گمراہی اور گستاخی ہے لیکن کرامت کا درجہ ولی کے ساتھ خاص ہے لیکن ایک نبی صاحب معجزہ ہوتا ہے جو کرامت سے بہت بلند تر شئے ہے اور معجزہ کا جواز من جانب اللہ نبی کے یقین کے ساتھ مشروط ومخصوص ہوتا ہے پس انبیاء اولیاء پر فضیلت رکھتے ہیں اور کرامت ایک متقی اور اطاعت شعار مومن کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوتی۔ نبی اپنے دعویٰ پر معجزات سے دلیل لاتا ہے اور ولی اس کے دعویٰ نبوت کا مصداق ہوتا ہے یعنی نبوت کے دعوے کو سچا ثابت کرتا ہے۔

معجزہ صریحاً خرق عادات ہے اور ولی کی کرامت بجائے خود نبی کے معجزہ کی مصداق ہوتی ہے اور نبی کی صداقت پر دلالت کرتی ہے' اس لئے کرامت معجزہ پر قوت وصداقت سے اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ بڑی سے بڑی کرامت سے کسی نبی کی شان میں فرق آتا ہے۔ جس طرح حضرت حبیبؒ کا قصہ بیان کیا جاتا ہے تو یہ خرق عادت تھا۔ اس میں زمان اور مکان کا کوئی فرق

Marfat.com

نہیں ہوتا۔

کرامت معجزے کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ وہ صاحب معجزہ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہے اور کرامت کا اظہار ایک مومن مطیع کے علاوہ کسی ہاتھ سے نہیں ہوتا اس لئے اولیاء کرام کی کرامتیں پیغمبر اسلام کا معجزہ ہوتی ہیں اور اولیاء کرام رسول خداؐ کی صداقت کے گواہ ہیں اور جائز نہیں کہ بیگانہ شریعت کے ہاتھ سے اس صداقت کا ظہور ہو۔

حضرت جنیدؒ حضرت ابوبکر واسطیؒ اور محمد بن علی ترمذیؒ کا اتفاق ہے کہ اولیاء کرام سے کرامت لت سکر کے بغیر صحو اور تمکین کی حالت میں ظاہر ہوتی ہے اس لئے اولیاء کرام ملک کے منتظم اور مدبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہانوں کا والی بنایا ہے۔ اولیاءؒ انبیاءؑ کے متبع ہوتے ہیں اور ان کی تعلیمات کی تصدیق کرنے والے ہوتے ہیں یعنی جو ولائت کی انتہا ہے وہ نبوت کی ابتدا ہے۔ تمام انبیاء لازمی طور پر اولیاء ہوتے ہیں مگر کوئی ولی نبی نہیں بن سکتا۔ انبیاء صفات بشریت کی نفی میں اصل ہیں اور اولیاء اس میں عارضی ہیں اور فروغ کی حیثیت رکھتے ہیں مگر وہ اولیاء کے لئے یہ حال طبعی طور پر طاری ہوتا ہے مگر گروہ انبیاء کے لئے یہ ایک مستقل مقام ہے۔ اولیاء کے لئے جو مقام ہوتا ہے وہ انبیاءؑ کے لئے حجاب ہے۔

معجزہ اور سحر میں فرق:

نبی اور رسولؑ کا اصل معجزہ اس کی تعلیم ہوتی ہے جو وہ گم گشتگان راہ حق اور بھٹکتی ہوئی قوموں کی ہدایت کے لئے نسخہ کیمیا اور دینی و دنیوی فلاح و کامرانی کے لئے بے نظیر قانون کی شکل میں پیش کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب اللہ تعالیٰ کا دستور شروع سے چلا آ رہا ہے کہ انبیاء اور رسولوں کو دین حق کی تعلیم و پیغام کے ساتھ ایک یا زیادہ نشانات 'معجزات' بھی عطا کرتا ہے اور جب وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ بغیر اسباب کے ایسا نشان (معجزہ) دکھاتا ہے جس کا کوئی دنیوی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی تو اس کا نام معجزہ ہوتا ہے۔ اس لئے معجزہ اصل میں براہ راست اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

فضل ہوتا ہے جو بغیر اسباب وعلل کے ایک صادق کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے اور وہ کسی اصول وقانون پر مبنی نہیں ہوتا کہ ایک فن کی طرح سیکھا جا سکے اور نبی ہر وقت اس کے کر دکھانے پر قادر ہوتا ہے۔

اس کے برعکس سحر اور جادو وہ ایک فن ہے کہ جس کو اس کے اصول وقوانین کی پابندی کے ساتھ ہر فن دان ساحر بروقت کام میں لا سکتا ہے۔ اس کے اسباب اگرچہ عام نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں لیکن اس فن کے تمام واقف کار اس سے واقف ہوتے ہیں اس لئے وہ دوسرے علوم‘ فنون کی طرح مدون ومرتب فن ہے جس کو مصریوں‘ چینیوں اور ہندیوں نے بہت فروغ دیا اور حد کمال کو پہنچایا۔

سحر اور معجزہ میں ظاہراً فرق یہ ہے کہ ساحر یا جادوگر کی عام زندگی خوف ودہشت‘ ایذاء رسانی اور بدعملی سے وابستہ ہوتی ہے اور لوگ اس ساحر سے خوف کھاتے ہیں یا اس کے سامنے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس نبی اور رسولؑ ہے کہ اس کی تمام زندگی صداقت‘ خلوص‘ مخلوق خدا کی ہمدردی وغمگساری اور تقویٰ وطہارت سے وابستہ ہوتی ہے اور ان کا کردار بے داغ‘ صاف اور روشن ہوتا ہے۔ جادوگر جادو کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے جبکہ پیغمبر معجزہ کو اپنا پیشہ نہیں بناتا بلکہ خاص کر اہم مواقع پر صداقت اور حق کی حقانیت میں اس کا مظاہرہ کرتا ہے اور وہ ایسے مواقع پر معجزہ دکھاتا ہے جب دشمن بھی اس کی عصمت‘ صداقت اور کردار کی پاکیزگی کے پہلے سے معترف ہوتے ہیں۔

اگر معجزہ اور سحر کا مقابلہ آن پڑے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ غالب رہے گا اور اعلیٰ سے اعلیٰ جادوگر بھی مغلوب وعاجز ہونگے اور اس کا عکس محال اور ناممکن ہے مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے جادوگروں کی مثال دی جا سکتی ہے۔‘‘

Marfat.com

باب ۲

سلاسل طریقت کی تاریخ

۱۔ سلسلہ قادریہ:

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس سلسلے کے بانی اور رہنما ہی نہیں بلکہ وہ اس سلسلہ کے سرلشکر بھی شمار کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی حیات مطہرہ میں بھی اپنے خلفاء کی مختلف جماعتیں مقرر کر دی تھیں اور ان جماعتوں کو حسبِ ضرورت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ اور دین کی اشاعت کے لئے روانہ کر رکھا تھا اور ان کے مخلص اور وفادار خلفاء نے بڑی محنت سے شب و روز اسلام کی تبلیغ اور دین کی اشاعت و ترویج میں حصہ لیا۔ جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل گیا اور یہ انہی بزرگان دین کی محنت کا ثمرہ ہے کہ آج بھی ہندوستان جیسے ملک میں اسلام کے نام لیوا اور جانثار اوقات نماز میں اللہ اکبر کی آواز بلند کرتے ہیں اور اسلام کی اشاعت و ترویج میں جہاد کا کام کر رہے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اسلام کے ایک جید عالم اور اولیاء اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ برگزیدہ صاحب عمل اور عابد و زاہد بھی تھے ان کی ہی منصوبہ بندی اور دور اندیشی کا یہ حاصل نکلا کہ اسلام ایسے علاقے میں پھیلا جہاں اسلام کا نام لینے والا بھی مستوجب سزا قرار دیا جاتا تھا۔ آپ نے اور آپ کے مختلف خلفاء نے دنیا کے طعنے سہے اور مشکلات و مصائب کے پہاڑوں کو جھیلا' فقر و فاقہ کی زندگی کو لبیک کہتے ہوئے اسلام کی خدمت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور سلسلہ قادریہ کی ترویج کی کہ آج تک ان کا بویا ہوا پھول خوشبو سے معطر اور تر و تازہ نظر آ رہا ہے اور مخلوق خدا کے ہزاروں نفوس ان کی برکات سے روحانی اور علمی شہرت حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔

۲۔ سلسلہ چشتیہ:

یہ سلسلہ اگرچہ چشتیہ کے نام سے شہرت یافتہ ہوا مگر اصل میں اس سلسلہ کے بانی شیخ ابو

Marfat.com

اسحاق شامیؒ المتوفی ۹۴۰ھ ہیں جنہوں نے اس سلسلے کی داغ بیل ڈالی مگر اس کے بعد اس کو فروغ اور اشاعت دینے والوں میں شیخ معین الدین چشتیؒ کا نام سرفہرست لیا جاتا ہے۔ آپ ۵۳۳ھ میں سیستان کے علاقے کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں تولد ہوئے جس کا نام سنجر لیا جاتا ہے جس کی نسبت سے آپ کو سنجری بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو ابراہیم قندوزی سے اللہ کی لو لگی۔ آپ نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہرونی کے ہاتھ خلوص نیت سے ۵۵۸ھ میں بیعت کی جو کہ اپنی دینداری، پارسائی، عمدہ اطوار و اخلاق میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے اور وہ سلسلہ چشتیہ کے بہت بڑے صوفی اور بزرگ تھے۔ آپ نے بیعت کے حاصل کرنے کے لئے اڑھائی سال اپنے مرشد کی خدمت میں گزارے اور دین اور طریقت کے علم میں کمال حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے گر اور طریقے سیکھے اور مرشد کے حکم سے دنیا کی سیر اور ہندوستان کے خطے میں اسلام کا پرچار اور تبلیغ کرنے کی اجازت ملی تو ۵۶۱ھ کو دنیا کی سیر سیاحت کے لئے نکلے۔ آپ نے بہت سے صوفیائے کرام اور علمائے عظام سے علمی و روحانی برکات اور فیض حاصل کیا۔ آپ اپنے ساتھ تقریباً چالیس بزرگوں کی جماعت لیکر جگہ جگہ کا سفر کرتے اور زیارتیں کرتے ہوئے ملتان پہنچے اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد لاہور تشریف لائے۔ وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد دہلی کے لئے روانہ ہو گئے اور پھر اجمیر پہنچ گئے آپ جہاں جہاں بھی گئے اور ٹھہرے وہاں اپنے سلسلے کا پرچار اور رشد و ہدایت کے نشانات چھوڑتے چلے گئے لوگوں کے دلوں میں اپنی خوش اخلاقی اور رطب اللسانی کی بدولت مخلوق خدا کے دلوں میں اسلام کی تعلیمات کے نقش چھوڑتے چلے گئے۔ اور ہر جگہ اپنا نمائندہ برائے اشاعت و تبلیغ مقرر کرتے آگے بڑھتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۵۸۷ھ کو جب اجمیر شریف پہنچے تو اس وقت راجہ پرتھوی راج حکمران تھا جو کہ اسلام کا سخت مخالف تھا بلکہ کٹر دشمن تھا مگر آپ کے سامنے کوئی بس نہ چل سکا۔ مخالفت کے باوجود اسلام پھیلانے میں آپ کامیاب و کامران ہوئے۔ آپ نے اجمیر میں تقریباً سولہ برس تک عبادت و ریاضت کی شمع و اشاعت اور خدمت خلق میں گزارے اور یہ سارا وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کی

Marfat.com

ادائیگی میں ہی بسر کر دیا۔ آپ نے ۶۳۳ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور اپنے پیچھے بہت سے خلفاء اور مرید چھوڑ گئے جو آپ کی تعلیمات کو مخلوق خدا تک پہنچاتے رہے اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا جس کا تمام تر صلہ آپ کی روح اقدس کو پہنچتا رہے گا۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ کے معاملات اور تعلیم کے بارے میں اپنے مریدوں کو اور خلفاء کو اچھی طرح تربیت دی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے کے گر اور طریقے سکھائے جس کی بدولت لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔

III۔ سلسلہ سہروردیہ:

اس سلسلہ طریقت کے بانی اور سالار لشکر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں (المتوفی ۶۳۲ھ) قاضی حمید الدین ناگوری بھی آپ ہی کے مرید اور خلیفوں میں شامل تھے اور انہوں نے اسلام کی خدمت میں اپنی ساری عمر صرف کر دی۔ آپ نے سلسلہ سہروردیہ کی اشاعت و تبلیغ میں دن رات محنت شاقہ سے کام کیا جس کا ذکر آپ نے اپنی مشہور کتاب عوارف المعارف میں خانقاہی نظام کے متعلق پوری تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کے مطالعہ سے انسان کو بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں آپ نے اس سلسلے کی اشاعت کے لئے اپنے مریدوں اور خلفاء میں جو قابل اور با اعتماد صوفی یا بزرگ تھے ان کی سرکردگی میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اسلام کے مبلغ روانہ کئے جنہوں نے دن رات اسلام کی خدمت کی اور اپنے پیر و مرشد کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا جس کا یہ اثر ہوا کہ آج تک ہندوستان جیسے لادین کے علاقے میں بھی اسلام کے نام لیوا اور جان نثار موجود ہیں اور اسلام کے شیدائی اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنی جان و مال قربان کر دینے کے لئے کمربستہ بیٹھے ہیں، آپ نے خود فرمایا تھا ''خلفائی فی الھند کثرۃ'' ہندوستان میں بے شمار خلیفے ہیں، جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ شیخ نور الدین مبارک غزنویؒ

۲۔ شیخ قاضی حمید الدین ناگوریؒ۔

Marfat.com

۳۔ شیخ ضیاء الدین رومیؒ۔

۴۔ مولانا مجد الدین حاجیؒ۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اس سلسلہ طریقت کے بانی تو مانے جاتے ہیں آپ نے بلا مبالغہ ہندوستان میں اس سلسلے کی اشاعت و تبلیغ کے لئے بہت کام کیا اور اس کو فروغ دے کر اپنا نام زندہ رکھا۔ مگر اس طریقت کے سلسلے کو قائم رکھنے میں حضرت خواجہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کا بہت بڑا دخل اور کردار شامل ہے انہوں نے ملتان میں اوچ اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں سہروردیہ کی خانقاہیں قائم کیں اور ان کے انتظامات معتبر اور قابل افراد کے ہاتھ سونپے۔ جو کہ واقعی ان کے نظام کو چلانے رہے تھے۔

اس سلسلے کی ترقی اور فروغ کی داستان بڑی دلچسپ ہے جس کا مختصر طور پر یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور تصوف کا ہلکا سا نقشہ دینا بھی مقصود ہے تا کہ تمام غلطیوں اور غلط فہمیوں کی گنجائش نہ رہے۔ مگر ان کی تفصیل یہاں بے محل ہی نظر آتی ہے لہذا اس کو ترک ہی مصلحت سمجھی جاتی ہے۔

Marfat.com

باب ۳

ہندوستان میں روحانی سلاسل

ابوالفضل نے آئین اکبری میں یوں لکھا ہے کہ ہندوستان میں درج ذیل روحانی سلسلوں نے کام کیا جن کے طفیل آج بھی ہندوستان میں اسلام کے جاں نثار اور جان لیوا موجود ہیں اور شب و روز مساجد میں اللہ اکبر کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔

۱۔جیبیان	۲۔طیفوریان
۳۔کرخیان	۴۔سقیان
۵۔جنیدیان	۶۔قازرویان
۷۔ہبیریان	۸۔فردوسیان
۹۔سہروردیان	۱۰۔فریدیان
۱۱۔عیاسیان	۱۲۔ادھمیال
۱۳۔چشتیاں	۱۴۔طوسیان

اس سلسلے کو ہندوستان میں رائج کرنے والے حضرت شیخ بدرالدین سمرقندیؒ اور خلیفہ شیخ سیف الدین باخرزی تھے لیکن اس کو فروغ دینے والے شیخ شرف الدین یحییٰ میری تھے ان کے مکتوبات تصوف کا بڑا بیش بہا قیمتی ذخیرہ ہے جس میں انہوں نے تفصیل سے حالات کا ذکر کیا ہے جو کہ پڑھنے والے کے لئے مشعل راہ اور راہنمائی کا کام دیتی ہے۔

پندرھویں صدی کے وسط میں قادریہ اور شطاریہ کے سلسلے بھی ہندوستان میں نمودار ہوئے۔قادریہ سلسلہ کو شاہ نعمت اللہ قادری نے ہندوستان میں رائج و قائم کیا اور سید محمد غوث گیلانی، محترم شیخ عبدالقادر جیلانی ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس سلسلے کو عہد مغلیہ میں فروغ دیا اور لوگوں میں اس سلسلے کو رائج کیا۔لوگوں میں بے شمار انسان ان کی برکات اور خلوص سے مستفیض

Marfat.com

ہوئے اور انہوں نے دل و جان سے ان سلسلے کی عوام میں تبلیغ و ترویج کے کام میں حصہ لیا جس سے اس سلسلے کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور مخلوق خدا میں اس سلسلے کے بہت سے آدمی مرید اور پیروکار بن گئے۔

سلسلہ شطاریہ شاہ عبداللہ شطاریؒ المتوفی ۸۵۴ھ سے قائم کیا تھا اور وہی اس سلسلے کے بانی کہلائے سید محمد غوث گوالیاری اور شیخ وجیہہ الدین گجراتی نے اس سلسلے کو ہندوستان میں رائج کیا اور ترقی دینے میں بہت کوشش کیں۔ جہانگیر کے بعد اس سلسلے کا اثر ہندوستان میں بہت کم رہ گیا کیونکہ اس سلسلے کو خلفاء اور مریدوں کی تعداد بہ نسبت دوسرے سلاسل کے بہت ہی کم اور دلچسپی سے طاری ہونگے جس کی وجہ سے جلدی ہی کمی واقع ہوگئی۔

اکبر کے بعد میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے نقشبندیہ سلسلے کی ہندوستان میں قائم کیا اور اسقدر منظم انداز میں نقشبندیہ سلسلے کے لئے باقی باللہؒ اور ان کے مریدوں نے دن رات کام کیا کہ بہت جلد ہی ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں نقشبندیہ سلسلے کا چرچا ہونے لگا اور خصوصی طور پر ان کے عزیز مرید حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی نے اس کو مقبول کرنے میں بہت اہم کردار کیا جس کا اثر لوگوں کے ذہنوں اور دلوں تک پہنچ گیا۔ اس کے علاوہ ان کے خلفاء نے اس سلسلے کے تاثرات دور دراز کے علاقوں میں پہنچائے اور یہ سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کے نام سے سارے ہندوستان میں موسوم ہوا۔ اگر مسلمان ہند کی مذہبی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کی روحانی زندگی کی اصلاح و تربیت کا کام انہی چھ سلسلوں نے زیادہ تر انجام دیا ہے ان کے علاوہ باقی سلاسل بھی اپنی حد تک اور وسائل کے مطابق کام ضرور کرتے رہے اور آج تک بھی شائد ان کا کوئی پیروکار ہندوستان یا دنیا کے کسی خطے میں موجود ہو مگر انہوں نے جو خدمات خلوص دل اور نیت سے اسلام کے فروغ کے لئے سرانجام دی ان کے مقابلے میں دوسرے سلاسل کا حصہ ہندوشبت از خروارے کے ہے۔

Marfat.com

ہندوستان میں چشتیہ سلسلے کا فروغ وکمال

چشت افغانستان کے شہر خراسان میں ایک گاؤں کا نام ہے جہاں دین کے چند برگزیدہ بزرگوں نے ایک دینی، روحانی اور علمی مرکز قائم کر رکھا تھا جہاں پر مسلمان اپنی دینی، علمی اور روحانی اصلاح وتربیت حاصل کرتے تھے اور اس عمل نے اتنی مقبولیت اور شہرت حاصل کی کہ اس مقام کو اسی سلسلہ چشتیہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا اور یہ دنیائے عالم میں اسی نام سے مشہور ہو گیا اور لوگوں کے اس دینی مرکز کے تقدس کی وجہ سے اس مقام کو بھی بڑے احترام وعزت کا نام دیا جو کہ آج تک قائم ہے۔ خواجگان چشت کا تعلق خراسان کے مقام چشت سے ہے اور صرف پہلے شیخ ابواسحاق شامی کے نام کے ساتھ چشت کا لفظ لکھا گیا تھا۔ کیونکہ شیخ ابواسحاق شامی شام کے علاقے کے باشندے تھے اور وہ وطن چھوڑ کر بغداد میں آباد ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان کو شامی کہا جاتا تھا ابواسحاق شامی بغدادی حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ ممشاد دینوری المتوفی ۲۹۸ھ بمطابق ۹۱۰ء اپنے زمانے کے مرتاض بزرگ تھے اور ان کی خدمت میں دور دراز سے عقیدت مند آ کر نذر ونیاز حاصل کرتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام کے پھیلانے میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا۔ ان کے علاوہ مشائخ چشتیہ کی فہرست طویل ہے مگر ان میں اہم اور چیدہ چیدہ کے اسمائے گرامی کا ذکر ضروری ہے۔

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ
۲۔ حضرت خواجہ بصریؒ
۳۔ خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زیدؒ
۴۔ حضرت خواجہ ابی الفیض فضیل ابن عیاض
۵۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادہم البلخیؒ
۱۰۔ ابی احمد ابن مرسناختہ الچشتی
۱۱۔ ابی محمد ابن احمد حسنیؒ
۱۲۔ ابی یوسف چشتیؒ
۱۳۔ خواجہ مودود چشتیؒ
۱۴۔ خواجہ حاجی شریف زندانی

Marfat.com

۶۔ حضرت خواجہ سعید الدین خذلغہ المرعشی ۱۵۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی

۷۔ حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری

۸۔ خواجہ ممشاد علی دینوریؒ۔

۹۔ خواجہ ابی اسحاق شامیؒ۔

حضرت خواجہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب انشاہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ محض دینوری کے ذریعے حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے اور حسن بصری اس وقت خوردسال تھے جس کی وجہ سے وہ خلیفہ نہ بن سکے۔ میر خورد نے حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ کو نائب رسول اللہ فی الہند قرار دیا ہے۔

دہلی میں چشتیہ سلسلے کا مرکز شیخ قطب الدین بختیار کا کی کی کوششوں سے قائم ہوا لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرتے چلے جارہے تھے جس کی وجہ سے سلطان وقت کو بھی احساس ہوا کہ کہیں میری سلطنت کو ہی خطرہ لاحق نہ ہو اور یہ اولیاء کرام تخت پر ہی لوگوں کی مدد سے قبضہ نہ کرلیں حالانکہ اولیاء کرام کو ایسی دنیاوی اشیاء اور جاہ وحشمت سے کیا لگاؤ اور کیا واسطہ؟ مگر دنیا دار سلطان اپنی کمزوریوں اور عوامی اشتہار بازی اور فریب کاریوں میں آکر ایسی باتیں ذہنوں میں لاکرالٹی تدابیر سوچنے لگ جاتے ہیں اور دوسرے شیطانی وسوسے اور خیالات انسان کو گمراہ کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ شیطان گمراہ کرنے میں ماہر اور اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہے کہ وہ آرام سے گھروں میں فساد پیدا کردیتا ہے اور گمراہ کن خیالات انسان کے ذہن میں ڈال دیتا ہے جس سے حالات بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۴

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ

پیدائش	:	یمن کے علاقہ قرن میں پیدا ہوئے۔
اسم مبارک	:	اویسؒ۔
کنیت	:	ابوعمرو۔
ولدیت	:	عبداللہ۔
طریقت	:	تابعین میں سے تھے۔
وصال	:	۲۳ رجب یا ۱۲ ذوالحج ۳۷ھ
قبیلہ	:	مرادنامی۔

حالات زندگی:

آپ کا بچپن:۔آپ یمن کے ایک چھوٹے سے گاؤں قرن میں پیدا ہوئے جس کی وجہ سے آپ قرنی کہلائے۔آپ طلوع آفتاب اسلام سے قبل ہی اس دار فانی میں تشریف لا چکے تھے۔آپ شروع سے ہی بڑے ہونہار اور سمجھدار تھے۔آپ کے والد محترم کا انتقال آپ کے عہد طفولیت میں ہی ہوگیا تھا اور آپ کی والدہ محترمہ بھی بہت ہی بوڑھی تھیں اوران کی آنکھوں کی بینائی بہت کمزور تھی۔آپ ان کے بڑے فرماں بردار اور سعادت مند فرزند تھے۔آپ اپنی والدہ کی خدمت کرنے کے لئے بچپن سے ہی محنت مزدوری کرتے تھے آپ لوگوں کے اونٹ اجرت پر چرایا کرتے تھے اور جو مزدوری حاصل ہوتی اس سے اپنا اور اپنی والدہ محترمہ کا گزراوقات کرتے۔ آپ میں شروع سے ہی مخلوق کی خدمت اور غرباء سے ہمدردی کا جذبہ اور شوق تھا پس جو رقم آپ اور آپ کی والدہ کے گزراوقات سے بچ جاتی آپ بخوشی غرباء میں تقسیم کردیتے تھے۔آپ اپنی

Marfat.com

زندگی کی منازل اسی طرح طے کرتے جا رہے تھے کہ یمن تک اسلام کے نام لیوا ظاہر ہوئے اور جب آپ کو ان اسلام کے نام لیواؤں کا علم ہوا تو آپ نے فوراً اسلام قبول فرمایا۔ آپ کے اندر نور وہدایت کی شمع تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی روشن کر رکھی تھی اعلان نبوت اور اشاعت اسلام نے اس شمع ہدایت ونور کو جلا بخش دی اور آپ حضور پاکؐ کے عاشق اور شیدائی بن گئے۔

آپ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام سے قبل ہی اویس قرنیؒ کو خود روشناس فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت نصیب فرمائے اور اپنے کرم وفضل سے نوازے اور جس کو چاہے محروم رکھے۔ حضرت اویس قرنیؒ پر اسقدر اسلام کا رنگ ظاہر ہوا کہ وہ میرے نادیدنی عاشق بن گئے کیونکہ ان کو قرب رسول کے بعد دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت شوق تھا مگر آپ کو چشم باطنی کے اشارے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آنے سے روک رکھا تھا۔ جس کی بڑی وجہ ان کی والدہ محترمہ کی خدمات تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس قرنیؒ کو حکم دے رکھا تھا کہ آپ ہر وقت میری چشم باطنی کے سامنے ہیں اس لئے آپ مدینہ آنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنی والدہ محترمہ کی خدمات میں مصروف رہیں۔ کیونکہ آپ کی والدہ کی خدمت کرنے والا کوئی اور نہیں ہے اور اگر آپ آئیں گے تو ان کو کوفت و پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو کہ مناسب نہیں ہے اور والدہ کی خدمت کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔

آپ کی عظمت:۔ حضرت اویس قرنیؒ تابعین میں سے ہیں اور اپنے دور کے تابعین سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ وہ مشائخ تصوف میں سب سے اعلیٰ جانے جاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ کی توصیف فرمائی۔ جو کہ بہت بڑے اعزاز اور مرتبے کی پہچان ہے۔ جس کی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے تعریف فرمائی وہ کسی دوسرے کی تصدیق اور توصیف کا کیا محتاج ہوگا مگر اتنی عقیدت اور قربت کے باوجود حضرت اویس قرنیؒ کبھی بھی آپؐ سے ملاقات نہ فرما سکے جس کی وجوہات درج ذیل بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ آپ حضرت اویسؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے اسقدر مرعوب تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر میں نے

Marfat.com

آپ کا دیدار کیا توان کے رُعب وجلال کی وجہ سے مجھ پر ہیبت طاری نہ ہو جائے اور اس ڈروخوف کو برداشت نہ سکنے کی وجہ سے کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں تو اس وجہ سے آپؐ کے دیدار سے باز رہے۔

II۔ دوسری بڑی وجہ آپؒ کے دیدار نہ کرنے کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ بوڑھی اور نابینا بھی تھیں اور دوسرا کوئی بھی ان کی خدمت کرنے کے لائق نہ تھا آپ اکیلے ان کی خدمت پر مامور تھے۔ آپ دن کو اونٹ چراتے تھے اور اس طرح اپنی والدہ محترمہ کی خدمت بجا لاتے تھے اور اگر آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوتے تو ممکن تھا کہ والدہ کی خدمت میں خلل پڑتا اور ان کو کسی قسم کی پریشانی اور کوفت کا سامنا کرنا پڑتا۔ جو کہ حقوق والدہ کے منافی تھا۔ والدہ کی خدمت میں کوتاہی نہ آپؐ کو ہی منظور تھی اور نہ حضرت اویسؒ قرنی ہی پسند فرماتے تھے کیونکہ والدہ کے حقوق کی بجا آوری مقدم تصور کی جاتی تھی۔ آپ کے والد محترم کا سایہ بچپن سے ہی سر سے اٹھ چکا تھا اور دوسرا کوئی بھی فرد والدہ کی خدمت کرنے کے لئے نہ تھا۔

III۔ تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ چشم باطنی سے ہی دیدار ہوتا رہتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے آپؒ کو چشم باطنی کے ذریعے منع فرما دیا تھا یعنی دیدار تو ہو جاتا تھا خواہ ظاہری نہ سہی تو باطنی ہی سہی۔ آپؐ نے فرما رکھا تھا کہ آپ ہر وقت میری چشم باطنی کے سامنے ہیں اور آپ مدینہ تشریف لانے کی بجائے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں مصروف رہیں۔

حضرت اویسؒ سچے عاشق رسولؐ تھے اور ان کو آپ سے والہانہ محبت اور عشق تھا۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپؐ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے محبت کی نسیم آتی ہے اور وہاں پر ایک دوست جن کا نام اویس قرنیؒ ہے رہتا ہے'' غزوہ احد میں جب حضور اکرم ﷺ کے دو دانت شہید ہوئے تو ہر عاشق رسول ﷺ کو اس کا شدت سے صدمہ اور افسوس ہوا اور ہر ایک نے گہرے انداز میں اس سانحہ کا احساس کیا مگر ان میں سب سے زیادہ اور حقیقی شکل میں اس صدمے کا احساس جس نے کیا وہ حضرت اویس قرنیؒ ہی تھے۔ ان کو سب سے زیادہ ملال اور دُکھ پہنچا۔

Marfat.com

جس کی وضاحت ان کے اس عمل سے ہوتی ہے۔

کیلے کا درخت:

جب آپؒ کو اطلاع ملی کہ آپؐ کے دو دانت مبارک غزوہ احد میں دشمنان اسلام نے شہید کر دیئے ہیں تو ان دو دانتوں کی تفصیل کا علم نہ کر سکے کہ کون سے دو دانت شہید ہوئے ہیں اور کس طرف کے ہیں۔ یعنی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ شہید ہونے والے دندان مبارک منہ کے سامنے والے ہیں۔ اوپر والے یا نیچے والے یا دائیں طرف کے یا بائیں طرف کے' صرف یہی مبہم سی خبر تھی کہ آپؐ کے دو دانت مبارک غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں تو حضور ﷺ کی محبت اور لگن نے ان کو بے چین اور پریشان کر دیا اور یہ برداشت نہ کر سکے۔ اور آپے سے باہر ہو کر انہوں نے اپنے دانتوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پہلے اپنا ایک دانت توڑا پھر انہوں نے خیال کیا کہ یہ جو دانت توڑا ہے۔ وہ حضور ﷺ کا نہ ٹوٹا ہو لہذا دوسرا بھی توڑ دیا۔ پھر ذہن میں خیال آیا کہ شاید یہ بھی دانت حضور ﷺ کا نہ ٹوٹا ہو اور میں نے غلط توڑ دیا ہے لہذا اپنا ایک اور دانت بھی توڑ دیا اور اس حالت میں عاشق رسول ﷺ کا جنون بھی بڑھتا چلا گیا اور اس جنونی حالت میں ہی آپ نے اپنے سارے دانت خود ہی توڑ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کے اس سچے عاشق کی یہ والہانہ محبت کی ادا بہت پسند آئی چونکہ انہوں نے اپنے دانت توڑ ڈالے تھے اور کوئی سخت پھل یا کوئی دوسری چیز نہیں کھا سکتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیلے کا درخت پیدا کیا۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا سچا عاشق بغیر دانتوں کے کیلے کا پھل آسانی سے کھا سکے۔ (سہیل عینی)

شفاعت کا شرف:

ا۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ یمن (قرن) میں اویسؓ نامی ایک مرد ہے جو قیامت کے دن میری امت کی شفاعت کرے گا اور آپؐ نے اپنا چہرہ مبارک حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ کی

Marfat.com

طرف کر کے فرمایا کہ وہ ایک درمیانے قد کا شخص ہے جس کے بال لمبے لمبے ہونگے۔

II۔ اس کے بائیں پہلو پر پھلبہری کا سفید داغ ہوگا مگر وہ برص کا نہیں۔

III۔ ہتھیلیوں پر بھی ایسا ہی نشان ہوگا۔

''آپؐ نے فرمایا کہ اویسؓ قرنی کو قیامت کے روز میری امت کے لئے قبیلہ مرخروز بیعہ کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر شفاعت کرنے کا حق ہوگا اور تم ان سے ملاقات کرو گے تو میرا سلام کہنا کہ وہ میری امت کے حق میں دُعا کرے''

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آخری نزع کا وقت طاری ہوا تو صحابہ اکرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ کا خرقہ کس کو دیا جائے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اویس قرنیؓ کو میرا خرقہ دیا جائے'' آپ کے وصال کے بعد آپؐ کے حکم اور وصیت کی تعمیل میں حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کوفہ پہنچے اور اہل یمن سے ان کے بارے میں معلومات لیں مگر ہر ایک نے لاعلمی کا اظہار کیا آخر کار حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ اے اہل نجد بتاؤ تم میں سے کون قرن کا رہنے والا ہے؟ تو انہوں نے قرن کے باشندوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا تو حضرت عمرؓ نے ان قرن کے باشندوں سے حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے آپ سے کہا کہ ''اویسؓ نامی ایک مست و مجذوب آدمی ہے جو نہ تو آبادیوں میں ہی رہتا اور نہ کسی مجلس میں ہی بیٹھتا ہے اور لوگوں کی طرح نہ اس کی بود و باش ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی زندگی میں کوئی کردار کرتا ہے'' وہ دور عرفہ کی وادی میں سارا دن اونٹ چراتا رہتا ہے اور خشک روٹی اس کی غذا ہے۔ لوگوں کو جب ہنستا ہوا دیکھتا ہے تو وہ خود بخود سے رونے لگ جاتا ہے اور جب لوگ رونے لگتے ہیں تو وہ ہنسنے لگ جاتا ہے کسی سے میل جول نہیں رکھتا بلکہ اپنی روحانی اور باطنی زندگی میں مگن رہتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو ملنا چاہتا ہوں چنانچہ دونوں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ ان لوگوں کی رہنمائی میں اویس قرنیؓ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نماز میں مشغول تھے اور ملائکہ ان کے اونٹ چرا رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ان دونوں نے سلام کیا اور حضرت عمرؓ نے

Marfat.com

آپ کا نام دریافت کیا جو کہ (عبداللہ) بتا دیا گیا مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنا ہاتھ دکھایئے تو حضور اکرمؐ کے مطابق ہاتھ میں نشان دیکھ کر ہاتھ کو بوسہ دیا اور حضور اکرم ﷺ کا سلام دیا اور حضور ﷺ کا لباس پیش کرتے ہوئے امت محمدیؐ کے حق میں دُعا کرنے کا پیغام بھی دیا۔ یہ پیغام سن کر اویس قرنیؓ نے فرمایا کہ آپ اچھی طرح چھان بین کرلیں کہ کہیں کوئی اور اویس نہ ہو جس کے بارے میں حضور ﷺ نے نشان دہی کی ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ میں وہ نشانیاں دیکھ لی ہیں اب کوئی شک نہیں رہا آپ ہی ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا ''اے عمرؓ آپ حضور ﷺ کی خدمت میں رہے ہیں آپ کی دُعا مجھ سے زیادہ قبولیت کا مقام رکھتی ہے آپ دُعا کریں'' تو حضرت عمرؓ نے جواباً فرمایا کہ ''میں تو ہمیشہ دُعا کرتا رہتا ہوں آپ حضور ﷺ کی وصیت کی تعمیل میں امت کی شفاعت کے لئے دُعا فرمائیں تاکہ حضور ﷺ کی وصیت پوری ہو جائے'' تو حضرت اویس قرنیؓ نے حضور ﷺ کا لباس پہنا اور کچھ فاصلے پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا میں مصروف ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا فرمائی۔

''یارب جب تک تو میری شفاعت پر امت محمدی کی مغفرت نہیں کرے گا میں سرور عالم ﷺ کا لباس ہرگز نہیں پہنوں گا کیونکہ تیرے نبیؐ نے اپنی امت کو میرے حوالے کیا ہے چنانچہ غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تیری شفاعت پر کچھ افراد کی بخشش کر دی ہے۔'' آپ نے دوبارہ عرض کی کہ پوری امت کی مغفرت فرما دے تو غیب سے جواب ملا کہ ہم نے ایک ہزار افراد کی مغفرت کر دی ہے۔ آپ مشغول دُعا ہی تھے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ آپ کے پاس پہنچ گئے جس پر خواجہ اویس قرنیؓ نے کہا کہ آپ کیوں میرے پاس آئے ہو؟ میں جب تک پوری امت کی مغفرت نہ کروا لیتا میں نے اس وقت تک یہ خرقہ نہیں پہننا تھا اور مجھے یقین کامل ہے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کی پوری امت کی بخشش کروا لینی تھی اور اللہ تعالیٰ نے امت کے ہر فرد کو بخش دینا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ حضرت اویس قرنیؓ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے مگر ان دونوں کے دل میں ان کی عزت واحترام کا اندازہ نہ رہا اور قدر و منزلت بہت بڑھ گئی (تذکرہ اولیاء)

Marfat.com

جہاد کی کیفیت:۔آپ بعد میں کوفہ کی طرف چلے گئے کیونکہ جب حضرت عمرؓ نے آپ کی بہت تعریف وتکریم کی اور لوگوں میں آپ کی زیارت کا بہت شوق پیدا ہوا جس کی وجہ سے لوگوں کا ہجوم لگا رہنے لگا تو آپ قرن سے کوفہ چلے گئے تا کہ اس ہجوم سے نجات ملے۔تو ہرم بن حبانؒ نے آپ کو ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ حضرت علیؓ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہیں اور یہاں تک کہ صفین میں شہید ہوئے۔آپ سچے عاشقان رسول تھے آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''اسلامۃ فی الواحدہ'' یعنی سلامتی تنہائی میں ہے اور یہ فتنوں سے حفاظت کا موجب ہے''

۱۔کرامات:۔ایک دفعہ حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کئی دنوں سے بھوکے تھے' کھانے کے لئے کچھ بھی میسر نہ تھا اور کچھ کھانے کی اشیاء خریدنے کے لئے پیسے بھی نہ تھے۔آپ راستے سے گزر رہے تھے تو راستہ میں ایک درہم پڑا دیکھا' اس کو لینا چاہا مگر نہ اٹھایا سوچا کہ یہ کسی اور کا نہ گر گیا ہو۔آگے چل دیئے آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اور کوئی چیز کھانے کے لئے میسر نہیں آ رہی تو نہ سہی گھاس ہی کھا لی جائے اتنے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ایک بھیڑ بھاگتی ہوئی اپنے منہ میں گرم روٹی لئے ہوئے آ گئی اور آپ کے سامنے روٹی لا کر رکھ دی۔آپ نے لینے سے انکار کر دیا کہ ممکن ہے کہ یہ کسی اور کی ملکیت ہو تو اس بھیڑ نے مودبانہ انداز میں کہا:

''اے اویسؒ جس خدا کا تو بندہ ہے میں بھی اس کی مخلوق ہوں اور تو خدا پر یقین کر کہ اس خدا نے ہی صرف تمہارے لئے یہ روٹی بھجوائی ہے۔''

یہ سن کر آپ نے روٹی ہاتھ میں لی اور کھانا شروع کر دیا۔آپ فرماتے ہیں جس نے خدا کو پہچان لیا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی اور خدا کو پہچاننے والے ہی عارف و زاہد کہلاتے ہیں۔مگر یہ اعلیٰ وارفع مقام صرف اللہ کے اولیاء کرام کو ہی حاصل ہوتا ہے عام آدمی اس کا متحمل نہیں ہوسکتا اور حضرت اویس قرنیؒ ہی اس بلند مقام کے اہل تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل وکرم سے عطا کر رکھا تھا اور وہ مخلوق کو فیضیاب کرتے تھے۔

Marfat.com

II- زیارت کا مقصد:- حضرت ہرم بن حبانؒ بھی تابعین میں سے تھے اور بزرگان طریقت میں بھی آپ نے صحابہ کرامؓ کی صحبت اختیار کی۔ انہوں نے خواجہ اویسؒ کی زیارت کا قصد کرلیا۔ مگر آپ کسی جگہ پر دستیاب نہ ہوئے، آپ کا اشتیاق بھی بلا کا تھا۔ آپ پہلے قرن پہنچے وہاں نہ پایا کیونکہ حضرت اویسؒ قرن سے کوفہ تشریف لے گئے جب کوفہ میں گئے تو معلوم ہوا کہ آپ وہاں بھی نہیں ہیں، کافی عرصہ تک وہاں قیام کیا مگر زیارت نہ ہوئی۔ آپ بصرہ جارہے تھے کہ حضرت اویس قرنیؒ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ ہرم بن حبانؒ نے پہچان لیا اور آگے بڑھ کر سلام کہا آپ نے فرمایا اے ابن حبانؒ وعلیکم السلام۔ ہرم بن حبانؒ نے حیران ہوکر دریافت فرمایا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میری روح نے تیری روح کو پہچانا ہے اور یہ دونوں حضرات تھوڑی دیر بیٹھے محوِ گفتگو رہے تو پھر آپ نے ہرم بن حبان کو رخصت فرمادیا۔

III- راتوں کی تقسیم:- مشہور صحابی ربیع سے روایت ہے کہ مجھ میں حضرت خواجہ اویسؒ قرنی کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا تو میں ان کی زیارت کو گیا تو ان کو فجر کی نماز میں مشغول پایا جب نماز سے فارغ ہوئے تو وظائف میں مشغول ہوگئے اور اسقدر مشغول ہوئے کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر ظہر کی نماز پڑھنے میں لگ گئے نماز سے فارغ ہوئے تو پھر وظائف و درود میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت آ گیا اور یہ سلسلہ رات تک جاری رہا۔ میں ان کی طرف دیکھتا ہی رہا اور اسی طرح مسلسل تین دن و رات گزر گئے اس دوران میں نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ کچھ پیا اور نہ سوئے اور نہ ہی آرام کیا حتیٰ کہ جب چوتھی رات آئی تو انہوں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور آرام کیا اور پھر استغفار میں مصروف ہوگئے۔ حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ انہوں نے راتوں کی تقسیم بغرض عبادت کررکھی تھی۔ یعنی ساری رات سجدہ کرتے تھے تو دوسری رات رکوع میں ہی گزاردیتے اور کسی رات کو قیام میں بسر کردیتے۔ غرضیکہ وہ ہر رات کو دوسری رات کی طرح زندہ رکھتے تھے (انوار اولیاء)

Marfat.com

۱۷- شان استغناء:- حضرت عمرؓ خلیفہ وقت تھے تو انہوں نے آپ کو لکھا "کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کوفہ کے گورنر کو خط لکھ دوں کہ وہ آپ کا خاص خیال رکھے" مگر آپ نے ان کو صاف صاف کہہ دیا کہ "میں خصوصیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے سخت خلاف ہوں' مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میرا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے تو بس یادالہٰی سے غرض ہے وہ میں کر رہا ہوں اور کوئی چیز درکار نہیں" اس کے بعد آپ نے کوفہ بھی چھوڑ دیا اور کسی گمنام علاقے میں جا کر آباد ہو گئے جہاں آپ کو کوئی تلاش نہ کر سکے۔

خواجہ اویس قرنیؓ کا اشتیاق دیدار نبیؐ:- ایک دفعہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کو حضور اکرم ﷺ کے دیدار کا حد سے زیادہ شوق پیدا ہوا۔ آپ نے مدینہ آ کر حضور ﷺ کا ظاہری دیدار کرنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کو کسی غزوہ میں شرکت کرنے کے لئے جانا تھا۔ مگر آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے گھر میں فرمایا کہ "شاید میرے جانے کے بعد کوئی معزز مہمان گھر میں آئے تو اس کی خاطر مدارت کے علاوہ خوب خیال رکھا جائے کیونکہ وہ بڑا نیک اور برگزیدہ انسان ہے اور میرے آنے تک اس کو روکنے کی کوشش کرنا اور اگر وہ نہ رکنا چاہے تو اس کو مجبور نہ کرنا۔ اس کی شکل وصورت کو یاد رکھ لیا جائے اور اگر کوئی پیغام وغیرہ دیں تو یاد رکھ لیں" یہ پیغام دے کر آپ غزوہ کے لئے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت خواجہ اویس قرنیؓ مدینہ تشریف لائے اور معلوم ہوا کہ آپ حضور پاک ﷺ مدینہ میں موجود نہیں ہیں تو انہوں نے فوراً واپسی کا ارادہ کر لیا اور کسی قسم کی خاطر و مدارت کے بغیر ہی واپس روانہ ہو گئے۔ ان کو روکنے کی بے حد سعی کی گئی مگر وہ نہ مانے اور آخرکار واپس چلے گئے۔ جب حضور پاک ﷺ مدینہ میں غزوہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آپؐ نے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کوئی مہمان آیا تھا تو آپؓ نے فرمایا ہاں ایک شخص یمن سے آیا تھا اور اس کی شکل و شباہت چرواہوں جیسی تھی' بال بڑھے ہوئے تھے' کپڑے بھی میلے کچیلے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا جب معلوم ہوا کہ آپ مدینہ

Marfat.com

میں نہیں ہیں تو وہ فوری طور پر واپس چلے گئے بہت ٹھہرانے کی کوشش کی گئی مگر وہ نہ مانے اور واپس چلے گئے۔ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ''آپ کو معلوم ہے کہ وہ کون تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا حضور! میں تو بالکل نہیں جانتی۔ آپؐ نے فرمایا وہ اویس قرنیؓ تھے جو میرے دیدار کے لئے آئے تھے اور وہ دیدار کی حسرت ہی لے کر واپس چلے گئے اور وہ یہاں ٹھہر بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کی والدہ گھر میں' اکیلی تھی جو کہ بہت ہی ضعیف اور آنکھوں سے معذور ہے' اس کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں ہے اس کو اس لئے مجبوراً واپس جانا پڑا۔ اور مزید فرمایا کہ وہ شخص ہے جو کہ خدا اور رسول کا سچا عاشق ہے۔ جس کو صرف ذکر الٰہی سے غرض ہے اور وہ کسی چیز سے نہ مرعوب ہوتا ہے اور نہ متاثر ہی۔ اویس قرنیؓ میرا عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے'' اور حضرت عائشہؓ نے جب یہ باتیں سنیں تو ان کو بھی رشک آنے لگا اور فرمانے لگیں ''اے اللہ کے حبیب وہ شخص واقعی کسقدر عظمت و منزلت والا ہو گا جس کے زُہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی تعریف خدا کے حبیب کر رہے ہیں۔ یقیناً ایسے شخص کی قدر و منزلت کا اندازہ لگانا بہت ہی مشکل ہے کہ جس شخص کی تعریف خود حضور ﷺ نے فرمائی جب کہ دونوں نے ایک دوسرے کو ظاہری طور پر دیکھا تک نہیں صرف باطنی طور پر ہی ایک دوسرے کو جانتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کے عظیم مرتبت اور بلند مقام کے حقدار ہونگے۔ ایسے بلند و بالا مقام کے حامل حضرات دنیا میں آج کل ناپید ہو چکے ہیں۔ صرف ان کی برکات و صفات ہی دنیا والوں کے لئے رہنمائی کے طور پر رہ چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی صفات سے متصف ہونے کی سب کو توفیق عطا فرمائے (آمین)

شہادت: آپ کی شہادت و وفات کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ صحیح صورت صرف خدا تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ بہر حال دستیاب معلومات کی روشنی میں پیش خدمت ہے کہ جنگ صفین میں آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وفات پائی اور آپ کا یہ سفر جہاد تھا۔

۲۔ آپ نے آذربائیجان سے واپسی پر راہ میں مرض شکم کی وجہ سے وفات پائی اور آپ کا یہ سفر جہاد تھا۔

Marfat.com

مزار مبارک: آپ کے چار جگہوں پر مزارات بتائے جاتے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ بندرگاہ زبیدہ میں   ۲۔ غزنی میں

۳۔ بغداد شریف میں   ۴۔ نواح سندھ حدود ٹھٹہ (پاکستان)

جبکہ بعض محققین نے آپ کے سات مختلف مقامات پر مزارات بتائے ہیں جن میں سے چار مندرجہ بالا ہیں اور باقی تین کے بارے میں کسی کو علم نہیں۔

Marfat.com

باب ۵

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

پیدائش:	۲۲ ھجری بمطابق ۶۴۲ء بمقام مدینہ منورہ۔
اسم مبارک:	حسن (آپ نسلاً حبشی تھے)
کنیت:	ابو سعید۔
ولدیت:	یسار
طریقت:	تابعین
وصال:	۱۱۰ ہجری بمقام بصرہ بمطابق ۷۲۸ء (حافظ ذھبی)
عمر:	تقریباً ۸۸ سال

حالات زندگی

بچپن: آپ کی والدہ محترمہ کا اسم مبارک اُم حیزہ تھا جو کہ ام المومنین حضرت اُم سلمہ کی کنیز تھیں۔ جب ان کی ولادت مبارک ۲۱ ھ کو ہوئی تو آپ کو اٹھا کر حضرت عمرؓ کی گود میں ڈال دیا گیا۔ آپؓ نے دیکھ کر والدہ کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ اس کا نام حسن رکھنا۔ کیونکہ یہ بہت ہی خوبصورت ہے اس لئے آپ کا نام حسن رکھا گیا۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ گھر کے کسی کام کاج میں مصروف ہوتیں اور آپ جب کبھی رونے لگتے تو ام المومنین آپ کو گود میں لیکر اپنے پستان مبارک سے دودھ پلانا شروع کرتیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کی پستان سے دودھ نکلنے لگتا۔ آپ ان کی کرامت و بزرگی کا اندازہ کریں کہ جس عظیم شخصیت نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا دودھ پیا ہو اس کے کس قدر درجات و مراتب دنیا میں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کسقدر بلند اور عظمت والے

Marfat.com

ہونگے۔

پرورش:۔ آپ نے حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں اور ان کی تربیت میں پرورش پائی اور وہ ہمیشہ آپ کے لئے دعا فرمایا کرتی تھیں کہ اے اللہ حسن کو مخلوق کا رہنما بنا دے لہذا آپ یکتائے روزگار بزرگوں میں شمار ہوئے اور ایک سو سے زائد صحابہ کرامؓ سے شرف نیاز حاصل کیا جن سے ستر کے قریب شہدائے بدر بھی تھے۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے حسن بصریؒ کو آپ کی گود میں ڈال دیا تو آپ نے گود میں لے کر آپ کیلئے بھلائی کی دعا فرمائی۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو بے پناہ برکات و مراتب حاصل ہوئے۔

تعلیم: آپ نے ایسے وقت میں آنکھ کھولی کہ جب تمام اولوالعزم اور برگزیدہ صحابہؓ کرام حیات تھے اور سونے پر سہاگہ کہ آپ کی پرورش ازواج مطہرات کے سائے میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہنی صلاحیتوں اور استعداد سے بھی نوازا تھا۔ ان تمام حالات کا یہ مثبت نتیجہ برآمد ہوا کہ علم و عمل، فضل و کمال، زہد و تقویٰ اور تمام اخلاقی اور روحانی کمالات، ان میں کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جن سے یہ مستفید نہ ہوئے ہوں:

علامہ ابن سعد نے آپ کے اوصاف کی یوں تصویر کھینچی ہے:

حافظ علامہ من بحر العلم فقیہ حسن حافظ علامہ، علم کا سمندر، فقیہ

النفس کبیر الشان، علیم النظر۔ بڑی شان والے، بے نظیر پسندیدہ وعظ کہتے

(التذکر بلیغ الموعظۃ راس فی انواع الخیر۔) خوب نصیحت کرنے والے تمام انواع خیر میں سردار تھے۔

تفسیر:

تفسیر کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ نے شب و روز جفاکشی سے محنت کی۔ جس کا ثبوت ابوبکر الہندی کی زبانی ملتا ہے انہوں نے کہا کہ "مجھ سے ایک دن سفاح نے دریافت کیا کہ تمہارے حسن اس قدر بلند مرتبہ کو کس طرح پہنچے؟ میں نے جواب دیا کہ "انہوں نے بارہ سال کی

Marfat.com

عمر میں پورا قرآن حفظ کرلیا تھا اور اس کے بعد وہ جب تک ایک سورۃ کی تفسیر و تاویل اور اس کا شان نزول معلوم نہیں کر لیتے تھے دوسری سورت نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث: حدیث کی سماعت آپ نے مدینہ کے ان برگزیدہ علماء اور فضلائے امت سے کی تھی جو مدینہ منورہ میں اس فن حدیث میں کمال رکھتے تھے اور ہر ایک کی نظروں کے تارے بنے ہوئے تھے مثلاً صحابہ کرامؓ میں اسے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ ابو موسیٰ اشعریؓ عمران بن حصینؓ عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت معاویہؓ انسؓ اور جابرؓ ان کے شیوخ میں سے تھے۔

آپ علم وحکمت کے بحر اور فضل وکمال اور حکمت وادب کے بے کراں سمندر تھے۔ اس سلسلے میں حضرت ربیع بن انس سے معقول ہے وہ فرماتے تھے کہ

اختلفت الی الحسن عشر سفین او ماشاء اللہ فلیس من یوم الا اسمع منہ لم اسمع قبل ذالک

میں حضرت حسن کے پاس دس برس یا اس سے زائد کم وبیش آتا جاتا رہا لیکن مجھے کوئی دن ایسا نہیں ملا جس میں میں نے ایسی بات سنی ہو جو میں اس سے پہلے سن چکا ہوں۔

اعمش کا فرمان ہے کہ حسن بصریؒ کی قوت حافظ بلا کی تھی وہ ہر حکمت کی باتوں کو خوب یاد کرتے تھے کہ پھر ان باتوں کا اظہار ہر ایک کے سامنے کرتے تھے جس سے لوگ بہت متاثر ہوتے تھے۔ انہی باتوں کی وجہ سے آپ کے ساتھی اور آپ دین کے بارے میں لوگوں میں پر اعتماد ہو چکے تھے کہ جب کبھی آپ کا ذکر حضرت ابو جعفر باقر کے سامنے ہوتا تو وہ فرماتے تھے۔ ذالک الذی لیشبہ کلامہ کلام الانبیاء یہ تو وہ ہیں جن کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔

فصاحت و بلاغت:

گفتار، علمی مہارت وکمال کے علاوہ قدرت نے آپ کو فصاحت کا ایسا ملکہ عطا فرما رکھا تھا کہ اس وصف میں وہ سب سے فوقیت رکھتے تھے۔ ابن حبان کا قول ہے کہ حضرت حسن بصریؒ بصرہ کے سب سے بڑے فصیح و بلیغ تھے ان کے علاوہ علامہ ابن سعد اور حافظ ذہبیؒ دونوں آپ کی

Marfat.com

فصاحت وبلاغت کے قائل تھے اور آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میں حضرت حسن بصریؒ کے لب و لہجے کو رویۃ بن العجاج کے لب و لہجے کے برابر سمجھتا ہوں جو کہ اپنے زمانے کے مشہور لب و لہجے کے مالک تھے۔ ابوعمرو بن العلا کہتے ہیں ''کہ میں نے حجاج اور حسن بصری سے زیادہ فصیح اور رویۃ اور عجاج سے بڑا شاعر کوئی آج تک نہیں دیکھا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مثالی بے باقی:

یہ ایک بڑا ہی مشکل اور کٹھن مرحلہ ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان اسلام کے اصولوں کے مطابق جن چیزوں سے باز رکھا گیا ہے ان سے منع رہے اور جن اشیاء یا امور کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کیا جائے ان کو زندگی کا حصہ بنانا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بہت ہی مشکل اور کٹھن کام ہے اور حضرت حسن بصریؒ کو قدرت نے جس بیداری قوت عمل کی دولت سے نوازا تھا وہ اس کی وجہ سے بڑے بڑے ارباب صولت وہیبت کی پرواہ نہ کرتے تھے اور جو امر حق ہوتا تھا اس کو ظاہر کئے بغیر نہ رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں خط لکھا کہ ''مجھ پر خلافت کا بار ڈال دیا گیا ہے آپ ایسے لوگ تلاش کیجئے جو اس معاملہ میں میری امداد کریں'' آپ نے جواباً لکھا ''لوگ دو ہی قسم کے ہیں۔

۱۔ ابنا دنیا جن کو آپ پسند نہیں کرتے اور ان کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ ابنا آخرت: تو وہ اس کام کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں۔

ابن ہبیرہ کو یزید بن عبدالملک نے عراق وخراسان کا گورنر مقرر کر دیا تو اس نے آپ کو ابن سیرین اور شعبی کو بلا کر کہا کہ ''خلیفہ نے مجھ کو فلاں فلاں کاموں کے بارے میں ایسا لکھا ہے اور میرا فرض ہے کہ اس کے حکم کے مطابق عمل کروں'' اس پر ابن سیرین اور شعبی نے ایسی گول مول باتیں کر دیں یعنی جو ذو معنی باتیں تھیں جس سے مطلب واضح نہیں ہوتا تھا مگر جب آپ کی باری آئی تو آپ نے صاف صاف جواب دیا کہ ''اے ابوہیرہ! تو یزید کے معاملے میں اللہ کے

Marfat.com

خوف سے ڈر اور اس کے برعکس اللہ کے معاملہ میں یزید سے مت ڈر کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ طاقتور ہے وہ تجھ کو یزید کے شر سے بچا سکتا ہے مگر یزید تجھ کو خدا کے قہر و عذاب سے کبھی بھی نہیں چھڑا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ہمارے پاس ایک فرشتہ بھیج دے جو تجھ کو تیرے تخت سے اتار دے اور تیرے وسیع محل میں سے نکال کر تنگ و تاریک قبر میں پہنچا دے اور وہاں تیرے اعمال کے سوا کوئی بھی چیز تیرے کام نہیں آئے گی۔ تو خدا کی معصیت سے بچ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو بندگان خدا اور دین کا مددگار بنایا ہے تو اس کو دین اور بندگان خدا کے خلاف استعمال نہ کر کیونکہ خدا کی معصیت میں کسی بندہ کی اطاعت اور فرمانبرداری ناجائز اور حرام ہے"

"ابوبکر الہذلی فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی کوئی درہم کسی قسم کی تجارت میں نہیں لگایا اور نہ کبھی کسی قسم کا کوئی سرکاری عہدہ ہی قبول فرمایا اور وہ جس چیز کا امر کرتے تھے پہلے اسے خود کرتے تھے اور جب کسی کو کسی قسم کے نہی عن المنکر کا حکم دیتے تو پہلے خود اس کو ترک کرتے تھے۔"

علم باطن:

آپ علوم ظاہریہ کے علاوہ علوم باطنیہ کے زیور سے بھی مکمل طور پر آراستہ تھے چنانچہ تمام بڑے بڑے ارباب تصوف اور اولوالعزم بزرگ نے آپ کا نام جلی عنوان سے لکھا ہے اور میرے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ آپ سلسلہ تصوف کے شیخ الشیوخ تھے۔

خوف خدا:

تصوف میں اصل احسان یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حضور کا تصور ہر وقت رہے اور حضرت حسن بصریؒ پر یہ کیفیت ہر وقت غالب رہتی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی جلالت شان سے ہر وقت خائف اور ترساں رہتے تھے۔ یونس بن عبید سے کسی نے دریافت کیا "آپ کوئی ایسا شخص جانتے ہیں جو حسن کی طرح عمل کرتا ہو" تو انہوں نے کہا کہ عمل کرنا تو بہت دشوار ہے میں نے تو

Marfat.com

کوئی ایسا شخص بھی نہیں دیکھا جوان کے قول کی طرح اقوال کہتا ہو"۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت حسنؒ کی تعریف کی اور کہا جب وہ آتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے کسی دوست کو دفن کر کے آ رہے ہیں اور جب وہ بیٹھے تھے تو اس قدر وہ اداس نظر آتے تھے گویا کہ وہ ایک قیدی کی طرح ہیں جس کے قتل کا حکم دیا گیا ہو اور گویا کہ دوزخ ان کے سوا کسی دوسرے کے لئے نہیں بنائی گئی۔"

ذریعہ معاش:

آپ شروع میں ہیرے جواہرات کی تجارت کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا نام حسن لولوی پڑ گیا تھا مگر جب آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل فرمایا تو آپ نے اسے ترک کر کے محض اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگا لی۔ آپ باعمل عالم تھے اور زاہد و متقی بے مثال تھے۔ سنت و احادیث پر سختی سے عمل کیا کرتے تھے اور ہمیشہ خدا کے خوف سے روتے اور ڈرتے تھے۔ آپ ہمیشہ وضو سے رہتے اور فکر آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کرتے' ان اوصاف کی وجہ سے آپ اپنے ہم عصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حسن بصریؒ ہم سے افضل اور اعلیٰ کیوں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "حسن کے علم کی ہر فرد کو ضرورت ہے اور اس کو سوائے خدا کے کسی کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے اس لئے وہ ہم سب کے سردار اور افضل و اعلیٰ ہیں" آپ نے جب اللہ تعالیٰ سے لو لگائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہی ہو کر رہ گئے' کسی دوسرے کی طرف دھیان اور توجہ نہ دی۔

راہ معرفت کا حاصل ہونا:

آپ چونکہ موتیوں اور جواہرات کا کاروبار کرتے تھے ایک مرتبہ آپ ہیرے جواہرات لے کر روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس گئے۔ سب سے پہلے بادشاہ کے وزیر سے ملاقات

Marfat.com

ہوئی اور بادشاہ سے ملنے کا اظہار کیا۔ وزیر نے کہا کہ بادشاہ کل ایک ضروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جا رہا ہے اس سے ملاقات کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ ساتھ چلیں جب وہاں بادشاہ فارغ ہوں گے تو آپ کو ملا دوں گا۔ آپ نے اتفاق کیا اور ہاں میں ہاں ملا دی۔ آپ کے لئے گھوڑا زین سے آراستہ منگوایا گیا۔ آپ ان کے ساتھ چل دیئے اور جب منزل مقصود پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک دیبائے رومی کا خیمہ ایک میدان میں نصب ہے اس کی طنابیں ریشم کی ہیں اور جن کیلوں سے بندھی ہوئی ہیں وہ سونے کے ہیں ایک مسلح فوجی دستہ خیمے کا طواف کر کے واپس جا رہا ہے اس کے حکماء و فلاسفر اور دبیر و منشی حضرات نے خیمے کا طواف کیا۔ اس کے تقریباً دو سو کنیزوں اور لونڈیوں نے بھی خیمے کا طواف کیا جن کے ہاتھوں میں جواہر و لعل کے تھال تھے اور وہ نہایت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس تھیں اور طواف کرنیکے بعد کچھ کہتی ہوتی چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزرا نے بھی اسی خیمے کا طواف کیا اور کچھ کہتے ہوئے واپس چلے گئے۔ آپ نے حیرت کے عالم میں وزیر سے دریافت کیا کہ یہاں کیا ماجرا ہے؟ تو وزیر نے تفصیل سے یوں بتایا کہ ''بادشاہ سلامت کا ایک خوبصورت بیٹا تھا جو کہ صاحب علم بھی تھا اور وہ جنگ کی جملہ مہمات میں بھی مہارت رکھتا تھا بلکہ وہ بہترین سپہ سالار تھا اور بادشاہ کو اس سے بہت محبت و پیار تھا کچھ عرصہ پہلے وہ بادشاہ کا بیٹا بیمار ہو گیا اس کے لئے قابل ترین طبیب برائے علاج مقرر کئے مگر بیٹا صحت یاب نہ ہو سکا آخر کار وہ لڑکا اس دارِ فانی سے رخصت ہو گیا اور اس لڑکے کو یہاں دفن کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر سال تمام لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں'' حضرت حسن بصریؒ نے دوبارہ دریافت فرمایا کہ ''اس طریقے سے طواف کرنے کا کیا مقصد ہے''؟ تو اس ہمرکاب نے جواب دیا کہ ''فوج کے لوگ اس وجہ سے طواف کرتے ہیں کہ اگر شہزادہ کسی ایسی مہم یا مشکل سے دوچار ہوتا تو ساری فوج اپنی جانیں نثار کرتی شہزادے کو اس مشکل سے نجات دلا دیتی تھی اور اس کو کسی قسم کی گزند نہ آنے دیتی۔ دانشور، حکماء اور فلاسفروں کے طواف کا یہ مقصد ہے کہ اگر حکمت و دانش اور عقلمندی شہزادے کو بلا سے نجات دلا سکتی تو ہم اپنی پوری کوششوں سے شہزادے کو نجات دلاتے۔ اور خوبرو حسین لڑکیوں کے

Marfat.com

طواف کا یہ مطلب ہے کہ یہ مال وزراور جسم وجان اگر شہزادے کی صحت یابی میں مدد دے سکتے تو ان سب کو قربان کر دیا جاتا۔ شہزادے کا والد اور وزراء کے طواف کرنے کا یہ مقصد ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اے جاندار ہم نے تیری جان بچانے کے لئے تمام طریقے استعمال کئے مگر کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکا اور تیری نوشتہ تقدیر الٰہی کو نہ مٹا سکے' نہ ٹال سکے اور اب آئندہ سال تک ہمارا سلام قبول ہو یہ کہہ کر سب واپس چلے جاتے ہیں پھر دوسرے سال آ کر اسی طرح دہراتے ہیں''

حضرت حسن بصریؒ نے جب یہ پورا قصہ سن لیا۔ تو قسم کھائی کہ پوری زندگی بھر نہیں ہنسوں گا اور دنیا سے بیزار ہو کر فکر آخرت میں گوشہ نشین ہو گئے اور اسقدر عبادات اور مجاہدات میں مشغول اور مصروف ہوئے کہ ستر ۷۰ سال تک کی عمر میں کبھی بھی بے وضو نہ رہے انہوں نے گوشہ تنہائی کو اپنا مسکن بنالیا اور قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی نہ ہنسوں گا بلکہ آخرت کی فکر میں ہمیشہ روتا ہی رہوں گا۔ اس واقعہ نے آپ کی کایا پلٹ دی اور اپنی محنت و ریاضت سے اولیاء کرام میں وہ اہم مقام پایا جس کی وجہ سے آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (تذکرہ اولیاء)

Marfat.com

باب ۶

سیرت پاک

مردان حق کی شان: ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے کہ حجاج بن یوسف اپنے پورے جاہ وجلال اور ہاتھ میں برہنہ شمشیر لیے فوج کے ہمراہ آئے اور بیٹھ کر وعظ سننے لگے۔ وعظ میں موجود ایک آدمی نے دل میں سوچا کہ اب حسن بصریؒ کا امتحان ہے کہ اب وہ حجاج کی تعظیم کے لئے اٹھے گا اور اس پر حجاج کا رعب طاری ہوتا ہے یا کہ نہیں مگر آپ نے حجاج کی آمد کی ذرّہ پرواہ نہ کی اور آپ وعظ میں مصروف رہے حتیٰ کہ وعظ اختتام پذیر ہوا اور حجاج بھی اٹھا اس نے آپ کے دست کو بوسہ دیا اور وہ شخص جس کے دل میں خیال گذرا تھا وہ بلند آواز سے پکار اٹھا کہ حسن حسن ہے اور حجاج نے بوسہ دیتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ ''اگر مردان حق کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھ لو''

بدکردار: بعض لوگوں نے حجاج کو خواب میں دیکھا کہ میدان محشر میں کسی کو تلاش کر رہا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ کس کو تلاش کر رہے ہو تو جواب دیا کہ ''جلوۂ خداوندی تلاش کر رہا ہے جس کو مدحوین تلاش کرتے ہیں''؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرگ کے وقت حجاج کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ ''اللہ تو غفار ہے اور تجھ سے برتر دوسرا کوئی نہیں ہے لہٰذا اپنی غفاری کی وجہ سے ایک خاک مشت کے برابر انسان پر ظاہر کر کے میری بخشش فرما دے کیونکہ پورا عالم یہ کہتا ہے کہ میری بخشش ہرگز نہیں ہوگی اور ہمیشہ عذاب الٰہی میں گرفتار رہے گا۔ لیکن اگر تو نے مجھے بخش دیا تو سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یقیناً تیری بڑی شان'' فعال لما یرید '' ہے یعنی جو کچھ کرنا چاہتی ہے کر سکتی ہے'' جب حسن بصریؒ نے ''یہ سنا تو فرمایا کہ یہ بدکردار آدمی آخرت میں بھی اپنی مرضی سے فیصلے کروانا چاہتا ہے''

گناہگار کے آنسو: ایک دن آپ اپنے حجرۂ اعتکاف میں بیٹھے رو رہے تھے اور فرط ذوق اور خوف خدا سے خوب روتے جا رہے تھے کثرت گریہ زاری سے آپ کے آنسو رخساروں پر سے

Marfat.com

بہنے شروع ہو گئے۔ ایک شخص حجرے کے نیچے سے گزر رہا تھا تو آنسو اس کے اوپر پڑے تو اس نے نظر اٹھا کر دریافت کیا کہ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ تو آپ نے رونی حالت میں جواب دیا کہ ''یہ مجھ گنہگار کے ناپاک آنسو ہیں' اپنے کپڑے دھو ڈال اور آپ کو جو اس وجہ سے تکلیف ہوئی ہے خدارا مجھے معاف فرما''

دنیا عبرت کا مقام ہے: آپ جنازے میں شمولیت کو اولین ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ جنازے کے ساتھ گئے جب لوگوں نے میت کو قبر میں اتار دیا اور واپس ہونے لگے تو آپ نے بلند آواز سے لوگوں کو کہا ''اے دنیا کے پرستارو' مال کے متوالو! دیکھا تم نے انسان کا انجام؟ یہ جگہ دنیا کا آخری مقام ہے اور آخرت کی پہلی منزل ہے پھر دنیا میں کیا ناز اور غرور۔ اس دنیا پر جس کا انجام بالآخر یہ ہے۔'' سن لو کہ یہ دنیا عبرت کا مقام ہے اور اس عالم سے خوفزدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہی ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہے۔ آپ کی نصیحت سے لوگ اسقدر متاثر ہوئے کہ رونے لگے۔

مچھلی کا کباب: ایک مرتبہ آپ روزے سے تھے اور اپنے خادم سے فرمایا کہ افطاری کے لئے بازار سے روٹی اور مچھلی کے کباب لے آنا۔ خادم نے تعمیل حکم کی۔ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے خادم سے کہا ''اس لذیذ کھانے سے مجھ فقیر کو کیا واسطہ'' خادم نے عرض کیا!

''آپ نے ہی تو حکم دیا تھا کہ روٹی اور مچھلی کا کباب لے آنا''

آپ نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کی:

''اے باری تعالیٰ! میں نے دنیا کی نعمتوں پر دھیان دیا' مجھ سے بھول ہو گئی میرا نام کہیں درویشوں کی فہرست سے نہ مٹانا''۔

آپ کی توبہ: ایک مرتبہ آپ دریائے دجلہ کے کنارے ٹہل رہے تھے اور وہاں ایک حبشی کو دیکھا جو ایک عورت کو بغل میں لئے بیٹھا تھا اور پہلو میں شراب کی بوتل پڑی تھی وہ خود بھی شراب پی رہا تھا اور اس عورت کو بھی شراب پلا رہا تھا۔ آپ نے اس شخص کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہوں سے

Marfat.com

دیکھا اور آپ کے دل میں خیال گزرا کہ یہ شخص اگرچہ شراب پی رہا ہے مگر مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے مگر پھر خیال آیا کہ یہ مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ یہ حرام شراب پی رہا ہے اسی دوران آپ نے دریا میں ایک کشتی آتی دیکھی جب وہ کشتی اس شخص کے نزدیک پہنچی تو پانی میں ڈوب گئی جس میں مال و اسباب کے ساتھ سات آدمی بھی غوطے کھانے لگے وہ شخص فوراً اٹھا اور دریا میں کود پڑا اور ان تمام آدمیوں کو باہر نکال لایا یہ دیکھ کر آپ نے اپنے خیال سے رجوع کیا اور تمام عمر اپنے سے کسی کو کمتر نہ جانا خواہ وہ کتنا ہی گنہگار اور کمتر ہو۔ اس کے بعد وہ آدمی آپ سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا ''حضرت آپ مجھے ملامت آمیز آنکھوں سے دیکھ رہے تھے میں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر چھ آدمیوں کو بچا لیا آپ ذرا ایک کو تو بچا کر دکھاؤ'' آپ اس کی باتیں سن کر حیران ہو گئے پھر اس شخص نے دوبارہ کہا کہ ''اے مسلمانوں کے امام بوتل میں شراب نہیں پانی ہے اور یہ عورت میری ماں ہے۔ تم ظاہری حالت کو دیکھ کر اس کی حالت کا اندازہ نہیں کر سکتے'' حسن بصریؒ نے اس شخص سے معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی۔ اور اس دن کے بعد کسی کو بھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھا اور ہمیشہ اس شعر کے مصداق بنے رہے۔

؎ ہائے ذوقؔ کس کو چشم حقارت سے دیکھتے
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

خواجہ حسن بصریؒ کی تین نصیحتیں:

ایک دفعہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ نے خواجہ حسن بصریؒ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تین چیزوں سے ہمیشہ بچے رہو۔

۱۔ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ اس کا انجام بالعموم اچھا نہیں ہوتا۔ بادشاہ خواہ کتنا ہی شفیق اور مہربان کیوں نہ ہو اس کو آنکھ بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

۲۔ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا خواہ وہ رابعہ زمانہ ہی کیوں نہ ہو، خواہ تو اسے قرآن پاک کی تعلیم ہی کیوں نہ دیتا ہو۔

Marfat.com

۳۔ یہ کہ مزامیر، آلات موسیقی سے پرہیز کرنا کیوں کہ مزامیر سے دل قابو میں نہیں ہوتا اور انسان لغزش کھا جاتا ہے۔

حسن بصریؒ کی اہل طریقت کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی اور علمی معاملات میں آپ کا بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ حکایت میں آتا ہے، ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صبر کی وضاحت چاہی؟ آپ نے فرمایا کہ صبر دو طرح کا ہے ایک صبر تو مصیبتوں اور آفتوں کی حالت میں ہوتا ہے۔ دوسرا صبر ان چیزوں سے باز اور کنارہ کش ہونے کے باعث جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے'' یہ سن کر اعرابی نے کہا کہ ''بخدا تو سچا زاہد ہے اور میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی زاہد نہیں دیکھا اور نہ تجھ سے بڑھ کر کوئی صابر ہی دیکھا ہے'' آپ نے اس اعرابی سے فرمایا ''اے اعرابی! میرا زہد سب کا سب رغبت ہے اور میرا صبر جزع'' اعرابی نے کہا کہ میرا اعتقاد متذبذب ہو گیا ہے آپ اس کی تفسیر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ''صبر خالص رضائے خداوندی کے لئے ہوتا ہے۔ نہ کہ اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لئے۔ اور زہد بھی خالصتاً اطاعت الٰہی اور رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے نہ کہ بہشت کی خواہش و حرص کیلئے اور یہ اعتقاد و اخلاص کی درستی پر دلالت کرتا ہے (کشف المحجوب صفحہ ۱۱۵)

<u>نیک اور متقی صوفیوں کی مجلس اختیار کرو</u>: روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص برے لوگوں کی مجلس اختیار کرتا ہے تو وہ اس گروہ کے نیک لوگوں سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص گمراہ یا شریر لوگوں کی مجلس اختیار کرتا ہے اور ان سے محبت بھی کرتا ہے تو وہ خود اس کی شرارت نفس ہے ورنہ اگر اس میں نیکی اور بھلائی کا مادہ ہوتا تو وہ بروں کی صحبت سے محتاط اور کنارہ کش ہو کر نیکوں کی صحبت اختیار کرتا۔ ہر ایک کی علامت اس کی اپنی ذات سے ہے اس لئے کہ اس نے نالائق اور ذلیل کی صحبت اختیار کر لی اور جو لوگ نیک لوگوں کے منکر ہیں وہ خدا کی مخلوق میں سے ذلیل ترین اور شریر ترین شمار کئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی مجلس شریروں اور ذلیلوں سے رہی ہے یا پھر وہ اپنی خواہشات نہ پا کر ان کے منکر ہوئے ہیں یا وہ نیکوں کی پیروی کرنے کا

Marfat.com

جذبہ نہیں رکھتے تھے اور یا پھر انہیں فاسق و فاجر لوگوں سے رابطہ ہوگا جو اہل اللہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔

اے طالب صادق! تیرے لئے ضروری ہے کہ تو نیک اور متقی صوفیوں کی مجلس اختیار کر اور طریق عمل کی پیروی کر کیونکہ اس میں بہت سی برکتیں اور سخاوتیں ہیں۔

علمی فضیلت:

خواجہ حسن بصریؒ کی علمی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے امام زہریؒ بیان فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے صرف چار ہی عالم تھے۔

۱۔ مدینہ شریف میں المسیبؒ

۲۔ شام میں مکحولؒ

۳۔ کوفہ میں علامہ شعبی (یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے ابتداء میں حضرت امام ابوحنیفہ کو حصول علم کی ترغیب دی)

۴۔ بصرے میں جناب امام المتصوفین العارفین خواجہ حسن بصریؒ

آپ کی علمی فضیلت کے بارے میں تمام سیرت نگاروں نے متفقہ طور پر لکھا ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ اگرچہ نسلاً حبشی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بڑا فصیح اللسان بنایا تھا اور حجاج بن یوسف آپ کی فصاحت و بلاغت سے بہت متاثر تھا اور اپنے آپ کو ہیچ سمجھتا تھا۔

آپ نے مسلمانوں کو دنیا اور صرف دنیا ہی کے بن کے رہ جانے پر سختی سے منع فرمایا اور حضورﷺ کی سنت کے خلاف چلنے سے منع کیا۔ آپ قرآن پاک اور حدیث و سنت پر گہری نگاہ رکھتے تھے گویا کہ آخرت کی زندگی آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔ آپ نے سوئے ہوئے مسلمانوں کو جھنجوڑ کر بیدار کیا اور ان پر واضح کیا کہ صرف زبان سے ہی کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ کامل مسلمان بننے کے لئے اقرار کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

آپ کا بیان درد کرب و سوز و گداز سے بھرا ہوا تھا۔ آپ جو بات منہ سے کہتے لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی تھی اور مخلوق آپ کو محض اس تاثیر کلام کی وجہ سے امام زمانہ، صاحب کرامت،

Marfat.com

اور مستجاب الدعوات تسلیم کرتی تھی۔ آپ بصرہ کی جامع مسجد میں درس دیا کرتے تھے ان کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی لیکن ان میں جو محدث سب سے زیادہ مشہور ہوئے وہ حضرت ثابت البنانی تھے۔ خواجہ حسن بصریؒ کا زمانہ ولایت دو وجوہات سے مشہور ہوا تھا۔

۱۔ آپ کے وقت میں معتزلہ کا گروہ نمودار ہوا۔

۲۔ آپ کے زمانے کے زاہدوں، عابدوں اور گوشہ نشینوں نے صوفی کا لقب پالیا اور اس کے بعد تصوف کے فروغ کے لئے اشاعت کی اور تصنیف و تالیف کا آغاز کیا۔

غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے:۔ ایک دفعہ کسی نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے'' تو آپ بہت خوش ہوئے اور کھجوروں کو طباق (بڑا تھال) میں ڈال کر اس شخص کے ہاں بطور نذرانہ بھجوا دیا اور یہ پیغام بھی دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی چند نیکیاں میرے نامہ اعمال میں منتقل کر دی ہیں۔ اس احسان یا نیکی کا بدلہ چکانے کے لئے تو مجھ میں طاقت نہیں ہے محض یہ چند کھجوریں نذرانے کے طور پر قبول فرمائیں۔''

خواجہ حسن بصریؒ کی بے باک حق گوئی:۔ اُموی خلیفہ یزید بن عبدالمالک نے عمر بن ہبیرہ کو خراسان و عراق کی گورنری پر مامور کیا تو اس نے خواجہ حسن بصریؒ ابن یربن اور امام شعبیؒ کو بلایا اور کہا کہ یزید نے مجھے گورنری کے عہدے پر مامور کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس کے احکام کی تعمیل کروں۔ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ ابن یریںؒ اور امام شعبیؒ نے ذو معنی جواب مگر خواجہ حسن بصریؒ نے صاف صاف جواب دیا اور فرمایا:

''ابن ہبیرہ تو یزید کے معاملے میں خدا سے ڈر اور اللہ کے معاملے میں یزید سے مت ڈر۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے۔ لیکن یزید تجھ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا۔ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے اور وہ تجھے تخت سے اتار دے گا اور وسیع محل سے نکال کر تنگ قبر میں ڈال دے گا اس وقت تیرے اعمال کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ نے بادشاہت کو اپنے دین اور اپنے بندوں کی امداد اور بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ تم اللہ کی دی ہوئی

Marfat.com

حکومت کے ذریعے اس کے دین اور بندوں پر سوار نہ ہو جاؤ۔ خدا نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اس کی مخلوق کے سامنے اظہار عبودیت کریں۔"

خوف خدا کی حالت: خواجہ حسن بصریؒ پر خوف خدا کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ہر وقت وہ لرزتے رہتے تھے۔ ان کے ہم عصر تابعی حضرت یونس بن عبید کا قول ہے کہ جب حسنؒ آتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح وہ ابھی کسی قریبی عزیز کو دفن کر کے آ رہے ہیں اور جب بیٹھتے تو ایسے قیدی کی طرح جس کے قتل کا حکم صادر ہو چکا ہے اور جب ان کے سامنے دوزخ کا ذکر کیا جاتا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے کہ ایسا نظر آتا ہے کہ دوزخ محض انہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔ حضرت یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ ہم نے خواجہ حسن بصریؒ کو کبھی زندگی میں ہنستے نہیں دیکھا اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہوتی ہے' زیادہ ہنسنے والے کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور جب خواجہ صاحب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے گویا کہ آنسوؤں کا سیلاب آ جاتا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو نصیحت: ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جو کہ حاکم وقت تھے انہوں نے آپ کی خدمت میں لکھا اور عرض کیا۔ کہ حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیے اور میں اسے حرز جان بنالوں۔ آپ نے جواب لکھا کہ "اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کسی سے نہ ڈر اور اگر خدا تیرے ساتھ نہیں ہے تو پھر کسی سے [illegible] مزید لکھا کہ اس دن کو ہمیشہ یاد رکھ جب موت سر پر کھڑی ہوگی۔"

صبر و زہد کی تعریف: ایک دفعہ ایک بدو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو عابد و زاہد نہیں پایا تو آپ نے فرمایا:

"میرا زہد محض اس لئے ہے کہ آخرت میں عیش میسر ہو گویا یہ عیش کی رغبت سے ہے۔ اور میرا صبر دوزخ کی آگ کے ڈر سے ہے اور یہ عین بے صبری ہے حقیقی صبر و زہد وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کی رضا جوئی کے حصول کے لئے ہو اور جس میں اپنے نفع و نقصان کا کوئی

Marfat.com

خیال نہ ہو"

خلق خدا سے بے نیازی: کسی شخص نے حضرت عبدالواحد بن زیدؒ سے دریافت کیا "کوئی ایسا آدمی آپ کی نظر میں ہے جو خلقت خدا سے واقعی بے نیاز ہو"

انہوں نے جواب دیا کہ تھوڑی دیر انتظار کرو ایسا آدمی میرے پاس آنے والا ہے اتنے میں حضرت عتبہ بن الفلام تشریف لائے۔ ان سے پوچھا گیا کہ راستے میں آپ نے کن کن سے ملاقات فرمائی؟ جواب دیا کہ میں نے نگاہیں اونچی نہیں کیں۔ ملاقات کا کوئی سوال نہیں۔ حضرت عتبہ بن الفلام حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے شاگرد عزیز تھے آپ کے شاگرد آپ کی تربیت سے اسقدر متاثر تھے تو آپ کی بے نیازی کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔

درد کی شکایت کی پٹی: ایک دفعہ ایک شخص کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا تو وہ پٹی باندھ کر خواجہ حسن بصریؒ کے حضور میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ تو اس شخص نے جواب دیا "کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے" آپ نے دوبارہ پوچھا آپ کی کتنی عمر ہے؟ اس نے جواب دیا تیس سال۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم ان تیس سالوں میں کبھی بیمار ہوئے ہو؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ نہیں کبھی بیمار نہیں ہوا ہمیشہ تندرست رہا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا "تو تیس برس صحت کی حالت میں رہنے کے باوجود تم نے کبھی شکر کی پٹی سر پر باندھی؟ آج تیرے سر میں درد ہو رہا ہے تو تم نے درد کی پٹی باندھ لی ہے اور مخلوق خدا کے سامنے شکایت کرتا پھر رہا ہے"

یقین کامل کا نتیجہ: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حسن بصریؒ کسی وجہ سے حجاج بن یوسف کو مطلوب تھے اس نے اپنے سپاہی گرفتاری کے لئے روانہ کئے جب سپاہی حبیب عجمی کے گھر آئے تو حسن بصریؒ حبیب عجمی کی عبادت گاہ میں داخل ہوئے۔ سپاہیوں نے حبیب عجمی سے حسن بصریؒ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ وہ عبادت گاہ کے اندر ہیں۔ سپاہی عبادت گاہ کے اندر داخل ہوئے اور بہت مرتبہ انہوں نے حسن بصریؒ پر ہاتھ رکھا مگر ان کو نظر نہ آئے انہوں نے آ کر حبیب عجمی سے کہا کہ حجاج تم کو دروغ گوئی کی وجہ سے سزا

Marfat.com

دے گا مگر انہوں نے فرمایا کہ وہ عبادت گاہ کے اندر ہیں اگر تم لوگوں کو وہ نظر نہیں آ رہے تو میرا کیا قصور ہے؟

وہ دوبارہ عبادت گاہ میں گئے مگر مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت حسن بصریؒ جب باہر نکلے تو انہوں نے حبیب عجمی سے کہا تم نے میرے استاد ہونے کا بھی لحاظ نہ رکھا اور صاف صاف بتا دیا۔ تو حبیب عجمیؒ نے جواب دیا کہ میں نے صاف گوئی سے کام لیا اور آپ محفوظ رہے اور اگر دروغ گوئی سے کام لیتا تو یقیناً ہم دونوں گرفتار ہو جاتے۔ یہ سن کر حسن بصریؒ سے پوچھا کہ آپ نے کیا پڑھا کہ جس کی وجہ سے سپاہیوں کی آنکھوں کی بینائی نہ رہی تو انہوں نے کہا۔"

''دو مرتبہ آیۃ الکرسی' دو مرتبہ قل ھو اللہ اور دو مرتبہ امن الرسول پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حسن کو تیرے حوالے کیا تو ہی ان کی حفاظت کرنا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

رضائے الٰہی کا ذریعہ: ایک مرتبہ حسن بصریؒ مغرب کی نماز کے وقت حبیب عجمی کے ہاں آئے مگر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ حسن بصریؒ نے دیکھا کہ نماز میں قرات کے دوران الحمد کی بجائے لفظ الھمد چھوٹی ہ سے قرات کر رہے ہیں تو آپ نے جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھی۔ اس رات خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا۔ تو آپ نے عرض کیا یا اللہ تیری رضا کا کیا ذریعہ ہے؟ ارشاد ہوا کہ تو نے ہماری رضا پائی مگر اس کا مقام نہیں سمجھا۔ آپ نے عرض کیا کہ وہ کونسی رضا تھی؟ ارشاد فرمایا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمی کی اقتداء کر لیتا تو یہ تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی۔ جب کہ دل کی نیت سے تلفظ کی صورت کم درجہ رکھتی ہے (تذکرۃ الاولیاء)

ہمدردی کا اجر: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی غریب آدمی کا گھوڑا غیبی ہو گیا اور وہ خواجہ حسن بصریؒ کے پاس آیا تو آپ نے وہ گھوڑا چار سو دینار میں خرید لیا۔ رات کو اس شخص نے دیکھا کہ اس کا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے ساتھ جنت میں چر رہا ہے اس شخص نے پوچھا کہ یہ کس کا گھوڑا ہے؟ بتایا گیا کہ تیرا تھا مگر اب اس کا مالک حسن بصریؒ ہے۔ خواب سے بیدار ہوا تو حسن بصریؒ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ جناب میں کل والا سودہ منسوخ کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا۔تیرے خواب سے مجھے خدا نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا وہ واپس چلا گیا۔اگلی رات خواجہ صاحب نے خواب میں دیکھا کہ عالی شان محل اور دلفریب منظر ہے پوچھا اس محل کا مالک کون ہے؟ جواب ملا وہ شخص جو بیع منسوخ کرے۔بیدار ہونے پر آپ نے اس آدمی کو بلایا اور بیع منسوخ کر دی۔

(انوار اصفیاء)

توکل بے مثال: شمعون ایک آتش پرست تھا جو کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا پڑوسی بھی تھا۔ ستر برس تک آتش پرستی میں مصروف رہا۔آخری عمر میں بیمار پڑ گیا۔کافی دنوں تک بیماری کی حالت میں گزارے اور بہت علاج کئے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ایک دن حضرت خواجہ بصریؒ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کو ایمان کی دعوت دی۔فرمایا کہ تم نے ساری عمر کفر و شرک میں گزار دی ہے آخری عمر میں اسلام قبول کر لو تا کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر مہربانی ہو۔ شمعون نے جواب دیا کہ میرے اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ مسلمانوں کی تین بڑی عادات ہیں، جو کہ یہ ہیں۔

۱۔مسلمان دنیا کو برا کہتے ہیں جب کہ شب و روز دنیا کے متوالے ہیں۔

۲۔موت پر یقین کامل بھی رکھتے ہیں مگر آخرت کے لئے کوئی عمل نہیں کرتے۔

۳۔خدا کے دیدار اور خدا کو حاصل کرنے کے بھی متمنی رہتے ہیں اور ہر وہ کام بھی کرتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ تمہاری باتیں درست ہیں مگر پھر بھی ان کا خدا کی واحدانیت پر تو ایمان ہے، وہ مشرک و کافر تو نہیں کہلاتے ہیں۔اور تیرے خیال میں کیا یہ آگ جس کی تم پوجا کرتے ہو یہ تجھے نہیں جلائے گی اور مجھ خدا پرست کو جلا وے گی۔خواجہ صاحب نے کہا کہ "ایک آگ جلائی جائے اور اس کے اندر میں اور شمعون اپنے اپنے ہاتھ اگ میں رکھ دیں گے دیکھیں آگ کس کے ہاتھ کو جلائے گی۔" لہذا آگ جلائی گئی اور اس کے اندر حضرت خواجہ نے

Marfat.com

اپنے دونوں ہاتھ اللہ کا نام لے کر ڈال دیئے مگر خدا کی قدرت ان کے ہاتھوں کو آگ نے نہ جلایا۔ شمعون جو کہ پہلے بستر مرگ پر بیمار پڑا تھا جب اس نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو اس کا دل ہدایت کی طرف متوجہ ہو گیا اور خواجہ صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولا ''کہ حضرت اسی وقت کلمہ پڑھا لیں شاید پھر موقع نہ ملے۔ ساری عمر میں نے کفر و شرک میں گزاری ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا کہ اگر میں ایمان لے آؤں تو کیا آپ گارنٹی دے سکتے ہیں کہ میں عذاب الٰہی سے بچ جاؤں گا۔'' خواجہ صاحب نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ میں تمہیں لکھ کر دیتا ہوں کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں خدا تعالیٰ ضرور بخش دے گا۔ چنانچہ ایک اقرار نامہ تیار کیا گیا جس پر خواجہ صاحب اور دیگر عادل حضرات کے دستخط بطور گواہ کے تحریر تھے۔ پھر اس آتش پرست شمعون نامی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جوں ہی اس شخص نے کلمہ پڑھا۔ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ خواجہ صاحب نے اس کو غسل دے کر اقرار نامہ کے ساتھ دفن کر دیا اور ساری رات خدا کے حضور میں دعائیں کرتے رہے کہ ''اے مولا میں تو خود گناہ گار ہوں' میں کسی کی بخشش کی کیا ضمانت دے سکتا ہوں؟ میں نے ایک دعویٰ کر دیا ہے تو میری لاج رکھنے والا ہے۔ میں قیامت کے دن اس شخص کو کیا منہ دکھاؤں گا'' اسی حالت میں خواجہ صاحب کی آنکھ لگ گئی اور دیکھتے ہیں کہ شمعون کے سر پر تاج ہے کہ وہ مکلّف لباس میں ملبوس جنت کے باغات میں پھر رہا ہے۔ خواجہ صاحب نے پوچھا شمعون تیرا کیا حال ہے؟ شمعون نے جواب دیا ''اے حسن بصریؒ میرے پاس بتانے کے الفاظ نہیں' اللہ تعالیٰ نے میرے گناہ معاف کر دیئے اور محلات میں جگہ دی ہے۔ مجھے اپنا دیدار کروایا اور اس نے وہ عہد نامہ حضرت حسن بصریؒ کے حوالے کر دیا اور کہا اب آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ آپ ہر ضمانت سے سبکدوش ہیں۔'' حضرت حسن بصریؒ کی جب آنکھ کھلی تو اقرار نامہ آپ کے ہاتھ میں تھا جو شمعون کو دیا تھا۔ آپ فوراً سجدے میں گر گئے اور عرض کی کہ ''اے مالک کون و مکاں تیری ذات کتنی مہربان اور غفور و رحیم ہے ایک آتش پرست کہ جس نے ستر سال تیری نافرمانی کی اور فقط ایک کلمہ پڑھا تو تو نے اتنی نافرمانیوں کو بے معنی کر دیا۔ اور اس کو نہ صرف بخش

Marfat.com

دیا بلکہ اسے بلند و بالا درجات بھی عطا فرمائے'' ''آواز آئی! حسن بصریؒ تو نے ہمارے بھرم پر وعدہ کیا تھا اور ایک گمراہ کو سیدھی راہ پر لایا پھر ہم تمہیں کیونکر رسوا کرتے' ہمیں تو تمہارا بھرم رکھنا منظور تھا'' (تذکرۃ الاولیاء)

یہ تھا بزرگوں اور اولیاء کرام کے توکل اور بھروسے کا حال اور ان کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد کہ وہ نیک کام کی خاطر اور انسانی ہمدردی اور شفقت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ آپ کا اللہ تعالیٰ پر کلی طور پر اعتماد تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کسی اپنے سچے بندے کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاتا اور ان کے اعتماد کے مطابق یہ عمل ان کے ارادے اور اشارے کے مطابق پایہ تکمیل کو پہنچاتا ہے تاکہ اس کے بزرگوں اور دوستوں کی لاج اور عزت محفوظ رہے۔ لہٰذا ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مسلمانوں کو ایسا ہی اعتماد اور یقین نصیب فرمائے۔ (آمین)

وعظ گوئی کی اجازت: حضرت علی کرم اللہ وجہ بصرہ میں تشریف لائے تو آپ نے تمام واعظین کو وعظ کرنے سے منع فرما دیا اور جب آپ حسن بصریؒ کی مجلس وعظ میں آئے تو حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا کہ تم عالم ہو یا طالب علم؟ حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ ''نہ میں عالم ہوں اور نہ کچھ اور بلکہ کچھ بھی نہیں ہوں' جو کچھ احادیث نبویؐ سے سنا ہے وہ لوگوں تک پہنچائے دیتا ہوں'' یہ سن کر حضرت علیؓ نے آپ کو وعظ کی اجازت دے دی۔

مقام طشت: جب حضرت حسن بصریؒ کو حضرت علیؓ کے بارے میں علم ہوا تو وہ ان کے دیدار کے شیدائی بن گئے۔ پہلے ان کو جانتے نہیں تھے جب لوگوں سے ان کے بارے میں علم ہوا تو آپ ان کی تلاش میں نکل پڑے اور تلاش کرتے ہوئے ایک جگہ پر ملاقات ہوگئی تو آپ نے حضرت علیؓ سے عرض کیا۔ کہ مجھے وضو کا طریقہ سکھا دیجئے۔ چنانچہ ایک طشت میں پانی منگوا کر حضرت علیؓ نے آپ کو وضو کر کے طریقہ سکھایا اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام ہی مقام طشت پڑ گیا۔

Marfat.com

گریہ وزاری: آپ ہر وقت گریہ وزاری کرتے رہتے ہیں اور لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا شمار تو صاحب تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے تو آپ اسقدر کیوں گریہ وزاری کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے حسن ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی قدر نہیں ہے اور ہم تمہاری پوری عبادت کو مسترد کرتے ہیں۔ بچپن میں آپ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا جس کی سزا کی وجہ سے اپنے نفس کو شرمندہ کرنے کے لئے نئے کپڑے پر اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے یا اس کا نشان بنا دیتے تھے اور اس کو دیکھ کر اس درجہ گریہ وزاری کرتے کہ غشی طاری ہو جاتی تھی۔''

تنہائی زیادہ بہتر ہے:۔ایک مرتبہ آپ نے حج پر جانے کا قصد فرمایا تو بشر حانی کو بھی علم ہوا تو انہوں نے ان کو لکھا کہ میری خواہش ہے کہ ہم دونوں اکٹھے حج پر جائیں اور دونوں ایک جگہ پر حج کریں۔ مگر آپ نے اتفاق نہ کیا'' اور صاف جواب دے دیا کہ ''میری تمنا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ستاری میں ہی زندگی گزار دوں'' اگر ہم دونوں ساتھ نہ گئے تو ایک دوسرے کے عیب برائیاں ظاہر ہو جائیں گی اور ایک دوسرے کے عیب تصور کرنے لگیں گے۔ اس لئے اکیلے اکیلے ہی تنہائی میں رہنا زیادہ مناسب اور بہتر ہو گا۔

مردہ دلی کے اثرات: مالک بن دینارؒ نے فرمایا کہ جب میں نے خواجہ حسن بصریؒ سے دریافت فرمایا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ لوگوں کی مردہ دلی میں۔ دوبارہ مالک بن دینارؒ نے دریافت کیا؟ مردہ دلی کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا! افراد کا دنیا کی طرف زیادہ راغب ہونا۔

کرامات: آپ حج کی نیت سے عازم مکہ معظمہ ہوئے اور آپ کے ساتھ چند اور حضرات بھی تھے تو راستہ میں چلتے چلتے پیاس لگی مگر پانی کہیں بھی دستیاب نہیں تھا۔ چنانچہ چلتے چلتے ایک کنواں

Marfat.com

نظر آیا مگر اس کا پانی بہت دور تھا جو کہ عام انسان کی پہنچ سے باہر تھا لیکن کوئی اور ذریعہ پانی نکالنے کا نہیں تھا۔لوگوں نے آپ سے یہ حالت بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نماز میں مصروف ہوں تو تم پانی پی لینا۔ایسا ہی کیا گیا مگر ایک آدمی نے کچھ پانی اپنے کوزے میں رکھ لیا جس سے پانی دوبارہ واپس چلا گیا اور آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ آپ کو خدا پر اعتماد نہیں تھا یہ اسی عمل کا نتیجہ ہے"

بری نیت کا اثر:ابوعمرو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے ایک دن ان کے پاس ایک خوبرو لڑکا قرآن پڑھنے کی غرض سے آیا۔مگر آپ نے اس خوبرو لڑکے کو بری نیت سے دیکھا تو آپ پورا قرآن بھول گئے وہ بہت فکرمند اور پریشان ہوئے اور حیرانگی کے عالم میں حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ حج کے دنوں میں حج ادا کرنے کے بعد مسجد حنیف میں جاؤ وہاں محراب مسجد میں ایک صاحب تشریف رکھے ہوئے ہونگے جو کہ مصروف عبادت ہوں گے جب وہ عبادت سے فراغت حاصل کرلیں تو پورا قصہ ان سے بیان کر دیں۔ابوعمرو بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس مسجد میں پہنچا تو وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا اور کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے جس کی تعظیم میں تمام کھڑے ہو گئے کچھ دیر کے بعد تمام حضرات اٹھ کر چلے گئے اور وہ بزرگ اکیلے رہ گئے تو میں نے اپنا سارا قصہ ان سے عرض کیا۔
چنانچہ اس بزرگ نے دعا کی اور ان کی دعا کی برکت سے مجھے دوبارہ قرآن یاد ہو گیا۔اور جب خوشی کے عالم میں میں ان کے قدم بوس ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہیں میرا نام کس نے بتایا؟ تو میں نے عرض کیا کہ حسن بصریؒ نے۔تو یہ میری نیت کا اثر ہوا کہ قرآن پورے کا پورا بھول گیا۔لہذا اعمال کا انحصار انسان کی نیت پر ہی ہے۔پس ہر وقت انسان کو اپنی نیت کو صاف اور نیک رکھنا چاہئے تا کہ بری نیت کے عتاب سے محفوظ رہا جا سکے۔

Marfat.com

سنہری اقوال:

آپ نے فرمایا کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ

☆ نافع علم، اکمل علم، اخلاص اور صبر جمیل حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے مراتب کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

☆ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ وہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں مگر انسان نفسانی خواہشات کی بدولت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتا۔

☆ صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔

☆ آپ نے فرمایا معرفت خصومت و معاندت کو ترک کر دینے کا نام ہے کیونکہ جنت محض غم سے نہیں، خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے۔

☆ توراۃ میں ہے کہ قانع شخص مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی وہ سلامت رہا۔

☆ جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا وہ آزاد ہو گیا، جس نے حسد سے اجتناب کیا اس نے محبت حاصل کر لی اور جس نے صبر و سکون کے ساتھ زندگی گزار دی وہ سربلند ہو گیا۔

آپ نے فرمایا تقویٰ کے تین مدارج ہیں

۱۔ غیض و غضب کے عالم میں سچی بات کہنا۔

۲۔ ان اشیاء سے احتراز کرنا جن سے اللہ تعالیٰ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

۳۔ احکام الٰہی پر راضی برضا رہنا۔ قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے صوم و صلوۃ سے افضل ہے کیونکہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر و تقویٰ ہے۔

☆ مومن کی تعریف یہ ہے کہ:۔

۱۔ حلیم ہو۔ ۲۔ تنہائی میں عبادت کرتا ہو

☆ فرمایا تین آدمیوں کی غیبت جائز ہے

Marfat.com

۱۔لالچی شخص کی۔ ۲۔فاسق وفاجر شخص کی۔ ۳۔ظالم بادشاہ کی۔

☆ فرمایا کہ غیبت کا کفارہ اگرچہ استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی جائے اس سے معافی طلب کر لی جائے“

☆ فرمایا انسان کو ایسے مکان میں بھیجا گیا ہے کہ جہاں کے تمام حلال وحرام کا محاسبہ کیا جائے گا۔

☆ آپ نے فرمایا انسان دنیا سے تین خواہشات لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔

۱۔مال جمع کرنے کی حرص

۲۔جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ کر سکا۔

۳۔توشہ آخرت جمع نہ کر سکا۔

☆ دانشمند وہی ہے جو دنیا کو خیر باد کہہ کر فکر آخرت میں لگا رہے اور خدا شناس لوگ دنیا کو اپنا غنیم تصور کرتے ہیں؛ جب کہ دنیا شناس خدا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔

☆ نفس سے زیادہ دنیا میں کوئی شئے سرکش نہیں ہے۔

☆ تم سے پہلے آسمانی کتب کی ایسی قدر تھی کہ لوگ راتوں کو ان کے معانی پر غور کرتے تھے۔ اور دن کو عمل کرتے تھے اور تم نے اپنی کتاب پر زیروزبر تو لگا لیے مگر عمل ترک کر کے آسائش دنیا میں گرفتار ہو گئے۔

☆ جو شخص سیم وزر سے محبت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی عطا کرتا ہے۔

☆ جس کے پیروکار بیوقوف ہوں اس کی قلبی حالت درست نہیں۔

☆ جس شخص کی تم دوسروں کے عیوب آپ کے سامنے بیان کرتا ہے وہ یقیناً آپ کے دوسروں کے سامنے بھی بیان کرتا ہے۔

☆ دینی بھائی ہمیں اپنے اہل وعیال سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے ہیں کیونکہ دینی معاملات میں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

☆ دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات کا حساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا لیکن جو ماں باپ پر خرچ کیا جائے اس کا حساب ہوگا۔

☆ جس نماز میں دلجمعی نہ ہو وہ وجہ عذاب بن جاتی ہے۔

☆ ہنسی مذاق میں مصروف لوگ اپنی حالت کو فراموش کر دیتے ہیں۔

☆ کوئی شخص قبرستان میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ منافق ہے کیونکہ نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی حرکت کرتی ہے اور اس کو موت و آخرت پر ایقان نہیں ہوتا اور جوان دونوں پر یقین نہ کرے اس کو منافق کہتے ہیں۔ اگرچہ آپ کے سنہری اقوال بہت زیادہ ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے حصول سعادت کے پیش نظر اختصار کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اکابرین کی آراء:

آپ اپنے دور کے بڑے بڑے علماء کے نزدیک معتبر تھے اور آپ ان سے احادیث مبارکہ سنا کرتے تھے کہ حسن بصریؒ بھی بڑے پرتپاک انداز سے پوری تیاری کے ساتھ احادیث ان کو سنایا کرتے تھے اور احادیث کی پوری وضاحت فرماتے تھے گویا کہ حسن بصریؒ احادیث کا خزانہ تھے سب آپ کی یاداشت کے مدح خواں تھے۔ انس بن مالکؓ کہا کرتے تھے کہ ''حسن سے دریافت کروان کو سب کچھ یاد ہے اور ہم تو بھول گئے ہیں۔''

عاصم الاحول سے بیان ہے کہ ''میں نے شعبیؒ سے کہا کہ میں بصرہ جا رہا ہوں اگر کوئی کام ہو تو بتایئے'' انہوں نے کہا کہ ''تم بصرہ پہنچو تو حسن بصریؒ کو میری طرف سے سلام کہنا'' میں نے کہا کہ ''میں تو ان کو پہنچانتا بھی نہیں ہوں'' تو شعبی نے کہا کہ ''جب تم بصرہ میں داخل ہو تو دیکھنا وہاں سب سے زیادہ خوبصورت اور خوش رو اور پر رعب کون ہے؟ بس سمجھو کہ وہی حسن بصریؒ ہے تم ان سے میرا سلام کہہ دینا'' چنانچہ جب میں بصرہ پہنچا اور اس کے بعد نماز کے وقت بصرہ کی مسجد

Marfat.com

میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حسن تشریف رکھتے ہیں اور ان کے ارد گرد لوگوں کا ایک ہجوم لگا ہوا ہے، تو میں نے ان کو سلام پہنچا دیا۔

''سلیمان التیمیؒ کہتے ہیں کہ حسن شیخ بصرہ ہیں''

مطر الوراق کا قول ہے کہ ''جابر بن زید اہل بصرہ میں سب سے بڑے بزرگ مانے جاتے تھے مگر جب حسن بصریؒ کا بول بالا ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ آخرت میں ہیں اور وہاں کی چیزوں کو دیکھ دیکھ کر ان کے متعلق خبریں دے رہے ہیں''

عطا بن ابی رباحؒ جو کہ بہت بڑے جلیل القدر محدث تھے وہ فرماتے تھے کہ ''تم اس شخص (حسن) کی طرف رجوع کیا کرو وہ بہت بڑے عالم، امام اور مقتداء ہیں۔

فقہ:

تفسیر و حدیث کے علم کے علاوہ وہ فقہ کے بھی بڑے وسیع النظر امام تھے اور بصرہ کے مفتی بھی تھے۔

قتادہؒ کا بیان ہے کہ ''میں جس کسی فقیہ کے پاس بھی بیٹھا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھی حسن بصریؒ کے فضل و کرم کا مرہون ہے۔''

ایوب کہتے تھے کہ ''میں نے حسن سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا''

بکر المزنیؒ کا فرمان ہے کہ ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ ہمارے زمانے کے سب سے بڑے عالم کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ حسن بصریؒ کو دیکھے کیونکہ ہمیں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو ان سے بڑا ہو''

حماد بن سلمہ یونس بن عبید اور حمید الطویل نے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے فقہا کو دیکھا لیکن حسن بصریؒ سے زیادہ کسی کو مروت میں کامل نہیں پایا''

Marfat.com

آپ کے شاگرد:

چونکہ آپ بہت بڑے عالم' محدث' فقیہ اور برگزیدہ عالم تھے چنانچہ ساری دنیا میں آپ کے علم و فضل کی شہرت تھی اور زمانے کے تمام اہل علم آپ کو تفسیر و حدیث اور فقہ کے وسیع النظر امام جانتے تھے۔ بڑے بڑے علما و فضلاء کے نزدیک آپ اپنے زمانے کے قابل اعتبار معتبر فقیہ اور محدث تھے آپ کے یار دوست اور آپ کے ہم عصر فخر کرتے تھے اور جو کوئی بات آپ کے رفقاء کو بھول جاتی تھی وہ آپ کی یادداشت میں محفوظ ہوتی تھی گویا کہ آپ اپنے زمانے میں سب سے بڑے عالم' محدث' امام اور معتقدا تھے اور آپ کے گفتار و کردار سے مخلوق خدا قطعی طور پر مطمئن تھی۔ آپ کے حسن اوصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے شاگردان عزیز بھی بلند پایہ ہی ہونگے اور آپ کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا۔ آپ کے سب سے اہم اور مشہور زمانہ تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ایوبؒ غلام تھے مگر کشور علم و عمل کے تاجدار تھے۔

۲۔ قتادہؒ۔

۳۔ بکر بن عبداللہ مزنیؒ۔

۴۔ عطاء ابن السائبؒ۔

۵۔ یونس بن عبیدؒ۔

۶۔ منصور بن زاذانؒ۔

۷۔ مجاہدؒ۔

۸۔ عطاء بن ابی ریاحؒ۔

۹۔ طاؤس بن کیساںؒ۔

Marfat.com

غلط فہمی:

حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں لوگوں کو ایک عام غلط فہمی تھی اور اعتراض تھا کہ وہ تدلیس کرتے ہیں یعنی اپنے اصل شیخ کا نام نہیں لیتے اور حدیث کو براہ راست آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ حدیث بیان کرتے وقت وہ اس راوی کا ذکر نہیں کرتے جس کے توسط سے وہ حدیث ہم تک پہنچی ہے اور وہ صرف حضور اکرم ﷺ سے اس حدیث کو منسلک کرتے تھے جس طرح انہوں نے خود ان کی زبان مبارک سے سنی ہے اور یہ مقام تو صرف صحابہ کرام کو ہی حاصل تھا وہ تو تابعین میں سے تھے اس لئے ان پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ ان کو درمیان کے راوی کا نام ضروری لینا چاہئے مگر اس اعتراض کی وجہ انہوں نے خود ہی اس طرح بیان فرمائی تھی کہ ان کے زمانے میں حجاج بن یوسف برسر اقتدار تھا اور وہ بہت بڑا ظالم اور سفاک حکمران تھا۔ اس کے مظالم اور سفاکیوں کا ذکر زبان زد عام تھا حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ''میں جس کسی حدیث میں ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہوں تو سمجھ لو کہ وہ حدیث میں نے حضرت علیؓ سے سنی ہے لیکن (حجاج کی وجہ سے) میں ایسے زمانے میں رہ گیا ہوں کہ حضرت علیؓ کا نام لینا بھی مشکل ہے کہ حضرت حسنؒ سے استفادہ کرنے والے تو اس راز کو بخوبی جانتے تھے اور ان کے ایسے عمل پر اعتراض نہیں کرتے تھے اور نہ اس کی وجہ ہی دریافت کرتے تھے۔ یونس بن عبید نے حضرت حسن بصریؒ سے اس معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ''اے میرے بھتیجے آج تم نے مجھ سے ایسی بات دریافت کی ہے جو آج تک کسی نے مجھ سے دریافت نہیں کی اور اگر تمہاری قدر و منزلت میرے دل میں نہ ہوتی تو اس راز کو بھی تم سے بیان نہ کرتا''

ابن جبیر کو حجاج بن یوسف نے کوفہ کا امام اور قاضی مقرر کیا تھا اور وہ ان کے علم و فضل کی بہت قدر کرتا تھا لیکن کوفہ کے لوگ بہت ہی شورہ پشت تھے وہ کسی کی گورنری سے خوش نہیں ہوتے تھے حسب معمول انہوں نے ابن جبیرؒ کے خلاف بھی شور برپا کر دیا اور یہ مطالبہ کیا کہ ''ہمارا حاکم عربی ہی ہونا چاہئے'' اور مجبوراً حجاج بن یوسف نے ابن جبیرؒ کو قضاۃ کے عہدے سے برطرف کر

Marfat.com

دیا اور ان کی جگہ پر حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعریؒ کو کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ حجاج نے تاکید کر دی کہ ابن جبیرؒ سے امور قضاء میں مشورہ لیا جائے۔''

حجاج بن یوسف اگر چہ حضرت ابن جبیرؒ کی ہر طرح عزت افزائی کرتا تھا اور کافی احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ لیکن متاثر نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ حجاج کی بے پناہ شفا کیوں کو انتہائی نفرت وغصہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ ۱۰۸۱ھ میں عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو ابن جبیر اس کے ساتھ ہو کر حجاج سے لڑے۔ اس وجہ سے حجاج بن یوسف اور ابن جبیرؒ کے درمیان ناچاقی پیدا کر لی۔ اور ان اختلافات نے یہاں تک طول کھینچا کہ حجاج بن یوسف نے مکالمہ کے دوران آپ کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور آپ کو شعبان ۹۴ھ میں شہید کر دیا گیا۔ یہ خون ناحق رنگ لایا اور حجاج پر زیست کا دائرہ تنگ کر دیا۔ حجاج مرض الموت میں مبتلا ہو گیا اور ابن جبیرؒ کی دُعا کی قبولیت کے نتیجہ میں چھ ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔ اس سانحہ کا اثر حسن بصریؒ پر بہت بری طرح ہوا کیونکہ وہ بھی ان کے ساتھی اور دوست تھے۔

حضرت حسن بصریؒ پر ابن جبیر کی شہادت کا اثر:۔ حضرت ابن جبیر کے ہی ناحق قتل نے اکابر تابعین میں غم و ماتم کی صفیں بچھا دیں۔ حضرت بصریؒ نے فرمایا۔ اے خدا! ''ثقیف کے فاسق (حجاج) نے اس کا انتقام لیا۔ خدا کی قسم اگر تمام روئے زمین کے رہنے والے! ان کے قتل میں شریک ہوئے تب بھی خدا ان کو منہ کے بل دوزخ میں جھونکا دے''

وصال:

آپ نے ۱۱۰ ہجری میں بمقام بصرہ وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات سے چند روز پہلے ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک پرندہ نے مسجد کی ایک کنکری اٹھا لی ہے اس نے حضرت ابن سیرینؒ سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ ''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو حسن بصری کا انتقال ہو جائے گا'' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس خواب کے چند ایام کے

Marfat.com

بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ جنازہ اٹھا تو اس میں کثرت سے لوگ شریک تھے کہ جامع بصرہ میں عصر کی نماز کے وقت ایک بھی شخص (نمازی) نہ تھا ابن عماد حنبلی لکھتے ہیں کہ ”آغاز اسلام سے اب تک کی تاریخ بصرہ میں! سب سے بڑا پہلا اتفاق تھا کہ اتنا بڑا جنازہ اٹھایا گیا ہے۔

آپ نے وصال کے بعد آپ کی باقیات صالحات میں آپ کے اہم تلامذہ ہی تھے جنہوں نے آپ کی تعلیمات کو مخلوق خدا تک پہنچایا اور اسلام کی خدمت کی اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کر دیا۔ قرآن۔ حدیث اور فقہ کی تعلیم لوگوں تک پہنچائی اور دنیا میں خود بھی سچائی اور راستبازی کا عمل اختیار کیا جس سے نہ صرف اسلام کا دنیا میں ڈنکا بجنے لگا بلکہ ان برگزیدہ تابعین کا نام بھی مخلوق چومنے لگی اور ان کا احترام و ادب بھی دنیا میں بڑھا جو کہ آج تک قائم ہے ان میں سے چند اہم تلامذہ کے حالات پر روشنی ڈالی جاتی ہے تا کہ قارئین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں ان میں سے درج ذیل کے حالات زندگی دیئے جا رہے ہیں

۱۔ ایوب بن ابی تمیمہ سختیاتی۔

۲۔ منصور بن زاذانؒ

۳۔ عطا بن ابی ایاحؒ

۴۔ طاؤس بن کیسانؒ

Marfat.com

باب ۷

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

(پیر کامل)

پیدائش	:	۴۰۰ ہجری بمطابق ۱۱۱۹ء بمقام غزنی (افغانستان)
اسم مبارک	:	علی کنیت ابوالحسن
ولدیت	:	عثمان بن علیؒ
طریقت	:	جنیدیہ
وصال	:	۴۶۵ ہجری بمقام لاہور
عمر	:	۶۵ سال تقریباً

حالات زندگی:

آپ نے غزنی افغانستان کے علاقے میں ۴۰۰ ہجری کو آنکھ کھولی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عثمان بن علیؒ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب حسنی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جا پہنچتا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب ہی آپ کے بزرگوں کی عکاسی کرتا ہے اور آپ نے حضرت شیخ ابوالفضل بن حسنؒ جنیدی سے بیعت فرمائی جو شیخ ابوالحسن حضرمیؒ کے مرید تھے جن کی بیعت حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ سے تھی اور یہ سلسلہ طریقت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ شیخ ابوالفضل بن حسن حنفیؒ کو اپنا مرشد اور رہنما مانتے تھے جو کہ بہت بڑے تفسیر وحدیث کے عالم تھے اور تصوف میں مذہب جنید کے قائل تھے اور سختی سے عمل کرتے تھے۔

آپ علم اصول وفروع کے عالم اور امام تھے۔ آپ نے دوران حیات بے شمار مشائخ

Marfat.com

اور صوفیوں سے ملاقات کرتے ہوئے علمی برکات اور روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ حنفی مذہب کے پابند تھے اور امام ابو حنیفہؒ سے آپ کو خاص محبت اور عقیدت تھی اور تعمیل شریعت میں ان کی اتباع کو مستند سمجھتے تھے۔ آپ علم کے سمندر تھے آپ نے اپنی اہم اور برگزیدہ تصنیف ''کشف المحجوب'' جو کہ آج بھی مطالعے کے لئے تبحر علمی اور لسانی قابلیت پر ایک واضح اور روشن دلیل ہے۔ آپ کو عربی پر عبور حاصل تھا مگر آپ نے عوام کی سہولت کے لئے فارسی میں یہ کتاب ضبط تحریر میں لائی ہے کیونکہ اس وقت حکومتی یا سرکاری زبان بھی فارسی ہی تھی اور فارسی عام سمجھی جاتی تھی۔ مولانا جامی نے اس کتاب کے بارے میں یوں اظہار خیال فرمایا ہے کہ ''جو فارسی زبان میں ہے'''' یکے از کتب مشہور کہ درایں تن است ولطائف وحقائق بسیار درآں کتاب جمع کردہ است''

''داراشکوہ کے نزدیک فارسی زبان میں تصوف پر کوئی ایسی کتاب ''کشف المحجوب'' کے مقابلے میں مستند نہیں ہے''

آپ کو سیر و سیاحت کا بھی شوق تھا آپ نے بہت سے اسلامی ممالک مکہ معظمہ، مدینہ، دمشق، شام، قہستان، آذربائیجان، خراسان اور ہندشمالی کا سفر کیا جہاں بہت سے علماء وفضلا کے شیوخ سے ملاقاتیں کیں اور علمی وروحانی فیض پایا۔

جب آپ لاہور میں ۴۳۱ھ کو تشریف لائے تو اس وقت سلطان محمود غزنوی کے بیٹے ناصر الدین محمود کا دور حکومت تھا اور لاہور کی حالت قابل شک نہ تھی آپ نے اسی جگہ پر آکر قیام فرمایا جہاں اب ہیں اور ایک مسجد بھی تعمیر فرمائی۔ خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے آپ کے مزار پر چلّے کاٹے اور فیض و برکات حاصل کیں اور بھی کئی اولیاء کرام اور صوفیائے عظام نے بھی فیض و برکات حاصل کئے اور فرمایا:

قبر آستان تو ہر کس۔ رسید مطلب یافت
روامدار کہ من نا امید گردم۔

Marfat.com

ولادت:۔آپ کا نام علی کنیت ابوالحسن تھا آپ کا نسب امام حسن تک پہنچتا ہے۔آپ کی ۴۰۰ ہجری بمطابق ۱۰۱۹ عیسوی کو غزنی میں ولادت ہوئی۔

والد گرامی:۔آپ کے والد کا نام عثمان تھا اور دادا کا نام علی جلالی غزنوی تھا۔آپ کے والد حضرت شیخ ابوالفضل بن حسن ختلیؒ کے مرید تھے۔آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میرے شیخ سلسلہ جنیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اور آپ حنفی مذہب سے تھے۔

شجرہ نسب:۔آپ کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے

حضرت علی بن سید عثمان بن سید علی بن عبدالرحمٰن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسن اصغر بن سید زید شہید بن امام حسین بن علی مرتضیٰؓ۔آپ کا شجرہ نسب نویں پشت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت:۔آپ کا پورا گھرانہ زہد و تقویٰ کا گھرانہ تھا۔آپ کی علمی استعداد غیر معمولی تھی۔روحانی کسب کمال اور طریقت کی منزل طے کرنے کے لئے آپ نے مختلف ممالک کا سفر کیا جن میں آذربائیجان، شام، عراق، بغداد، پارس، قنسان، خبرستان، خوزستان، کرمان، خررسان، ماورئالہند، ترکستان، دمشق، طوس اور دیگر اسلامی ممالک میں علم کی پیاس بجھانے کے لئے مارے مارے پھرتے رہے۔جب کہ ان اوقات میں ذرائع آمد و رفت بھی ناپسندیدہ تھے اور سفر کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے سے کم نہیں ہوتا تھا مگر آپ نے علم حاصل کرنے اور علم مشائخ سے فیض حاصل کرنے کے لئے طویل سفر کئے اور فیض برکات حاصل کیں۔حضرت داتا صاحب کے ہاں علم کو بہت اہمیت حاصل تھی کیونکہ

بے علم نتواں خدارا شناخت

آپ کے نزدیک بے علم نہ تو خدا کو ہی پہچان سکتا ہے اور نہ اپنے مرشد اور نہ اپنی حیثیت کو ہی جان سکتا ہے آپ نے ہمیشہ علم دین اور علم معرفت میں کامل بزرگوں سے اکتساب فیض کیا۔آپ نے

Marfat.com

اسی حدیث پر دل و جان سے عمل کیا۔ ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی جانا پڑے'' آپ نے جگہ جگہ علم کی تلاش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اقسام علوم بے حد و بے حساب ہیں اور عمر انسانی نہایت قلیل مگر حسب ضرورت علوم کا حصول سب کے لئے لازمی اور ضروری ہے کہ شریعت کو سمجھ پائے یا علم نجوم دن رات کے ادراک کیلئے، علم طب انسانی صحت کے لئے اور علم ریاضی کی اتنی مقدار کہ حقوق ریاست اور حقوق العباد کو سمجھا جائے غرضیکہ علم کی اقسام میں سے اسقدر علم حاصل کرنا جس سے حوائج شرعیہ کی تکمیل ہو ضروری ہے۔

سکونتی پس منظر: حضرت داتا صاحب کے آباء و اجداد افغانستان کے شہر غزنین کے رہنے والے تھے۔ غزنین میں جلاب اور ہجویر دو الگ الگ محلے تھے آپ پہلے ایک محلے میں رہتے تھے پھر دوسرے محلے میں منتقل ہو گئے اس لئے کبھی آپ کو جلابی اور کبھی ہجویری کہتے ہیں۔ زیادہ تر ہجویری کہلاتے تھے کیونکہ اس محلے میں بعد میں رہتے تھے اور آپ کے والد بزرگوار کی قبر بھی غزنین میں ہے اور والدہ ماجدہ بھی اس شہر میں مدفون ہیں اور آپ کے ماموں تاج الاولیاء کی قبر بھی ان کی قبر کے ساتھ ہی ہے۔ ان قبور کی زیارت شہزادہ داراشکوہ نے خود کی۔ زبیری کمشنر بہاولپور نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو بتایا کہ یہ قبریں اب بھی موجود ہیں۔ انہوں نے خود غزنی میں ان قبروں کو دیکھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ آپ کے مزار پر معتکف رہتے تھے اور انہوں نے جاتے وقت یہ شعر پڑھا:

؎ گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی ہجویریؒ عرف داتا گنج بخش خزانے لٹانے والے سارے جہان کو فیض پہنچانے والے ہیں۔ وہ ناقص لوگوں کے لئے کامل راہنما ہیں اور کامل لوگوں کے لئے بھی راہ دکھانے والے ہیں۔

گنج بخش کا لقب:۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو یہ لقب اس شعر کے بعد ملا۔ اکثر کے

Marfat.com

نزدیک یہ درست نہیں ہے۔ آپ زمانہ قیام عراق میں ہی گنج بخش کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے کیونکہ آپ بے حد فیاض اور سخی واقع ہوئے تھے۔ آپ نے عراق میں لوگوں کو اس قدر مالی امداد فراہم کی کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے راہ خدا میں دے دیا یہاں تک کہ آپ نے لوگوں سے قرض بھی لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیا اور خود مقروض ہو گئے۔ دنیاوی مال و متاع عطا کرنے کے علاوہ آپ نے روحانی فیوض و برکات کے خزانے بھی لوگوں کو لٹا دیئے اور اس وجہ سے داتا گنج بخش مشہور ہوئے اور عوام الناس میں آپ کی پہچان اسی کی وجہ سے ہوئی آپ کے انکسار اور تواضع کا یہ حال تھا کہ آپ نے خود اپنے آپ کو فرمایا ''اے علی خلقت تجھے گنج بخش کہتی ہے اور تیری یہ حالت ہے کہ تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا'' اس بات کا خیال تو اپنے دل میں نہ لا کہ لوگ تجھے گنج بخش کہتے ہیں کیونکہ یہ محض دھوکا اور غرور ہوگا' اصل میں داتا تو صرف خدا کی ذات ہی ہے اس کے ساتھ شرک نہ کر۔ شیخ علی ہجویریؒ کے علاوہ بھی کئی بزرگان دین بھی کو یہ لقب دیا گیا ہے مثلاً حاجی نور محمد نوشہ گنج بخشؒ بھی اس نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ علماء اور صوفیائے کرام نے حضرت داتا گنج بخشؒ کے لقب کو روا رکھا ہے۔

اساتذہ کرام: آپ نے جن علماء کرام سے علمی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کیں ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابوالعباسؒ
۲۔ شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الختلیؒ (حدیث کے جید عالم تھے)
۳۔ حضرت ابوالقاسم قشیریؒ رسالہ قشیریہ کے مصنف
۴۔ حضرت شیخ احمد حجازی سرخسیؒ
۵۔ حضرت محمد بن مصباحؒ
۶۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ

Marfat.com

۷۔شیخ ابواحمد المظفر بن احمد رحمہم اللہ

آپ نے ابوالقاسم بن علی گرگانی اور جناب امام ابوالقاسم قشیریؒ کے بارے میں خود فرمایا ہے کہ ان سے فیض حاصل کرنے کے معترف ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے علم دین کے استاد نے ارشاد فرمایا کہ فقیری میں رضا جوئی مرشد سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں بس فقیر کو چاہئے کہ وہ مرشد ہی کی حضوری رکھے یعنی ہر وقت مرشد کو اپنے پاس ہی خیال کرے۔آپ نے فرمایا کہ مرشد کی تعریف یہ ہے کہ وہ باعلم اور باعمل ہو۔ایسا نہ ہو کہ جو خود ہی ڈوبا ہوا ہو اور اپنے مرید کو بھی ساتھ لے ڈوبے۔آپ نے قرآنی آیت کا حوالہ دیا ہے ''اللہ کے بندوں میں خشیت الٰہی رکھنے والے علماء ہی ہوتے ہیں'' حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ''علماء کا خزانہ معلومات علم ہے اور جہلاء کا خزانہ محض روایات کو نقل کر دینا ہے''

ازدواجی زندگی:۔آپ زندگی کے ابتدائی ایام میں ہی گوشہ نشین تھے اور دنیا والوں سے نفرت کے باعث دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہ رکھتے تھے۔تلاش حق میں جگہ جگہ مارے مارے پھرتے تھے۔آپ کو ازدواجی زندگی کے بارے میں لگاؤ یا کوئی احساس یا خیال نہ تھا۔کشف المحجوب سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ گیارہ برس کی عمر میں آپ کی شادی کر دی گئی جس کے بارے میں خود آپ کا فرمان ہے کہ:

گیارہ سال تک خداوند کریم نے نکاح کی مصیبت سے بچائے رکھا قسمت نے آخر پھنسا ہی دیا۔ایک سال تک اس مصیبت میں گرفتار رہا مگر خداوند قدوس نے کمال مہربانی سے مجھے خلاصی عطا فرمائی'' (مشائخ اسلام)

اس سے یہ مطلب اخذ کیا جاتا ہے کہ آپ نے ایک سال تک ازدواجی زندگی تو گزاری مگر اس ازدواجی زندگی میں کوئی اولاد نہ ہوئی اور ان سے مفارقت ہوگئی اور اس کے بعد آپ نے ساری عمر دوسری شادی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہی لَو لگائے رکھی۔آپ کا نکاح کرنے

Marfat.com

کا مقصد محض سنت نبویؐ پر عمل کرنا تھا جو پورا ہو گیا کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان آپ کے نزدیک سب سے سبقت والا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ازدواجی زندگی کا طویل ہونا فتنوں کا باعث ہے' آپ نے لکھا ہے کہ:

''یہ محال و باطل ہے کہ جو شخص پچاس سال تک اپنی حرص کا پیرو رہا ہو اور وہ خیال کرے کہ وہ سنت نبویؐ کی پیروی کر رہا ہے' وہ شخص غلطی پر ہے''

عورت فتنہ ہے:۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا دونوں کو رہنے کے لئے کہا گیا اور اللہ تعالیٰ نے چند احکامات کے ذریعے پابندیاں عائد کر دیں مگر سب سے پہلا فتنہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں مقدر ہوا اس کی اصل وجہ عورت تھی اور دنیا میں پہلا قتل جو ہابیل نے اپنے بھائی قابیل کے ساتھ عدم تعاون کی وجہ سے اپنے سگے بھائی کا کیا' وہ بھی محض ایک عورت کی وجہ سے ہی ہوا تھا اور آج تک بلکہ جب تک بھی اللہ تعالیٰ چاہے کسی کو عذاب دے اس کا سبب بھی عورت ہی ہوگی۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ما ترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء

ترجمہ:۔ میں نے مردوں کیلئے کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں چھوڑا۔

ان تعلیمات کی وجہ سے حضرت داتا صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ گیارہ سال تک اس آفت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے اس کے بعد میری تقدیر نے اس فتنہ میں مبتلا کر دیا ایک سال اس میں ایسا غرق رہا' قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال الفت و کرم سے مجھے اس فتنے سے نجات دلائی۔ ان کا خیال تھا کہ طریقت کی بنیاد مجرد رہنے میں ہے اور نکاح کے بعد حالات تو دگرگوں ہو جاتے ہیں انسان کو خود کوشش کر کے اس غارت گر شہوت کے لشکر سے بچنا چاہیے۔ درویش کو چاہیے کہ اتباع سنت کے لئے دل کو دنیا اور شغل حرام سے دور

Marfat.com

رکھے کیونکہ درویش کی ہلاکت اس کے دل کی خرابی میں ہے' جس طرح اس آدمی کی خرابی گھر اور خاندان کی خرابی میں ہے مگر مال دار کی خرابی تو دور ہوسکتی ہے' درویش کی خرابی اگر واقع ہو تو اس خرابی کا کوئی تدارک ممکن نہیں''

لیکن عورتوں میں بھی بعض خدادوست اور نیک پاکیزہ بھی ہوتی ہیں مگر خال خال مگر درویشی کے لئے عورتوں سے حذر کرنا ضروری شرط قرار دی گئی ہے' جس کی داتا صاحب سخت پیروی کرتے تھے۔ ان خال خال عورتوں کے بارے میں اگر تاریخ کے اوراق کو الٹا جائے تو چند ایک کے نام ہی سامنے آتے ہیں ان میں اہم درج ذیل ہیں۔

۱۔ ازواج مطہرات انبیاء علیہم السلام ماسوائے حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی ازواج کے۔

۲۔ ازواج اولیاء کرام یا ان کی امہات

۳۔ حضرت مریم علیہا السلام۔

۴۔ فرعون کی بیوی آسیہ۔

۵۔ حضرت رابعہ بصریؒ وغیرہ۔

یہ کہنا بہت ہی مشکل ہے کہ ان کے علاوہ پاک دامن خواتین زمانے میں نہیں مگر وہ اپنے ماحول اور تہذیب وتمدن کے لباس اوڑھے پوشیدہ رہیں۔ مگر داتا صاحب نے اصل اور مرکزی نقطے کی طرف نشان دہی کی ہے جو کہ حقیقت پر مبنی ہے۔ حقیقت میں یہ طبقہ جلدی حق سے پھسل جانے والا ہے اور خود بھی برائی کا شکار ہو جاتی ہیں اور دوسروں کو بھی برائی میں شامل کر لیتی ہیں جو کہ صحیح اور درست بات ہے۔

<u>تصانیف</u> :۔ آپ علمی اقدار روحانی تعلیمات کے سمندر بیکراں تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں مگر ان کا حال کسی کو معلوم نہیں ہے جو کہ تعداد میں نو بتائی جاتی ہیں مگر ان کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے ان میں سب سے اہم کشف المحجوب ہے جو کہ تصوف

Marfat.com

کی کتاب ہے۔

۱۔کشف المحجوب ۲۔کتاب الفناء والبقاء۔

۳۔اسرار الحق الموفات ۴۔کتاب البیان لاہل العیان

۵۔نحو القلوب ۶۔الرعائیۃ بحقوق اللہ۔ ۹۔وجدان

۷۔کشف الاسرار ۸۔وجدان ۱۰۔منصور حلاج

اب یہ تمام کتب ناپید ہیں ان کتب کی تالیفات و تصانیف کو آپ کی زندگی میں ہی لوگوں نے چرالیا تھا جس سے آپ بہت نالاں ہوئے' صرف کتاب کشف المحجوب منظر عام پر ہے' جس کی تفصیل دی جارہی ہے۔

کشف المحجوب:۔ یہ فارسی میں تصوف کی مستند اور اولین کتاب ہے'' اب کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ پروفیسر نکلسن نے کیا میمورئل سیریز میں انڈیا آفس اور برٹش میوزیم کے مخطوطوں کی مدد سے ۱۹۱۱ء میں کیا تھا اور روس میں'' پروفیسر وکوفلی نے وی آنا اور لینن گراڈ میں ۱۹۲۶ عیسوی میں اور سمرقند میں بھی ملا سید عبدالحمید مفتی نے ایک نسخہ جمع کیا تھا۔

اسی کتاب کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی مرشد نہ ہو۔ اسے اس کتاب کے مطالعے کی برکت سے مرشد مل جائے گا۔

مولانا جامی رقمطراز ہیں کہ:

کشف المحجوب از کتب معتبرہ و مشہور درایں فن است و لطافت و حقائق اور آن کتاب جمع کردہ است'' کشف المحجوب تصوف پر ایک مکمل کتاب ہے انہوں نے یہ کتاب عمر کے آخری حصے میں لکھی۔ اس میں آپ نے بہت سے لطائف و حقائق جمع کئے ہیں۔'')

داراشکوہ نے لکھا ہے کہ کشف المحجوب میں کسی کو جائے سخن نہیں ہے وہ ایک کامل و مقامات و حکایات ہے اس میں گیارہ صوفی فرقوں کا حال بیان کیا گیا ہے اور اکثر فرقوں کا حال

Marfat.com

بیان کرنے میں تصوف کے ایک یا زیادہ نکتوں کی مفصل تشریح بیان کی گئی ہے مثلاً

۱۔فرقہ محاسبیہ ۲۔فرقہ سہلیہ ۳۔فرقہ طیفوریہ

اس کتاب میں کشف وحجاب کے علاوہ تصوف کے نقطہ نظر سے ارکان اسلام کی تشریح کی ہے اور صحبت کے آداب' احکام بیان کئے گئے ہیں صوفیوں کی اصطلاحات کی تشریح کی ہے اور آخر میں سماع اور اس کی انواع پر بحث کی ہے۔

یہ کتاب راہ حق بیان کرتی ہے' کلمات کی شرح بیان کرتی ہے اور مختلف پردے کھولتی اور ہٹاتی ہے۔پانچویں صدی ہجری میں صوفیائے کرام میں جو خیالات اور اصول رائج تھے' ان کی پوری تفصیل اس کتاب میں دی گئی ہے۔

کشف المحجوب میں آپ کی شادی کے بارے میں معمولی سی جھلک نظر آتی ہے حضرت جہانگیر سمنانیؒ نے اپنی تصنیف لطائف اشرفی میں کشف المحجوب کے بکثرت حوالے دیئے ہیں۔ملا جامی بھی اس کتاب کو مستند اور مشہور تصنیف قرار دیتے ہیں۔دارا شکوہ نے اسے مرشد کامل قرار دیا ہے اور انہوں نے فارسی زبان میں تصوف کی بہترین کتاب شمار کیا ہے اسی طرح بہت سے اکابر صوفیاء نے داتا صاحب کی تعلیمات کا اپنے اپنے رنگ میں چرچا کیا ہے جو کہ کافی مشہوری کا باعث بنا۔آپ کی عالی مرتبت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی تصنیف کشف المحجوب کو فوقیت عام کا درجہ حاصل ہوا یہ کتاب دراصل آپ نے حضرت ابوسعید کی طرف سے استفسار پر لکھی تھی ان کا مقصد آپ سے تصوف کے رموز واشارات سمجھنا تھا جن پر آپ نے دل کھول کر روشنی ڈالی ہے اس کی وجہ سے کشف المحجوب تصوف کی ایک نہایت ہی قابل قدر کتاب کی حیثیت اختیار کر گئی۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت داتا صاحب اور کشف المحجوب لازم وملزوم ہیں۔ آپ کی زندگی کے حالات' تعلیمات اور آپ کے دیگر امور کے بارے میں خیالات جو کچھ بھی ہیں' کشف المحجوب میں درج ہیں۔حضرت داتا صاحبؒ کو عربی پر بھی عبور حاصل تھا مگر انہوں نے عوام کی سہولت کے لئے فارسی زبان کو ذریعہ ابلاغ بنایا اور آپ نے اپنی مقبول ترین کتاب کشف المحجوب

Marfat.com

فارسی میں تصنیف کی۔ آپ کی باقی کتب کے بارے میں لوگوں کو کم ہی علم ہے کہ وہ کن زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ کشف المحجوب اگرچہ ہجویر میں لکھی گئی ہو مگر لاہور میں اس کی تکمیل ہوئی تھی۔

تبلیغ اسلام:۔ دینی علوم میں آپ کا درجہ بہت بلند تصور کیا جاتا ہے۔ بعض بزرگان دین نے آپ کو ظاہری اور باطنی علوم کا جامع قرار دیا ہے آپ تمام چیزوں سے الگ ہو کر عبادت خداوندی اور حصول علم میں مصروف رہے۔ حضرت داتا ان بزرگان دین میں سے ہیں جنہوں نے پنجاب میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ یہ پانچویں صدی ہجری کا زمانہ تھا کہ پنجاب میں سلطان محمود غزنویؒ کے متواتر حملوں سے اگرچہ مسلمانوں کی سطوت و جبروت کا سکہ دلوں میں بیٹھ چکا تھا لیکن بعض دیگر وجوہ کی بنا پر غیر مسلموں کا ردعمل مسلمانوں کے خلاف تھا اور ان کے دل اسلام دشمنی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ایسے زمانے میں اس ملک میں پہنچ کر لوگوں کے درمیان تبلیغ اسلام کرنا کسی معمولی فرد کا کام نہ تھا۔ اس موقع پر ایسے مرد مجاہد ہی کی ضرورت تھی جو عالم و عارف ہو' جس کا یقین محکم ہو' جس کا صدق و صفا للہیت اور بے غرض ہو یعنی جس کا فقر کامل ہو' جس میں تاریک روحوں کو نور اسلام سے منور کرنے کا بے حد جذبہ پنہاں ہو۔ جس میں جذب بے حساب ہو' جس کی روحانی قوت دشمن کو دوست بنا دینے والی ہو اور وہ آہنی عزم کا مالک ہو کر حالات کا غلام نہ بن سکے۔ ایسا آقا ہو جسے اپنے بلند و بالا مقصد کے حصول کے مقابلے میں اپنے آرام و آرائش کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ اور ایسا پیر کامل اللہ کی بلندی کا راہنما وہ جلیل القدر اور عظیم الشان بزرگ ہو جس کے ذکر خیر سے ہم رحمت ایزدی کو دعوت نزول دیتے ہیں۔ ایسے مرد مجاہد' مرد بے خوف' بے نیاز زمانہ اور بلند و بالا عزم کے مالک اور حالات کا علم رکھنے والے جلیل القدر اور عظیم المرتبت بزرگ اور دین اسلام کے تھے حضرت علی ابن عثمان ہجویریؒ کا قدرت کاملہ نے انتخاب فرمایا اور وہ غزنی سے روانہ ہو کر ۴۶۱ھ کو لاہور پہنچے اور یہیں مقیم ہو گئے اور دیار لاہور کے سب لوگ ان کے مرید و مقتدی ہو گئے۔ آپ نے بہت سفر کیا اگرچہ اس زمانے کی مشکلات سفر اور مصائب زمانہ ان کی بے سروسامانی کو

Marfat.com

مدنظر رکھا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اتنا طویل سفر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے مگر اس عزم صمیم کے مرد مجاہد اور اسلام کے شیدائی نے عالم اسلام میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گردش کی، حدود شام سے مشرقی ترکستان تک اور بحیرہ خزر سے لاہور تک پہنچے۔ جب آپ لاہور پہنچے تو آپ کے پیر کے مرید شیخ حسین زنجانی کا انتقال ہو گیا۔ ایہاں آپ نے بے شمار صوفیائے کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ کیا۔ حضرت داتا کے بقول آپ نے دوران اسفار ممالک تین سو شیوخ سے صرف خراسان میں ملاقات کی۔ کہیں سے احادیث سنیں اور کہیں سے امور باطنیہ کے نکتے سمجھے۔ جن عظیم اکابر سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں درج ذیل نمایاں نظر آتے ہیں۔

۱۔ شیخ المشائخ ابو القاسم گرگانی (م۔۴۶۴ھ)

۲۔ ابو القاسم قشری صاحب رسالہ قشریہ (م۔۴۶۵ھ)

۳۔ شیخ ابو سعید ابی الخیر مہنی (م۔۴۴۰ھ)

۴۔ ابو الفضل بن حسن ختلی (م۔۴۶۰ھ)

۵۔ ابو العباس احمد بن محمد الشقانی (م۔۴۷۹ھ)

ابو الفضل بن حسن ختلی شیخ شبلی اور حضرت جنیدؒ کے مرید تھے اور ابو العباس احمد بن محمد الشقانی سے آپ نے بعض علوم حاصل کئے اور وہ آپ کے استاد بھی تھے۔

آپ نے تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ مسجد سے شروع کیا۔ درحقیقت مسجد ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں اشاعت اسلام کی تبلیغ و دین کو تقویت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: جب میں متحدہ ہندوستان پہنچا تو نواح لاہور کو جنت نظیر پایا۔ پس بیٹھ گیا اور لوگوں کو پڑھانا شروع کر دیا لیکن جب میں نے محسوس کیا کہ اس طریقے سے حکومت کی بو دماغ میں پیدا ہو رہی ہے تو لوگوں کو درس دینا بھی چھوڑ دیا"۔

یہ وہی مسجد ہے جس کا رُخ ذرا جنوبی سمت تھا جس پر علماء کرام نے اعتراض کیا۔ مسجد تعمیر ہونے پر آپ نے علماء کو دعوت دی اور خود امام بنے اور فرمایا:

Marfat.com

''دیکھو قبلہ کس طرف ہے'' انہوں نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو خانہ کعبہ نظر آیا اور عین محراب مسجد کے سامنے یہ دیکھ کر سب نادم ہوئے۔''

آپ ایک لمحہ کیلئے بھی اشاعت اسلام سے غافل نہیں ہوئے۔آپ کی کوششوں سے سینکڑوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے جن میں لاہور کا راجہ بھی شامل ہے۔

آنحضرت ﷺ نے خود اس امر کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''میری امت میں سے ایک جماعت حق اور بھلائی کے راستے پر قائم رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی'' آپؐ نے فرمایا: ''ہر زمانہ میں میری امت میں (کم سے کم) چالیس افراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلق پر موجود رہیں گے''

یہ بھی امت محمدیہ کی خوش قسمتی ہے کہ علوم کے منبع قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے جس کی وجہ سے آج تک قرآن پاک میں کسی قسم کی ترمیم وتبدیلی نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ نے ہی اس امت کی ہدایت اور رہبری کا بھی مکمل انتظام فرمایا ہے اور کوئی بھی گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے افراد میں سے راہ راست یا راہ حق کا طلب گار ہو اس کو کبھی اس راستے کی تلاش میں مشکل پیش نہیں آتی۔بعض حالات میں حضرت ہجویری صاحب مختلف ممالک کی سیر وسیاحت کرتے ہوئے برصغیر تشریف لائے اور برصغیر کے مختلف شہروں میں جن میں ملتان خصوصی طور پر قابل ذکر ہے گئے مگر آپ نے اپنے مستقل قیام کیلئے لاہور کو ہی منتخب فرما کر عظمت کا شرف بخشا۔آپ تادم وفات اسی شہر میں علم واسلام کی روشنی سے لوگوں کو منور فرماتے رہے۔تبلیغ دین میں آپ نے چند شرائط کا ذکر فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ تبلیغ دین کیلئے صحیح علم پہلی شرط ہے۔آپ نے علم کے حصول کیلئے کئی ممالک کے طویل سفر اختیار کئے۔

۲۔ سب سے پہلے مبلغ کو اپنے علم کی تصحیح کرنی چاہئے تا کہ وہ غلط اور ناحق وباطل ہی کو پھیلانا تبلیغ

Marfat.com

نہ سمجھتا ہے۔

۳۔ تبلیغ دین میں انفرادی توجہ کو بڑا دخل حاصل ہے اور اس شعر پر غور کرنا ضروری خیال کیا۔

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

(اقبال)

تاریخ شاہد ہے کہ کس طرح آپ نے تن تنہا ناسازگار حالات میں کام کیا اور مخلوق خدا کو اسلام کی تعلیمات کی دعوت دی۔ آپ نے اس پسندیدہ انداز میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا کہ لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ نے اپنی شب و روز کی ان تھک محنت سے لاہور والوں کی دنیا ہی بدل دی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں ناجنسوں کے درمیان آ پہنچا ہوں''

آپ نے اسقدر کمر ہمت باندھی اور اللہ کا نام لے کر تبلیغ کی کہ اللہ کے فضل و کرم سے وہی ناجنس اس کے ہم جنس بن گئے آپ کی فیوض و برکات سے نہ صرف اس زمانے کے لوگ فیض یاب ہوئے بلکہ ان کے وصال کے بعد انشاء اللہ رہتی دنیا تک فیوض و برکات کا لامتناہی سلسلہ پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری رہے گا۔ ان میں امیر و غریب، ولی و مسلمان، آقا و غلام، اور بخیل و سخی شامل ہونگے۔ یہ درگاہ ہر ساعت ذکر الٰہی سے معمور رہتی ہے۔ قرآن خوانی جاری ہے۔ دعائے مغفرت و التجائیں جاری ہیں۔ خیرات تقسیم ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس نیک بندے کو ہر مقام ولایت نصیب فرمایا جس نے ان کے دین کی تبلیغ کے لئے اپنی زندگی کے شب و روز ایک کر کے محض اس کی رضا کیلئے اسلام کی خدمات انجام دیں۔

داتا صاحب کی زندگی ایک مبلغ کیلئے مینارہ نور ہے آپ نے مبلغ کی رہنمائی فرمائی ہے کہ تبلیغ کس طرح کرنی چاہئے؟

۱۔ مبلغ کو اپنا آپ گنوا کر بے غرضی اور دنیا کے علائق سے بے تعلقی اختیار کر کے صرف خدا کے دین کی سربلندی کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دینی چاہئے۔

Marfat.com

۲۔ مخلوقات خدا کے سامنے اپنے عمل سے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کرنا چاہئے۔

۳۔ کیونکہ زبان قال سے زبان حال زیادہ موثر اور دل میں گھر کرنے والی ہوتی ہے۔

۴۔ مخاطب کے فہم اور سمجھ کے مطابق بات کی جائے تا کہ وہ سمجھ سکے۔

۵۔ ان کے مسائل کا حل بھی ایسا پیش کیا جائے جو ان کی تکالیف کا حقیقی طور پر ازالہ کر سکے۔

۶۔ عوام الناس کو باور کروایا جائے کہ ہوا و ہوس' زیادہ کھانے' شہوانی کشتیوں کی حد سے زیادہ پیروی سے اسرار الہیہ پوشیدہ ہو جاتے ہیں' اس کو حجاب کا نام دیا گیا ہے جو برائی کا منبع ہے۔

۷۔ صرف اسقدر دنیا کی نعمتوں اور سہولتوں سے فائدہ اٹھایا جائے جو زندگی کیلئے ضروری ہیں یا دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ممد و معاون ہیں اس سے زائد سراسر نقصان اور خسارہ کے مترادف ہیں۔ اسراف' لہو ولعب' حرص' ظلم' خیانت سب حقوق العباد کیلئے زہر کا حکم رکھتے ہیں ان سے بچے کی تلقین کرنی چاہئے۔

Marfat.com

باب ۸

کرامات

آپ کی کرامات کا احاطہ کرنا تو مشکل نظر آتا ہے کیونکہ آپ کی علمی اور روحانی برکات تو مخلوق پر بے کراں تھی مگر ان میں سے چند کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

۱۔ آپ نے لاہور میں قیام کے دوران اپنی رہائش گاہ پر ایک مسجد تعمیر کروائی اور بعض علماء نے اعتراض کیا کہ اس مسجد کا رُخ قبلہ کی طرف درست نہیں ہے آپ نے تمام لوگوں سے اعتراضات سن کر خاموشی اختیار کر لی۔ جب نماز کا وقت آیا تو آپ نے نماز پڑھائی جب نماز سے سب لوگ فارغ ہوئے تو آپ نے تمام معززین حضرات سے فرمایا کہ آؤ دیکھو قبلہ کس طرف ہے؟ جب تمام لوگوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو یکبارگی قبلہ بالمشافہ بچشم نظر آیا۔ یعنی قبلہ بالکل سامنے تھا اور درست ثابت ہوا تو حضرت داتا صاحب نے دریافت فرمایا کہ قبلہ تو صحیح ہے؟ قبلہ کو سیدھے رخ دیکھ کر سب معززین شرمندہ ہو گئے اور آپ سے معذرت چاہی۔ آپ کی اس کرامت کا بہت چرچا ہوا اور بے شمار لوگ آپ کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہو گئے (تذکرۃ الاولیاء)

۲۔ داتا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ابوالفضل ختلی کو وضو کروا رہا تھا اس کے دوران میرے دل میں خیال آیا کہ جب کام تقدیر اور قسمت سے بنتے نظر آتے ہیں تو پھر کیا ضروری ہے کہ آزاد لوگ خود کو بوڑھوں کا غلام بنائیں اور کرامات کا انتظار کرتے رہیں۔ آپ کے استاد ابوالفضل ختلیؒ نے دل کے کانوں کی آواز سے یہ بات سنی اور فرمایا عزیز من! میں تیرے دل کی کیفیت سمجھ رہا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہر حکم کا ایک سبب ہوتا ہے جب خدا کو منظور ہوتا ہے کہ وہ ایک جوان بچے کے سر پر تاج رکھے تو اسے توبہ کی توفیق دے دیتا ہے اور اپنے دوست کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ خدمت اس کی کرامت کا سبب بن جاتی ہے اس قسم کے کئی لطیف رموز ہر روز آپ سے ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ (کشف المحجوب)

Marfat.com

۳۔ راجو جوگی کے اسلام لانے کا واقعہ داتا صاحب کی بہت بڑی کرامت ہے' واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت ہر روز راجو جوگی کے گھر دودھ دیا کرتی تھی ایک دن وہ حسب معمول دودھ لے کر سر پر برتن رکھے ہوئے داتا صاحب کے سامنے سے گزری تو آپ نے اس عورت کو دیکھ کر بلایا اور کہا کہ دودھ ہمیں دے دو اور اس کی قیمت لے لو' تو اس عورت نے کہا کہ نہیں کیونکہ یہ دودھ راجو جوگی کیلئے ہے اس کو لازمی دینا ہے اگر اس کو نہ دیا جائے گا تو ہمارے جانوروں کا دودھ کم نکلے گا اور ان کے تھنوں سے خون بھی نکلنا شروع ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوری ہے کہ روزانہ دودھ اس کو دیا جائے۔ آپ نے دودھ والی عورت کی بات سنی اور مسکراتے ہوئے فرمایا اگر تم یہ دودھ ہمیں دے دو گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری گائیں زیادہ دودھ دیں گی اور تمہارے جانوروں کے تھنوں سے خون بھی نہیں نکلے گا بلکہ ان پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوگا چنانچہ اس عورت نے دودھ آپ کو دے دیا۔ آپ نے تھوڑا سا دودھ پی لیا اور باقی سارا دریا میں پھینک دیا۔ اس طرح اس عورت نے آج دودھ راجو جوگی کو نہ دیا جس سے اس کو بھی فکر لاحق ہوا۔ وہ عورت واپس گھر چلی گئی اور شام کو حسب معمول انہوں نے جانوروں سے دودھ نکالا تو پہلے سے دودھ زیادہ تھا ان کے تمام برتن بھر گئے مگر جانوروں کے تھنوں سے دودھ ختم نہیں ہوا تھا اور یہ سلسلہ چند دن تک جاری رہا جس سے انہوں نے اس بات کا چرچا کرنا شروع کر دیا اور بات عام لوگوں تک پہنچ گئی۔ تو لوگ تبرک کے طور پر اپنے جانوروں کا دودھ آپ کے پاس لانے لگے اور آپ کا یہ طرہ تھا کہ جب بھی کوئی آپ کے پاس دودھ لاتا آپ اس کے برتن میں سے تھوڑا سا دودھ پی لیتے اور باقی دریا میں پھینک دیتے اور اس طرح جو بھی آپ کے پاس دودھ لاتا تو اس کے دودھ دینے والے جانور دوسرے وقت' شام کو' پہلے سے زیادہ دودھ دیتے تھے۔ جس کا لوگوں میں چرچا اور شہرت ہوتی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب کوئی بھی گوالا راجو جوگی کا رخ نہ کرتا اور آپ کے پاس لوگ جوق در جوق آنے لگے جس سے راجو جوگی بھی حیران و پریشان ہو گیا کیونکہ حالات یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔ جب راجو جوگی کو آپ کی اس کرامت کا علم ہوا تو بہت پریشان ہوا اور آپ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر غصہ کرنے لگا کہ آپ نے میرا دودھ تو بند کرا دیا ہے اب اور کوئی کمال دکھائیں۔ آپ نے فرمایا میں کوئی جادوگر نہیں ہوں جو کہ کمالات دکھا سکوں بلکہ میں تو ایک عاجز اور مجبور انسان ہوں اگر تم میں کوئی کمال ہے تو مجھے دکھاؤ۔ چونکہ جوگی نے بڑی ریاضتیں کی تھیں اور مجاہدوں میں زندگی گزار رہا تھا تو راجو جوگی نے آپ کے سامنے کئی کرشمے اور کرتب دکھائے حتیٰ کہ وہ ہوا میں اڑنے لگا تو راجو جوگی جب ہوا میں اڑ رہا تھا تو آپ نے اپنی جوتی مبارک اس کی طرف پھینک دی چنانچہ جوتیاں اس کے سر پر پڑنے لگیں اور باطل پر حق غالب آ گیا۔ اور شرمندہ و پریشان ہو گیا تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور دست مبارک پر بیعت کر لی اس کے بعد آپ نے اس کی ظاہری اور باطنی اصلاح کرنی شروع کی اور آپ سے باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل کرتا رہا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ راجو جوگی تاریخ صوفیاء میں حضرت شیخ ہندیؒ کے نام سے مشہور ہوا۔

۴۔ حضرت علی ہجویریؒ کا فرمان ہے کہ شائد طریق تصوف پر گامزن ہونے سے پہلے آپ پر ایسا دور بھی گزرا جب وہ عراق میں مقیم تھے اور دنیا طلبی اور فنا اموال میں بے چینی کے ساتھ مصروف تھے اس زمانے میں آپ لوگوں کے مقروض بھی تھے آپ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں ہر کسی کی بے ہودہ فرمائش مجھے برداشت کرنی پڑتی تھی لوگ میری طرف رخ کرتے تھے اور مختلف قسم کی ضروریات و خواہشات کو پورا کرنے کی التجا کرتے تھے جن کی وجہ سے میں عجیب مشکلات میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ اس وقت سیدان وقت میں سے ایک سید نے مجھے ایک خط لکھا کہ دیکھو بیٹا! جو دل ہوا و ہوس میں مشغول ہے اس کی خاطر سے تم اپنے دل کو خدا کے عزوجل سے نہ ہٹاؤ۔ آپ خواہ مخواہ اپنے آپ کو پریشان کر رہے ہو اور تمام پریشانیاں عبادت اور ذکر الٰہی سے تجھے منع کر رہی ہیں اور یوں اندھا دھند روپیہ خرچ کرنا مناسب نہیں ہے لہذا یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی ہے اور اس کے سوا یہ کسی میں قدرت نہیں کہ وہ ہر ایک کی حاجت پورے کرے'' تو میں نے اس شیدائی کی ہر حکمت بھری بات کو گرہ میں باندھ لیا اور اس

Marfat.com

پریشانی اور تنگی سے نجات حاصل کی۔ (کشف المحجوب)

مرشد کے حکم کی حکمت:

آپ کو آپ کے مرشد نے حکم دیا تھا کہ ''لاہور جاؤ اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دو'' چنانچہ آپ مرشد کے حکم کی تعمیل میں لاہور آ گئے مگر دل میں یہ خیال تھا کہ لاہور میں حضرت میراں حسین زنجانی صاحبؒ موجود ہیں ان کی موجودگی میں وہاں میرے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ جب آپ شام کے وقت لاہور پہنچے تو دیکھا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر جا رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ جنازہ کس کا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ جنازہ حضرت حسین زنجانی المعروف میراں حسین کا ہے۔ تو اس وقت آپ کو اپنے مرشد کا حکم یاد آیا کہ انہوں نے مجھے لاہور جانے کیلئے کیوں حکم دیا تھا۔ تو اس وقت آپ نے ان کے جنازے میں شرکت فرمائی اور مرشد کے حکم کی حکمت بھی سمجھ میں آ گئی۔ (فوائد الفوائد)

حضرت ابو حنیفہ النعمانؒ کی شان:

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عراق میں تھا اور حضرت بلالؓ کے مزار پر رات کو سو رہا تھا۔ میں نے خواب دیکھا کہ مکہ معظمہ میں ہوں اور اس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کو بھی دیکھا کہ انہوں نے ایک معمر بزرگ کو اپنی گود میں بچوں کی طرح لے رکھا ہے۔ میں فرط عقیدت سے ان کی طرف دوڑا اور حضور ﷺ کے پاؤں مبارک چومے اور حیران تھا کہ یہ اس قدر حضور ﷺ کے محبوب بزرگ کون ہو سکتے ہیں؟ آپ میری بات کو سمجھ گئے اور فرمانے لگے کہ یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا بھی امام ہے یعنی حضرت ابو حنیفہؒ۔ اس خواب کے بعد میں بعد حقیقت کو سمجھ گیا کہ وہ ان پاک ہستیوں میں ہیں جو اوصاف طبع سے خالی اور احکام شرع کے ساتھ باقی و قائم ہیں یعنی وہ حضور ﷺ کے قدموں اور اشاروں سے چلتے ہیں جن میں قطعاً کوئی لغزش نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب

Marfat.com

ان کے قائد ہی خود امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ ہیں جو ان کی ذات کے ساتھ ہیں اور ان سے پھر اس حالت میں خطا کا ہونا ناممکن ہے۔ اس قسم کے باریک اور لطیف نکتے صرف وہی عقلمند اور دانا لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اور دولت ودیعت فرمائی ہے۔

وفات:

آپ نے اپنی عمر کے آخری سال لاہور میں گزارے۔ یہ غزنویوں کا زمانہ تھا۔ اپنا سارا وقت اشاعت اسلام، تلقین اور تدریس علوم میں صرف کیا۔ اور لاہور میں ہی آپ نے ۴۶۵ھ بمطابق ۱۰۷۲ء عیسوی کو وفات پائی۔ اِنَا لللہ وِ اِنَا اِلَیْہِ راجعون۔ شائد یہ زمانہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا تھا۔ جس نے ۴۵۱ھ ہجری سے ۴۹۲ ہجری تک حکومت کی اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ان کی سنگ مرمر کی قبر اس سلطان نے بنائی تھی مگر مجاور کسی کو یہ پتھر دیکھنے نہیں دیتے۔

فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ ۷۰۸ھ ہجری۔ کے آخر میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے سامنے ایک شخص نے ذکر کیا کہ اس نے لاہور میں داتا صاحب کے مزار کی زیارت کی ہے۔ داراشکوہ نے سفینتہ الاولیا میں لکھا ہے کہ داتا صاحب کی قبر شہر لاہور کے وسط میں ہے اور قلعے کے مغرب کی طرف واقع ہے جمعہ کی رات کو زائرین کا ہجوم رہتا ہے اب تو دن رات زائرین کا بلا تخصیص جمعہ کی رات کو تانتا بندھا رہتا ہے۔ دعا کے لئے لوگوں کو کافی انتظار کرنا پڑتا ہے بلکہ لائن لگا کر اپنی باری لینی پڑتی ہے۔ ۲۰ صفر کو ہر سال آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے اور لاکھوں کے حساب سے زائرین شرکت کرتے ہیں اور شرکت کو بابرکت سمجھا جاتا ہے مزار کے ساتھ بہت بڑی خوبصورت مسجد بھی تعمیر کی جا چکی ہے اور دیگر فلاحی انتظامات میں بھی بہت بہتری آئی ہے۔

داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ''جو کوئی چالیس روز تک یا چالیس جمعرات آپ کے مزار مبارک پر حاضری دے تو جو مراد چاہے خدا سے پائے۔ روضہ کی زیارت کرتے ہی

Marfat.com

رحمت و برکت نازل ہوتی ہے''

آج کل لوگ آپ کے مزار پر حاضر ہو کر دعا کرتے ہیں اور نذرانہ عقیدت پیش کر کے اپنی مرادیں پاتے ہیں ہر ایک کی مراد پوری کرنے والی تو خدا کی ہی ذات ہے مگر صرف وسیلہ یہ بزرگ بن جاتے ہیں جن کے وساطت سے اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور لوگوں کی مرادیں پوری کرتا ہے۔

Marfat.com

باب ۹

تعلیمات

تعلیمات داتا صاحبؒ:

آپ نے اپنی تعلیمات اور روحانی برکات سے ساری دنیا کی مخلوق کو منور فرمایا۔ آپ نے شروع میں ہی مختلف ممالک کا سفر کیا اور مختلف مشائخ و علماء سے علمی برکات اور روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کی تعلیمات کا نچوڑ آپ کی تصنیفات میں محفوظ ہے مگر خصوصی طور پر آپ کی تصنیف کشف المحجوب آپ کی تعلیمات کا حقیقی مظہر ہے۔ آپ کی تعلیمات کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے مگر مختصراً طور پر روشنی ڈالنی ضروری سمجھی جاتی ہے۔

آپ نے حصول علم پر بہت زور دیا ہے اور فرماتے ہیں کہ:۔

''بے علم نتواں خدارا شناخت''

یہ حقیقت پر مبنی فرمان ہے کہ کوئی بھی آدمی جب تک تعلیم حاصل نہ کرے وہ خدا یعنی اپنے خالق کو نہیں پہچان سکتا' بلکہ وہ اپنے مالک حقیقی کو کیا وہ خود اپنے آپ کو پہچاننے سے بھی معذور نظر آتا ہے اس بے علم انسان اور حیوان میں صرف نطق کا ہی فرق نمایاں ہوتا ہے ویسے دونوں ایک ہی طرز کے نظر آتے ہیں' اس بنیاد پر حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے''۔

اس فرمان کے اتباع میں حضرت داتا صاحبؒ نے بھی وہی فرمان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے زور دیا کہ ہر فرد خواہ مرد ہو یا عورت کیلئے علم حاصل کرنا ضروری ہے خواہ اس علم کے حصول کیلئے اپنے علاقے و ملک کو چھوڑ کر دوسرے علاقے یا ملک میں جانا پڑے۔ جس کی وجہ سے اکثر و بیشتر اولیاء کرام نے دور دراز کے ممالک کے سفر کیئے اور مختلف اولیاء کرام اور علماء عظام نے علم حاصل کر کے اپنی پیدائش کے مقصد اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی شناخت کی اور اس علم کے

Marfat.com

مطابق حضور اکرم ﷺ کی نسبت اور قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کر کے اس قدر بلند و بالا مرتبے پائے۔ دنیا میں خواہ کسی بھی طبقے کا فرد ہو اس کیلئے دنیا میں اپنا مقام پیدا کرنے کیلئے علم کا حاصل کرنا نہایت ہی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ نے خصوصی طور پر اپنی تصنیف کشف المحجوب میں درج ذیل عنوانات پر بحث کی ہے۔

۱۔ حصول علم۔

۲۔ سماع قرآن۔

۳۔ تحقیر نفس۔

۴۔ ایثار۔

داتا صاحب فرماتے ہیں کہ علم کی بے شمار اقسام ہیں جن کے حصول کیلئے بڑی طویل مدت کی ضرورت ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی قلیل سی عمر عطا فرمائی ہے جس کی وجہ سے نہ تو سارے علوم حاصل کئے جا سکتے ہیں اور نہ سب کا حصول ضروری ہی ہے بہر حال ان علوم میں اتنا علم ضرور حاصل کیا جائے جو شریعت مطہرہ کے اندر زندگی گزارنے کیلئے کافی ہوں مثلاً۔

۱۔ علم نجوم :۔ انسان کو روزمرہ زندگی میں دن رات کے اوقات جاننا ضروری اور لازمی ہوتا ہے اس لئے ان کے بارے میں علم نجوم کا علم ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ نماز کے اوقات کا صحیح طریقے سے معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے اور پھر روزوں کے اوقات اور مہینوں کے بارے میں واقفیت ضروری بھی ہے۔

۲۔ علم طب :۔ علم طب انسانی زندگی کا ایک لازمی عنصر بن چکا ہے ہر فرد کو اس علم کی ضرورت ہوتی ہے انسانی زندگی میں بیماری کا ہونا بھی لازمی ہی بن چکا ہے۔ ہر فرد کیلئے اپنی خوراک بہتر سے بہتر بنانے کے بارے میں جاننا ضروری بن چکا ہے اور اگر انسان کے جسم میں کوئی ضروری بیماری واقع ہو جائے تو اس کیلئے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے علم طب کا جاننا ہر فرد کیلئے کم و بیش ضروری ہے تاکہ انسانی صحت و حفاظت اور امراض سے بچاؤ حاصل کیا جا سکے۔

Marfat.com

۳۔علم ریاضی:۔ دنیا میں رہنے کیلئے اعداد وشمار کا استعمال بھی ضروری ہے۔ ہر ایک چیز کے لین دین کا طریقہ جاننا زندگی کا لازمی جزو بن چکا ہے اس لئے علم ریاضی کا جاننا ضروری ہو چکا ہے۔ علم ریاضی کے بغیر زندگی گزارنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ علم ریاضی کا جاننا حقوق ریاست اور حقوق العباد کی ادائیگی میں تعاون کا باعث ہے۔

۴۔علم فقہ: آپ نے فرمایا کہ علم فقہ کو جانے بغیر عبادت کرنے والا اس بیل کی مانند ہوتا ہے جو کولہو میں دن رات چکر کاٹتا رہتا ہے اور اس مقام سے باہر نہیں نکل سکتا۔'' آپ نے ان دو گروہوں کو بیان فرمایا جو علم پر عمل کو فضیلت دینے والوں اور عمل پر علم کو فضیلت دینے والوں پر مشتمل ہیں اور فرمایا کہ دونوں ہی باطل ہیں جس کی وجہ یہ بیان کی کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا کیونکہ عمل عمل ہی تب ہو سکتا ہے جب عمل کرنے والے کو اسی کا صحیح علم ہو اور اس کے اثرات کا علم ہو کہ اس کے اثرات مثبت ہونگے یا منفی۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرتے کرتے اس کی ناراضگی کا حقدار نہ بن جائے مثلاً نماز کی درستی اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتی جب تک نمازی:

۱۔ پاک صاف نہ ہو ۲۔ نماز پڑھنے کا وقت نہ ہو۔

۳۔ اور نماز کی شرائط پوری نہ کر رہا ہو۔

اس لئے عمل علم سے قریب ہوتا ہے بلکہ عمل کی بنیاد علم پر ہوتی ہے کیونکہ نماز میں وہی کچھ پڑھا جاتا ہے جو انسان کو آتا ہو یا جس کا صحیح علم ہو۔ دراصل علم کا وجود بغیر عمل کے نہیں ہے علم اور عمل لازم وملزوم ہیں۔ بے عمل عالم کی کوئی قدر اور حقیقت نہیں ہوتی اس لئے دینی علوم کو پڑھنا اور یاد رکھنا ضروری ہے اور اس علم کی حفاظت بھی لازمی ہے' پڑھ کر بھلا دینا سخت گناہ کا مرتکب ہونے کے مترادف ہے'' حضرت انسؓ کا فرمان ہے کہ علماء کا خزانہ معلومات علم ہے اور جہلا کا خزانہ محض روایات کو نقل کر دینا'' اس لئے عمل کرنے والے کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ ہونا چاہئے کہ میرے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ جو کہ بصیر اور علیم ہے وہ دیکھتا اور جانتا ہے لہذا اس کے احکامات کے

Marfat.com

مطابق عمل کرے۔

سماع قرآن:۔

حضرت داتاؒ کی تعلیمات کا بیشتر حصہ قرآن پاک پر منحصر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہئے کہ وہ خود بھی قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اپنی علمی صلاحیتوں کے مطابق قرآن پاک کو سمجھنے کی کوشش بھی کرے۔ اس کے احکامات کو سمجھ کر بجالائے اور جن امور سے منع کیا گیا ہے ان سے منع ہو کر عمل کیا جائے اور اس تعلیم کی تبلیغ دوسروں کو کی جائے کیونکہ یہ ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے۔ قرآن پاک کے سننے میں ملول نہیں ہے بلکہ رقت ہے حتیٰ کہ کفار مکہ بھی رات کو جب حضور اکرم ﷺ نماز میں اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے تو وہ سنتے تھے جس طرح عتبہ قرآن پاک سنتے سنتے بے ہوش ہو گئے اور انہوں نے ابوجہل سے کہا کہ یہ واقعی انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جن و پریاں بھی فوج در فوج آ کر قرآن سنتے تھے کیونکہ قرآن کی نعمتیں سب سے اعلیٰ اور ارفع ہیں۔ اس کے الفاظ مختصر اور جامع ہیں۔ اس کی نہی تمام مناہی سے صاف اور واضح ہے۔ اس کے وعدے سب وعدوں سے سچے اور حقائق پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کے عذاب کی شان تمام عذابوں سے دلگداز ہے۔ قرآن پاک کی مثالیں جو کہ انسان کو سمجھانے کیلئے بیان کی گئی ہیں تمام کتب کی مثالوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہیں اور قرآن پاک کا علم دنیاداروں کو ذلیل کرتا ہے اور اولیاء کرام کو عزت بخشتا ہے ان میں سے اکثر اولیاء کرام کلام پاک سن کر بے ہوش ہو جایا کرتے تھے اور بعض تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ قرآن پاک میں وارد ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی تھی تو وہ لرز جاتے تھے مگر صرف وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور علماء عظام سے اس کو سمجھا۔ یہ ان کی حالت ہے مگر اس کے برعکس آج کل کے مدرس تو ایسے بے شمار لوگ ہیں بلکہ اکثریت میں ہیں کہ قرآن پاک ان لوگوں کے دل تک نہیں پہنچتا۔ اور ایسے لوگوں کے بارے میں پارہ اول میں

Marfat.com

قرآن حکیم میں فرمایا ہے ''ختم اللہ علی قلو بھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ '' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہریں لگادی ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے'' اور قیامت کے دن یہی جہنمی ہونگے۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ سورہ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے یعنی وقت سے پہلے'' قرآن پاک کا سننا پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ سننے میں تواضع ہوتی ہے۔ امت مسلمہ کیلئے قرآن پاک ایک نعمت عظمیٰ ہے اس کے آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے اور سننے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

قرآن حکیم کی آیات انسان کے دکھی دل کو اطمینان بخشتی ہیں، انسان کے دماغ کو جلا دینے والی ہیں اور صحیح اور اعلیٰ اخلاقی تعلیمات فراہم کرنے والی ہیں۔ قرآن پاک ابدالاباد تک ایک معجزہ ہے جو کہ کبھی پرانا یا کمزور ہونے والا نہیں ہے آج کل کی سائنس نے ایجادات اور تعلیمات نے یہ واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ کلام پاک (قرآن) واقعی انسانی کلام نہیں ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور اس کا کلام ہے جس کا متبادل آج تک کوئی ایک سورت یا کوئی دوسرا نہیں بنا سکا۔ اور نہ کوئی فرد قیامت تک اس کے مقابلے کا کچھ بنا سکے گا۔ اقوام عالم اس بات پر یقین رکھتی ہیں کہ قرآن پاک ایک مستقل دنیا کی مخلوق کیلئے تاحیات تا قیامت ایک رہنمائی اور روشنائی ہے صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے انسانوں کو اس عظیم نعمت سے بہرور ہونے کا موقع نصیب فرمائے کیونکہ وہی ذات انسان کو ہدایت دینے والی ہے۔ جب تک انسان کے مقدر میں ہدایت نہ لکھی ہو دوسرے لاکھ کوشش کریں وہ ہدایت حاصل نہیں کرسکتا۔

تحقیر نفس:۔

اولیاء کرام نے تحقیر نفس کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے اسی طرح داتا صاحب نے بھی تحقیر نفس کو اپنا موضوع بنایا ہے کہ اس پر سیر حاصل بحث کی ہے آپ نے فرمایا کہ نفس امارہ کی سرکشی

Marfat.com

کو کچلنے کے لئے تحقیر نفس ضروری ہے کیونکہ انسان کو صرف اس کا نفس گناہ پر مجبور کرتا ہے اگر نفس امارہ کی سرکشی کو کچل دیا جائے تو برائی کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ مگر نفس امارہ کو کچلنا کوئی آسان کام نہیں ہے اسی کے لئے گوشہ نشینی اور دنیا والوں سے دوری ضروری ہے جو کہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ داتا صاحب نے فرمایا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے عوام اس سے نفرت کرتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اسے عوام مخلوق پسند کرتے ہیں اور عوام کا ان اعمال کی ناپسندیدگی کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ان اعمال کی اصل حقیقت کو پہنچاننے سے قاصر ہوتے ہیں اور یہ بندگان خدا اور صاحبان خدا اپنے مجاہدات اور ریاضت کو کبھی اپنی قوت کا نتیجہ نہیں سمجھتے بلکہ محض فضل الٰہی ہی تصور کرتے ہیں۔ اولیاء کرام نے اپنے بلند اور عظمت والے رتبے محض اپنے نفس کو حقیر کر کے ہی پائے ہیں جس کسی نے اپنے نفس امارہ کو ذلیل نہ کیا ہو وہ اعلیٰ رتبہ حاصل کرنے کے اہل نہیں ہو سکتا اور اس نفس امارہ کو ذلیل اور حقیر کرنے کیلئے کئی حربے اور طریقے زیر استعمال لائے جاتے ہیں جن کا ذکر داتا صاحب نے اپنے سفر خراساں کے دوران بیان کئے ہیں۔

۱۔ آپ نے فرمایا میں کسی نکتے کے حل کے لئے پریشان تھا۔ بالآخر خراسان کا سفر اختیار کیا اور ایک گاؤں میں جا کر ایک خانقاہ پر ٹھہر گیا تھا تھکا ماندہ تھا اور جسم پر چیتھڑے تھے۔ خانقاہ میں موجود لوگوں نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور مجھے نیچے والے کمرے میں بیٹھا دیا اور خود بالا خانے میں جا کر بیٹھ گئے اور انہوں نے باسی روٹی نیچے پھینکی جو کہ سر سبز ہو چکی تھی مگر وہ خود عمدہ کھانے کھا رہے تھے کیونکہ داتا صاحبؒ کو ان عمدہ کھانوں کی خوشبو آ رہی تھی اور وہ آپس میں طنز کر رہے تھے جو سنائی دے رہا تھا اور کھانا کھانے کے بعد انہوں نے خربوزے کھانے شروع کر دیئے اور خربوزے کے چھلکے نیچے میرے سر پر پھینکتے تھے داتا صاحب فرما رہے تھے کہ وہ میرے بارے میں طنز و مباح اور حقارت آمیز عمل میں مصروف تھے مگر میرا جی خوش ہو رہا تھا اور اپنی حقیقت کا علم حاصل ہو رہا تھا اور جس نکتے کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا اس کا حل مجھے مل گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ مشائخ اسلام نے ایسے جاہلوں کو کس لئے اپنے پاس رکھا ہوتا ہے مگر معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کسی بھی چیز کو باطل

Marfat.com

پیدانہیں کیا بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے اوران جاہلوں کا مصرف یہی تھا جو وہ کررہے تھے اس واقعہ نے حضرت داتا صاحب کے ضمیر کو خوب تذلیل وحقارت پہنچائی اور آپ کو علم معرفت حاصل ہوا۔

II۔آپ نے فرمایا(ابراہیم ادہم)ایک مرتبہ ابوحمزہ کسی جگہ سفر پر جارہے تھے تو اس مقصد کے لئے کشتی میں سوار ہوگئے ۔میری حالت تو فقیرانہ اور مجذوبانہ تھی پھٹے پرانے کپڑے تن پر تھے اور بہت ہی برا لگ رہا تھا۔کشتی والوں نے میری حالت کو دیکھ کر مجھے مذاق کرنے شروع کردیئے اور مجھے حقیر جاننے لگے حتی کہ ان میں سے ایک شخص نے اٹھ کر میرے اوپر پیشاب بھی کردیا ایک دفعہ ان کی اس حرکت سے میرے نفس کی حقارت ہوئی اور مجھے مراد ملی۔

III۔دوسری مرتبہ کسی مقام پر میں سفر پر جارہا تھا۔اچانک بارش ہونی شروع ہوگئی اور میرے کپڑے بھیگ گئے میں حیران تھا کہ کہاں جاؤں کیونکہ بارش کی وجہ سے مجھے سردی لگ رہی تھی اور میں لرز رہا تھا میرے کپڑے اور خرقہ بھی پانی سے شرابور تھا مسجد میں گیا۔وہاں سے لوگوں نے مجھے نکال دیا دوسری کسی مسجد میں جانے کی جرات نہ کی۔آخر کار میں ایک حمام پر گیا اس کی انگیٹھی پر میں نے کپڑے خشک کرنے شروع کیۓ تو اچانک آگ بھڑک اٹھی تو اُس نے دھواں چھوڑا جس کے دھوئیں سے میرا سارا منہ سیاہ ہوگیا۔تو میں نے اپنے نفس امارہ کی بہت ہی تذلیل اور حقارت محسوس کی۔یہ ایک دوسرا موقع تھا کہ مجھے مراد حاصل ہوئی اس سے اخذ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ اپنے نفس امارہ کی ہروقت حقارت اور ذلالت کرتے رہتے تھے تاکہ ان کو برے کاموں پر نہ اکساۓ اور نہی عن المنکر سے بازرہیں۔

ایثار:۔

ایثار کے معنی قربانی کے ہیں،جس کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا اور اپنی خواہشات کو قربان کردینا۔خودننگا رہ کر دوسرے کو اچھا لباس

Marfat.com

پہنانا، خود بھوکے رہ کر دوسرے کو کھانا کھلانا، خود ناراض ہو کر دوسرے کو خوش کرنا، خود تکلیف اٹھا کر دوسرے کو آرام پہنچانا۔ غموں میں مبتلا ہو کر دوسرے کو خوشی کے مواقع مہیا کرنا۔ جس طرح انصار نے اپنی ضرورت کی اشیاء کو تقسیم کر کے مہاجرین کے حوالے کر دیا۔ یہ اسلام میں ایثار کی پہلی اور افضل مثال تھی۔ انہوں نے اپنے مال و مکان کو تقسیم کر کے حتی کہ اپنی بیویوں کو طلاق دے کر مہاجرین کے حوالے کر دیں اور انہوں نے انصار کی مطلقہ خواتین سے نکاح کر لئے۔ انصار نے خود کو غربت میں ڈال کر مہاجرین کی مدد کی۔ حضرت داتا گنج بخش نے ایثار کے مسئلہ پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور فرمایا کہ آپ کس طرح اپنے ہم جنسوں کیلئے فیض رساں بن سکتے ہیں اور خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو کس طرح راحت و آرام پہنچا سکتے ہیں۔ آپ نے تین بزرگ اماموں کی مثالیں دی ہیں جو خود کو تکلیف میں ڈال کر دوسروں کو راحت پہنچاتے تھے، جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ حاجی الحسن احمد نوریؒ

۲۔ اقامؒ

۳۔ ابوحمزہؒ

حضرت داتا صاحب ایسی کوئی تلقین یا نصیحت نہ کرتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے۔ آپ کے پاکیزہ اور برگزیدہ اعمال ایثار و مروت کا مرقع تھے۔ ابتدائی عمر میں آپ نے اپنے نفس کو راحت و آرام سے ہٹا کر علم کے حصول کے لئے مشقت میں ڈال دیا تھا۔ آپ نے شہروں سے ویرانوں کا سفر کیا اور حصول علم اور بزرگان دین کی زیارت پائی۔ آپ نے بزرگان حق سے فیض حاصل کر کے مخلوق کو نفع پہنچایا۔ آپ غزنی کے رہنے والے تھے اور محض مخلوق کو ہدایت اور فیض پہنچانے کیلئے پیدل سفر کی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کر کے لاہور پہنچے اور لاہور میں محنت شاقہ کے ذریعے لوگوں میں علم کی شمعیں روشن کیں جو کہ تا قیامت انشاءاللہ روشن اور منور رہیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ان علاقوں میں آج بھی اکثریت ہے اور انہی کی محنت کا ثمرہ تھا کہ اس برصغیر میں اس خطے میں مسلمانوں کی اکثریت ہوئی جس کی وجہ سے پاکستان بھی معرض وجود میں

Marfat.com

آیا ان حقائق کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ علماء کرام اور مشائخ عظام کا لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا پاکستان کیلئے درپردہ جدوجہد کا ثبوت ہے اگر یہ اولیاء کرام برصغیر میں نہ آتے اور شب وروز دین کی اشاعت کے لئے کام نہ کرتے تو آج یہ دنیا کا نقشہ نظر نہ آتا اور اسلام کے نام پر جو خطہ مسلمانوں نے حاصل کیا ہے اس کا وجود تک نہ ہوتا۔ اولیاء کرام کی محنت اور ان کے ایثار کا ہی یہ پھل اور نتیجہ ہے کہ جس کو آج ہم پاکستان کے نام سے موسوم کر کے آرام سے دن رات گزار رہے ہیں اور اس کے اصل مقصد کو بالکل فراموش کر کے بستر راحت میں پڑے ہوئے ہیں۔ بزرگان دین کی اشاعت اسلام سے برصغیر میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہوئی تو یہ پاکستان کے وجود کی بنیاد ٹھہری۔ اس لئے پاکستان کے وجود کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اولیاء کرام اور علمائے دین کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور ان کی تعلیمات کی تجدید کی جائے اور ان کی تعلیمات قرآنی تعلیمات ہی ہیں۔ ان کے مطابق ایثار کے عمل کو تازہ کیا جائے' جس طرح دس درویشوں کا ذکر کیا گیا ہے' وہ جنگل میں راستہ بھول چکے تھے ان کے پاس صرف ایک ہی آدمی کے پینے کیلئے پانی تھا باری باری نو آدمیوں نے لینے سے انکار کر دیا اور آخری آدمی تک وہ پانی پہنچ گیا آخر کار اس درویش نے محض یہ سمجھ کر پی لیا کہ اگر نہیں پیوں گا تو مر جاؤں گا اور قیامت کے دن موردالزام ہوں گا اور خودکشی قرار پائے گی۔ اسقدر ایثار کی آج کل ضرورت ہے محض لفاظی' بیانات اور دھوم دھام والی تقاریر بے معنی ثابت ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایثار کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ کی تعلیمات اسلامی اور تصوف کی تعلیمات کا احاطہ کرنا تو بہت ہی مشکل ہے مذکورہ تعلیمات کے علاوہ آپ نے جودوسخا پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے' آپ حضورﷺ کے اس فرمان کے قائل تھے کہ ''السخی قریب من الجنة و بعید من النار والبخیل قریب من النار وبعید من الجنة''

ترجمہ:۔ یعنی سخی جنت کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل آگ کے نزدیک اور جنت

Marfat.com

سے دور ہے"

"مزید آپ نے فرمایا کہ کافر سخی اللہ کے نزدیک مومن بخیل سے افضل ہے" اللہ تعالیٰ کی شان بے کراں ہے کہ سخاوت انسان کو اللہ کا کتنا مقرب بنا دیتی ہے داتا صاحب مریدوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے کہ اس فانی دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ نعمت خداوندی ہے جب اس کی راہ میں دینے لگو تو ہمیشہ اعلیٰ وارفع اور اچھی چیز کو دیا کرو کیونکہ اعلیٰ سے ادنیٰ کا انتخاب کر کے دینا دراصل خدا کے ساتھ تنازعہ کرتی ہے۔

آپ نے تصوف پر سیر حاصل بحث کی ہے اور صوفی کی مختلف مکتبہ ہائے خیال کے مطابق تشریح فرمائی ہے۔ آپ نے حضور ﷺ کی زندگی پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی بلکہ من وعن عمل کر کے اولیاء کا مقام پایا صحابہ کرام کی شان میں آپ نے بہت کچھ تحریر کیا اور مخلوق کو عمل کرنے کے لئے تلقین کی حتی کہ عوام کی زندگی کے لئے سنہری اصول وضع کئے کہ جن پر عام آدمی عمل کر کے حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر سکتا ہے۔

اقوال زریں:

جب کوئی درویش تمہارے پاس آئے تو اس کا عزت کے ساتھ استقبال کرو۔

۱۔ سفر خدا کے واسطے کرو۔

۲۔ رعونت وتکبر اختیار نہ کرو۔

۳۔ انکساری سے اور دھیمے چلو۔

۴۔ اس وقت سو جاؤ جب نیند کا غلبہ ہو۔

۵۔ ہر ایک چیز خدا سے مانگو۔

۶۔ خاموشی اختیار کرو کیونکہ خاموشی گفتار سے بہتر ہے۔

۷۔ عیش وعشرت کی زندگی سنت کے خلاف ہے۔

Marfat.com

۸۔ اندیشہ ہائے دور دراز سے بے نیاز ہو کر اپنی خفیہ توانائیوں کو بیدار کرو‘ اس طرح زندگی کا حوصلہ پاؤ گے۔

۹۔ خودی کے عرفان حضرت یوسفؑ کی طرح ہو جاؤ تا کہ ابتری سے سیدھے بادشاہی تک پہنچو۔

۱۰۔ زبان سے نیک بات کہو کہ ہم ایمان لائے۔

۱۱۔ زبان کا میرے نزدیک استعمال یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کی معبودیت کا اقرار کرے۔

۱۲۔ خبردار زبان کو بے لگام نہ ہونے دو جھوٹ‘ غیبت اور الزام تراشی ایسے عیب ہیں جو گویائی نصیحت سے ناشکری کے مترادف ہیں۔

۱۳۔ زبان حال زبان قال سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔

۱۴۔ بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۱۵۔ ارکان اسلام پر لازمی عمل کیا جائے۔

Marfat.com

سید علی ہجویریؒ لاہوری کے تعلیمی نظریات:

یہ اللہ تعالیٰ کا ہندوستان کے عوام پر بہت بڑا احسان اور کرم نظر آتا ہے کہ اس نے پیغمبران اسلام کے بعد ہندوستان میں اولیاء کرام کو بھیجا اور انہوں نے اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کی اصلاح وتربیت میں اہم کردار ادا کیا جس کی وجہ سے آج ہندوستان میں مختلف مقامات پر مساجد' خانقاہیں اور عبادت گاہیں نظر آتی ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہوں میں شب و روز اللہ ھو کے نعرے گونجتے سنائی دیتے ہیں مگران اولیائے کرام اور بزرگان دین میں بھی ایسے شامل ہیں جن پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے اوران میں حضرت علی ہجویری جو کہ آج کل لاہور میں آرام کی نیند سو رہے ہیں' وہ شامل ہیں جن کا اسم گرامی تمام طبقے اور بزرگ بڑے احترام اور عزت سے لیتے ہیں اور ہر قت ان کے مزار مبارک پر لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔آپ کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو درس وتبلیغ اور اپنے عمل کے ذریعے ان گمراہ کن تصورات کی نفی کی جو تصوف اور روحانیت کے نام پر مسلمانوں میں پھیل چکے تھے اس طرح آپ نے جاہل صوفیوں اور ان کے گمراہ کن تصورات کو یکسر جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا۔

سید علی ہجویری محمود غزنوی کے بیٹے ناصر الدین محمود کے زمانے میں ۴۳۱ھ بمطابق ۴۰-۱۰۳۹ء میں لاہور میں تشریف لائے اور لاہور ہی میں اپنی ساری عمر درس وتدریس اور تبلیغ و عمل میں بسر کر دی۔آپ کا پورا گھرانہ زہد وتقویٰ کا گھرانہ تھا اور خود بھی حدیث وتفسیر اور تصوف کے بڑے عالم تھے۔آپ ایک بلند پایہ مصنف اور محقق ولی اللہ تھے آپ نے اور بھی کتب تحریر کی مگران کا وجود نظر نہیں آتا مگران میں جو سب سے زیادہ مقبول عام ہوئی وہ کشف المحجوب ہے جو کہ صحیح معنوں میں تصوف کی کتاب ہے اور ہر ایک عالم کے لئے راہنما کا کام دیتی ہے' اس کتاب کا انداز معلمانہ اور محققانہ ہے اور اس کتاب کی تحریر کا مقصد حضرت ہجویریؒ نے خود بیان فرمایا کہ ان لوگوں کے دلوں کو صیقل کر دیا جائے جو کہ ظلمت وگمراہی کی تاریکی میں بھٹک رہے ہیں۔لیکن ان کے دلوں میں نور موجود ہے اور لوگوں کی آسانی کے لئے اس کتاب میں بہت سے امور کو کتابوں'

Marfat.com

حکایات اور بزرگوں کے اقوال کے ذریعے بیان کیا ہے تاکہ وہ آسانی سے سمجھ سکیں۔اس کتاب کی اہمیت اور تعریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

''جو مرشد کی تلاش میں ہو اسے کشف المحجوب کا مطالعہ کرنا چاہئے اگرچہ آپ نے باقاعدہ تعلیم و تعلم کے عنوان سے علیحدہ کتاب نہیں لکھی مگر کشف المحجوب کے مطالعہ سے ان کے تعلیمی نظریات کا بخوبی علم ہو جاتا ہے۔ذیل میں ان کے تعلیمی فلسفے کے بارے میں مختصراً طور پر بیان کرنا ضروری ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے تعلیم کی بنیاد چار فکری پہلوؤں پر رکھی ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔تصور حقیقت ۲۔تصور خدا

۳۔تصور کائنات ۴۔تصور انسان

تصور حقیقت کو انہوں نے یوں واضح کیا ہے کہ اس عالم وجود کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے اللہ وہی ہے جو اس ساری کائنات کو اپنے نظام کے تحت چلا رہا ہے۔اللہ کی مخلوق ہونے کے رشتے سے ہمارا فرض ہے کہ اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور مومن کی یہ واحد نشانی ہے کہ وہ اپنے تمام کاموں کو قضائے الٰہی اور مشیت الٰہی کے سپرد کر دے اور ہر قدم اور ہر لمحے پر اس ذات کبیر سے اعانت و مدد طلب کرے' علامہ اقبال نے تصور حقیقت کی بنیاد عشق پر رکھی ہے اور ہجویریؒ کا بھی یہی نظریہ ہے البتہ ہجویریؒ صاحب نے عشق کے حصول کے لئے مجاہدہ اور کشف کا ذریعہ ایجاد کیا ہے۔سید ہجویریؒ صاحب کے تصور حقیقت کے موضوع کو مزید تین ضمنی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے' جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔تصور خدا ۲۔تصور کائنات ۳۔تصور انسان

تصور خدا:۔

سابقہ مذاہب کے پیروکاروں اور فلسفیوں نے خدا کے بارے میں درج ذیل تین

Marfat.com

طرح کے تصورات پیش کئے ہیں مگر اسلام نے صرف ایک ہی خدا کا تصور دیا ہے اور داتا گنج بخشؒ ہجویری صاحب نے بھی توحید کا سبق دیا ہے۔

۱۔عقیدہ کثیر الٰہیہ ۲۔عقیدہ ثنویت یا تثلیث ۳۔عقیدہ توحید

عقیدہ کثیر الٰہیہ زمانہ جہالت کا تصور اور مشرکین کا تصور شمار ہوتا ہے مگر اس کے علاوہ عقیدہ تثلیث یہود اور نصاریٰ کے عقائد ہیں جو کہ باطل اور مشرکانہ تصورات ہیں۔مگر اسلام نے صرف ایک خدا پر یقین کے اقرار کا تصور دیا ہے،وہ حاکم اعلیٰ ہے اور داتا گنج بخش اسی وحدانیت کے تصور کے ساتھ ہندوستان میں موجود تھے انہوں نے توحید کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی۔معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ اس کو ٹھہرایا گیا۔مگر کسی انسان میں کمزوری یا ایمان ناقص ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل نہیں کر سکتا۔

تصور کائنات:۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کا اس بارے میں یہ تصور پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کسی مقصد کے تحت معرض وجود میں لائی ہے اور وہ خود اللہ ہی اس کے نظام کو اپنے منصوبے کے تحت چلا رہا ہے اور یہ کائنات اس کی منشاء اور ارادے کے مطابق چل رہی ہے اور وہ ہر ایک کے عمل کو دیکھ رہا ہے جس کے بارے میں قیامت کو اس کی جواب دہی ہوگی۔لہٰذا یہ طالب حق کا فرض ہے کہ وہ اپنا ہر عمل اس کی مرضی کے مطابق سرانجام دے تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہو۔

تصور انسان:۔

اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو ساری مخلوقات میں سے اشرف اور اعلیٰ تخلیق کیا ہے اس کے بندے کا فرض ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔سید علی ہجویریؒ کے نزدیک انسانی علم کا کمال یہ ہے

Marfat.com

کہ وہ یہ جان لے کہ حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ کچھ کر ہی سکتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری یا توفیق نہ ہو۔ ہر وہ کام جس میں انسان کے پیش نظر رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوتی ہے اور جس کام میں حق تعالیٰ کی خوشنودی نہ ہو وہ اغراض انسانی کے تحت ہوتا ہے اور اس میں سے برکت اٹھ جاتی ہے اور انسان کا دل سچائی سے ہٹ جاتا ہے اور وہ کام جو اوامر ونواہی میں آتے ہیں ان پر عمل کرے جن کے لئے ایمان کی شرط ہے۔

انسان کو ایمان کے بعد طہارت کا خاص خیال رکھنا چاہئے' طہارت بھی دو قسم کی بیان کی گئی ہے:۔

۱۔طہارت باطنی ۲۔طہارت ظاہری

اصل میں انسان کو چاہئے کہ کسی کام میں نفس کی خواہشات کو کوئی دخل نہ دے بلکہ محض حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر کامل صحیح خلوصِ نیت سے ہر کام کو سرانجام دے۔علم کے منبع کے سلسلے میں آپ نے قرآن وسنت کو مرکز قرار دیا ہے کیونکہ قرآن جو کہ وحی الٰہی کے ذریعے پیغمبر پر اتارا گیا ہے وہی حتمی علم ہے۔آپ کی نظر میں صحیح علم وہی ہے جو صحیح اور قابل اعتماد ہو کیونکہ معرفت کے لئے صحیح علم کا ہونا ضروری ہے اور اس سے مراد دنیا میں صرف وہی علم ہے جو شریعت کا علم ہے جو ہر مرد وعورت پر فرض کیا گیا ہے۔ بنیادی علوم اگرچہ بے شمار ہیں اور ان کی افادیت صرف دنیا کی حد تک ہے لہٰذا وہ حسب ضرورت انسان کو حاصل کرنے لازمی اور ضروری ہیں بلکہ حسب ضرورت اور تقاضائے دنیاوی ہیں مگر دنیاوی امور کو چلانے کے لئے جو ضروری علوم ہیں ان کو حاصل کرنا چاہئے تا کہ گزراوقات آسانی سے ہو سکے۔

آپ کے نزدیک علم ایک صفت ہے جس کی بدولت ایک جاہل عالم بن جاتا ہے یا ایک ناواقف واقف بن جاتا ہے کیونکہ علم کی نفی بھی جہالت ہے اور علم کا ترک کرنا بھی جہالت ہے اور جاہل ہر حال میں قابل ملامت ہوگا اور جہالت کفر و باطل کی علامت ہے اور حق کا امر باطل سے کوئی واسطہ نہیں ہے انسان کا صحیح علم حق تعالیٰ کے احکام اور اس کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور اخلاص کے ساتھ احکام الٰہی کی پیروی ہی حقیقی علم وحکمت ہے۔

Marfat.com

علم کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں ان میں ایک خدا تعالیٰ کا علم ہے۔ خداوند تعالیٰ کا علم اس کا اپنا اور اس کی ذاتی صفت ہے اور وہ اس کے ساتھ قائم ہے اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ اپنی قدرت سے ہر قسم کی معلومات اور دوسرے کے عمل کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے۔

اس کے برعکس مخلوق کا علم سب کا سب خداداد ہے اور اس کی ایک حد اور انتہا ہے جس کی حد مقرر کی جاتی ہے جن علوم کو سیکھنا انسان کے لئے ضروری ہے ان کی طرف سے ایک حد مقرر ہے۔ یہ حاصل بھی ہوتا ہے' اور ضائع بھی ہو جاتا ہے اس علم کے دو حصے ہیں۔

ا۔علم حقیقت (اس کے تین ارکان ہیں)

ب۔شریعت۔

علم حقیقت:۔ خدا کی ذات' اس کی توحید اور شرک کی حدود کا علم۔

ب۔خدا کی صفات' اس کے احکام اور فرامین کا علم ہے۔

ج۔خدا کے افعال اور ان کی حکمتوں کا علم ہے۔

علم شریعت:

اس کے بھی تین ارکان ہیں:

ا۔خدا کی کتاب ۲۔رسول ﷺ کی سنت۔ ۳۔اجماع امت

ہجویری صاحب نے تدبر و فکر اور اجتہاد پر بہت زور دیا ہے کیونکہ ایمان کے بغیر انسان میں صحیح فہم پیدا نہیں ہو سکتا۔

علم کے ذرائع:۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت صرف اللہ تعالیٰ کی عنائت اور

Marfat.com

مشیت ایزدی کے ذریعے حاصل ہوسکتی ہے مگر عقل کے پرستاروں کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت عقل سے حاصل ہوتی ہے جو کہ غلط بات ہے۔ عقل بے شک عطیہ خداوندی ہے مگر اس پر مکمل طور پر اکتفا کرنا بھی گمراہ کر دیتا ہے عقل صرف اسی صورت میں سودمند ثابت ہوسکتی ہے جب اسے اسلامی تعلیمات کے دائرے کے اندر رکھا جائے۔ ان کے خیال کے مطابق صرف وحی الٰہی یعنی قرآن وسنت ہی واحد اور قطعی ذریعہ علم ہے اور اس کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اگرچہ علم کے وجدانی اور استخراجی ذرائع بھی ہیں ان پر بھی اعتبار کیا جائے مگر جب یہ وحی الٰہی کے تابع ہوں۔

معرفت الٰہی:

اس کی دو اقسام ہیں

ا۔ علمی، حالی۔

علمی معرفت کا یہ مطلب ہے کہ خداوند کریم کے بارے میں انسان کا صحیح علم ہو اس میں کسی قسم کا شک نہ ہو۔ علمی معرفت یہ ہے کہ بندے کا حال (اس کی عملی زندگی) اس کی علمی معرفت کی آئینہ دار ہو۔ حالی معرفت علمی معرفت پر فوقیت رکھتی ہے علم حال کے بغیر ہوسکتا ہے اور حال علم کے بغیر نہیں۔ ہجویری صاحب کے نزدیک انسان کے لئے صحیح معرفت صرف قرآن وسنت کی تعلیمات کی پیروی میں ہے۔

علم اور تصوف:۔

صوفی کے معنی باطنی لحاظ سے پاکیزگی کے ہیں یعنی باطنی لحاظ سے اپنی طبیعت کو کدورت، کھوٹ اور میل سے پاک صاف کرنا اور خدا کی سچی عبودیت کے اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنا صوفی کہلاتا ہے اس پر حدود شریعت کی پابندی لازمی ہو جاتی ہے۔ دوسرے معنوں میں صوفی وہ ہے جو دین اسلام کے حقیقی معنی سمجھتا ہو نہ وہ جو ظاہری طور پر مختلف رنگوں کے کپڑے پہن

Marfat.com

کر ہی صوفی بن جائے۔صوفیاء کے نزدیک علم تین قسم کے ہیں:

۱۔علم باللہ۔اس سے مراد علم طریقت ہے۔

۲۔علم مع اللہ۔اس کا مطلب مقامات طریقت اور اولیاء کے درجات کا علم ہے۔

۳۔علم من اللہ۔اس کا مطلب علم شریعت ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کی تعلیمات کی رو سے صوفی اسی کو کہا جاتا ہے جس نے اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب اور اپنے نفس کو آفتوں اور بلاؤں سے پاک صاف کر رکھا ہو۔اس میں جتنا کمال حاصل کرے گا اتنے ہی درجات بلند ہونگے۔درویش اور فقیر وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے سروکار نہ ہو اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور صوفیائے کرام کے امام حضرات خلفائے راشدینؓ تھے جو کہ باقی تمام سے مقدم ہیں آپ نے ان کے بارے میں یوں فرمایا ہے کہ

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام کے گل سرسید' اہل تجرید کے امام اور اہل تفرید کے شہنشاہ ہیں۔

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ اپنی فراست' دانش' باریک بینی اور خدا کی محبت میں استغراق آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ شرم و حیا اور تسلیم و رضا میں صوفیاء کے مقام پر ہیں۔

۴۔ حضرت علیؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ راہ طریقت میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔علم اور علم دین میں آپ کا مقام بہت بلند ہے اور اصول حقیقت میں آپ بے نظیر ہیں۔مجموعی طور پر آپ کے نزدیک صوفی' درویش اور فقیر کے لئے اصل کسوٹی اسلامی شریعت ہی ہے۔

علم و عمل:۔

علم اور عمل دونوں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں عمل کے بغیر علم نافع نہیں اور نہ علم کے بغیر عمل ہی نفع بخش ہو سکتا ہے۔علم سے انسان میں صحیح کام کرنے کا شعور پیدا ہوتا ہے اور مزید

Marfat.com

علم کی راہ کھل جاتی ہے جہاں میں انسانوں کے دو طبقے پائے جاتے ہیں۔

۱۔ایک وہ طبقہ ہے جو علم کو عمل پر ترجیح دیتا ہے۔

۲۔اور دوسرا وہ طبقہ ہے جو عمل کو علم پر فوقیت دیتا ہے مگر داتا صاحب کے نزدیک دونوں غلطی پر ہیں کیونکہ علم کے بغیر عمل کو عمل نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ عمل اس وقت صحیح ہوسکتا ہے جب کہ عمل کرنے والا جانتا ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا ہے کیونکہ انسان جو کچھ کر رہا ہوتا ہے اس کو سمجھتا نہیں' داتا صاحب نے اس زمرے میں حضرت ابوحنیفہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ علم عمل کے بغیر ایسے ہے جیسا کہ جسم روح کے بغیر' جس نے عمل نہ کیا گویا کہ اس کے پاس علم ہی نہیں ہے'' آپ نے فرمایا ہے کہ ایک سالک مراتب اور درجات کے حصول کے قابل ہوتا ہے مگر اس کے لئے عمل ضروری ہے آپ نے علم حقیقت اور علم شریعت کو لازم وملزوم قرار دیا ہے۔

تصور خدا:۔

تصور خدا سے مراد یہ لیا گیا ہے کہ امر ونہی کا فرد پابند ہو جس چیز سے اللہ اور رسول نے منع فرمایا ہے اس سے منع ہو جائے اور جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کو کیا جائے تا کہ رضامندی حاصل ہو۔ داتا صاحب نے اخلاق کے دو اجزاء بیان کئے ہیں

۱۔ایک خالق کے ساتھ اخلاق۔

۲۔دوسرا مخلوق کے ساتھ اخلاق۔

خالق کے ساتھ اخلاق اس کی رضامندی پر راضی ہونا' اس کا ہر فیصلہ بسروچشم ماننا ہے۔(حقوق اللہ)

اور مخلوق کے ساتھ اخلاق سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے انہیں ادا کرنا۔(حقوق العباد)

Marfat.com

آپ نے فرمایا ادب سے مراد اپنے اندر نیک خصلتوں کا پیدا کرنا ہے اور جس شخص میں عمدہ خصلتیں موجود ہوں وہ ادیب ہے دین میں ادب ملحوظ رکھنے کے معنی سنت کی حفاظت کرنا ہے اور خدا کا ادب یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے طریقوں کی حفاظت کرے۔ بے ادب کا طریقت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور تارک الادب کسی صورت میں ولی نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان ہوش و حواس میں رہے اس پر ادب کی پیروی فرض ہے۔ داتا صاحب کے نزدیک ادب کی تین قسمیں ہیں:

I۔ آدمی ہر حالت میں اپنے اوپر کڑی نگاہ رکھے کہ کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے خدا اور رسول ناراض ہو۔

II۔ انسان سچائی کے علاوہ کچھ نہ کہے۔

III۔ آدمی اپنے ستر کی اپنے آپ سے اور دوسروں سے حفاظت کرے۔

اور آپ نے فرمایا کہ ایک مسلمان ادیب اور فنکار وہی ہو سکتا ہے جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کے زیر اثر ہو۔

اپنی تخلیقات پیش کرے مگر اس کے قلم اور اس کی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جس میں اسلامی تعلیمات کی نفی ہوتی ہو۔

عمل تعلیم:۔

داتا صاحب کے نزدیک تعلیم کے درج ذیل مقاصد ہیں:

۱۔عرفان الٰہی	۲۔احکام الٰہی اور سنت نبویؐ۔
۳۔حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے طریقے	۴۔تعمیر سیرت و کردار۔
۵۔اکتفا، وطلب رزق حلال	۶۔حق وصداقت اور عدل ومساوات
۷۔اسلامی تصور آخرت پر کامل عقیدہ	۸۔تدبر و تحقیق۔

Marfat.com

۹۔سیادت عالم۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے مختلف عوامل کی ضرورت ہوتی ہے جن کے حصول کے لئے برابر کوشاں ہونا ضروری ہے تو داتا صاحب نے ان عناصر پر یوں روشنی ڈالی ہے:

نصاب:۔

داتا صاحب نے نصاب تعلیم کا مرکز قرآن وسنت کو قرار دیا ہے اور وہ نصاب کے رہبانی نظریہ کے مخالف ہیں۔

وجد وسماع:

مغربی ماہرین تعلیم سماع کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کی رائے پیش کرتے ہیں مگر داتا صاحب کی حتمی رائے یہ ہے کہ رقص، شریعت اور طریقت دونوں میں قابل مذمت ہے البتہ وجد و کیف بالکل مختلف ہے اور صرف وجدانی کیفیت میں ہی محسوس ہوتا ہے۔ان کی رائے میں شریعت میں رقص کی کوئی گنجائش نہیں ہے ناچنا شرعاً اور عقلاً برا اور ناجائز ہے۔سماع کے بارے میں فرمان ہے کہ تمام سماع کی چیزوں میں قرآن کا سننا افضل اور بلند ہے اور جو چیز قرآن وسنت کے خلاف ہو ان کا سننا جائز نہیں ہے۔

معلم کا کردار:۔

داتا صاحب نے معلم کی افضلیت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے اور بچے کی شخصیت پر معلم کے قول وفعل کا گہرا اثر ہوتا ہے اس لئے انہوں نے معلم کے اوصاف گنوائے ہیں:۔

۱۔عالم باعمل ہو۔ ۲۔علوم وفنون میں ماہر ہو۔

۳۔شریعت اسلامی کا پابند۔ ۴۔علم سیکھنے کا دلدادہ ہو۔

Marfat.com

۵۔ فصیح البیان۔ ۶۔ محققانہ اور تصنیفی کام کرتا ہو۔

۷۔ طالبان حق کا اس پر اعتماد ہو ۸۔ شاگردوں سے محبت وشفقت۔

۹۔ طلباء کی بات توجہ سے سنتا ہو۔ ۱۰۔ بیکار باتوں سے پرہیز کرتا ہو۔

۱۱۔ نیک' خوش اخلاق اور ملنسار ہو۔ ۱۲ مہذب اور اشادات لطیف دیتا ہو۔

۱۳۔ جود وسخا کا پابند ہو۔ ۱۴۔ صدق ووفا۔

۱۵۔ کشف ومجاہدہ۔ ۱۶۔ فراست واصابت۔

۱۷۔ حق کی بے باک ترجمانی۔ ۱۸۔ تسلیم ورضاوغیرہ۔

آپ نے فرمایا کہ حارث بن اسد کا یہ ارشاد ہے:

''زندہ رہنا ہے تو حق کے لئے رہ ورنہ معدوم ہو جا'' اسی طرح معروف بن فیروز کرخی کا قول نقل کیا ہے کہ جوان مروی کی تین اقسام ہیں:

۱۔ وفا' جس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

۲۔ کسی طمع ولالچ کے بغیر مستحق شخص کی تعریف کی جائے۔

۳۔ غریب اور مستحق افراد کی ان کے سوال کے بغیر مدد کی جائے۔

داتا صاحب کے نزدیک ایسے معلم کا مقام یقیناً دین ودنیا میں بہت ہی بلند ہوگا۔

رہنمائی کا نظریہ:۔

آج کے جمہوری دور میں آمرانہ اور آزادانہ قسم کے نظریات گونج رہے ہیں مگر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ پر خامیاں بردار ہیں داتا صاحب کے نزدیک وہی قیادت کامیاب ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور احسان پر ہوگی۔ کیونکہ رنگ ونسل کا کوئی معیار نہیں ہے' صرف تقویٰ معیار ہونا چاہئے اور قیادت کا وہی اہل ہے جو علم وعمل میں ارفع واعلیٰ ہوگا اور قرآن وسنت کا پابند ہوگا ان کے خیالات کے مطابق ساری دنیا میں امن وسلامتی سکون' دینی ودنیوی ترقی اور صاف اور شفاف

Marfat.com

معاشرہ اس وقت ممکن ہے جب دنیا میں فتنہ وفساد کی قیادت ختم ہوگی۔

مطالعہ وتحقیق:۔

آپ نے تحقیق پر بہت زور دیا ہے اور اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور انہوں نے خوب فرمایا کہ جب اہل علم تحقیق کو چھوڑ کر تقلید کو اپنا لیتے ہیں تو تحقیق ان سے منہ موڑ لیتی ہے اور یہ بھی واضح کیا کہ علم صرف تحقیق اور محنت شاقہ سے حاصل ہوسکتا ہے انہوں نے مزید فرمایا کہ معرفت اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جس پر خدا کا فضل ہو کیونکہ وہی دل کشادہ اور مہر لگاتا ہے قرآن و سنت کے علوم پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ تدبر و تفکر اور تحقیق وجستجو کے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں سے کام لے اور دینی کاوشوں سے وحی الٰہی کے تابع رکھے اور کسی صورت میں بھی اس دائمی اور برتر سرچشم علم سے انحراف نہ کرے۔

Marfat.com

باب ۱۰

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

ولادت ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ ہجری بمطابق ۱۱۴۳ء بروز دو شنبہ بمقام سجز (سیستان) افغانستان۔

اسم مبارک	:	معین الدین حسن۔
ولدیت	:	خواجہ غیاث الدین حسن۔
القاب	:	سراج الاولیاء قطب الاقطاب' خواجہ غریب نواز۔
طریقت	:	چشتیہ۔
وصال	:	۶ رجب المرجب ۶۳۳ ہجری بمطابق ۱۲۳۸ء بروز دو شنبہ بمقام اجمیر شریف (ہندوستان)
عمر	:	۹۶ سال تقریباً

حالات زندگی:

آپ کی پیدائش کے بارے میں بھی دو آراء ہیں۔ ایک اوپر درج کی گئی ہے دوسری ۵۳۰ بمطابق ۱۱۳۵ء ہے (واللہ اعلم)

آپ کی ولادت مبارک معتبر روایت کے مطابق ۵۳۷ ہجری بمطابق ۱۱۴۳ عیسوی کو یعنی ۱۴ رجب المرجب کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت سیستان کے ایک قصبے سنجر میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا فرمان ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ہمارے گھر میں ایک عجیب سا نور ظاہر ہوا اور اس نور میں میں نے اپنے اردگرد کی اشیاء اور دیگر صورتوں کو بھی دیکھا۔ ان صورتوں میں

Marfat.com

سے ایک نے مجھے مخاطب ہو کر کہا:۔

ہم اس زمانے کے ولی وابدال ہیں اور تجھے اس خوش نصیب بچے کی ولادت پر مبارک باد دینے آئے ہیں۔ اور یہ کہہ کر وہ فوراً نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ کا نام حسن رکھا گیا۔ سیستان کا علاقہ ایران اور افغانستان کے درمیان واقع ہے اس کا رقبہ تقریباً سات لاکھ مربع میل ہے۔ (۱۹۰۶) کے اندازے کے مطابق سیستان کی آبادی دو لاکھ پانچ ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ سیستان کو عرب سجستان کہتے ہیں اور منسوب بہ سجستان کو وہ خلاف قیاس سنجری کہتے ہیں اور آپ کو بھی اسی نسبت سے سنجری کہا جاتا ہے یعنی سیستانی اس کے علاوہ آپ کو درج ذیل القابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے:

سراج الاولیاءؒ۔

عارف باللہؒ۔

قطب الاقطابؒ۔

غوث المشائخؒ۔

مظہر انوار۔

محبوب خدا۔

عاشق ذات اللہ۔

خزینۃ الاصفیاء

نجم اللہ۔

شمس الفقراء

حضرت خواجہ غریب نوازؒ۔

آپ دونوں اطراف سے سید تھے یعنی والد اور والدہ کی طرف سے۔ اس لئے آپ کو جگر گوشہ رسولؐ پر نور دیدہ بتول بھی کہا گیا ہے والد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب حضرت امام

Marfat.com

حسینؓ اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسنؓ سے جا ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو نجیب الطرفین کہا جاتا ہے اور یہ گھرانہ حضور پاک ﷺ کا مبارک گھرانہ تھا۔

وجہ تسمیہ چشتی:۔

خواجہ صاحب چشتی اس لئے کہلائے کہ جس سلسلہ میں وہ بیعت ہوئے وہ بزرگان چشتیہ کا سلسلہ تھا۔

دوسرے چشت افغانستان کے علاقہ ہرات کے مشرق میں ایک بستی ہے احمد اللہ متوفی نے ۷۴۰ھ۔ ۱۳۴۰ء میں لکھا ہے کہ چشت ایک اوسط درجے کا شہر ہے اس نام کی ایک ولائت بھی ہے جس میں تقریباً پچاس گاؤں بھی ہیں یہ ولائت ہری رود سے منسوب تھی۔ نزھتہ القلوب ص ۵۴) پر متوسط درجے کا شہر بتایا گیا ہے آج کل خواجہ چشت کہلاتا ہے اور یہیں سے غور کا علاقہ شروع ہوتا ہے مشہور ترک فاضل آقائی زکی ولیدی طوغان نے جو زیارت کے لئے اجمیر بھی پہنچے تھے۔ نے بتایا کہ دراصل چشت ترکستان کے مواضع میں سے ہے رویہ والا چشت بعد میں اس نام پر آباد ہوا اور اس کے رہنے والے جائے نسبتی کی چ سے چشتی کہلائے۔ چونکہ خواجہ معین الدین بھی اس علاقہ کے پرانے رہنے والے تھے لہذا اسی نسبت سے وہ بھی چشتی کہلائے۔

وجہ تڑپ حق:

آپ کے والد ماجد کا نام خواجہ غیاث الدین تھا جو کہ حسینی سادات سے تھے اور وہ ایک نہایت ہی اعلیٰ پایہ کے بزرگ صالح تھے وہ زراعت باغبانی میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے خواجہ صاحب کی عمر پندرہ سال کی تھی کہ ان کا انتقال ہوگیا اور آپ کو وراثت میں وہی باپ کا باغ اور ان کی پن چکی ملی آپ اس کی حفاظت کرتے اور اپنی والدہ کی خدمت کرتے رہتے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ خواجہ صاحب حسب معمول باغ میں پودوں کو پانی دے رہے

Marfat.com

تھے کہ ایک مجذوب جو کہ ان کے علاقے میں مقیم تھا جن کا نام ابراہیم قندوزی تھا' خواجہ صاحب کے باغ میں تشریف لائے۔ خواجہ صاحب نے باغ میں درویش کو آتے دیکھا تو نہایت احترام سے اٹھ کر ان کا ہاتھ چوم لیا اور ادب کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور اس موسم کے مطابق انگور کا پھل لا کر ان کو پیش کیا اور ان کے ساتھ ان کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ درویش نے چند دانے نکالے اور اپنے منہ میں چبا کر خواجہ صاحب کے منہ میں ڈالے۔ اس کا منہ میں ڈالنا تھا کہ اس کے کھاتے ہی خواجہ صاحب کے باطن میں ایک نور روشن ہوا اور ان کا دل املاک و خانہ سے بیزار ہو گیا۔ درویش کے یمن نظر سے درد طلب خواجہ کے دل میں اس طرح پیدا ہوا کہ انہوں نے تمام اسباب و املاک کو بیچ دیا اور جو کچھ وصول ہوا اسے درویشوں میں تقسیم کر دیا۔ جب تعلقات ظاہری منقطع ہو گئے تو خواجہ صاحب نے سفر اختیار کیا اور سمرقند بغداد پہنچے۔ وہاں پہنچ کر قرآن پاک حفظ کیا اور علم ظاہری حاصل کرتے رہے۔ ایک مدت تک علم حاصل کرنے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہرونی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی۔ خرقہ خلافت کا حصول بھی اتنا آسان نہیں ہے بلکہ اپنے نفس کو مار کر حاصل کرنے کا اہل بننا ہے آپ شیخ المشائخ کی قدروں میں پورے بیس سال تک ریاضت و مجاہدات میں مصروف رہے اور یہاں تک کہ خواجہ صاحب کا جامہ خواب آپ کے سپرد تھا جب خواجہ صاحب بیدار ہوتے تو ان کو فوراً پیش کیا جاتا۔ آخر بات ''ہمت مرداں مدد خدا'' کے مصداق آپ نے بیس برس تک خلوص نیت اور دل کے ساتھ محنت و ریاضت فرمائی کہ آپ کا مرشد آپ پر خوش ہوا اور آپ کو اپنی مریدی میں لے لیا' آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمائی اور پھر آپ نے اپنے عظیم مرتبہ سے رخصت حاصل کی۔ اور اس وقت آپ کی عمر ۵۲ برس کی تھی یعنی عمر کے لحاظ سے ادھیڑ پن میں تھے۔ ساری عمر تو ریاضت و عبادت میں گزار دی اور بقایا عمر مخلوق خدا کو اسلام کی طرف بلانے میں صرف کی۔
اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

والد ماجد:۔

آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک خواجہ غیاث الدین حسنؒ تھا جو حسینی سادات میں سے تھے وہ ایک عالم' بزرگ اور صالح مرد تھے۔ اور وہ زراعت کے پیشے سے منسلک تھے ان کا ایک باغ اور ایک پن چکی تھی۔ جس پر سارا دن مشغول رہتے تھے۔ آپ دنیاوی لحاظ سے بہت خوشحال' مالدار اور صاحب ثروت تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں علم اور اخلاق کی دولت سے سرفراز کر رکھا تھا۔ آپ کو سیر و سیاحت کا بھی بہت شوق تھا جس سے آپ کے علم میں بڑی وسعت اور پختگی پیدا ہوگئی تھی آپ نے اصفہان' نیشاپور اور بغداد کا اکثر سفر کیا۔

والدہ ماجدہ:۔

آپ کی والدہ ماجدہ جن کی کنیت ام الورع نام ماہ نور حضرت سید داؤد کی بیٹی تھیں جو کہ نہایت متقی' پرہیز گار' خدا ترس' اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی۔

بہن بھائی:

آپ کے صرف دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ بھائیوں کے حالات زندگی ناپید ہیں۔

تعلیم و تربیت:۔

آپ کے والد مدینہ کے ایک مالدار اور صاحب ثروت شخص تھے اس لئے آپ کو گھر میں ہر طرح کی سہولیات میسر تھیں' کبھی کسی قسم کا فکر لاحق نہ ہوا۔ جس قسم کی خواہش آپ نے والدین سے کی فوراً پوری کر دی گئی۔ چھ برس کی عمر میں تعلیم کی ابتدا کی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سنجر میں ہی پائی جب گاؤں سے تعلیم حاصل کر لی تو آپ گیارہ برس کے ہو چکے تھے تو آپ کو نیشاپور میں بھیج دیا گیا کیونکہ نیشاپور اس وقت علم کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے مدرسے اور مکتب تھے اور

Marfat.com

علماء وفضلاء کا مرکز سمجھا جاتا تھا جن کی شہرت ایران، خراسان، شام اور عراق کے علاقوں تک پھیل چکی تھی۔ دور دراز سے طلباء آ کر نیشاپور میں اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔

نیشاپور کی حالت:

۵۴۹ ھجری میں غزنویوں نے طوس اور نیشاپور پر حملہ کر دیا، قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا اور اتنے بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا کہ خدا کی پناہ! خون کی ندیاں بہا دی گئیں، گلی کوچوں میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے نہ مسجدوں والوں کو چھوڑا نہ طلباء کو ہی بخشا گیا اور نہ خانقاہوں میں چھپے ہوئے لوگوں کو نظر انداز کیا گیا۔ شفا خانوں کے مریض اور ان کے طبیبوں کو بھی زندہ نہ چھوڑا گیا۔ مدرسوں میں گھس کر طالب علموں اور ان کے معلموں کو قتل کر دیا گیا۔ غرضیکہ غزنیوں نے نہ عام آدمی کو قتل کرنے سے چھوڑا اور نہ کسی فوج یا دفاعی طاقت سے تعلق رکھنے والے فرد کو زندہ چھوڑا۔ جو سامنے آ گیا اسے گولی سے اڑا دیا گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے اساتذہ اور ہم مکتب ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ خواجہ صاحب نے لاشوں کو خاک وخون میں تڑپتے دیکھا۔ لیکن خدا کی قدرت کے نرالے انداز اور اسباب ہیں بزرگوں کے قول کے مطابق سچ کر دکھایا کہ ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' مگر خواجہ صاحب بالکل اس قتل وغارت کی نگری میں محفوظ اور سلامت رہے۔ شائد ان سے قدرت نے دین کی اشاعت کا کام لینا تھا اور لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھانی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اصل کام تو ان سے ہندوستان میں لینا تھا لیکن ابھی آپ کی تعلیم بھی مکمل نہ ہوئی تھی نہ تربیت پایہ تکمیل کو پہنچی۔ وقت تھوڑا اور کام زیادہ تھا۔ مگر جو کچھ خدا کرتا ہے وہ بندے کیلئے اچھا ہی ہوتا ہے اور بندے کو تو ہر حال میں صابر اور شاکر ہی رہنا چاہئے۔ اس طرح آپ پر آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

Marfat.com

گھر کو واپسی:

جب غزنیوں نے نیشا پور کو اپنے وحشیانہ اعمال سے تباہ و برباد کر دیا۔ ڈھیروں کے ڈھیر لاشوں کے لگا دیئے، گلی کوچوں میں خون کی ندیاں پانی کی طرح بہنے لگیں۔ نیشا پور کے علماء و فضلاء کو بے دردی اور بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ مدارس کی لائبریریوں کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ مدارس کی حالت تباہ کر دی گئی۔ اساتذہ اور تلامذہ کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ نہ ساتھی رہے، نہ آشنا نہ استاد رہے۔ تو اس حالت میں نیشا پور میں قیام کرنا بھی بے معنی تھا اصل مقصد جس کے لئے گھر بار والدین کو چھوڑا۔ اس کے پورے ہونے کی تمنائیں خاک میں مل گئیں اور مایوس ہو گئے علاوہ ازیں والدین کی یاد بھی بار بار ستا رہی تھی کہ اگر ان کو اس قتل و غارت کی اطلاع ملی تو وہ بھی پریشان اور فکر مند ہو جائیں گے اور ان کے دل کی کیفیت کا اندازہ لگانا مشکل ہو گا۔ میرے بارے میں کیسے کیسے خیالات ان کے اذہان کو فکر مند کریں گے۔ بغداد کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے گھر واپس آنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو گئے۔ آپ اپنے گاؤں سنجر کو روانہ ہوئے۔ ان دنوں میں نہ تو کوئی سواری ہوتی تھی اور نہ ہی کوئی معقول انتظام ہوتا تھا۔ طالب علمی کا زمانہ اور بچپن تھا جو کہ عموماً قلت وسائل کا پیغام لاتا ہے راستے بھی خطرناک تھے مگر والدین سے ملنے کی تڑپ ان کو کھینچے لا رہی تھی ہر قسم کی مشکلات کو دور کرتے ہوئے اور ہر خطرناک راستے کو طے کرتے ہوئے رواں دواں اپنے گاؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آخر کار اپنے گاؤں سنجر پہنچ گئے اور والدہ محترمہ سے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ماں کے سینے کو کلیجے سے لگایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، ان کی آنکھوں نے ٹھنڈک پائی، دل کو سکون ہوا تب سارے خطرات اور وہم دور ہو گئے۔

اسی دوران آپ کے والد کا ۵۵۲ ھجری بمطابق ۱۱۵۷ عیسوی کو انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ مگر اس وقت آپ کے والد بغداد میں تھے اچانک ان کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو ایک آزمائش سے کم گھڑی نہ تھی اور یوں ماں بیٹے پر سختی کی بجلی گری۔ لیکن وہ بھی اللہ کے پیارے اور صابر لوگ تھے اور ان کو علم تھا کہ اسلام صبر کی تلقین کرتا ہے اور صبر

Marfat.com

کرنے والوں کی اللہ مدد کرتا ہے ان کے درجات بلند کرتا ہے ان دونوں نے وہی بات پسند کی جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ خدا کی مرضی کے آگے سرخم کر دیا اور صبر و شکر بجالائے۔

والد کی وفات کے بعد آپ ہی گھر کے سربراہ تھے' گھر کی ساری ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر آن پڑیں اور گھر سے باہر رہ کر تعلیم کا جاری رکھنا بھی مشکل ہو گیا۔ باپ کے ترکہ میں سے صرف ایک باغ اور ایک پن چکی رہ گئی تھی اس کے انتظام میں لگ گئے اب ان کی زندگی کے دو ہی کام رہ گئے' باغ کی دیکھ بھال اور پن چکی کا کام وغیرہ اور تیسرے والدہ کی خدمت۔ آپ اپنی والدہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیتے تھے۔ ان کی خوشی کو ہر دم مقدم رکھتے تھے۔ باغ میں جو کچھ پھل' سبزی' وغیرہ ہوتی۔ اس میں دونوں ماں بیٹا گزارہ کرتے تھے۔ پہلے جیسا آرام اور خوشحالی نصیب نہ ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی خاص تکلیف بھی نہ تھی۔ آپ نے کچھ عرصہ اس حالت میں گزارا کیا۔ دونوں ماں بیٹا اللہ تعالیٰ کی یاد و ریاضت سے غافل نہ تھے۔ ہر وقت دنیاوی کام کاج سے فراغت پا کر ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔

دوسرا صدمہ:

اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ جب کسی کو بڑا مرتبہ عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے پے در پے آزمائشیں نازل کرتا ہے یہی دستور آپ کے لئے جاری رکھا گیا پہلے آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا ابھی اس کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ آپ کی والدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی منظور تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے دین کی خدمت اور لوگوں کی اصلاح کا کام لینا چاہتا تھا اس لئے آپ کو بار بار آزمایا گیا کہ کیا آپ صبر اور شکر کرنے والے واقع ہوتے ہیں؟ آپ کی اس وقت تعلیم بھی مکمل نہ تھی چونکہ ماں کی بڑی اہم ذمہ داری تھی اور اس کی موجودگی میں اپنا گھر بھی نہ چھوڑ سکتے تھے کیونکہ والدہ ماجدہ اکیلی تھیں' ان کی خدمت کے لئے کوئی نہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہندوستان میں دین کی اشاعت اور لوگوں کو دین کی طرف بلانے کا کام لینا تھا۔ آپ کی

Marfat.com

والدہ جب اللہ کو پیاری ہو گئیں تو آپ کو آزمائش کے ساتھ ساتھ آزادی بھی ملی۔ اور آپ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے علاقے کو چھوڑ کر جا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو ویسے ہی حالات بھی پیدا کر دیتا ہے۔ بے شک وہ آدمی ان حالات سے جو کچھ بھی اخذ کرے لیکن اس میں اس بندے کی مصلحت اور بہتری ہی ہوتی ہے۔ آپ کو والدہ کے وفات پا جانے کا بہت دکھ اور غم تھا آپ کے دل کو کبھی چین نہ آتا تھا۔ طبیعت ہر وقت پریشان اور بے چین رہتی تھی کسی کام میں دل نہ لگتا۔ مگر آپ نے اپنی ان آزمائشوں کی گھڑیوں میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نظر رکھتے اور بھروسہ کرتے تھے۔ مگر دل کو پھر بھی سکون و قرار نہ آتا تو اس وقت میں دو سال کا عرصہ گزر گیا۔ نہ کسی کو ملتے تھے اور نہ کہیں کسی کے ہاں آنا جانا تھا۔ آپ کو کہیں جانے کی اشد ضرورت ہوئی تو مجبوری سے کسی سے ملتے تھے ورنہ آپ اپنے باغ اور کھیتی باڑی کے کام میں ہی مصروف رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے تاکہ دل کو قرار اور اطمینان حاصل ہو۔

تعلیم کی تکمیل:۔

والدہ کی وفات کے بعد آپ کا وقت غموں اور پریشانیوں میں گزارا۔ آزمائشیں سہیں مگر جو خدا کو منظور تھا وہی ہونا تھا اور انسان تو صرف صابر و شاکر رہنے کا ہی عمل جاری رکھ سکتا ہے۔ یہی آپ کا بھی عمل تھا مگر آپ اس کے بعد دنیاوی ذمہ داریوں سے آزاد ہو گئے تھے۔ والدہ کی وفات کے بعد آپ نے علم کی تڑپ اور نئی منزل کی تلاش میں اپنے باغ کو فروخت کر دیا اور دینی تعلیم کی منازل طے کرنے کے لئے نکل پڑے۔ آپ بخارا میں چلے گئے وہاں شیخ حسام الدینؒ کے مدرسہ میں داخل ہو گئے' شیخ حسام الدین بہت بڑے عالم تھے ان کی شہرت سارے عالم میں گونج رہی تھی آپ نے ان سے علمی اور روحانی برکات و فیوض حاصل کئے اور کچھ عرصے کے بعد آپ بخارا سے سمرقند چلے گئے۔ سمرقند بھی اس وقت علوم و فنون کا مرکز تصور ہوتا تھا۔ بڑے بڑے

Marfat.com

عالم اور فاضل وہاں موجود تھے جن کا کام شب و روز لوگوں کو علمی دنیا سے روشناس کرانا تھا۔ سمرقند میں آپ مولانا شرف الدین کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ بخارا اور سمرقند میں آپ نے تقریباً پانچ سال تک تعلیم حاصل کی۔ اور علوم کی تحصیل میں پوری توجہ دی۔ آپ نے قرآن' حدیث' فقہ' اصول فقہ' حدیث' منطق' کلام' ادب' غرضیکہ وہ تمام علوم جن کا اس زمانے میں رواج تھا حاصل کئے۔ اب آپ پورے حافظ قرآن اور باقاعدہ عالم دین ہو گئے تھے۔ اور وہاں سے عراق و عرب تشریف لے گئے اور باقاعدہ عالم دین ہو گئے تھے۔ اور بیعت کرنے کا فکر ہوا۔

بیعت مرشد:۔

علوم اسلامیہ اور باطنی و ظاہری معرفت حاصل کرنے کے بعد آپ بیعت کرنے کی غرض سے خواجہ عثمان ہارونی نیشاپوری کے گاؤں ہارون آباد میں ان کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے ۵۵۸ ہجری کو پہنچے جو کہ ۱۱۶۲ عیسوی کا واقعہ ہے۔ خواجہ عثمان چشتیہ سلسلے کے بہت بڑے صوفی اور بزرگ تھے۔ دور دور سے لوگ آتے اور ان سے اپنے روحانی اور دلوں کے روگ دور کروا کر چلے جاتے تھے۔ خواجہ معین الدین چشتی کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا کہ آپ سے برکات اور فیض حاصل کریں۔ خواجہ صاحب بغداد کے ایک چھوٹے سے قصبے میں رہتے تھے۔ وہاں پہنچے اور چند دنوں تک آپ خواجہ عثمان ہارونی کے پاس رہے۔ ان کی دین داری' تقویٰ' پرہیزگاری' عبادت گزاری اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت ان کی مشغولیت' شریعت کے مطابق ان کی زندگی' حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ان کے طور طریقے' اسلام کی تعلیم کے مطابق تمام چلن اور ان کا نورانی چہرہ دیکھ کر ان کے شیدائی بن گئے اور دل میں ان کو اپنا مرشد بنانے کا فیصلہ کیا۔ مگر دوسری طرف حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے بھی آپ پر نظر کرم فرمانے کی آزمائش پوری کر لی۔ آپ کی نیکی' پارسائی' دین داری' اچھے اخلاق' مودب انداز اور عمدہ اطوار و طریقے دیکھے تو آپ عثمان ہارونی بھی آپ کے عاشق ہو گئے۔ انہوں نے بھی آپ کو مرید بنانے کا فیصلہ فرما لیا اور

Marfat.com

آپ کی تعلیم وتربیت پر توجہ دینے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ عثمان ہارونی صاحب آپ کو ساتھ لے کر بغداد چلے گئے وہاں بڑے بڑے عالم اور فاضل حضرات کی موجودگی میں آپ نے انہیں اپنا مرید بنالیا۔ مرید ہونے کا واقعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی صاحب نے خود اپنی تصنیفات میں یوں لکھا ہے جو کہ سب کے لئے قابل رشک اور مشعل راہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

''میری بیعت کے دن بڑے بڑے بزرگ خواجہ عثمان ہارونی کی مجلس میں تشریف فرما تھے مجھے حکم دیا گیا کہ اٹھو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر فرمایا قبلہ رو ہو کر بیٹھو اور سورہ بقرہ پڑھو۔ میں نے پوری سورۃ بقرہ پڑھی۔ پھر ارشاد ہوا کہ ساٹھ بار سبحان اللہ پڑھو۔ اس کی بھی تعمیل کی گئی۔ اس کے بعد میرے مرشد خود اٹھ گئے اور میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا ''میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا ہے'' ان جملہ امور کے بعد حضرت مرشد قبلہ نے اپنی ایک خاص وضع کی ٹوپی جو کلاہ چہارتر کی کہلاتی ہے میرے سر پر رکھ دی۔ اپنی کملی مجھے اوڑھا دی اور فرمایا۔ بیٹھو: میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ میں نے اس کی بھی تعمیل کی۔ اور پھر فرمایا کہ ہمارے بزرگوں میں ایک رات اور دن کا مجاہدہ ہوتا ہے لہذا جاؤ اور ایک رات اور دن کا مجاہدہ کرو۔ آپ کے حکم کے مطابق ایک رات دن مجاہدہ کیا۔ دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا۔ بیٹھ جاؤ: میں بیٹھ گیا۔ پھر ارشاد ہوا اوپر دیکھو۔ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دریافت فرمایا۔ کہاں تک نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ عرش عظیم تک۔ ارشاد فرمایا۔ اب نیچے دیکھو فرمایا کہاں تک نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ تحت الثریٰ تک۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ ہزار بار سورۃ اخلاص کا ورد کرو۔ میں نے تعمیل کی پھر حضرت نے فرمایا اب آسمان کی طرف دیکھو اور بتاؤ کہاں تک دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کی حجاب عظمت تک نظر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو اور کھولو۔ جب میں نے تعمیل کی تو اپنی دو انگلیاں دکھا کر دریافت فرمایا کچھ دکھائی دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اٹھارہ ہزار عالم۔ اب فرمایا۔ بس معین الدین تمہارا کام ہوگیا۔ سامنے ایک اینٹ پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے نیچے جو

Marfat.com

کچھ ہے اٹھالو۔ میں نے دیکھا تو اس کے نیچے چند دینار پڑے تھے۔ آپ نے حکم فرمایا انہیں فقیروں میں تقسیم کرو جب تقسیم کر کے واپس آیا تو حکم ہوا چند روز ہمارے پاس اور رہو۔ میں نے سر خم تسلیم کیا کہ جیسی رائے عالی جاہ کی ہو۔ آپ نے خواجہ عثمان ہارونی سے ۵۵۲ ہجری میں بیعت کی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً پچیس چھبیس سال کی تھی۔ بیعت کے بعد ڈھائی تین برس تک اپنے مرشد کے پاس رہے۔ آپ کے مرشد نے انہیں دینی اور شریعت کی باتیں بتائیں مسلمانوں کی اصلاح و بہتری اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کے طریقے سکھائے۔ ذہن اور دل برے خیالات سے پاک کیا۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور طریقت کے علم و عمل سے کامل بنایا اور حکم دیا کہ جاؤ دنیا کی سیر کرو۔ آپ اپنے مرشد کے ہمراہ بیت اللہ شریف گئے اور حج بھی کیا۔ طواف سے فارغ ہو کر خواجہ عثمان نے دعا مانگی۔

''اے مالک کون و مکاں میرے معین الدین کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما'' اس وقت غیب سے آواز آئی۔ ''معین الدین است او را قبول کردم و برگزیدم'' (ترجمہ۔ معین الدین ہمارا دوست ہے اور ہم نے اسے قبول کر کے برگزیدہ بنا دیا ہے) وہاں سے پھر مدینہ منورہ گئے مرشد کے حکم کے مطابق روضہ رسول پر ادب و احترام کے ساتھ کہا ''**الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سید المرسلین و خاتم النبیین**'' روضہ اطہر سے آواز آئی۔ وعلیکم السلام یا قطب المشائخ۔ پھر مرشد کے حکم کے مطابق عشاء تک درود پاک پڑھتے رہے اور خواب میں رات کو حضور پاک ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''اے معین الدین ہم نے تمہیں خدا کے حکم سے ہند کا سلطان مقرر فرمایا ہے۔ تم مرشد کے حکم سے ہندوستان جاؤ'' ''خواجہ عثمان ہارونی نے آپ سے سن کر فرمایا۔ معین الدین تمہارا کام ہو گیا'' جسے حضور ﷺ کے روضہ مبارک سے سلام کا جواب مل جائے اور جسے حضور ﷺ کے دربار سے قطب المشائخ کا خطاب عطا ہو جائے اس کی کامیابی اور خوش نصیبی میں کوئی شک نہیں۔ مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر آپ مکہ معظمہ آئے اور خانہ کعبہ میں حاضری دی۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ شیخ عثمان ہارونی نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا ''اے

Marfat.com

باری تعالیٰ میں تیرے سپرد کرتا ہوں'' پھر میرے لئے دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے جواب ملا کہ ہم نے معین الدین کو قبول کیا'' آپ مرشد سے قطب المشائخ کا خطاب ملنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان کی مقبولیت سے بہت خوش ہوئے اور آپ سیر وسیاحت پر نکل گئے۔

تبلیغی خدمات:۔

آپ نے اسلام کے طریقہ پر سیر وسیاحت کے ذریعے بہت سے بزرگان دین اور علمائے عظام سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ اور آپ نے اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے حکم کے مطابق مختلف ممالک میں سیر کی اور سیر کے دوران دین و دنیا کے بہت سے فوائد پائے۔ جس طرح بزرگوں کا قول زریں ہے کہ ہر سفر وسیلہ ظفر ہے یعنی سفر کامیابی کا ذریعہ ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی ۵۶۱ ہجری کے شروع میں سفر پر روانہ ہوئے' بہت سے شہروں کا سفر کیا اور بہت سے اعلیٰ پائے کے بزرگان دین سے ملاقاتیں کیں اور علمی فیض حاصل کیا۔ ہر ایک نے خواجہ صاحب کی بہت تعریف کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ''ایک دنیا اس سے ہدایت پائے گی اور لوگ اس کے ذریعے اپنی منزل مقصود کو پہنچیں گے'' حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی کو آپ کے ساتھ بہت محبت ہوگئی اور وہ آپ کے ساتھ ہی رہنے لگے'' آپ مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے بزرگوں سے ملتے' فیض حاصل کرتے' فیض بخشتے' بزرگوں کے مزاروں میں حاضری دیتے اور فاتحہ پڑھتے پانچ چھ سالوں کے بعد دوبارہ اپنے مرشد عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ اپنے مرشد کے پاس تقریباً ایک سال تک رہے اور عبادت و ریاضت میں رہے۔

۵۶۷ ہجری کو آپ نے اپنے مرشد عثمان ہارونی کے ہمراہ بغداد' مدینہ منورہ' بخارا' اوش' سیوسیان کا سفر کیا۔ اور واپس پھر ہرون میں پہنچ گئے۔ آپ نے خواجہ معین الدین چشتیؒ کو فرمایا ''اے معین الدین میں نے تمہارے مال کو کمال تک پہنچا دیا۔ تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا' ایسا نہ

Marfat.com

ہو کہ قیامت کے دن شرمندگی ہو''

اس کے بعد آپ نے اپنا عصا' خرقہ' نعلین اور مصلیٰ خواجہ صاحب کو دیا اور فرمایا: یہ بزرگوں کی چیزیں ہیں جو ہم تک پہنچی تھیں۔ہم انہیں تمہارے سپرد کرتے ہیں۔اب ان کی حفاظت کرنا تمہارا کام ہے جس مرد خدا کو اس کا اہل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا'' اور یہ کہہ کر خواجہ صاحب کے بغل گیر ہوئے اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ آپ کو الوداع کہا اور خدا کے سپرد کیا۔خواجہ صاحب کو اسقدر تبرکات بخشنے اور خدا کے سپرد کرنے کا یہ مطلب تھا کہ اب دونوں میں جدائی کا موقع آ گیا ہے آپ ان سے رخصت ہو کر چند پیر بھائیوں کے ہمراہ بغداد اور پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور حضور ﷺ کے روضہ سے آواز آئی۔''معین الدین تمہیں ہندوستان کی ولایئت دی جاتی ہے جاؤ اور اجمیر کو اپنا مسکن اور تبلیغ واشاعت کا مرکز بناؤ اور مخلوق خدا کو ہدایت دو''

''آپ نے یہ حکم سنا اور اللہ کی بارگاہ میں شکر بجا لائے اور واپس لوٹ آئے تو خواجہ عثمان ہارونی نے پوچھا کہ کیا تحفہ لائے ہو آپ نے عرض کیا کہ ہندوستان کی ولایئت اور اجمیر جا کر مخلوق خدا کو ہدایت دینے کا حکم ملا ہے'' خواجہ عثمان صاحب بہت خوش ہوئے اور مبارک باد دی اور خوشی سے انہیں سینے سے لگایا۔

آپ نے دوران سیاحت درج ذیل بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔

۱۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۲۔شیخ عبدالقاہر سہروردیؒ بغداد میں۔
۳۔شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ
۴۔شیخ حضرت اوحدالدین کرمانی
۵۔ہمدان میں شیخ یوسفؒ
۶۔تبریز میں شیخ ابوسعید تبریزی
۷۔شیخ ناصرالدینؒ استرآباد میں
۸۔شیخ محمد عارفؒ
۹۔غزنی میں شمش العارفین عبدالواحدؒ
۱۰۔شیخ ابوالجنیبؒ۔

اور جن ممالک کا سفر کیا ان کے نمایاں نام بھی درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

بغداد۔ بصرہ۔ اصفہان۔ ہمدان۔ تبریز۔ کرمان۔ بدخستان۔ بخارا۔ سنجار۔ سمرقند۔ وغیرہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور نیشاپور غیرہ کا سفر کیا۔ جن کے سفر سے بہت سی برکات حاصل ہوئیں۔

ہندوستان میں تبلیغ دین:۔

مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے اور مختلف خانقاہوں کے فیض حاصل کرتے ہوئے ۵۸۶ھ ہجری کو ہندوستان میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۳ برس کی تھی۔ آپ نے ہرات میں خواجہ عبداللہ انصاری کے مزار پر حاضری دی وہاں سے بلخ تشریف لے گئے اور احمد خزرویہ کی خانقاہ میں قیام کیا۔ غزنی میں آپ کی ملاقات شیخ عبداللہ احمر سے ہوئی شیخ صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے درویش اور بزرگ تھے۔ غزنی سے آگے بڑھے تو ملتان پہنچے۔ ملتان میں کچھ دن قیام فرمایا۔ بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی۔ یہاں کے اللہ والوں سے ملاقاتیں کیں۔ ملتان میں رہ کر آپ نے ہندوستان کے حالات کا مطالعہ کیا' یہاں کی زبان سیکھی' رسم ورواج اور ہندوؤں کی مذہبی وسماجی خصوصیات سے واقفیت حاصل کی۔ آپ نے یہ تمام مطالعہ اس لئے کیا کہ جن لوگوں کی ہدایت کیلئے آپ کو مامور کیا جارہا ہے ان کی زبان' رسم ورواج وان کی عادات وخصائل اور عقائد وخیالات سے ناواقفیت کی وجہ سے ان کی تعلیم وتربیت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بھی یہ سنتؒ رہی ہے کہ جن لوگوں (قوم) کی تعلیم وتربیت مقصود ہوتی تھی اس قوم میں اسی قوم کا اور اس کی زبان جاننے والا رسول اور ہادی بھیجا جاتا تھا اور تمام بزرگان دین نے بھی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان لوگوں کی زبان اور ثقافت کے رسم ورواج کو سیکھا۔ حضرت خواجہ صاحب جس زمانے میں ملتان میں قیام پذیر تھے اس وقت حضرت بہاؤالدین زکریا کی عمر گیارہ برس کی تھی اور وہ مدرسہ میں طالب علم تھے۔ ملتان سے فارغ ہو کر آپ لاہور تشریف لائے اور داتا صاحب کے مزار پر چلہ کاٹا اور دوسرے مزارات پر بھی حاضری دی یہاں کے بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔

Marfat.com

لاہور میں چند دن قیام کرنے کے بعد آپ دہلی کیلئے روانہ ہو گئے۔ دہلی پہنچ کر چند دن وہیں پر قیام کیا اور پھر اجمیر شریف روانہ ہوئے اور چند دنوں کی مسافت کے بعد اپنی آخری آرامگاہ پر پہنچ گئے۔

اجمیر شریف میں قیام:

آپ ۵۸۷ء کو اجمیر شریف پہنچے اس وقت اجمیر میں پرتھوی راج کی حکومت تھی اور پنجاب اور راجپوتانہ کا علاقہ شہاب الدین غوری کی ترک تازیوں کی جولان گاہ بنا ہوا تھا۔ پنجاب سے غزنوی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اب لاہور اور ملتان پر غوری سلطنت کا پرچم لہرا رہا تھا۔ پرتھوی راجہ کی والدہ بڑی نجومی تھی اس نے بارہ برس قبل حضرت خواجہ صاحب کی آمد کی خبر دی تھی اور اپنے بیٹے پرتھوی راجے کو آگاہ کیا تھا کہ ''ایک مرد بزرگ ہوگا جس کی وجہ سے تیری دولت اور سلطنت ختم ہو جائے گی'' اس کے سنتے ہی راجہ پرتھوی راج نے حکم دے دیا تھا کہ ''اس قسم کا کوئی درویش جب بھی اس کے علاقے میں داخل ہو اس کو گرفتار کرلیا جائے اور گرفتار کرنے والا انعام و اکرام کا حقدار ہوگا'' جب آپ اجمیر شریف میں داخل ہوئے تو لوگوں نے آپ کو ستانا اور پریشان کرنا شروع کر دیا۔ آپ کو رات کو قیام کرنے کے سلسلے میں اپنی جگہ تبدیل کرنی پڑی۔ مگر چونکہ آپ تو اجمیر شریف میں مستقل رہنے کی غرض سے آئے تھے عارضی آپ کی آمد نہ تھی اس لیے جب کوئی راجہ پرتھوی کی طرف سے آپ کو تنگ کرنے کی غرض سے آتا تو آپ اس کی طرف آیت الکرسی پڑھ کر مٹی کے چند ذرات پھینک دیتے جس کی برکت سے خود ہی ان کے جسم خشک ہو جاتے اور واپس چلے جاتے تھے۔ بڑے بڑے جادوگر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ خواجہ صاحب اس کی راجدھانی میں بیٹھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی رعایا کے دل اپنے حسن اخلاق اور کردار سے مسخر کر رہے تھے۔ آپ نے تھوڑے ہی دنوں میں اپنے اخلاق' پیام محبت' پاکباز زندگی غرض اپنی صورت و سیرت کا لوگوں کے دلوں پر ایسا نقش بٹھایا کہ انہیں اپنا گرویدہ بنالیا۔ پرتھوی راجہ نے آپ کی آمد کو مختلف انداز و طریقے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ آپ کا فیض رسانی کا حلقہ وسیع

Marfat.com

سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔اور پرتھوی حالات کا جائزہ لے کر پیچ وخم کھاتا رہا۔اس نے اپنے ملازم کو بھی آپ کے ہاں بیعت کرنے کیلئے روانہ کیا مگر آپ سفارشی لوگوں کو حلقہ عقیدت میں شامل نہ کرتے تھے۔ پرتھوی راج کا ایک ملازم آپ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہوا تو پرتھوی راج اس کے بڑا خلاف ہوگیا اور طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔آپ نے اس کی سفارش کی مگر وہ سفارشی خط دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور علی الاعلان ظاہر کر دیا کہ ہر فقیر مشکوک ہے انہیں یہاں سے نکال دیا جائے لیکن کوئی قدم اٹھانے کے اہل نہ تھا صرف لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکاتا رہا مگر اس میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو راہ وسم بڑھانے شروع کئے مگر آپ تو اللہ والے تھے آپ کو پرتھوی راج کی منافقت کا علم تھا۔

پرتھوی نے اپنے ایک ملازم کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اس کو مرید بنالیا جائے مگر آپ نے اس کو مرید بنانے سے انکار کر دیا کیونکہ مرید بننے کیلئے جن خوبیوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے وہ اس کے اندر موجود نہ پائیں۔ جب اس کو انکار کی اطلاع ملی تو اس کو بہت غصہ آیا اور اس انکار کو اپنی ذلت تصور کیا اور کہا کہ فقیر کو راج کا حکم یا سفارش کو ٹھکرانے کی جرات کیسے ہوئی؟ پرتھوی نے اس بات کو بہانہ بنا کر شہر سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے۔جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے پتھورا کو گرفتار کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا مگر جب پرتھوی کے کارندے حکم لے کر آپ کے ہاں آئے تو آپ نے جواب دیا۔ کہ تین دن ٹھہر جاؤ پھر جیسے نکلنا ہوگا وہ خود ہی نکل جائے گا۔دوسرے دن معلوم ہوا کہ شہاب الدین غوری کے سفیر راجہ کے پاس آئے اور حکم لائے کہ پرتھوی راج قلعہ بھٹنڈہ سے اپنا قبضہ اٹھائے اور اسے سلطان کے حوالے کر دے اگر اس نے انکار کیا تو جان لے کہ سلطان ایک زبردست لشکر لے کر پہنچ رہے ہیں پھر اس کیلئے کوئی جائے پناہ نہ رہے گی۔مگر پرتھوی نے شہاب الدین کے سفیر کو سخت جواب دے کر واپس کر دیا اور خود جنگ کیلئے تیار ہوگیا۔ترائن کے مقام پر دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا جس میں پرتھوی راج گرفتار ہو کر قتل ہوگیا اسی طرح حضرت خواجہ صاحب کی پیشگوئی صداقت پر مبنی ثابت ہوئی۔ ان کے بعد

Marfat.com

شہاب الدین غوری اجمیر شریف میں آیا کہ خواجہ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر نذرانہ عقیدت حاصل کیا۔ خواجہ صاحب نے بڑی محبت اور لطف کا برتاؤ کیا اور دعا کے ساتھ رخصت فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۸۹ھ کا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اپنے مرید خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو دہلی کی ولایت پر مامور کر رکھا تھا اس وقت شمس الدین التمش ایک درویش صفت بادشاہ تھا اور وہ صوفیائے کرام سے خاص عقیدت رکھتا تھا' ان کو بختیار کاکی سے حد درجہ کی عقیدت تھی۔ التمش نے خواجہ قطب الدین بختیار صاحب کی یاد میں دہلی کا قطب مینار بنوایا تھا۔

جب ۵۸۔ ۶۵۷ کو شمس الدین التمش ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوا تو ساتویں دن ہی حضرت بختیار سے بیعت کی۔ اور حضرت بختیار صاحب کو بھی التمش سے بڑی محبت تھی اور اس محبت اور تعلق کا نتیجہ تھا کہ جب وہ تخت نشینی کے بعد مصائب و مشکلات سے دوچار ہوا تو اپنے مرشد حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ لیکن خواجہ کو ان کا دہلی چھوڑنا اور اپنے مرکز سے ہٹنا مناسب نہ سمجھتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ دوری بے معنی چیز ہے اس کا خیال نہ کر' قرب روحانی تمہیں حاصل ہے۔ ملنے کیلئے ہم خود آئیں گے۔ سلطان التمش اور بختیار کاکی دونوں اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور انتظار کرنے لگے۔ حضرت خواجہ صاحب دہلی تشریف لائے۔ سلطان نے میز بانی کی بہت کوشش کی مگر بالکل نہ مانی۔ دہلی کے لوگوں میں بختیار کاکی اپنے تقویٰ' اخلاق اور پرہیز گاری سے گھر کر چکے تھے۔ جب آپ کی اطلاع لوگوں کو ملی تو وہ آنا فانا قدم بوسی کیلئے آئے اس سفر میں آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کو اپنے فیوض و برکات باطنی سے نوازا آپ نے ان کا حال معلوم کیا۔ بتایا گیا کہ وہ چلے میں مصروف ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے کسی قسم کے چلے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرید الدین گنج شکر کو بلایا اور دونوں بزرگوں یعنی خواجہ معین الدین چشتی اور بختیار کاکیؒ نے انہیں اپنے درمیان کھڑا کر کے ان کیلئے دعا فرمائی ''کہ باری تعالیٰ فرید کو قبول فرما'' غیب سے آواز آئی کہ ہم نے اسے قبول کیا۔ اس کے بعد

Marfat.com

حضرت خواجہ نے انہیں خلعت عطا فرمائی۔ حضرت خواجہ بختیار صاحب نے دستار' شال اور دوسرے تبرکات دیئے اور خلافت عطا فرمائی اس یادگار مجلس میں بڑے بڑے مشائخ اور اولیائے کرام موجود تھے۔ اس سفر کے موقع پر آپ نے بختیار صاحب کو تو یہ خطاب دیا۔ اس کے علاوہ دو مرتبہ دوبارہ دہلی تشریف لائے۔ ایک دفعہ کسی کسان کی دادرسی کرنے کیلئے جس کا قصہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک غریب کسان کی زمین پر سلطان کے حاکموں نے قبضہ کر رکھا تھا اور اس غریب کی رسائی نہیں ہو رہی تھی وہ غریب کسان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ظلم کی فریاد کی تو آپ بغیر کسی اطلاع کے اس غریب کسان کی حق رسی کیلئے تشریف لائے اور اس کی دادرسی کروا کر واپس چلے گئے۔ دوسری مرتبہ بھی دہلی تشریف لائے جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تھے' ان میں صلح وصفائی کرانا تھی کیونکہ دونوں ہی برگزیدہ شخصیات تھیں۔ حضرت شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ اور خواجہ صاحب پیر بھائی تھے اور خواجہ عثمان ہرونی کے خلیفہ تھے۔ بہت بلند پایہ عالم دین' محدث اور فقیہہ تھے۔ شریعت اسلامیہ کے بہت پابند تھے۔ اختلاف کی وجہ سماع کا پسند نہ کرنا تھا اس لئے ان کو خواجہ بختیار سے شکایت پیدا ہو گئی کیونکہ بختیار سماع کا بہت شوقین اور دلدادہ تھے۔ دونوں ایک ہی تصوف سے تعلق رکھنے والے تھے اور دونوں کا علوم و معارف کا سرچشمہ ایک ہی تھا آپ کو دونوں کی خاطر عزیز تھی آخر کار دونوں کے درمیان صلح وصفائی کروائی گئی۔

جناب خواجہ کے فیض صحبت اور تبلیغ سے اجمیر کے گردونواح کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا آپ کا زیادہ وقت اجمیر میں ہی گزرا۔ محض التمش کے دور میں دہلی چند دن کیلئے دوبارہ گئے۔ اب یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اجمیر میں اس قدر تبلیغ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس بارے میں تاریخ تو خاموش ہے مگر حالات کا بغور مطالعہ کرنے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔

ا۔ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں جب آپ روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تو

Marfat.com

سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ نے آپ کو بشارت دی اور فرمایا کہ تمہیں بارگاہ ایزدی سے ہندوستان کا ملک سپرد ہوا ہے وہاں جاؤ اور اجمیر کو ایسا مقام بناؤ کہ تمہارے اور تمہارے خلفاء کے اتقاء کی بدولت اسلام اس سرزمین پر ضرور پھیلے گا اسی بشارت کی تعمیل میں آپ اپنے جملہ خلفاء کے ہمراہ اجمیر شریف پہنچے اور اجمیر پہنچ کر عبادتِ مولا میں مشغول ہو گئے اور ساگر کے کنارے ایک باصفا دل کش مقام پر قیام فرمایا۔ اس جھیل کے کنارے بہت سے بت خانے بھی تھے۔ یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو چند ہی دنوں میں گمراہی سے تائب ہو کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ رائے پتھورا اور اس کے ساتھی مقبروں پر آپ کا اجمیر میں آنا بہت گراں گزرا مگر آپ کی عظیم شخصیت اور باکردار کمال کرامت کو اپنی آنکھوں سے لوگ دیکھتے تھے اس لئے ان کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ آپ نے راجہ اجمیر کو بھی مشفقانہ طور پر نصیحتوں کے ساتھ اسلام کی دعوت دی مگر یہ لازوال دولت اس کے مقدر میں نہ تھی اور اس کے بعد جلد ہی وہ اپنی حکومت کے ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے دارفانی سے اٹھ گیا۔ سیر الاولیاء نے آپ کی کرامات کے سلسلے میں خوب کہا ہے کہ ملک ہندوستان کے سنگ و کلاخ اور دار و درخت اور دستورہ گاؤ وغیرہ کو پوجا کرتے تھے۔ ان کے تاریک دلوں میں کفر کے قفل پڑے ہوئے تھے۔ نہ کسی کو دین شریعت کی خبر تھی نہ خدا و پیغمبر کی۔ نہ کسی نے قبلہ دیکھا تھا نہ اللہ اکبر ہی سنا تھا۔ خواجہ صاحب کے مبارک قدم جب یہاں پہنچے تو یہ ملک نورِ اسلام سے روشن اور منور ہو گیا یہاں پر ہر شخص آئندہ مسلمان ہوگا اور ان کی اولاد جو مسلمان ہو گی تو قیامت تک اس کا ثواب شیخ الاسلام معین الدین چشتی کو پہنچتا رہے گا۔

صاحب معارج الولایت نے سیر الاولیاء کے کلام کا حاصل یوں بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان جو ہندوستان میں پیدا ہوا ہو حضرت خواجہ صاحب کو حق اسلام پہنچتا ہے اس لئے کہ خواجہ صاحب کے ہندوستان تشریف لانے سے اسلام کو اور مسلمانوں کو تمکن نصیب ہوا

؎ ازنگاہ کرمش فتح معزالدین سام
وزجلال نظرش بستہ پتھورا بیند

Marfat.com

ترجمہ: معز الدین سام کو آپ ہی کی نظر عنائت اور صفت جہانی سے فتح نصیب ہوئی جس سے مسلمانوں کے قدم شمالی ہند میں جمے اور رائے پتھورا کا اسیر و مقہور ہونا بھی آپ کی جلالی صفت کا کرشمہ تھا۔

اا۔ دوسری وجہ خواجہ مین الدین چشتیؒ کی آمد اور قیام کی یہ ہو سکتی ہے کہ اجمیر کے اس سیاسی اور مذہبی مرکز کے اوپر کے طبقوں میں مال و دولت کی بہتات تھی۔ ہندوستان کی پیداوار مقامی ضرورت کیلئے نہ صرف کافی تھی بلکہ ضرورت سے بہت زیادہ تھی اس لئے باہر سے مال تجارت منگوانے کی حاجت نہ تھی مگر برآمد بہت ہوتی تھی۔ اس لئے باہر کا سونا کھچا آتا تھا۔ چنانچہ اجمیر کی املاک میں سے سلطان معز الدین نے غیاث الدین محمد سام کو جو تحفے بھیجے ان میں اور چیزوں کے علاوہ بہت سی سونے کی مصنوعات بھی تھیں۔ ان تحائف سے اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ اجمیر کی ثروت و دولت کا کیا حال تھا مگر یہ دولت و ثروت صرف بالا طبقے کیلئے مخصوص تھی اور جو لذتیں اور آسائش روپے سے حاصل کی جاتی تھیں مگر نیچے کے طبقے کی حالت بہت ہی پست اور بڑی تھی اور ان کی اجتماعی کیفیت ناقص تھی۔ ان سے نفرت کا سلوک کیا جاتا تھا۔ ان کی ہر گونہ ترقی رکی ہوئی تھی اور وہ ایک زبردست انقلاب کے کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب جب یہاں تشریف لائے جس میں نہ ذات پات کا تصور تھا نہ چھوت چھات کی لعنت اور نہ طبقاتی تقسیم ہی تھی جو ایک مخصوص طبقے کو لطف زندگی کا اجارہ دار بنا دے اور بعض کو محروم مطلق۔ نہ کسی کے دینی یا دنیاوی عزائم کے راستے میں کوئی رکاوٹ تھی۔ ایک خدا کے پوجنے والے سب برابر تھے وہاں تو شرف اسے حاصل تھا جو دوسروں سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہو۔ مختصراً طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ توحید اور مساوات اور اسلامی اخوت کے متعلق لوگوں نے جناب خواجہ صاحب کی صدائے حق پر لبیک کہا اور بقول ابوالفضل ان کے دم گیراتی برکت سے جوق در جوق لوگوں نے فیض پایا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ توحید کی صاف اور واضح اور مثبت تعلیم سے ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچا اور جو اوہام پرستی میں مبتلا تھے اور بت پرستی کی مبہم اور غیر واضح تعلیم سے مطمئن نہ تھے کیونکہ ایک طرف ان کا وجود باری

Marfat.com

تعالیٰ پر یقین تھا اور دین کے حقائق پر پختہ ایمان دوسری طرف سینکڑوں دیوتاؤں کی پوجا تھی اور پریشان خیالی اور ذہنی انتشار۔ان دونوں میں کشمکش ہوئی۔جس کا نتیجہ صرف ایک ہی ہوسکتا تھا کہ حق وراستی کی فتح ہو۔خواجہ صاحب نے توحید کا پیغام دیا۔لوگوں میں نئی مذہبی حس بیدار کر دی ان میں ایمان پیدا کر دیا ان کے فکر کو نئی زندگی اور نئی قوت بخشی۔جس نے ذہنی ترقی اور فلاح عمومی کا ایک نیا باب شمالی ہند میں کھول دیا۔اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی جاذب نظر شخصیت کی مقناطیسی تاثیر کا اس بارے میں بے حد دخل تھا۔جو کوئی فرد بھی آپ کی جاذب نظر شخصیت اور کردار کا مطالعہ کرتا وہ ایمان لائے بغیر نہ رہ سکتا تھا کیونکہ لوگ اپنی طبقاتی زندگی اور چھوت چھات کے عمل سے بیزار اور تنگ آ چکے تھے مگر ان کو کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا۔خواجہ صاحب کی شخصیت ان کیلئے ایک معجزے سے کم نہ تھی۔لہذا لوگوں نے فوری طور پر آپ کے کلام پر ایمان لایا اور عملی طور پر مجاہد بن کر ابھرے۔

تبلیغ: خواجہ بزرگ اس وقت ہندوستان میں داخل ہوئے جب یہاں حکومت اسلام قائم ہونے کو تھی۔اولیاءاللہ میں وہ پہلے بزرگ تھے جنہوں نے انوار شریعت وطریقت ملک ہند میں رائج کئے یہی وجہ ہے کہ ان کو ساتویں صدی ہجری کا مجدد کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے زمانے میں اسلام کی بنیاد اس ملک میں مضبوط ہوئی۔دین اسلام کو ایک حیات تازہ ملی۔اولیاءاللہ کا اس ملک میں وہ سلسلہ شروع ہوا جس کے سر سلسلہ حضرت خواجہ صاحب تھے یہ انہیں کے نفس قدسی کا تصرف تھا کہ بلاواسطہ یا بالواسطہ راجپوت اور شمالی ہند کے دوسرے علاقوں کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بلاواسطہ اس وجہ سے کہا گیا کہ حضرت خواجہ صاحب نے خود دہلی اور اجمیر میں سینکڑوں لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔

جناب قطب الدین اوشیؒ لکھتے ہیں ”کہ جب حضرت خواجہ صاحب کا قدم مبارک اجمیر پہنچا تو اسلام اتنا پھیلا کہ اس کی حد نہ رہی“ بالواسطہ یوں ہے کہ بہت سے مشائخ اور اولیاء

Marfat.com

کرام حضرت خواجہ کے زیر تربیت تیار ہوئے جنہوں نے اسلام کا پیغام اس ملک کے گوشے گوشے میں پھیلایا۔ان میں خواجہ قطب الدین اوشی اندجانیؒ بھی ہیں جو ۶۲۲ھ بمطابق ۱۲۲۶ء میں خواجہ صاحب کے مرید ہوئے وہ خود دلیل العارفین میں لکھتے ہیں کہ بغداد میں امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور کئی دیگر بزرگوں کی موجودگی میں میں نے اپنا دست ارادت خواجہ بزرگ کے ہاتھ میں دیا۔ان کے بعد سلطان التمش کے دور حکومت میں خواجہ قطب الدین ہندوستان آئے اور دہلی میں مقیم ہو کر ان کے گردونواح کے لوگوں کو فیض پہنچایا۔خواجہ قطب الدین کے مرید اور شیخ فرید الدین گنج شکر اجودھنی ہیں جنہوں نے مغربی اور مشرقی پنجاب میں تبلیغ کے فرائض انجام دیئے۔شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے مرید اور خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ ہیں جو اپنے پیر کی اجازت سے دہلی آئے اور بے شمار طالبان راہ حق ان سے مستفیض ہوئے اور ان کے خلفاء ہندوستان میں رہنمائی خلق کیلئے پھیل گئے ان میں سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ اور امیر خسرو کا حلقہ عمل دہلی تھا اور شیخ وجیہہ الدین یوسف کا چندیری میں اور شیخ یعقوب اور شیخ کمال کا مالوہ میں اور مولانا غیاث الدینؒ کا دھار میں۔اور مولانا مغیث الدین کا اجین میں اور شیخ حسام الدین کا گجرات میں اور شیخ برہان الدین غریب اور خواجہ حسن کا دکّن میں۔ غرضیکہ خواجہ معین الدین کا صدق وصفا ان مختلف صورتوں میں صدیوں تک خلق خدا کی ہدایت کا موجب بنا رہا ہے اور آج تک بنا ہوا ہے کہ چھوٹے' بڑے اور مسلم' غیر مسلم سب نے برابر ان سے فیض پایا اور شاہ و گدا یکساں اس آستانے سے نفع اٹھاتے رہے۔

آپ نے بڑی حکمت اور دانائی سے اسلام کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا۔کیونکہ پورا معاشرہ ہندوؤں کا تھا جو کہ ذات پات کی تفرقہ بازیوں میں الجھے ہوئے تھے۔آپ اپنے حسن سیرت اور کردار سے بڑی نرمی اور شفقت سے لوگوں کو دین کی تبلیغ کرتے اور ان کی کسی بری بات کو بھی محسوس نہ کرتے تھے بلکہ نرمی اور تحمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی ان کی ہدایت کی دعا فرماتے اور خود بھی اس کے مطابق عمل کرتے تھے تاکہ وہ خود بخود آپ کا قائل ہو کر دین اسلام کے حلقہ ارادت

Marfat.com

میں داخل ہو جائے اور آپ کسی کو زبردستی اسلام میں داخل نہ کرتے تھے اور نہ کسی کی سفارش پر ہی کسی کو اپنا مرید بناتے تھے۔

مگر وہ اہم ذمہ داری جس کیلئے آپ کو تخلیق فرما کر اس ہندوستان میں بھیجا گیا تھا اور آپ اتنی بڑے طویل اور مشکل، کٹھن، مسافت طے کر کے یہاں پہنچے تھے۔ وہ مقصد بھی پایہ تکمیل کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہنچ گیا تھا۔ آپ کے اتنے مرید اور خلفاء پورے ہندوستان میں پھیل چکے تھے کہ وہ گوشے گوشے میں اسلام کی تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے تھے آپ چونکہ اللہ والے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہو جاتا تھا تو اس امر کا بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہو چکا تھا پس آپ نے بختیار کو دہلی سے طلب فرمایا اور آپ نے انہیں اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور جو بزرگوں کے تبرکات انہیں خواجہ عثمان ہارونی سے ملے تھے وہ ان کے حوالے کئے اور فرمایا ''یہ امانتیں جو ہمیں اپنے مرشد سے ملی تھیں اب تمہارے حوالے ہیں ان کا حق ادا کرنا اور جسے اہل سمجھنا اس کے سپرد کرنا'' اور آپ نے بختیار کا کی کو اپنی دعاؤں کے ساتھ دہلی روانہ فرمایا۔

آخری وقت:

بروز شنبہ رجب المرجب ۶۳۳ء کو عشاء کی نماز کے بعد آپ نے حجرے کا دروازہ حسب معمول بند کر لیا اور ساری رات عبادت اور ذکر واذکار میں مصروف رہے آپ کے خدام کے کان ادھر لگے ہوئے تھے۔ رات کے آخری حصہ میں بالکل سکون ہو گیا اور خاموشی چھا گئی۔ فجر کی نماز کے لئے حسب معمول دروازہ نہ کھلا اور باہر نہ نکلے تو خدام کو تشویش ہوئی ہر ایک نے بلند آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہ موصول ہوا۔ آخر کار دروازہ توڑا گیا۔ دیکھا تو آپ کی روح پرواز کر چکی تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ بختیارؒ کو آپ کی رحلت کی خبر پہلے ہی ہو چکی تھی۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۹۶ برس تھی اور جس حجرے میں آپ نے وفات پائی۔ اسی کے اندر دفن کر دیا گیا۔ اخبار الاخیار میں آپ کے وصال کی تاریخ ۶۳۲ھ

Marfat.com

۱۲۳۸ء دی گئی ہے اور عمر مبارک سو سے کم تھی۔ اور اجمیر میں ہی فوت ہوئے۔ پہلے قبر اینٹوں کی بنائی گئی مگر اس کے اوپر پتھر کا صندوق بنا دیا گیا۔ اور قبر اسی وجہ سے بلند ہوئی۔ ۱۴۶۴ء میں خواجہ حسن ناگوریؒ کی استدعا پر مالوے کے بادشاہ محمود خلجی نے آپ کا مزار پختہ کرا دیا۔ ۱۵۷۰ء میں اکبر نے درگاہ میں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی۔ اس کے بعد شہنشاہ نے سنگ مرمر کی ایک اور مسجد' نقار خانے کا بلند دروازہ اور روضے کے خوبصورت گنبد کا اضافہ کر کے درگاہ کی رونق میں اضافہ کیا۔ نویں صدی ہجری میں خواجہ حسن ناگوریؒ نے جو کہ آپ کے مشہور ولی اللہ شیخ حمید الدین صوفی ناگوریؒ کی اولاد میں سے تھے اور جو سالہا سال تک حضرت خواجہ بزرگ کی قبر پر مجاور رہ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہے تھے۔ سب سے پہلے اسی روضہ کی عمارت کی بنیاد رکھی اور بعد میں دروازہ خانقاہ کی تعمیر سلاطین ہند نے کی۔ آج اس کی عمارت ہندوستان میں نہایت ہی عالی شان اور جلوہ افروز نظر آتی ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بہت سے بادشاہ آپ کے روضہ مبارک پر نذرانے بھیجتے رہے خصوصی طور پر جلال الدین اکبر بادشاہ جو حضرت خواجہ صاحب کا بہت زیادہ معتقد تھا۔ اکبر نامہ میں لکھا ہے کہ ۹۶۹ھ ۱۵۶۲ء میں اکبر شکار کے ارادے سے آگرہ سے فتح پور کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک گاؤں جس کا نام منڈھاکر تھا اس کے قریب ہندی گائکوں کا ایک گروہ خواجہ بزرگ کے مناقب سے اشعار دل فریب گانے میں مصروف تھا بادشاہ نے یہ اشعار سنے تو اس کے دل میں بھی حضرت خواجہ کے مرقد مبارک پر حاضری دینے کا شوق پیدا ہوا اور عین شکارگاہ سے بادشاہ سمیت سب نے اجمیر شریف کا عزم سفر کیا۔ خواتین بھی ہمراہ تھیں۔ ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ماھم رنگہ کے ہمراہ میوات کے راستے آہستہ آہستہ اجمیر شریف پہنچ جائیں اور خود نہایت تیزی کے ساتھ اجمیر پہنچا۔ حضرت خواجہ کے روضہ کی زیارت کی۔

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنی بادشاہی کے زمانے میں کئی سال پیادہ پا اجمیر کا سفر کیا اور روضہ مبارک کی زیارت کی۔ ان میں سے ایک سفر کا حال تو جہانگیر ہی کے دیباچے میں یوں دیا گیا ہے جب جہانگیر پیدا ہوا تو اکبر بادشاہ نے پیادہ اجمیر شریف کا سفر کیا اور

Marfat.com

بارہ کوس روزانہ سفر طے کر سکے وہ سترہویں دن روضہ مقدس پر پہنچا۔ جبین اخلاص اس آستانہ پر رگڑی اور مراسم زیارت ادا کئے اور خیرات وصداقات سے مستحقوں کو مالا مال کر دیا چونکہ ہر سال لوگ گروہ در گروہ عرس کے موقع پر آگرہ جمع ہوتے تھے تو اکبر بادشاہ نے ان کی آسائش کیلئے فتح پور سے اجمیر تک ہر کوس پر ایک کنواں اور بلند مینار بنوا دیا تاکہ کوئی راہ گیر راستہ نہ بھول جائے اور منزلیں طے کرنے میں سہولت ہو۔

شہر اجمیر سے پہلے آپ نے دہلی میں قیام فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی نعمت عظمیٰ سے مستفید کرتے رہے مگر لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ آپ نے اجمیر کا رخ اختیار کیا۔ مبادا کہ یہاں ہی مصروف ہو کر رہ نہ جاؤں، اجمیر کو چوہانوں نے ۱۴۵ھ ۷۶۲ء میں اردنی پربت کی ایک پہاڑی تاراگڑھ کے دامن میں بسایا تھا۔ تاراگڑھ کی چوٹی پر قلعہ ہے جس کی بلند اور مضبوط فصیل ایک وسیع سطح مرتفع کو گھیرے ہوئے ہے فصیل کا محیط چار میل کا ہے قلعہ کا راستہ نہ صرف دشوار گزار ہے بلکہ قلعہ اور بیرونی استحکامات کی زد میں ہے۔ اجمیر سے تین میل پر ایک جھیل ہے جو قدیم زمانے سے ہندوؤں کی پرستش گاہ تھی۔ ہر سال چھ دن یہاں میلہ لگتا تھا اور لوگ یہاں آ کر اشنان کرتے تھے اور کتب ہنود کے مطابق یہ جھیل سب معبدوں کے مرشد کا مقام رکھتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت یہاں سے شروع ہوگی ان کے نزدیک اگر کسی نے جہان بھر کے پاک مکانوں میں اشنان کیا مگر اس جھیل میں اشنان نہ کیا تو اسے کوئی ثواب نہیں ملتا۔ خواجہ صاحب ۵۸۸ھ ۱۱۹۲ء میں جب ہندومت کے اس گڑھ میں تشریف لائے تو صورت حال یہ تھی کہ اجمیر کا کچھ علاقہ مسلمان فتح کر چکے تھے اور اس میں سلطان ایبک نے سید حسین مشہدی کو داروغہ مقرر کیا ہوا تھا مگر ایک فرسنگ جگہ ابھی چوہانوں کے قبضے میں تھی۔ یہ قلعہ تقریباً ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء میں مسلمانوں کے قبضے میں آیا تھا۔

اس وقت چوہان راجپوتوں کا سردار اجمیر کا راجہ پرتھوی راج حکمران تھا جسے رائے پتھورا بھی کہا جاتا تھا۔ اجمیر دامن کوہ میں واقع ہے اور یہاں جھیل کے کنارے آ کر خواجہ صاحب

Marfat.com

نے اپنا ڈیرہ لگایا اور وہیں عبادت مولا میں مشغول ہو گئے۔ اور اس بزرگ کی دعا کی برکت سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی لڑائی ہوئی جس میں ہندوؤں کو شکست ہوئی اور اس عظیم الشان فتح کے بعد تقریباً سارے شمالی ہندوستان میں اسلامی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

تبلیغ کے اعلیٰ طریقے:

یہ امر بالائے شک ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے پہلے بھی کئی اولیاء کرام ہندوستان سے تشریف لائے اور انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی مگر ان کی رہنمائی صرف سندھ ملتان یا لاہور تک ہی رہی جہاں پہلے ہی مسلمانوں کی حکومتیں قائم تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کو لوگوں کی اسلام کی دعوت دینے اور دین کی تبلیغ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ مگر کوئی ملک گیر نظام تبلیغ قائم نہ کر سکے۔ اور نہ تعلیم و تربیت یافتہ گان کی کوئی ایسی جماعت تیار کر پائے جو ان کے بعد اس دعوت حسنہ کو آگے بڑھائے۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے اس دار فانی سے چلے جانے کے بعد ان کی تبلیغی کوششوں میں بھی فرق پڑ گیا۔ اور بعض لوگوں میں گمراہی کے عنصر نے بھی سر اٹھا لیا۔ مگر حضرت خواجہ صاحب کی خدمات کو ان پر کئی وجوہ کی بنا پر فضیلت حاصل ہے۔ چند وجوہات درج ذیل ہیں اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ ان کی اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں ان کی کوششوں کو افضیلت حاصل تھی جس کی وجہ سے ان کو بھی دیگر اولیاء کے اسلام پر اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

۱۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے برگزیدہ بزرگ تھے اور آپ نے اپنی کوششوں کی بنیاد شریعت کی پابندی پر رکھی اور ان کے نزدیک کسی بزرگ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ اس کی کوئی بات بھی شریعت کے خلاف نہ ہو' آپ کی تعلیمات میں ذکر الٰہی تلاوت قرآن پاک' عشق رسول' اتباع سنت' قیام صلوۃ' کثرت زیارت حرمین' تعظیم و محبت بزرگان دین' علمائے کرام اور حضرت مرشد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے آپ نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی بلکہ دنیا میں رہ کر احکام الٰہی کے

Marfat.com

مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا بلکہ خود عمل کر کے بھی نمونہ پیش کیا۔

II۔ دوسری وجہ جو آپ کی فضیلت کو دوبالا کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تبلیغ و اصلاحی کوششوں کے لئے ایسا مرکز چنا جو ایک ہندو آنہ مسلمان راجہ کی راج دھانی میں واقع تھا جہاں اس وقت تک نہ اسلام کی روشنی کی کوئی شعاع پہنچی تھی اور نہ کسی نے اسلام کا ذکر ہی سنا تھا اور نہ اس وقت تک وہاں اسلامی حکومت کے قدم ہی جمے تھے جس کی وجہ سے آپ کو وہ مصائب و مشکلات پیش آئیں۔ وہ دیگر اولیائے کرام یعنی سندھ و پنجاب کے دینی و اصلاحی مجاہدین کو پیش نہ آئی تھیں۔ مگر آپ نے ان مشکلات کا ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا اور آپ ہی کی مساعی پر اسلام کی روشنی مسلمانوں کی حدود مملکت یعنی سندھ' پنجاب اور دہلی و میرٹھ سے نکل کر ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل گئی۔

III۔ آپ کا طریقہ تبلیغ و ہدایت نفسیاتی انداز پر مبنی تھا اور ہندوستان کی خصوصی فضا کے مطابق تھا کیونکہ ہندوستانی معاشرے میں ذات پات کی تقسیم تھی۔ پیشے عزت و دولت کی بنیاد اس پر قائم تھے۔ آپ نے سب سے پہلے جو طریقہ تبلیغ و تربیت کا اختیار کیا۔ وہ آپ کی اسلامی مساوات پر مبنی تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے مخلوق خدا کی خدمت کرنا خدا کے نزدیک بلند درجے کا نام ہے عزت و ذلت کا معیار پیشے یا ہماری قائم کی ہوئی سماجی حد بندیاں نہیں ہیں بلکہ عزت و بڑائی کا معیار نیکی' شرافت اور تقویٰ پر مبنی ہے۔ انسانیت کا احترام اور ہر مذہب و ملت کے بزرگوں کی عزت کرنا اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کسی خاص طبقے کی جاگیر نہیں ہے۔ مذہب انسانیت کی اصلاح و فلاح کا ذریعہ ہے آپ نے سب کیلئے عالمگیر سچائیوں کا درس دیا جن میں انسانیت کی خدمت' مخلوق خدا سے محبت' عفو و درگزر' حقوق اللہ اور حقوق العباد پر درس دیا۔ یہ طریقہ تبلیغ ایسا فطری اور نفسیاتی تھا کہ ایک مرتبہ کوئی شخص عقیدت کے ساتھ اسلام کے دائرہ میں آ بیٹھتا پھر کبھی وہاں سے اٹھنے کا نام نہ لیتا تھا اور اس وجہ سے ہزارہا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور آج تک مسلم و غیر مسلم آپ کا احترام سے نام لیتے ہیں۔

Marfat.com

IV۔ آپ نے نہ صرف خود ہی تعلیم و تربیت اور تبلیغ اسلام کو آگے بڑھایا بلکہ آپ نے آئندہ مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خلفاء کی ایسی جماعت بھی تیار کی اور ان کو اپنے شریعت کے پابند اور سنت پر مبنی اصولوں پر تربیت دی۔ تاکہ آپ کے اس جہاں سے چلے جانے کے بعد بھی وہ آپ کی اسلامی جدوجہد کو جاری رکھیں۔ اور ہر سلسلہ وار کام تا قیامت جاری و ساری رہے اور مظلوم کو ظلم سے نجات ملتی رہے۔ لوگ غرباء و مظلوم ظالموں کے مضبوط پنجوں سے چھٹکارہ پانے کے اس طریقے پر عمل کرتے رہیں۔ آپ کی اس تیار کردہ جماعت نے ہندوستان کے چپے چپے میں جا کر اسلام کی خدمت کی اور آپ کے دین کی خدمت کو جاری رکھا۔ آپ کے خلفاء نے آگے اپنے خلیفے تیار کئے اور اس طرح آج تک ان کا لگایا ہوا دین کا پودا پھل پھول رہا ہے۔

V۔ آپ نے ہندوستان کو دینی مراکز میں تقسیم کر رکھا تھا اور ہر مرکز میں ایک خلیفہ کی سرپرستی مقرر کر رکھی تھی جس کی وجہ سے آپ کیلئے پورے ہندوستان کو قابو کرنا آسان ہو گیا۔ مگر مرکز آپ کا اجمیر شریف ہی تھا۔ آپ کے ذیلی مراکز درج ذیل تھے۔

I۔ شمالی ہند میں دہلی بڑا مرکز تھا۔ جہاں آپ کے خلیفہ مجاز حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ شب و روز دین کی تبلیغ میں مصروف تھے اور وہ لوگوں کے دلوں میں اس قدر گھر کر چکے تھے کہ انہوں نے بے شمار لوگوں کو اسلام کے دائرے میں داخل فرمایا۔

II۔ بنارس میں آپ کے خلیفہ شیخ قادر سعیدؒ رشد و ہدایت کے کار خیر میں دن رات کام کر رہے تھے۔

III۔ وسطی ہند میں آپ کے مشہور خلیفہ صوفی حمید الدین ناگوری منصب رشد و ہدایت کے منصب پر فائز تھے جن کے ہاتھ پر بے شمار غیر مسلموں نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا۔

IV۔ مغربی ہند میں لاہور، ملتان اہم مراکز تھے لاہور میں بابا فرید الدین گنج شکر مخلوق خدا کی ہدایت کیلئے مامور تھے اور ملتان میں شیخ وجیہہ الدین آپ کے خلیفہ تبلیغ و اشاعت کیلئے مگن تھے۔

V۔ جنوبی ہند کے احمد آباد میں حضرت شیخ شمس الدین لوقانیؒ کام کر رہے تھے۔ اور شمالی ہند میں

Marfat.com

قنوج کے علاقے میں شیخ فقیر محمد جمرودی اور شیخ احمد خاں غلزئیؒ آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔ جنہوں نے بڑے خلوص نیت اور دل سے دن رات دین کی تبلیغ اور عوام کی رشد وہدایت کا کام کیا' جس سے لاکھوں لوگوں کو فائدہ حاصل ہوا۔

VI۔ بنگال میں شیخ خلیل الدین تبریزیؒ رشد وہدایت اور تبلیغ اسلام کے کاموں میں مصروف تھے۔ ان کو خواجہ صاحب سے دلی ارادت تھی اگرچہ وہ پہلے شیخ ابوسعید تبریزیؒ سے بیعت تھے پھر خواجہ عثمان ہارونیؒ سے بھی مستفیض ہوئے مگر ان کو آپ سے عقیدت تھی۔ خواجہ صاحب نے آپ کو بنگال میں رشد وہدایت کے لیے منتخب فرما کر روانہ فرمایا تھا۔

راجپوتانہ میں بیانہ (بھرت پور) کا علاقہ سید معین الدینؒ کو تفویض ہوا تھا اور اجمیر میں خود خواجہ صاحب تشریف رکھتے تھے۔ ہندوستان میں خواجہ صاحب کے اہم اور ذمہ دار خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ بے شمار خلیفے اور عقیدت مند شاگرد موجود تھے جن کا ہندوستان میں جال پھیلا ہوا تھا اور آج تک ان کا فیض جاری وساری ہے اور برصغیر میں سلسلہ چشتیہ کا کوئی نہ کوئی بزرگ موجود نظر آتا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ ایران وافغانستان کے مختلف علاقوں یعنی غزنی میں خواجہ محمد یادگار خرمؒ' ہرات میں شیخ وجیہہ الدین خراسانیؒ' قندھار میں خواجہ سبز یادگاری آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ ان بزرگوں کا سلسلہ تعلیم وتربیت آج تک تمام عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔

Marfat.com

باب 11

کرامات

آپ شیخ عثمان ہارونیؒ کے مرید تھے۔ آپ نے انوار معرفت سے ہندوستان کے لوگوں کو منور فرمایا۔ ہندوستان کے لوگ آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ آپ علوم ظاہری اور باطنی میں یکتا اور بے مثال تھے۔ آپ سے خوارق و کرامات کا بے شمار ظہور ہوا جن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ قارئین کی رہنمائی کیلئے چند اہم کرامات کا ذکر کرنا ضروری ہے:۔

ا۔ ایک دفعہ آپ ہرات کے شہر سبز میں تشریف لے گئے اور یادگار مرزا شیعہ تھا۔ رعایا میں سے اگر کوئی اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ آپ یادگار مرزا شیعہ کے باغ میں گئے اور باغ میں حوض کے نزدیک بیٹھ گئے۔ خدا کی قدرت سے مرزا شیعہ بھی آ گیا۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی لرزنے لگا اور لرزتے لرزتے بے ہوش ہو گیا اور اس کے باغ میں ملازم بھی تھے وہ بھی ان کی لرزتی حالت کو دیکھ کر خوفزدہ ہو رہے تھے حضرت خواجہ نے حوض سے پانی لے کر اس کے منہ پر چھڑکا تو وہ ہوش میں آ گیا۔ حضرت نے فرمایا توبہ کرو۔ یہ سنتے ہی وہ آپ کے قدموں پر گر گیا اور عرض کی کہ سابقہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اپنے تمام ملازموں کے ساتھ مسلمان ہو گیا اور بعد میں بیعت کر کے آپ کا مرید بن گیا۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ بھی آپ کے ہمراہ تھے یادگار مرزا نے اپنے تمام خزانے غرباء میں تقسیم کر دیئے۔ لونڈیاں اور غلام آزاد کر دیئے۔ اور چند روز میں باکمال ولائیت پر خرقہ حاصل کیا اور ہرات میں خلافت پر مامور ہوا۔ یہ تھی آپ کی کرامت اور تاثیر عمل۔

اا۔ ایک دفعہ آپ بلخ تشریف لے گئے اور وہاں شیخ احمد خضرویہ سے ملاقات کی وہاں حکیم ضیاء الدین بہت بڑے عالم تھے لیکن وہ درویشوں کے منتظر تھے۔ آپ نے ملکنگ کا شکار کر کے گوشت کا کباب بنا کر حکیم ضیاء الدین کو کھلا دیا وہ کباب کھاتے ہی بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو بصدق دل آپ سے توبہ کر کے آپ کے مرید بن گئے اور چند دنوں میں وہ ولی اللہ کہلائے یہ سارا

Marfat.com

عمل آپ کی کرامت کا کمال تھا کہ جو آپ کے منکر تھے وہ آپ کے مرید بن گئے۔

۱۱۱۔ آپ ۵۶۱ ھ کو دارالخیر اجمیر پہنچے۔ اور وہاں ایک درخت کے نیچے ٹھہرنا چاہا مگر پرتھوی راج کے دربار کے شتربانوں نے کہا کہ یہاں راجہ کے اونٹوں کی جگہ ہے آپ یہاں سے چلے جائیں اور آپ وہاں سے اٹھ کر بمقام ساگر تشریف لے گئے وہاں بے شمار بت خانے تھے۔ رات کو اونٹوں کو وہاں ٹھہرایا گیا جب صبح ہوئی تو شتربانوں نے حسب معمول اونٹوں کو اٹھانے کی کوشش کی مگر کوئی اونٹ نہ اٹھا۔ بسیار سوچ و بچار کے بعد شتربانوں نے سمجھا کہ کل ہم نے اس فقیر کو یہاں ٹھہرنے نہیں دیا تھا یہ انہی کی وجہ سے ہوا ہے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض اور منت سماجت پیش کی۔ آپ نے رحم کھا کر ان کو کہا کہ جاؤ تمہارے اونٹ کھڑے ہو جائیں گے۔'' جب ساربان اونٹوں کے پاس آئے تو اونٹ خود بخود کھڑے ہو گئے۔ آپ کی دعا کی کرامت سے اونٹوں میں جس قوت کی کمی ہو گئی تھی وہ فوراً عود کر آئی اور لوگ آپ کی شہرت سن کر گرویدہ ہو گئے۔

۱۷۔ آپ اجمیر شریف میں جب پہنچے تو ظاہراً راجہ نے آپ کی آمد کو نیک شگون نہ سمجھا اور مختلف ذرائع سے تنگ کرنا شروع کیا۔ مگر آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ ایک مرتبہ آپ کے مرید کو راجہ نے تنگ کیا۔ آپ نے مرید کی التجا پر راجہ کو اس مرید کیلئے سفارش کی۔ مگر راجہ نے اس سفارش کو قبول نہ کیا اور کہا کہ ''یہ شخص یہاں آیا ہے اور یہاں بیٹھا غیب کی باتیں کرتا ہے'' جب حضرت خواجہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ''پتھورا را زندہ گرفتیم و داریم'' انہی دنوں میں یعنی ۵۸۸ ھ ۱۱۹۲ء کو سلطان شہاب الدین غوری غزنی سے ہندوستان آیا اور تھانیہ کے قریب پتھورا سے جنگ ہوئی جس میں راجپوتوں کو شکست ہوئی اور رائے پتھورا گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سارے شمالی ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی اور آپ کی پیشگوئی برحق ثابت ہوئی۔

۷۔ درویش جمالی لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ کی کرامات کی برکت سے اس علاقے کے غیر مسلم شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو ایمان نہ لائے وہ نذر و فتوح ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب

Marfat.com

تک ان غیر مسلموں کی اولاد آپ کی معتقد ہے۔ ہر سال آپ کے مزار شریف پر آتے ہیں اور آپ کے آستانہ کی خاک پر سر رکھتے ہیں اور مجاوران روضہ اطہر کی خدمت کرتے ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کا پھیلنا بزرگوں کی کرامات کا ہی نتیجہ تھا۔

VI۔ یہ آپ کی بہت بڑی کرامت اور عظمت کا ہی مظہر تھا کہ حاکم وقت راجہ پتھورا راج نہ صرف آپ کا دشمن تھا بلکہ اس کے تمام مقربوں پر آپ کی آمد گراں گزری مگر آپ کی کرامات کی بدولت وہ کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور مخلوق جوق در جوق توحید کا کلمہ پڑھتی چلی جا رہی تھی۔ سیر الاولیاء نے آپ کی کرامتوں کا ذکر کرتے ہوئے خوب کہا ہے کہ ہندستان میں مشرق سے لے کر مغرب تک کفرو کافری اور بت پرستی عام تھی اور سر براہان ہند مشرک تھے' سنگ وکلوخ اور دار و درخت اور ستور د گاؤ وغیرہ کی پوجا کرتے تھے''

ان کے تاریک دلوں پر کفر کے قفل لگے ہوئے تھے نہ کسی کو دین شریعت کی خبر تھی اور نہ خدا و پیغمبر کی۔ نہ کسی نے قبلہ دیکھا اور نہ اللہ اکبر کی آواز سنی تھی۔ محض خواجہ صاحب کے قدم مبارک یہاں پہنچے۔ تو یہ ملک نور اسلام سے روشن ہوا یہاں ہر شخص مسلمان ہو گیا یا آئندہ ہو گا۔ ان کی اولاد جو مسلمان ہو گی تو قیامت تک اس کا ثواب شیخ الاسلام معین الدین کو پہنچتا رہے گا۔

اگر ہندوستان کے حالات کا عمیق مطالعہ کیا جائے جن میں آپ نے اجمیر شریف میں قدم رکھا تو انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ ایسے خطرناک اور نا مساعد حالات میں اسلام کی تعلیمات کا فروغ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ہندوستان میں اسلام کا پرچم گاڑھنا اولیاء کرام کی بہت بڑی کرامات ہیں۔

VII۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا مگر آپ کو کشف کے ذریعے اس کے ناپاک ارادے کا علم ہو گیا۔ آپ نے اسکا استقبال فرمایا اور آرام سے بٹھا کر فرمایا:

''جس ارادے سے آئے ہو اسے پورا کرو''

Marfat.com

وہ شخص یہ سن کر حیران ہو گیا اور شرمندگی سے آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ وہ ایک ہندو تھا اور مشرف بہ اسلام ہوا اس کو اللہ تعالیٰ نے یہاں تک ہدایت فرمائی کہ اس نے ۴۵ حج کئے اور نیک لوگوں میں شمار ہونے لگا۔

VII۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں شام کے ملک سے سات آتش پرست حاضر ہوئے۔ جو کہ عبادت اور ریاضت میں بھی بہت مشہور تھے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا:

''تم لوگ آگ کو کیوں پوجتے ہو؟،،

انہوں نے جواب دیا

''ہم دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے دنیا کی آگ کو پوجتے ہیں،،

آپ نے فرمایا:۔

''آگ تو حکم الٰہی کی تابع ہے حکم الٰہی کے بغیر یہ میری جوتیوں کو بھی نہیں جلا سکتی،،

یہ فرما کر آپ نے اپنے جوتے دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیئے تو ان جوتوں پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آتش پرست یہ دیکھ کر حیران ہوئے اور آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

VIII۔ ایک دفعہ ایک مرید روتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ حاکم شہر نے مجھے بلا وجہ شہر سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ اور میں بہت پریشان ہوں آپ نے فرمایا میں حاکم شہر کو نہ جانتا ہوں اور نہ مجھے یہ علم ہے کہ اس کو تمہارے ساتھ کیا دشمنی ہے مگر اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے،، اور جب حاکم کے بارے میں معلوم کیا گیا تو وہ واقعی ہلاک ہو چکا تھا اور وہ اس جہاں میں موجود نہ تھا۔ آپ کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی۔

IX۔ ہندوستان میں اسلام محض خواجہ معین الدین چشتی جیسے بوریہ نشینوں کے طفیل پھیلا ایک دن پرتھوی راج نے اپنے درباریوں کو بلا کر کہا کہ یہ شخص جانے لوگوں پر کیا جادو کر رہا ہے؟ کہ لوگ اس کے پاس کھچے آ رہے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں اور ہم پوچھتے ہیں کہ اُسے ہمارے ملک میں

Marfat.com

آنے کا کیا حق حاصل ہے؟،، کہتے ہیں کہ یہ الفاظ آپ تک بھی کسی ذریعہ سے پہنچ گئے۔ آپ جوش میں آ گئے۔

اور فرمایا:

وہ ہمیں یہاں سے نکالے یا نہ نکالے مگر ہم نے اسے نکال دیا ہے،،

کچھ دن گزرے کہ تراوڑی کے میدان پر شہاب الدین کی فوجوں کے ساتھ مقابلہ ہوا اور شکست کھائی۔ اور گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا۔ یہ تھی آپ کی ولایت اور عظمت۔

Marfat.com

باب ۱۲

تعلیمات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اصل شان تو مصلح و ہادی کی تھی۔ ان کا گفتار و عمل سنت وحدیث کے مطابق تھا۔ وہ شریعت وطریقت کے پابند تھے۔ وہ جو درس دیتے تھے اپنے عمل سے دیتے تھے۔ جب کوئی سبق آموز اور عبرت انگیز حکایت سناتے یا بزرگوں کا قول بیان کرتے' حضورﷺ کی کوئی حدیث' علم شریعت وطریقت کے مطالعے' تجربے اور مشاہدے کا کوئی حاصل زبان پر آتا تو آپ کے مرید اس کو اپنے پلے باندھ لیتے۔ آپ کی تعلیمات سے نیکی' پرہیزگاری اور نیک کام کرنے کی ترغیبات ملتی ہیں اور برے کاموں اور بری صحبتوں سے دلی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دلیل العارفین میں خواجہ بزرگ کے ملفوظات جمع کئے ہیں ان میں آپ کی تعلیمات مبارکہ کو بھی شامل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

ایک بار آپ کی مجلس میں نماز کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا منزل گاہ قریب سے لوگ صرف نماز ہی میں نزدیک ہو سکتے ہیں اس لئے کہ نماز ہی معراج المومنین ہے اور حق سے پیوستگی کے سب مقامات سے برتر یہی نماز ہے۔ پھر فرمایا کہ: نماز وہ نماز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے اپنے راز کہتا ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے جو اس راز کے لائق ہے اور راز نماز ہی میں کہا جاتا ہے'' حدیث قدسی میں وارد ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے اپنا راز بیان کرتا ہے اسی کتاب میں ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک دفعہ ذکر ہوا کہ محبت میں صادق کون ہے؟ آپ نے فرمایا :محبت میں صادق وہ ہے کہ جب دوست کی بھیجی ہوئی بلا اس پر نازل ہو تو وہ خوشی سے اس بلا کو قبول کرے''

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جہاں کی ہر چیز میں جو کن فیکون کی قدرت سے موجود

Marfat.com

ہے عجائبات نمایاں ہیں۔ اگر آدمی اس وسعت میں مستغرق ہوتو کھو جائے اور ہوش وحواس سے عاری ہو جائے۔ بقول عرفی

این ہاھمہ رازاست کہ معلوم عوام است　　　بہ کس نہ شناسدہ رازاست

صفت اقلیم میں امین احمد رازی نے لکھا ہے کہ خواجہ بزرگ کبھی کبھی کوئی شعر بھی کہہ لیتے تھے اور یہ شعر انہی کا ہے

لب بہ بندو چشم بندو گوش بند　　　گر نہ بینی راز ہا بر من بخند

یہ کلمات بھی آپ سے ہی منسوب ہیں ''محبت کی علامت یہ ہے کہ تم مطیع رہو اور ذکر کرو کہ مبادا دوست تمہیں دور ہٹا دے'' اہل مونت کی عبادت پاس انفاس ہے ''بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور امید رکھے کہ میں مقبول ہوں گا'' ''حقیقی متوکل وہ ہے کہ رنج ومحنت خلق سے اٹھائے'' مگر نہ کسی سے شکایت کرے نہ کسی سے حکایت کہے'' ''گناہ سے تمہیں اتنا ضرر نہیں پہنچتا جتنا اپنے مسلمان بھائی کی بے حرمتی کرنے اور اسے حقیر سمجھنے سے ہوتا ہے''

ایک بار آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے مرشد خواجہ عثمانی ہارونی سے سنا کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہوں تحقیق جانو کہ حق تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے۔

☆ اول سخاوت: جو دریا کی طرح کی سخاوت ہو جس شخص کے جی میں آئے اس میں سے پانی بھرے۔

☆ دوئم شفقت: جو آفتاب کی طرح شفقت ہو کہ ہر جگہ یکساں روشنی دیتا ہے۔

☆ سوئم تواضع: جو زمین کی طرح کی تواضع ہو کہ اس پر اچھا برا ہر قسم کا انسان رہتا ہے۔

موت کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا ''موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے'' جب آپ نے قطب الدین بختیارؒ کو آخری مرتبہ رخصت کیا تو فرمایا: جہاں رہو کسی کی دل خراشی نہ کرو۔ اور جس جگہ رہو مرد بن کر رہو۔

آپ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

۱۔ نماز مسلمان کی معراج ہے جس قدر زیادہ حضوری ہوگی اسی قدر قرب ہوگا۔

۲۔ موت کی مثال ایک پل کی ہے' جس پر سے گزر کر دوست دوست سے ملتا ہے۔

۳۔ ماں باپ کی خوشنودی خدا کی خوشنودی کا موجب ہے۔

۴۔ عارف وہ ہے جو راز عشق میں خدا کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔

☆ عارف کا توکل خدا کے سوا اور کسی پر نہیں ہوتا نہ وہ کسی طرف التفات کرتے ہیں۔

☆ عارف وہ ہے جو ذکر حق کے سوا کسی کو دوست نہ رکھے۔

☆ دوستی اس کا نام ہے کہ دوست کا ذکر دل سے کریں کہ دل یاد کیلئے بنایا گیا ہے۔

☆ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بدتر ہے۔

☆ سب سے اچھا دوست وہ ہے جس کا دل وسوسوں سے خالی اور خلقت سے آزاد ہو۔

☆ جو باوضو ہوتا ہے اس کی روح زیر عرش تک پہنچتی ہے۔

☆ جس نے نعمت پائی سخاوت سے پائی۔

☆ حاجت روائی کیلئے الحمد شریف کثرت سے پڑھنی چاہئے۔

☆ بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھلانا' غربا کی فریاد سننا' حاجت روائی کرنا اور درماندوں کی دستگیری کرنا عذاب دوزخ سے بچنے کی بہترین تدابیر ہیں۔

☆ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔

☆ گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا کہ مسلمان بھائی کو ذلیل وخوار کرنا۔

☆ قبرستان میں کھانا پینا اور ہنسا نہیں چاہئے کیونکہ یہ مقام عبرت ہے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ سنگ دل اور منافق ہوتے ہیں۔

☆ خود پرستی اور نفس پرستی ہی دراصل بت پرستی ہے۔ اس کو ترک کرنے کے بعد خدا پرستی کی منزل شروع ہوتی ہے۔

☆ عادت پرست حق پرست نہیں ہوتا۔

Marfat.com

☆ خود پسندی گناہ کبیرہ ہے۔

☆ جس کو خدا دوست رکھتا ہے اس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔

☆ عارف کے لئے تین ارکان ضروری ہیں۔

ا۔ ہیبت

ب۔ تعظیم

ج۔ حیاء

گناہوں سے شرمندہ ہونا ہیبت ہے، اطاعت کرنا تعظیم ہے اور خدا کے سوا کسی پر نظر نہ ڈالنا حیا ہے۔

☆ توبہ کے چند مقام ہیں:

☆ جاہلوں سے دور رہنا۔

☆ باطل کو ترک کرنا۔

☆ منکروں سے روگردانی کرنا۔

☆ محبوب سے محبت رکھنا۔

☆ خیرات کرنا۔

☆ توبہ کو درست کرنا۔

☆ مظالم کو روکے رکھنا۔

☆ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص ہے۔

☆ متوکل وہ ہے جو خلقت سے آزار و رنج پہنچ جانے سے شکایت و حکایت نہ کرے۔

☆ یقین وہ نور ہے جس سے بندے کا دل منور ہو جاتا ہے۔

☆ جن چیزوں سے اللہ دشمنی رکھتا ہے ان سے دشمنی رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ دنیا اور نفس کے بغیر اللہ کی دوستی حاصل نہیں ہوتی۔

ب۔ جس کو اللہ اپنی رضا مرحمت فرمادے وہ بہشت کو کیا سمجھے۔

Marfat.com

باب ۱۳

سیرت و کردار

حضور نبی اکرم ﷺ کا خلق و کردار قرآن پاک ہے اور آپ کی سیرت و کردار حضور اکرم ﷺ کی سنت و حدیث سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ کم و زیادہ سمجھا جائے۔ بہر حال مختصراً طور پر آپ کی سیرت و کردار کی جھلکیاں بیان کی جاتی ہیں:

سادگی:

آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ لباس میں جا بجا پیوند لگے ہوتے تھے۔

☆ ہمسایوں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے۔

☆ حلم و عفو کے پیکر جمیل تھے۔

☆ ایک مرتبہ ایک ہندو آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے بغل میں چھری چھپائے آیا آپ کو کشف سے معلوم ہو گیا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ جس ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کرو' وہ بہت شرمندہ ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کو کچھ نہ کہا بلکہ صاف کر دیا۔

☆ حضرت خواجہ غرباء مساکین کیلئے نمونہ رحمت تھے اور مریدوں اور عقیدت مندوں کو بھی یہی نصیحت فرماتے تھے کہ درویشوں اور غریبوں سے محبت رکھو۔

☆ آپ کے زہد و قناعت کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ وقت اور بیسیوں امراء آپ کے عقیدت مند تھے مگر آپ نے ان کے سامنے کبھی ہاتھ نہ پھیلایا اور نہ کبھی کسی چیز کا مطالبہ ہی کیا۔

☆ عفو و حلم کی دوسری بڑی مثال یہ ہے کہ اجمیر شریف میں جب آپ نے اپنے چالیس درویشوں کی معیت میں جہاں پرتھوی راج کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے' ڈیرہ لگا لیا مگر راجہ کے ملازم خواجہ سے تکرار اور بدزبانی پر اتر آئے آخر آپ نے فرمایا اچھا بھئی یہ جگہ نہ سہی۔ ''یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھے رہیں گے'' اور آپ ساگر کے احاطہ درگاہ میں ایک چبوترہ بنا کر

Marfat.com

رہنے لگے مگر جب دوسری صبح راجہ کے اونٹ نہ اٹھ سکے اور راجہ کے ملازموں نے آپ سے آ کر التجا کی تو آپ نے بلا عذر ان کو معاف کر دیا بلکہ اونٹوں کے لئے دعا فرمائی اور وہ اٹھ گئے۔

☆ آپ جود و سخا کے پیکر تھے۔ آپ کے دروازے سے کوئی بھی سوالی خالی نہ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ایک درویش مفلسی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ آپ نے اپنے جوتے ہی اٹھا کر اس فقیر کو دیئے جب وہ فقیر دہلی واپس آیا تو امیر خسرو سے مل گیا۔ فقیر نے کہا کہ میں سلطان المشائخ کے پاس سے آیا ہوں اور انہوں نے یہ جوتے مجھے عنایت کئے ہیں امیر خسرو نے اس درویش سے وہ جوتے پانچ لاکھ میں خرید لئے اور اپنے مرشد کے جوتوں کو سر پر رکھ کر اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ''خسرو یہ سستے خریدے ہیں''

☆ جب آپ کو حق کی جستجو کا فکر دامن گیر ہوا تو آپ سے اپنا باغ اور پن چکی کی فروخت کر کے غربا میں تقسیم کر کے سمرقند کے سفر پر چلے گئے۔

☆ حضرت خواجہ لوگوں سے بہت کم ملتے تھے عموماً تنہا سفر کرتے۔ پہاڑ اور صحرا کے دامن میں بود و باش رکھتے اگر کسی بستی میں پہنچتے تو اکثر وہاں کے گورستان میں ٹھہرتے تھے۔ کہیں ٹھہرے اور شہرت ہو جاتی یا لوگ ان کے حالات سے واقف ہو جاتے تو چپ چاپ وہاں سے روانہ ہو جاتے تھے۔

☆ وہ ہمیشہ اپنے پاس تیر کمان رکھتے تھے اور اپنی خواہش کو شکار کرکے تسکین پہنچاتے تھے۔

☆ جامہ دوتائی (پوشش زیر قیام) پہنتے تھے اگر یہ جامہ کہیں سے پھٹ جاتا تو پاک کا چیتھڑا جس طرح کا بھی مل جاتا اس کو لے کر پیوند لگاتے تھے۔

☆ آپ اسلام کی تبلیغ کے شیدائی تھے آپ کے طفیل ہندوستان میں اسلام پھیلا اور آپ نے سینکڑوں لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔

Marfat.com

☆ آپ کے صدق وصفا کا نتیجہ ہے کہ مختلف صورتوں میں صدیوں تک خلق خدا کی ہدایت کا موجب بنا رہا اور آئندہ بھی تا قیامت جاری رہے گا۔

☆ آپ کی شخصیت مقناطیسی جاذبیت رکھتی تھی، جس میں تاثیر کو بے حد دخل تھا۔

☆ آپ صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ پرتھوی راج کے مقربوں کو آپ کا اجمیر میں آنا سخت ناگوار گزرا مگر وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکے بلکہ لوگوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا اور ہدایت حاصل کی۔ آپ سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئیں جن کی وجہ سے لوگوں کا اعتماد پختہ ہو گیا اور جلد ہی اسلام قبول کیا۔ آپ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے تاکہ سامعین آسانی سے سمجھ لیں اور جس طرح زندگی میں سادگی تھی۔ اسی طرح گفتار میں بھی سادگی تھی۔ بات کو طول نہ دیتے تھے بلکہ مختصر اور جامع گفتگو فرماتے تھے۔

☆ آپ کو کوئی بات سمجھانی ہوتی تو نہایت ہی مشفق انداز میں سمجھاتے۔ زبان میں بلا کی تاثیر تھی جو کچھ زبان سے نکالتے سامعین کے دلوں میں اتر جاتا تھا۔ سنگ دل بھی آپ کے بیان و گفتگو سے نرم ہو جاتے تھے۔

☆ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چھوٹے بڑوں کو سلام کرتے۔ کسی کا انتقال ہو جاتا تو اس کے گھر والوں کو تسلی اور صبر کی تلقین فرماتے۔ میت کے ساتھ قبرستان جاتے اور قبر پر بیٹھ کر دیر تک اس کیلئے دعائے مغفرت فرماتے۔

☆ بیمار کی عیادت فرماتے اور صحت کی دعا فرماتے تھے۔

☆ خلق خدا سے محبت اور خدمت آپ کی زندگی اور تعلیم کا اہم جزو تھا۔

☆ اپنے کسی کام کے لئے کسی کو حکم دیتے نہ کسی سے کوئی چیز طلب کرتے تھے۔

☆ تکبر وغرور کو تو آپ کی زندگی میں دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ انکساری اور عاجزی آپ کی زندگی کا طریقہ تھا۔

☆ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی یا نقصان ہو جاتا تو آپ اس سے قطعاً باز پرس نہ کرتے اور

Marfat.com

اسے معاف کر دیتے تھے مگر دین کے معاملے میں بڑے سخت تھے۔حق کے معاملے میں کسی کی رعایت نہ کرتے تھے۔

☆ بعض ناعاقبت اندیشوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یا شان میں گستاخی کی ٹھانی۔لیکن آپ کے دل میں قطعاً بدلہ لینے کا خیال تک نہ آیا بلکہ ان کے دلوں کا زنگ اتار دیا۔

☆ کھانے پینے میں بھی سادگی اپنا رکھی تھی۔ جو سامنے آجاتا کھا پی لیتے تھے نہ کسی چیز کی فرمائش فرماتے نہ کسی چیز میں نقص نکالتے تھے۔خوراک بہت کم تھی۔اکثر روزے سے رہتے تھے۔سوکھے ٹکڑے کو پانی میں تر کر کے افطار کر لیتے تھے حالانکہ کھانے کی کوئی کمی نہ تھی۔روزانہ سینکڑوں محتاج آپ کے دستر خوان سے سیر ہو کر جاتے تھے اور ہر وقت لنگر لگا رہتا تھا۔

☆ بڑوں کا احترام کرتے اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آتے تھے۔

☆ آپ کا عمدہ اخلاق' پاک سیرت' محبت الٰہی وعشق رسولؐ' اتباع شریعت میں انہاک مخلوق خدا کی خدمت اور محبت آپ کی سب سے بڑی اور اصل زندگی تھی۔

☆ آپ کی زندگی میں ذکر الٰہی' تلاوت قرآن پاک کا معمول' زیارۃ خانہ کعبہ' خدمت والدین' تعظیم ومحبت بزرگان دین وعلمائے کرام' خدمت مرشد کو خاص اہمیت حاصل تھی۔آپ نے اہل دنیا کو ترک دنیا کی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ دنیا میں احکام الٰہی کے مطابق زندگی گزاری اور لوگوں کو گزارنے کی تلقین فرمائی۔

☆ آپ کی تبلیغ کا انداز نفسیاتی انداز پر مبنی تھا۔آپ نے تبلیغ کیلئے سب سے پہلے نیکی اور شرافت کا معیار پیش کیا اور کہا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے انسانیت کا احترام اور ہر مذہب وملت کے بزرگوں کی عزت کرنا اعلیٰ درجے کا اخلاق ہے۔آپ نے فرمایا: مذہب انسانیت کی اصلاح وفلاح کا ذریعہ ہے لوگوں کو عالم گیر سچائیوں کی طرف مائل کیا اور توحید کا درس دیا جو کہ ان کے ذہنوں میں راسخ ہو گیا۔

Marfat.com

باب ۱۴

ازدواج واولاد

چونکہ آپ کی زندگی آنحضرت ﷺ کی سیرت کا نمونہ تھی۔ اور آپ کا کوئی کام بھی سنت نبویؐ کے خلاف نہ تھا۔

آپ کی شادی آپ کے والدین نے نہیں کی کیونکہ والد ماجد کی وفات آپ کی چھوٹی عمر میں ہوئی تھی اور والدہ بھی چند سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئیں۔ اس کے بعد اللہ کی لو لگ گئی۔ آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ تلاش حق' عبادت وریاضت میں گزارا۔ علماء عظام اور مشائخ اکرام کی محبت کو غنیمت جانا۔ خانقاہوں اور خاموش جگہوں کو اپنا مسکن بنایا اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہر جتن کئے۔ آپ نے اتنی محنت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو قطب المشائخ کا لقب عطا فرمایا اور زیارت ہوئی جس میں حکم دیا گیا کہ اجمیر میں جا کر مخلوق خدا کو توحید کی طرف بلاؤ۔ آپ نے اس حکم کی تعمیل میں سینکڑوں میلوں کی طویل مسافت طے کرتے ہوئے بت پرستوں میں آ کر ڈیرے لگائے اور دین کی خدمت میں زندگی کے آخری لمحات تک پہنچ گئے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ نے سنت نبویؐ پر عمل کرنے کیلئے دو شادیاں کیں جن میں ایک نکاح ۵۸۵ بمطابق ۱۱۹۳ء میں کیا۔ اس خاتون محترمہ کا نام بی بی امت تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ بیوی کسی راجہ کی لڑکی تھی اور کسی جنگ میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ مسلمان سردار نے اس کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور آپ نے اس کا نام امت رکھا اور ان سے نکاح کر لیا۔ یہ نکاح آپ نے اجمیر پہنچنے کے اڑھائی سال بعد میں کیا۔ اس خاتون سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ سید فخر الدین ابوالخیر۔

۲۔ سید حسام الدین ابو سعید۔

Marfat.com

۳۔ سید ضیاء الدین ابو صالح۔

۴۔ بی بی حافظہ جمال۔

سید فخر الدین آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۵۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑے متقی، پرہیز گار، عابد اور زاہد تھے۔ موضع مانڈل میں رہائش پذیر تھے ستر سال کی عمر میں ۶۶۱ھ میں انتقال فرمایا اور قصبہ سراد میں آپ کا مزار ہے۔

خواجہ حسام الدین آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے آپ بھی ولی کامل تھے۔ ۴۵ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا آپ کا مزار اجمیر شریف میں ہی ہے۔

آپ کی صاحبزادی بی بی جمال بڑی نیک، متقی اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ انہوں نے دین کی تعلیم حاصل کی۔ قرآن پاک کی حافظہ تھیں۔

اپنے والد محترم سے بیعت تھیں۔ عورتوں میں دین کی تبلیغ اور اصلاح کی کوشش کرتی رہتی تھیں۔ ان کی شادی صوفی حمید الدین ناگوری کے صاحبزادے شیخ رضی الدین عرف عبداللہ سے ہوئی۔ ان کا انتقال بھی اجمیر میں ہی ہوا۔ آپ کی قبر حضرت خواجہ صاحب کے بائیں جنوبی دیوار کے قریب ہے۔

خواجہ صاحب کا دوسرا نکاح سید وجیہہ الدین مشہدی کی صاحبزادی بی بی عصمت سے ہوا تھا، اس وقت آپ کی عمر ۸۲ برس کی تھی۔ ان سے خواجہ ضیاء الدین ابو سعید پیدا ہوئے، وہ بھی بڑے پائے کے بزرگ تھے اور پچاس برس کی عمر میں اجمیر میں انتقال ہوا اور خواجہ صاحب کی درگاہ کے احاطے میں دفن ہوئے۔

آپ کی ازدواجی زندگی بڑی خوشگوار تھی۔ آپ کی دونوں بیویاں بڑی شاکر اور صابر تھیں۔ متقی، پرہیز گار اور خدا ترس عورتیں تھیں۔ نیک سیرت اور نیک خصلت تھیں۔ آپ کے مزاج کو خوب سمجھتی تھیں۔ آپ خود بھی گھر میں ان کی دلجوئی فرماتے تھے تا کہ ازدواج کو کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔ یہ بات قابل وضاحت ہے کہ خواجہ صاحب کے ازدواجی معاملات کے بارے میں

Marfat.com

کوئی مصدقہ معلومات میسر نہیں ہیں البتہ اس بارے میں وجیہہ احمد مسعود صاحب کی تحقیق سے ہی استعفادہ کیا گیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

وفات:

دہلی کے آخری سفر کے بعد تقریباً سولہ برس تک آپ زندہ رہے اور یہ سولہ برس آپ نے اجمیر شریف میں بسر کئے۔ ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ ذکر و اذکار درود و وظائف، رشد و ہدایت تبلیغ و اشاعت اور خدمت خلق میں وقت گزرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی ذمہ داریوں کے بعد وہ خاندانی ذمہ داریوں کو بھی بطریق احسن پورا کرتے رہے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت اور شادی کی ذمہ داریاں بھی پوری کیں۔

Marfat.com

باب ۱۵

سلطان خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

نام	:	قطب الدینؒ
ولدیت	:	خواجہ کمال الدین احمد موسیٰ اوشیؒ۔
پیدائش	:	۵۶۹ ہجری بمقام اوش جو کہ ماورانہر کا ایک قصبہ ہے
خطاب	:	قطب الاقطابؒ
لقب	:	کاکیؒ
طریقت	:	چشتیہ (حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مرید تھے۔)
وصال	:	۱۶ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری بمطابق ۲۷ نومبر ۱۲۳۵ء۔
عمر	:	۶۵ سال

پیدائش مبارک:۔

آپ کی پیدائش مبارک دنیا کے عوام اور مہاجرین کے لئے ایک حقیقی خوشخبری تھی۔ اور روحانی اعتبار سے شکم مادر کے دوران ہی کرامات ظاہر ہونی شروع ہوگئی تھیں۔ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھتی تھی تو میرے پیٹ سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی اور اس سے کافی حیرت محسوس کرتی۔" آپ بغداد میں اوش کے قصبے میں ۵۶۹ ہجری کو آدھی رات کے وقت پیدا ہوئے۔ صحیح تاریخ پیدائش میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے۔ (پیدائش کی جگہ شہزادہ داراشکوہ نے اوش علاقہ فرغانہ (ولائت فرغانہ) میں لکھا ہے۔ اور وہ قصبہ توابع اندجان ہے۔

Marfat.com

اسم مبارک:

آپ کا نام قطب الدین رکھا گیا اور آپ کے پیر و مرشد خواجہ خواجگان معین الدین چشتی آپ کو بختیار کہتے تھے جس کی وجہ سے آپ بختیار کہلائے جانے لگے اور آپ کے پیر و مرشد خواجہ خواجگان نے آپ کو قطب الدین کے خطاب سے نوازا اور آپ کا لقب کاکیؒ ہے۔

نسب:

آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے

خواجہ قطب الدین بن سید موسیٰ بن کمال الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید احمد بن اسحاق حسن بن سید معروف بن سید احمد بن رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید عبداللہ جعفر معروف بن علی بن علی النقی بن سیدنا نقی الجواد ابو جعفر بن سیدنا علی رضا بن سیدنا موسیٰ کاظم بن سیدنا جعفر صادق بن سیدنا ابو جعفر بن سیدنا محمد باقر بن سیدنا علی اوسط امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کا شجرہ نسب بائیسویں پشت میں جا کر حضرت علیؓ شیر خدا سے جا ملتا ہے جو کہ حضرت محمد ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ اور آپ خاندان چشتیہ کے چشم و چراغ ہیں اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت علاؤ الدین صابرؒ، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی اور حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے روحانی پیشوا تھے اور حضرت خواجہ چشتی کے مرید تھے، انہی کے حکم سے آپ نے دہلی میں قیام کیا۔ شاہان دہلی بالخصوص سلطان التمش الدین آپ کا بڑا معتقد تھا بلکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ التمش نے آپ کی یاد میں قطب مینار تعمیر کروایا تھا۔

ے سفینۃ الاولیاء از دارا شکوہ۔

Marfat.com

والدین:

آپ کے والد محترم کا اسم مبارک خواجہ سید موسیٰ کمال الدین احمد اوشی ہے جو کہ ماورا النہر کے قصبے اوش کے رہنے والے تھے آپ کی عمر ابھی ڈیڑھ برس کی ہوئی کہ ان کا سر سے سایہ اٹھ گیا اور آپ یتیم ہو گئے اور آپ کی پرورش کا پورا بار آپ کی والدہ پر آن پڑا' جو کہ با عصمت خاتون تھیں۔انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

تعلیم:

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ نے ایک پڑوسی شخص کو بلایا جو کہ بہت ہی دین دار اور نیک تھا اس کے ساتھ اپنے ہونہار اور مستقبل میں ہونے والے قطب کو کر دیا اور اس کے ساتھ تبرک کے طور مٹھائی یا چھوہارے ایک طباق میں ڈال کر دے دیئے اور اس پڑوسی شخص کو کہا کہ بچے کو کسی اچھے معلم کے سپرد کریں تا کہ علم دین حاصل کرے۔ وہ ابھی ان کو ساتھ لے کر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ سے ان کی ملاقات ہوگئی اس نیک بزرگ نے دریافت فرمایا۔اس بچے کو کہاں لے کر جا رہے ہو؟ پڑوسی نے جواب دیا کہ معلم کے پاس لے جا رہا ہوں۔ بزرگ نے جواب دیا کہ اس کو مولانا ابو حفصؒ کے پاس لے چلیں' وہ کامل علم والے ہیں اور اس لڑکے کی تعلیم ان سے تعلق رکھتی ہے۔''

لہذا دونوں اس ہونہار بچے کو مولانا ابو حفصؒ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس کی تعلیم اچھی طرح کرنا اس سے بہت سے کام لینے ہیں'' آپ کو مولانا ابو حفصؒ کے حوالے کر کے وہ بزرگ جو راستے میں ساتھ آئے تھے وہ چلے گئے تو مولانا ابو حفصؒ سے اس پڑوسی شخص سے دریافت فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ یہ بزرگ کون تھے۔؟

تو پڑوسی نے جواب دیا'' مجھے معلوم نہیں ہے'' مولانا ابو حفصؒ نے فرمایا'' یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے''

Marfat.com

اس کے بعد خواجہ بختیار کاکیؒ نے اپنے معلم سے علم حاصل کرنا شروع کیا اور عرصے تک قرآن مجید اور شریعت اسلام کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور ظاہری اخلاق اور باطنی تربیت کے ساتھ ساتھ علم طریقت سیکھنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو غیب سے شہادت ہوئی کہ جلد جا کر قطب الدین کو علم سکھاؤ اس پر آپ حیران رہے اور دریافت فرمایا کہ قطب الدین کہاں ہیں؟ آواز آئی کہ وہ اوش میں ہیں انہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اوش پہنچ گئے وہ بھی اللہ والے تھے اوش پہنچے تو قطب الدین موجود پائے۔ قاضی حمید الدین ناگوری صاحب نے قطب الدین سے تختی لے کر فرمایا کہ کیا لکھوں؟ آپ نے جواب دیا سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ اور پوری آیت پڑھ کر سنا دی۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ تو قرآن پاک کے پندرہویں پارے کی آیت ہے آپ کو کیسے آتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میری والدہ محترمہ کو صرف قرآن پاک کے پندرہ پارے یاد تھے۔ اور وہ زبانی پڑھا کرتی تھیں۔ تو اس سے سن سن کر سیکھا کرتا تھا۔ تو قاضی صاحب کے استفسار پر آپ نے پڑھ کر سنایا۔ آپ نے چار دن کے اندر قرآن پاک ختم کر لیا۔ اس وجہ سے آپ کو مادر زاد ولی بھی کہا جاتا ہے۔

حق کی جستجو:

آپ نے حق کی تلاش و جستجو کیلئے اپنے وطن کو چھوڑ دیا اور گاؤں گاؤں سفر کرتے رہے جہاں جاتے بزرگوں کا حال معلوم فرماتے اسی طرح سفر کرتے ہوئے ایک گاؤں شہر میں پہنچے تو چند دن وہاں قیام فرمایا۔ آبادی سے کچھ فاصلہ پر ایک مسجد تھی اور مسجد کے صحن میں ایک اونچا مینار تھا۔ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنی چاہی تو آپ نے اس مینار پر چڑھ کر دعا پڑھی پھر نیچے اترے تو حضرت خضر علیہ السلام کا انتظار کرنے لگے مسجد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا آپ کو کوئی نظر نہ آیا تو آپ باہر آ گئے ایک بزرگ نظر آئے۔ اس بزرگ نے آپ سے دریافت فرمایا تو اس سنسان میدان میں اکیلا کیا کر رہا ہے آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

Marfat.com

کے اشتیاق کا دوبارہ اظہار فرمایا۔ یہ سن کر اس بزرگ نے دوبارہ دریافت کیا؟ کیا تو دنیا چاہتا ہے؟ آپ نے جواب دیا ''نہیں'' پھر اس بزرگ نے تیسری مرتبہ دریافت فرمایا اور کہا تو کسی کا قرض دار ہے؟ آپ نے جواب دیا ''نہیں'' پھر زور دے کر اس بزرگ نے کہا تو حضرت خضر علیہ السلام کو کیوں تلاش کر رہا ہے؟ وہ تو تمہاری طرح اس شہر میں سرگردان ہے اور اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے بزرگ کے ساتھ مشغول ہے مگر اس کی ملاقات نہیں ہو رہی۔ اسی دوران ایک بزرگ مسجد سے باہر آئے اور پہلے بزرگ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے (آنے والے بزرگ نے) آپ قطب الدین کا ہاتھ پکڑا اور پہلے بزرگ سے کہنے لگے کہ ''یہ نہ دنیا چاہتا ہے اور نہ کسی کا مقروض ہے یہ تو صرف آپ کی ملاقات کا متمنی ہے'' قطب صاحب نے جب یہ سنا تو سمجھ گئے اور خوش ہوئے کہ پہلے بزرگ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور دوسرے بزرگ رجال الغیب میں سے ہیں' اتنے میں دونوں بزرگ غائب ہو گئے۔

بیعت ۵۸۲ ہجری/۱۱۸۶ عیسوی:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بیعت کرنا چاہتے تھے تو خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتیؒ سنجری سیر و سیاحت کے سلسلے میں اصفہان آئے ہوئے تھے جب آپ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو ان کے پاس تشریف لائے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز اس وقت دوتانی اوڑھے ہوئے تھے وہ دوتانی آپ نے حضرت قطب صاحب کو عنایت فرما دی جس کا مطلب تھا کہ آپ نے ان کو شرف مریدی بخش دیا ہے اور آپ نے خواجہ غریب نواز کے ساتھ سفر و حضر میں رہنا شروع کر دیا کیونکہ آپ کو ان کے ساتھ والہانہ محبت اور خلوص تھا۔ آپ نے خواجہ غریب نواز کے ہمراہ ۵۸۳ ہجری میں زیارت کعبہ کا شرف حاصل کیا اور ۵۸۵ ہجری میں مدینہ منورہ سے خواجہ صاحب کے ہمراہ بغداد شریف آئے اور چند دن وہاں قیام فرمایا۔

Marfat.com

خلافت:

آپ کے خلافت سے مشرف ہونے کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے متواتر چالیس روز حضور اکرم ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا ''اے معین الدین! قطب الدین خدا کا دوست ہے اس کو خلافت دے اور خرقہ گلیم پہنا'' ایک دن خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔ آج رات میں نے حضرت ذوالجلال کے دربار کمال کو خواب میں دیکھا وہاں سے بھی یہ حکم ہوا۔ ''اے معین الدین قطب الدین بختیار کاکی کو درویشی کا خرقہ اور خلافت عطا کر کیونکہ قطب الدین ہمارا دوست اور محمد ﷺ کا بھی دوست ہے۔ ہم نے اسے برگزیدہ بندہ بنایا ہے اور اس کا نام اپنے دوستوں میں درج کیا ہے''

پس خواجہ غریب نواز نے ۵۸۵ھ ہجری میں آپ کو خلافت ابو اللیث سمرتندی کی مسجد میں عطا فرمائی۔ اس موقع پر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ شیخ داؤد کرمانی، شیخ برہان الدین محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد اصفہانی بھی موجود تھے۔ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ خواجہ غریب نواز کے ہمراہ بغداد سے روانہ ہو کر چشت سے برات آ گئے پھر سبزہ دار میں آئے وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد لاہور آ گئے۔ پھر اس کے ساتھ ہی اجمیر شریف آ گئے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی بازیابی:

آپ ۵۹۰ھ ہجری بمطابق ۱۱۹۴ عیسوی کو ملتان میں آئے۔ ملتان ان دنوں علوم وفنون کا مرکز تھا اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی علم کی پیاس بجھانے کے لئے ملتان آئے ہوئے تھے تو آپ کی ملاقات ان سے مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں ہوئی۔ آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو دیکھا تو وہ نافع کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ آپ کی تعظیم میں اٹھ کھڑے ہوئے اور گفتگو ہوئی۔ انہوں نے اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور آپ کی نظر کیمیا اپنا اثر پہلے دکھا چکی تھی۔ بیعت کر لیا گیا اور وہ بھی آپ کی صحبت میں رہنے

Marfat.com

لگے۔ ملتان میں کچھ دن قیام کرنے کے بعد دہلی روانہ ہو گئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو آپ نے بغرض تعلیم ملتان میں ہی قیام کا حکم دیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً پندرہ سال تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنا علم مکمل کیا اور بعد تحصیل ظاہری علوم عراق، خراسان، ماورالنہر، مکہ معظمہ اور مدینہ شریف سے ہوتے ہوئے اور مختلف مشائخ سے ملاقات اور روحانی فیوض حاصل کرتے ہوئے اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ بابا صاحب کی آمد سے بہت خوش ہوئے اور بابا صاحب ہر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ جب غریب نواز دہلی تشریف لائے اور قطب صاحب کی خانقاہ میں بھی تشریف لائے تو آپ نے اپنی روحانی فیوض کی ان کے مریدوں پر بارش کر دی۔ حتیٰ کہ آخر میں حضرت بابا گنج شکر پر بارگاہ ایزدی سے قبولیت فرمادی اور علم لدنی کا انکشاف ہوا اور حجابات کے پردے اٹھ گئے اور بابا صاحب کو خلافت سے نوازا دیا گیا پھر قطب صاحب نے فرید الدین گنج شکرؒ کو دستار، شال اور خلافت کے دیگر لوازمات سے نوازا۔

سفر اوش:

آپ کو اپنی والدہ محترمہ سے ملے کافی عرصہ ہو چکا تھا آپ واپس اوش تشریف لائے اس کے بعد آپ بغداد آئے اور ۶۱۱ ہجری کو ملتان آ گئے۔ اور ملتان سے لاہور اور پھر دہلی پہنچ گئے اور بقایا عمر دہلی میں ہی گزاری۔

ازدواج و اولاد:

آپ نے دو شادیاں کیں ان میں سے ایک شادی آپ کی والدہ محترمہ سے اوش کی ایک خوبرو لڑکی سے کی۔ اور آپ تقاضائے بشریت تین رات اس خاتون کے ساتھ رہے اور درود شریف کا ورد نہ کر سکے۔ درود کا وظیفہ نہ کر سکنے کی وجہ سے آپ نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی کیونکہ اس شادی سے آپ کے ورد میں خلل واقع ہوا تھا اور یہ بات آپ کو گوارہ نہ تھی۔

Marfat.com

۱۱۔ آپ نے دوسری شادی دہلی میں سکونت اختیار کرنے کے بعد کی اور یہ شادی آخری عمر میں کی تھی۔

اولاد:

آپ کے ہاں دو جڑواں لڑکے پیدا ہوئے' ان میں ایک لڑکے کا نام احمد اور دوسرے کا شیخ محمد تھا۔ شیخ محمد کا سات سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اس سلسلے میں ایک حکایت ہے کہ جب آپ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے وجہ دریافت فرمائی کہ میرے گھر میں رونے کی آواز کیسی ہے؟ تو بدرالدین نے بتایا کہ ''آپ کا بیٹا فوت ہوگیا ہے اور آپ کی بیوی رو رہی ہے۔'' آپ نے فرمایا ''افسوس کہ مجھے خبر نہ ہوئی اگر خبر ہوتی تو میں خداوند تعالیٰ سے اس کی زندگی مانگ لیتا۔'' آپ نے اپنی بیوی کو تسلی دی اور مراقبہ میں چلے گئے۔ آپ کی نسل آپ کے چھوٹے بیٹے خواجہ احمد سے چلی وہ بھی بلند پایہ بزرگ تھے اور احمد تمامی کے نام سے مشہور ہوئے۔

وجہ تسمیہ کاکی:

آپ دہلی میں قیام پذیر تھے اور آپ کا ظاہری تو کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اس لئے تمام متعلقین مشکل سے ہی گزارہ کرتے تھے آپ ہر وقت مراقبہ میں رہتے تھے۔ آپ کی اہلیہ ہی خورد و نوش کا انتظار فرماتیں۔ آپ کے پڑوس میں ایک مسلمان رہتا تھا' جس کا نام شرف الدین تھا جو کہ خوشحال تھا۔ آپ کی بیوی بوقت ضرورت اس سے قرضہ لیتی تھیں۔ اور جب گنجائش ہوتی اس کا قرض چکا دیتی۔ ایک دن شرف الدین کی بیوی نے طنزاً آپ کی اہلیہ سے کہا کہ ''اگر میں قرض نہ دوں تو آپ کا کام کیسے چلے؟'' یہ بات آپ کی اہلیہ کو بری لگی تو انہوں نے قرضہ لینا بند کر دیا اور آپ کے علم میں یہ بات لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ آئندہ کے لئے قرض نہ لیں اور جب

Marfat.com

ضرورت ہوتو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر حجرہ کی طاق سے روٹیاں اٹھالیا کریں آپ کی اہلیہ محترمہ نے ایسا ہی کیا۔ جب چند دن گزر گئے تو شرف الدین کی بیوی نے سوچا کہ شائد قطب الدین صاحب کی بیوی مجھ سے ناراض ہوگئی ہے اس نے خود آپ کا حال معلوم کیا تو آپ کی اہلیہ نے سارا ماجرا بتا دیا۔ تو اس روز سے آپ کو کا کی کہنا شروع کیا گیا کیونکہ کاک کے معنی روغنی روٹی کے ہیں۔

تصانیف:۔

خواجہ قطب الدین بختیارؒ کا کی ایک بلند پایہ شاعر اور اچھے مصنف تھے۔ آپ کی درج ذیل تصانیف ہیں۔

ا۔ دلیل العارفین:۔ اس کتاب میں آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجگان خواجہ معین الدین چشتی کے ملفوظات تحریر کئے ہیں۔

۲۔ زبدالحقائق:۔ یہ کتاب شائع نہیں ہوسکی۔

۳۔ رسالہ:۔ آپ نے ایک رسالہ بھی مرتب فرمایا۔

۴۔ مثنوی:۔ آپ سے ایک مثنوی بھی منسوب کی گئی ہے۔

۵۔ آپ کا دیوان:۔ یہ دیوان فارسی میں ہے اور شائع کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنی شاعری کو توحید عرفان اور حقیقت معرفت کے اظہار کا ذریعہ بنایا تھا۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے۔

اے لال در ثنائے صفاتت زبان ما
دے درصفات وحدت تو عقل نارسا
بے چون و بے چگونہ و بے مثل آمدے
درکنہ ذات تونرسد عقل انبیاء

Marfat.com

تعلیمات:۔

آپ کی تعلیمات میں موجودہ مشکلات کا حال موجود ہے۔ آپ کے ملفوظات با برکات کو آپ کے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج بخش شکرؒ نے بطریق مجالس نقل فرمایا۔ اور کتاب کا نام فوائد السالکین رکھا گیا۔ ذیل میں مختصراً تعلیمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ مرشد کے فرض کو یوں بیان فرمایا ہے کہ مرشد کو اسقدر قوت خاطر چاہئے کہ جب کوئی طالب اس کی خدمت میں حاضر ہو تو اس کو چاہئے کہ ایک ہی نگاہ میں تمام الائش دنیا جو اس کے سینے میں ہو' من کل الوجوہ نکال دے اور بالکل ہر قسم کی کدورت سے پاک کر دے۔ بعد میں اسے بیعت کر لے۔

صاحب سجادہ:

صاحب سجادہ کی تعریف یوں فرمائی ہے! سجادہ پردہ متمکن ہوئے اور دوسرے کا ہاتھ وہ شخص پکڑے جسے سجادہ صاحب ہونے کی طاقت ہو اور طاقت اس کی یہ ہے کہ جس کا ہاتھ پکڑے اسے صاحب سجادہ بنادے''

مرد کی کمالیت:

حضرت قطب الدین نے فرمایا اہل سلوک لکھتے ہیں کہ کمالیت مرد کی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔

۱۔ کم سونا۔

۲۔ کم بولنا۔

۳۔ کم کھانا۔

۴۔ خلق سے کم محبت رکھنا۔

Marfat.com

آرائش دنیا:۔

آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اے درویش! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تجرید اور تفرید میں بدرجہ اتم کامل و اکمل تھے مگر جب آسمان پر چلے گئے تو آواز آئی انہیں الگ ہی رکھا جائے آرائش دنیا اس کے ساتھ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے۔ اپنے کپڑوں کو دیکھنے لگے۔ خرقہ شریف میں ایک سوئی اور ایک کاسہ چوب پایا۔ عرض کیا اے باری تعالیٰ اسے کیا کروں۔ وحی ربانی آئی۔ انہیں پھینک دو۔ آپ نے پھینک دیا' تب آسمان پر گزر ہوا''

تسلیم و رضا:۔

حضرت قطب الدینؒ نے فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی گردن پر جب دشمنوں نے چھری رکھی اور گلا کاٹنے لگا تو آپ نے شدت درد سے فریاد کرنی چاہی۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ نے اُف کی تو آپ کا نام پیغمبری کی فہرست سے نکال دیا جائے گا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس حکم کے ملتے ہی اُف تک نہ کیا اور نہایت صبر سے جان قربانی کر دی۔

حضرت زکریاؑ کا واقعہ:۔

اس میں حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ یوں بیان فرمایا ہے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرا چلایا گیا تو انہوں نے بھی شدت درد سے آہ کرنی چاہی حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور حکم خداوندی سنایا۔ آپ نے بھی خاموشی سے جان دے دی اور یہودیوں نے آرا چلا دیا مگر اف تک نہ کی۔

Marfat.com

حضرت رابعہ بصری کا طریقہ:۔

حضرت قطب صاحب نے فرمایا۔ رابعہ بصریؒ کی عادت تھی کہ جس روز ان پر کوئی بلا نازل ہوتی آپ نہایت خوش ہوتیں اور فرماتیں کہ دوست نے میری یاد کی ہے اور جس روز بلا نازل نہ ہوتی تو رنج کرتیں اور فرماتیں کہ کیا سبب ہے جو آج میری یاد نہ ہوئی۔ اس کے علاوہ آپ کی تعلیمات تو سمندر بیکراں کی مانند ہیں جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۶

کرامات

ا۔آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔آپ دہلی تشریف لائے تو آپ اور قاضی حمید الدین سماع سنتے تھے مگر جب اس سماع کی اطلاع شہاب الدین غوری کو ہوئی تو بہت ناراض ہوئے اور غصے کے عالم میں کہا کہ: اگر مجھے معلوم ہو کہ انہوں نے سماع سنا ہے تو انہیں دار پر کھینچوا کر جلا کر خاک سیاہ کرا دوں گا'' اس کے بارے میں قطب صاحب کو آگاہ کیا تو انہوں نے فرمایا:۔''اچھا اگر وہ سلامت رہے گا تو ہمیں ضرور دار پر کھنچوادے گا یا جلا کر خاک کر دے گا''اسی ماہ کے دوران شہاب الدین غوری خراسان کی طرف کسی کام کی غرض سے چلا گیا اور چند روز کے اندر اندر اس کا انتقال ہو گیا۔

اا۔حضرت قطب الدین بختیار کاکی ملتان میں قیام پذیر تھے اور اس وقت ناصر الدین قباچہ ملتان کے حاکم تھا ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ:''مغلوں کا لشکر ملتان پر حملہ آور ہونے والا ہے مگر مجھ میں مقابلہ کی سکت نہیں خدا کے لئے میری مدد کیجئے''

قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اس کو ایک تیر دیا اور ہدایت کی کہ''مغرب کی نماز کے بعد برج حصار پر برآمد ہو کر یہ تیز بذریعہ کمان دشمن کی طرف پھینک دینا اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنا''

چنانچہ نے ایسا ہی کیا تیر کا گرنا تھا کہ مغلوں کے لشکر نے راہ فرار اختیار کیا اور واپس چلا گیا''

ااا۔ایک دن قاضی حمید الدین ناگوری کے ہاں مجلس سماع تھی اور حضرت قطب صاحب بھی سماع سن رہے تھے جب محفل سماع ختم ہوئی تو قاضی صاحب نے قطب صاحب سے کہا کہ سماع کے اختتام پر حاضرین کو کھانا ملنا چاہئے۔یہ سن کر حضرت قطب صاحب نے اپنی آستین کو جھاڑا اور حاضرین مجلس کے سامنے دو جو کی روٹیاں اور حلوہ موجود پایا۔

IV۔ایک دن حمید الدین قاضی ناگوری کے یہاں مجلس سماع ہو رہی تھی۔قاضی صاحب وجد میں

Marfat.com

جھوم رہے تھے۔ قاضی صادق اور قاضی عماد بڑے پایہ کے عالم تھے۔ یہ دونوں حضرات بھی مجلس میں شریک تھے۔ اس وقت قطب صاحب کی عمر تقریباً اٹھارہ سال تھی اور ریش مبارک نہیں نکلی تھی۔ ان دونوں علماء نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

اہل تصوف کے نزدیک امرد کا محفل سماع میں ہونا خلاف قاعدہ ہے"

جب یہ بات سنی تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔ جونہی آپ نے ہاتھ پھیرے داڑھی نکل آئی ہے آپ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تو مرد ہوں امرد نہیں ہوں' وہ دونوں اس کرامت کو دیکھ کر حیران و پریشان رہ گئے اور بہت شرمندہ ہوئے۔

V۔ آپ کی قبر کے ساتھ ہی ایک فاسق و فاجر آدمی دفن کر دیا گیا۔ لوگوں نے خواب میں اس فاسق و فاجر آدمی کو دیکھا کہ وہ جنت کی سیر کر رہا ہے۔ لوگ حیران ہوئے اور لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کس عمل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت دی ہے تو اس فاسق نے جواب دیا۔ جب عذاب کے فرشتے میری قبر پر آئے تو آپ کی (حضرت قطب صاحب کی) روح کو تکلیف ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے میرے عذاب کو بھی معاف کر دیا اور مجھ کو بخش دیا۔

VI۔ فقیر کا استغناء: ایک دفعہ سلطان التمش کا وزیر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ کے حکم کے مطابق آپ کو کئی گاؤں کی جاگیر بطور تحفہ و نذرانہ پیش کی مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ "ہمارے خواجگان نے کسی سے جاگیر قبول کی ہوتی تو ہم بھی قبول کر لیتے اور اگر ہم یہ جاگیر قبول کر لیں تو قیامت کے دن اپنے خواجگان کو کیا منہ دکھائیں گے۔"

VII۔ ایک دوسرے موقع پر اختیار الدین ایبک آپ کے پاس کچھ گاؤں کا فرمان لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا:

"درویشوں کو ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے آئندہ ہم کو دنیا کے جال میں پھنسنے کی ترغیب نہ دینا"

Marfat.com

VIII۔ایک دفعہ آپ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ انہوں نے آپ کے ذوق کے مطابق محفل سماع کا انتظام کیا جس میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔محفل ختم ہونے والی تھی کہ بعض اشخاص نے کہا کہ محفل سماع کے بعد خورد ونوش کا انتظام بھی ہونا چاہئے۔قاضی صاحب حیران ہو گئے کیونکہ کھانے کی تیاری نہیں کی گئی تھی تو قاضی صاحب نے قطب الدین بختیار کاکیؒ کی طرف رخ کیا آپ نے فرمایا فکر مت کرو اور لوگوں کو قطار میں بیٹھا دو۔ جب سارے لوگ قطار میں بیٹھ گئے تو آپ نے اپنی دونوں آستینوں کو اس طرح جھاڑا کہ ان کے اندر سے ہر شخص کے سامنے دو دو روغنی روٹیاں اور گرم حلوہ رکھا نظر آیا۔مہمانوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔اور کھانا بچ بھی گیا۔اس کے بعد قاضی صاحب نے فرمایا کہ کھانے کے ساتھ پینے کا انتظام بھی ضروری ہے۔اتفاق سے کوئی مرید حضرت بختیار کاکیؒ کے لئے ایک سیر شکر نذرانے کے لئے لے آیا تھا تو آپ نے اس میں سات پیالے پانی ڈال دیا اور ایک بڑے برتن میں گھول کر شربت بنا دیا اور سب کو پینے کے لئے دے دیا سب مہمانوں نے جی بھر کر شربت پیا مگر اس کے بعد پھر بھی بچ گیا۔

IX۔ایک دفعہ قحط سالی کا زمانہ تھا لوگوں کو کھانے کی کوئی چیز میسر نہ تھی اور غریب بھوکوں مرتے جا رہے تھے۔اور شہزادہ سعد الدین کے محل سے کئی من میدہ ایک نان بائی کے گھر ٹکیاں بنانے کے لئے بھیجا۔نان بائی نے ٹکیہ نکالنی شروع کیں اور وہ ٹکیاں تنور میں لگا کر خود سو گیا اور اس کی آنکھ کھلی تو تمام ٹکیاں جل چکی تھیں۔اور راکھ ہو چکی تھیں۔وہ نان بائی بڑا پریشان اور فکر مند ہوا۔جب شہزادے کے اہلکار ٹکیاں لینے کے لئے آئے تو انہوں نے جب اصل صورت حال کا منظر دیکھا تو وہ بہت خفا ہوئے۔انہوں نے نان بائی کو برا بھلا بھی کہا اور اس کو گرفتار کر کے لے چلے۔اتفاق کی بات ہے کہ راستے میں بختیار کاکیؒ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے جب دیکھا کہ سپاہی بیچارے نان بائی کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں تو آپ کو بہت رحم اور ترس آیا آپ نے وجہ دریافت فرمائی تو سپاہیوں نے وجہ بتا دی۔آپ نے فرمایا کہ یہ غریب آدمی ہے اس کو چھوڑ دیں مگر شہزادے کے

Marfat.com

سپاہیوں نے بختیار کاکیؒ کی بات سے اتفاق نہ کیا اور نان بائی کو نہ چھوڑا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اگر تمہاری ٹکیاں درست ہو جائیں تو پھر اس کو چھوڑ دو گے وہ سپاہی حیران ہو گئے کہ یہ کون ہے اور اس کی کیا حیثیت ہے؟ کبھی جلی ہوئی چیز بھی درست ہوئی ہے۔ آپ نے نان بائی کی باتیں بھی سن لیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو مُردے کو زندہ کر دیتا ہے یہ تو آٹے کی ٹکیہ ہیں جو معمولی بات ہے یہ سننا تھا کہ سپاہیوں پر ہیبت طاری ہوگئی وہ مان گئے کہ نان بائی کو ہم آزاد کر دیتے ہیں۔ ہمیں ٹکیاں درست کر کے دے دیں۔ آپ نے سب جلی ہوئی ٹکیاں اپنے سامنے رکھیں اور تمام نان پر اپنا دست مبارک رکھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پھیرا تو وہ ٹکیاں دوبارہ ایسی حالت میں ہوگئیں کہ جس طرح ابھی تنور سے نکالا گیا ہو۔ یہ منظر دیکھ کر شہزادے کے سپاہی حیران ہو گئے اور آپ کے قدموں پر گر پڑے اور معافی طلب کی۔ وہ ٹکیاں لے کر شہزادے کے پاس گئے اور سپاہیوں نے ٹکیوں کی پوری داستان بھی شہزادے کو سنائی تو شہزادہ آپ کی کرامت کا معتقد ہو گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے خلوص کی بنا پر آیا ہوں۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمہارا خلوص واقعی سچا ہے تو میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تمہارا دل اس دنیا سے بھر جائے اور تم فقر اور فاقہ اختیار کر لو۔ چنانچہ شہزادہ اپنے گھر واپس چلا گیا اور اپنی ساری ملکیت فروخت کر کے رقم غرباء میں تقسیم کر دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آ کر عرض کیا کہ میں نے فقیری لے لی ہے۔ آپ نے اس کو اپنی گدڑی عطا فرمائی جس کی برکت اور فیض سے وہ شہزادہ بھی ولی اللہ بن گیا۔

X۔ سلطان التمش کو یہ شوق تھا کہ دہلی کے قریب ایسا حوض بنوالیا جائے جہاں سے تمام غرباء اور عام لوگ پانی پیا کریں گے۔ ایک دفع سلطان نے رات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کو گھوڑے پر سوار ایک جگہ پر دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ شمس الدین اگر تو حوض بنانا چاہتا ہے تو اس جگہ حوض بناؤ۔ جہاں میں کھڑا ہوں۔ سلطان بہت خوش ہوا کہ پیغمبر اسلام میری خواب میں آئے ہیں اور انہوں نے حوض کی جگہ کی رہنمائی فرمائی ہے جب سلطان نیند سے بیدار ہوا تو اس جگہ کو ذہن میں

Marfat.com

پختہ کرلیا کہ بھول نہ جاؤں۔تو آپ نے بختیار کا کی کو پیغام بھیجا اور خواب کا پورا قصہ بھی سنایا اور وہ آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔آپ نے بختیار کا کیؒ سے فرمایا کہ مجھے اس جگہ کا پہلے ہی کشف کے ذریعے معلوم ہے میں اسی جگہ جارہا ہوں آپ بھی وہاں پہنچ جائیں بادشاہ نے جب خواجہ کا جواب سنا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچا۔تو دیکھا کہ خواجہ صاحب وہاں پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور نماز میں مصروف ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سلطان نے آپ کے دست مبارک کو چوم لیا اور اس مقام کی زیارت کی۔سلطان نے اس جگہ پر ایک گنبد بھی تعمیر کروایا اور اس کے ساتھ ایک حوض بھی بنوایا اور وہ چشمہ اب بھی جاری ہے جس سے ہزاروں لوگ جو کہ قرب وجوار میں رہتے ہیں پانی پیتے ہیں اور سلطان کے حق میں دعا گو ہیں۔امیر خسرو دہلوی نے اپنی مثنوی قران السعدین میں اس چشمے کی تعریف کی ہے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ کی اس چشمے کی کنارے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت کا ذکر بھی کیا ہے۔

XI۔ایک شاعر جس کا نام ناصری تھا وہ ماوراء النہر سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور استدعا کی کہ میں نے سلطان التمش الدین کی خدمت میں قصیدہ لکھا ہے اور مجھے ابھی اس کی خدمت میں کہنا ہے آپ دُعا فرمائیں کہ قبول ہو جائے اور بادشاہ خوش ہو کر مجھے انعام واکرام سے نواز دے۔ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دُعا فرمائی اور اس ناصری شاعر سے کہا کہ جاؤ تو خوب انعام حاصل کرے گا'' وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصیدہ پڑھنا شروع کیا جس کا مطلع یوں تھا۔

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ   تیغ تو مال وفیل از کفار خواستہ

اس شعر کا یہ مطلب تھا کہ فتنہ تیری دہشت کی وجہ سے سرنہیں اٹھاتا اور تیری تلوار کافروں سے غنیمت میں مال اور ہاتھی وصول کرتی ہے۔

سلطان اسی دوران کسی کی باتیں کر رہا تھا شاعر کا خیال تھا کہ وہ میری طرف متوجہ نہیں ہے تو شاعر نے سلطان کی رضا جوئی کے لئے بختیار کا کیؒ کی طرف توجہ کی اور مدد چاہی تو شاعر کی ہمت وحوصلہ بندھ گیا اور سلطان ناصری شاعر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان نے خود شعر پڑھا۔

Marfat.com

بادشاہ شاعری سن کر حیران بھی رہ گیا اور شاعر کی ذہانت کی داد بھی دینے لگا کہ صرف میں نے ایک ہی مرتبہ شعر پڑھا ہے اور بادشاہ غور سے شعر سن بھی نہیں رہا تھا۔ شاعر نے خوش ہو کر دوبارہ قصیدہ سنایا تو بادشاہ نے کہا کہ اس قصیدہ میں کتنے شعر ہیں اس شاعر نے جواب دیا کہ اس قصیدے میں کل ترپن ۵۳ شعر ہیں تو سلطان نے خوش ہو کر ناصری شاعر کو (۵۳) ترپن ہزار تنکے عطا کئے شاعر یہ سارا انعام لیکر خواجہ بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ سارا انعام آپ کی دعا سے حاصل ہوا ہے؟ یہ آپ لے لیں یا فقیروں میں تقسیم کر دیں مگر وہ نہ مانے اور فرمایا کہ یہ تجھے ملا ہے تم لے جاؤ۔ شاعر نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ مانے۔ آخر کار وہ سب اٹھا کر لے گیا۔

مغلوں کے حملے کی پسپائی:۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے منقول ہے کہ جب درج ذیل اولیاء کرام ایک جگہ پر اکٹھے تشریف رکھتے تھے:۔

۱۔ قطب الدین اوشیؒ۔

۲۔ برہان العارفین شیخ جلال الدین تبریزیؒ۔

۳۔ شیخ بہاء الدین زکریا قریشیؒ۔

تو اچانک مغلوں کی افواج نے آ کر ملتان کے قلعے کا گھیرا کر لیا۔ اور ملتان کے باشندگان کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا۔ عوام پریشان حال اور نا امید ہو چکے تھے کیونکہ ان کو حملے کی کوئی اطلاع نہیں تھی جس کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی مایوسی کا شکار تھے۔ تو اس وقت قباچہ بیگ جو کہ سلطان کا خاص خادم تھا اور حضرت قطب الدین اوشیؒ سے اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے دعا کی التجا کی۔ آپ نے ایک تیر منگوایا اور اس ترک کے ہاتھ میں دیدیا اور فرمایا کہ جب مغرب کی نماز کا وقت ہو تو قلعے کے برج پر جا کر دشمن کی طرف تیر کو پھینک دینا۔ قباچہ نے اسی طرح تیر کو کفار کی افواج کی طرف مغرب کی نماز کے وقت پھینک دیا۔ اور گھر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے

Marfat.com

اسی رات کفار کی فوج واپس چلی گئی اور انہوں نے قطب الدین کا شکریہ ادا کیا۔

چند دنوں کے بعد آپ نے دہلی کا رخ کیا۔ قباچہ نے انہیں احرار کے ساتھ رہنے کی معروضات کیں مگروہ نہ مانے اور دہلی روانہ ہو گئے۔

تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کی ہستیاں اسلام کے فروغ کے لئے بڑی مدد و معاون ثابت ہوتی ہیں کئی مقامات پر اولیاء کرام کی وجہ سے مسلمانوں کو سلامتی اور فتح نصیب ہوئی ہے جس کی وجہ سے اسلام کے پھیلنے میں بڑی مدد ملی ہے۔

XIII۔ مردان غیب سے ملاقات:۔ وہ حوض جو سلطان شمس الدین التمش نے تعمیر کروایا تھا اس حوض کے آس پاس کئی اولیاء کرام آرام کرتے اور ان میں خواجہ قطب الدینؒ بھی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور بعض اوقات مردان غیب سے ملاقات ہوتی تھی اور فیض یاب ہوتے اور یہ حضرات بھی آپ کے ساتھ رہتے تھے تا کہ فیض و برکات حاصل کی جاتی رہیں۔

۱۔ شیخ قاضی حمید الدین ناگوریؒ۔

۲۔ خواجہ محمود موبینہ دوزؒ۔

۳۔ شیخ بدرالدین غزنویؒ۔

۴۔ شیخ تاج الدین منوراوشیؒ۔

ایک دن ایک بزرگ جو کہ اونٹ پر سوار تھا اور نیلا لباس پہنے ہوئے حوض کے نزدیک آیا اور حوض میں غسل فرمایا۔ جب فارغ ہوا تو دوگانہ نفل نماز ادا کی اور یہ بزرگ درویش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے ساتھ اس مسجد میں جو حوض کے نزدیک تعمیر کی گئی تھی اس میں ان کے ساتھ تشریف رکھتے تھے جب یہ بزرگ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے بلند آواز سے پکارا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور ان کا کیا نام ہے؟ شیخ تاج الدین منوراوشی نے جواب دیا کہ یہاں تو بے شمار درویش ہیں آپ کسی کا نام لیں تو آپ کو اس کے بارے میں بتایا جائے تو اس بزرگ نے کہا کہ تاج الدین منوراوشی! حضرت قطب الدین اوشی اور محمد عطا کو میرا اسلام کہنا'' کہ ابوسعید دمشقی نیاز

Marfat.com

مسند خاص ہے اور وہ مردان غیب سے ہے۔ جب قطب الدین نے ان کا پیغام سنا تو درویشوں کے ہمراہ ان کی طرف دوڑے جب وہاں پہنچے تو وہاں کوئی نام ونشان نہ تھا کیونکہ وہ جا چکے تھے۔ اکثر مردان حق غیب تنہائی اور خلوت میں شیخ (بختیار کاکیؒ) قطب الدین کے پاس آتے تھے اور ان سے ملاقات کر کے فیض و برکات حاصل کرتے تھے۔

Marfat.com

باب ۱۷

سیرت و کردار

سیرت :۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نائب رسول تھے۔ اور آپ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے نائب خلیفہ اکبر اور جانشین تھے آپ قطب المشائخ بھی تھے اور حضرت عبدالقادر محدث دہلویؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

آپ اکابر اولیاء اور جلیل القدر صوفیاء کرام میں سے تھے۔ آپ کی بزرگی اور برگزیدگی پر کسی کو بھی شک نہیں ہے اور نہ کسی کو آپ کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف ہے۔ آپ کا ہندوستان میں اسلام پھیلانے میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ آپ کے پورے علاقے میں بت پرستی اور لادینی کا چرچا تھا بلکہ اسلام کا نام لینا ہی ایک بہت بڑا جرم تصور کیا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی حکمت عملی سے ایسے صوفی اور خدا پرست بزرگوں کو مقرر فرمایا جو کہ ایک حجرے میں بیٹھ کر اپنے مریدوں کے ذریعے اسلام کو عوام تک پہنچاتے اور ان کے ذہن نشین کراتے تھے۔ اس طرح سارے ہندوستان میں اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ اور آج تک انہی کے طفیل اسلام قائم ہے۔

عبادات :۔ آپ کو عبادت مین بہت سرور محسوس ہوتا تھا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے اور روزانہ ایک قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ آپ مخلوق سے چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے تاکہ کسی پر عبادت ظاہر نہ ہو جائے۔ آپ نماز کی ادائیگی میں بڑے مستعد رہتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ تین سو نفل روزانہ پڑھتے تھے اور رات کو سوتے وقت تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سوتے تھے۔

گوشہ نشینی :۔ آپ تنہائی اور گوشہ نشینی کو بہت محبوب سمجھتے تھے۔ آپ کم کھاتے، کم سوتے اور کم بولتے تھے۔ آپ ہمیشہ خالق کی عبادت میں مشغول رہتے اور کلی طور پر مخلوق سے بے نیازی کا

Marfat.com

مظاہرہ کرتے تھے۔

حضرت محمد گیسودراز یوں رقمطراز ہیں کہ آپ ہمیشہ خاموش اور رنجیدہ رہتے تھے آپ گریہ زاری کرتے رہتے تھے۔ کمرے کا دروازہ بند کر کے تنہا بیٹھا کرتے اور لوگوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے۔ اسی سلسلے میں شیخ نور بخش یوں گویا ہیں:

''خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اولیائے سالکین اور برگزیدہ مجاہدین میں سے تھے۔ خلوت اور گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرتے۔ کم کھاتے، کم سوتے، کم بولتے اور پوشیدہ طور پر ذکر میں مشغول رہتے۔ اپنے حالات کو چھپانے میں کوشاں رہتے۔''

<u>شب بیداری</u>:۔ آپ شروع میں تھوڑا سو لیتے تھے اور آرام بھی کر لیا کرتے تھے مگر آخری عمر میں رات کا آرام کرنا اور سونا ترک کر دیا۔ راتوں کو جاگتے تھے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور ذکر جلی و خفی میں مشغول رہتے۔

<u>فقر و فاقہ</u>:۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو اپنے فقر و فاقہ پر فخر تھا۔ آپ نے زندگی نہایت ہی غربت اور تنگی میں گزاری۔ آپ کے گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا۔ کسی کو اس امر کا بالکل علم تک نہ تھا مگر آپ نے اس فاقہ کی حالت میں بھی صبر و شکر کا دامن تھامے رکھا۔

<u>نذرانہ سے انکاری</u>:۔ آپ نذرانہ قطعاً قبول نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ شاہ التمش حاکم وقت نے کچھ نقدی اور اشرفیاں بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں بھجوائیں مگر آپ نے قبول نہ کیں اور واپس کر دیں۔

<u>پیرو مرشد سے عقیدت</u>:۔ آپ اپنے پیرو مرشد کی پیروی اپنے لئے عظمت اور باعث

Marfat.com

سعادت سمجھتے تھے اور ہر وقت اس میں پیش پیش رہتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان التمش کا ایک وزیر گاؤں کی جاگیر کا فرمان اور ایک کشتی طلائی اشرفیوں سے بھری ہوئی لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ سلطان التمش کی آرزو ہے کہ آپ ان کو قبول فرمائیں۔ یہ سب کچھ آپ کے خادماؤں کے لئے ہے اس وقت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی تشریف رکھتے تھے'' مگر آپ نے مسکراتے ہوئے واپس کر دیا اور فرمایا: ''میرے پیر و مرشد نے ایسی اشیاء کو کبھی قبول نہیں کیا اور میں بھی ان کو قبول نہیں کرونگا۔ اگر آج میں ان کی پیروی کروں گا اور گاؤں اور اشرفیوں کو قبول کروں گا تو کل قیامت کے دن ان کو کیا منہ دکھاؤں گا اور ان کے زمرہ میں کیوں کر شامل ہوں گا۔''

یہ آپ کی عقیدت اور پیروی کا حال تھا۔ آپ پیر و مرشد کے اقوال کی پیروی میں کسی قسم کے عذر کو آڑے نہیں آنے دیتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے اتنا بلند مقام پایا۔

مراقبہ:۔ آپ شب و روز مراقبہ میں رہتے تھے صرف نماز کے وقت آنکھیں کھولتے غسل فرماتے تھے اور تازہ وضو کر کے نماز پڑھتے تھے۔ آپ کے مراقبہ میں رہنے کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی کوئی ملاقات کے لئے آتا تو اس کو انتظار کرنا پڑتا تھا۔ جب کسی کے آنے کی اطلاع ملتی تو ہوشیار ہوتے تھے اور آپ کے وجد اور مراقبہ کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ سات رات دن تک آپ حالت تحیر میں رہے، نماز کے لئے ہوش میں آتے۔ آپ کی زندگی کا زیادہ وقت مراقبے میں ہی گزرتا تھا۔ آپ آرام اور سونے کی نسبت عبادت کو زیادہ ترجیح دیتے تھے۔

توکل:۔ اللہ تعالیٰ پر آپ کا توکل و بھروسہ مثالی نظر آتا ہے آپ بیس سال تک عالم توکل میں رہے اور کسی سے کوئی واسطہ نہ رکھتے تھے۔ گھر کے اخراجات کیلئے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتے بلکہ جب خادم کو ضرورت ہوتی وہ حاضر ہو کر عرض کرتا تو آپ اپنے مصلے کے نیچے سے چند اشرفیاں اٹھا کر حسب ضرورت دے دیتے تھے اور سارے دن کا خرچہ پورا ہو جاتا تھا۔ مگر اس قدر توکل کے باوجود کبھی کوئی مسافر یا حاجت مند آپ کے دروازے سے محروم یا خالی ہاتھ نہ گیا۔

Marfat.com

حالات کی پوشیدگی:۔ آپ اپنے حالات کبھی کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے اور نہ ظاہر کرنا پسند کرتے تھے زہد و ریاضت' عبادات اور مجاہدات کو مخلوق سے پردہ میں رکھتے۔ اور نہ صرف خود ہی ایسا کرتے تھے بلکہ اپنے مریدوں کو بھی اپنے حالات دوسروں پر ظاہر نہ کرنے کی تلقین فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے آپ سے چلہ کاٹنے کی اجازت چاہی مگر آپ نے صاف انکار کر دیا بلکہ فرمایا۔ ''اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ان باتوں سے بھی شہرت ہوتی ہے جو کہ ظاہریت ہے اور فقرا کیلئے شہرت بڑی آفت سے کم نہیں ہے۔ ہمارے پیر و مرشدان میں سے کسی نے ایسا عمل نہیں کیا۔''

سماع کا اشتیاق:۔ آپ کو سماع کا بہت اشتیاق تھا۔ سماع سے کبھی آپ کا جی نہیں بھرتا تھا۔ سماع سننے کے بعد آپ اس قدر بے خود ہو جاتے کہ کئی دن رات ہوش میں نہ آتے اور بعض اوقات آپ پر وجد اور جنون طاری ہو جاتا تو کھڑے ہو کر رقص کرنا شروع کر دیتے تھے صرف نماز کے وقت ہوش آتا تھا۔ مگر جب نماز ادا کر لیتے تو دوبارہ اسی وجدانی کیفیت میں چلے جاتے تھے۔ ایک دن کا ذکر بیان کیا گیا ہے کہ محفل سماع منعقد کی گئی تھی اور حضرت قطب کاکی رونق افروز تھے۔ قوالوں نے یہ شعر پڑھا:

؂ سرود چیست کہ چندیں فسون عشق دردست
سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست

یہ شعر سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور ساری رات اور دن تک وجدانی کیفیت میں رہے صرف نماز کے وقت ہوش میں آتے تو نماز ادا کر لیتے تھے۔ دوبارہ وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ سماع کے بڑے دلدادہ تھے اور بہت زیادہ محظوظ ہوتے تھے۔

مجلس سماع:۔ حضرت خواجہ نظام الدین محمد بدایونی سے منقول ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علی

Marfat.com

علی سبحانی کی خانقاہ پر سماع کی مجلس ہو رہی تھی تمام صاحب حال اور اہل علم درویش حاضر تھے اور ان کے ہمراہ قطب الدین اوشی بھی موجود تھے تو قوال نے جب یہ شعر پڑھا:

؎ کشتگان خنجر تسلیم را۔ ہر زماں از غیب جان دیگر است

حضرت قطب الدین اوشی پر اس قدر حال طاری ہوا کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور درج ذیل اولیاء ان کو اٹھا کر اُن کے مکان پر لائے:

۱۔ شیخ محمد عطاء المعروف قاضی حمید الدین ناگوریؒ

۲۔ شیخ بدر الدین غزنویؒ

اور جن قوالوں نے یہ شعر پڑھا ان کو بھی مکان پر بلایا گیا۔ جیسے جیسے وہ شعر کو پڑھتے جاتے تھے آپ پر وجد طاری ہو جاتا اور اسی وجد کی حالت نے اس قدر طول پکڑا کہ تین دن رات تک اسی وجد کی حالت میں گزر گئیں البتہ نماز کے وقت ہوش میں آتے اور وضو کر کے فرض نماز ادا کر لیتے اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور آپ کی ہڈیاں بھی ملنے لگتیں تھیں۔

چوتھی رات آپ کی حالت بہت خراب ہوگئی آپ کی حالت اس طرح تھی کہ آپ کا سر مبارک قاضی حمید الدین ناگوری کی گود میں اور آپ کے پاؤں شیخ بدر الدین غزنوی کی گود میں تھے مگر آپ کو کوئی ہوش نہ تھا اور یہ حالت دیکھ کر شیخ حمید الدین ناگوری نے کہا کہ آپ کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے لہذا آپ اپنا قائم مقام خلیفہ مقرر فرما دیجئے جو آپ کی جگہ پر کام کرے۔ اس وقت آپ نے ایک فرزند جن کا نام اکبر تھا آپ نے اس کا خیال نہ کیا بلکہ آپ نے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدینؒ سے ملا ہے وہ خاص مصلیٰ، عصا اور چوبی نعلین کے ساتھ شیخ فرید الدین مسعود کو پہنچا دیں یہ آپ کی آخری وصیت تھی جس پر بعد میں آپ کے خلفاء نے عمل کیا۔ فرید الملت ان دنوں شہر ہانسی میں قیام پذیر تھے اور جس رات آپ نے رحلت فرمائی اسی رات ان کو (فرید الملت مسعود) کو خواب آیا کہ قطب الدین خواجہ کو درگاہ باری تعالیٰ میں بلایا گیا ہے اور وہ صبح ہی دہلی کی طرف روانہ ہو گئے اور تیسرے دن یہاں مقبرے پر پہنچے۔ اور وصیت کے مطابق

Marfat.com

خرقہ لے کر زیب تن کیا اور خاص مصلیٰ بچھا کر دوگانہ ادا کیا اور ان کے مکان پر ہی قیام فرمایا۔ یہ آپ کے سماع کے شوق کی انتہا تھی۔ ان کی یہ حالت نہ سمجھتے بلکہ تقریباً اکثر و بیشتر اولیاء کرام جن میں خواجہ نظام الدین بدایونی، بابا فرید الدین گنج شکرؒ حضرت بہاء الدین زکریاؒ، حمید الدین ناگوری اور بدر الدینؒ شامل ہیں، سماع کے بہت ہی دلدادہ اور شوقین تھے۔ ان کی سماع کے سلسلے میں مخالفت بھی ہوئی۔ محضر قائم کی گئیں مگر ان کے شوق کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوئی اور انہوں نے سماع کے قیام کو قرآن کے حوالے سے مباح قرار دے رکھا تھا جونہی محفل سماع قائم ہوتی تو ان پر وجد طاری ہو جاتا تھا اور ان کو اپنے جسم و جان کی کوئی خبر نہ ہوتی تھی ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش نے خواجہ نظام الدین اولیاء سے بارش کے لئے دُعا کی التجا کی تو آپ نے فرمایا کہ سماع کا انتظام کریں انشاء اللہ بارش ہو گی تو سلطان نے شہر کے تمام درویشوں کو مدعو کیا۔ طعام و قیام کا انتظام کیا گیا۔ جب محفل سماع شروع ہوئی اور درویشوں پر وجد طاری ہوا تو بارش شروع ہو گئی اور اس قدر بارش ہوئی کہ بیان سے باہر ہے گویا کہ ان درویشوں کو سماع کے ساتھ عشق کی حد تک شوق تھا۔

ورد وظائف:۔ حضرت قطب صاحب نے اپنے مریدوں کی بھلائی و بہتری اور روحانی امراض کے لئے چند وظائف اور درود وغیرہ بھی بتائے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن پاک کو حفظ کرنے کیلئے:۔ اس مقصد کیلئے سورہ یوسف کا ورد مفید ہے۔

۲۔ آفات سے محفوظ رہنا:۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص آیۃ الکرسی پڑھ کر گھر سے باہر جائے تو وہ گھر ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ رزق میں فراخی کیلئے وظیفہ:۔ آپ نے فرمایا جو شخص رزق میں تنگی محسوس کر رہا ہو اس کو چاہئے کہ وہ یہ دُعا پڑھتا رہے۔

یا دائم العز والملک والبقاء یا ذوالجلال والجود۔ والفضل والعطاء یا ودود ذالعرش المجید یا فعال لما یرید.

Marfat.com

۴۔ حاجات کا پورا ہونا:۔ ہر قسم کی حاجات پوری کرنے کیلئے آپ نے سورہ بقرہ کو بار بار پڑھنے کی تلقین فرمائی حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قطب صاحب کو اللہ تعالیٰ سے ایک حاجت تھی۔ آپ نے سورہ بقرہ پڑھنی شروع کی۔ ابھی ایک ہی دن گزرا تھا اور آپ نماز پڑھنے نہ پائے تھے۔ کہ آپ کی حاجت پوری ہوگئی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

رحلت:۔ حضرت بختیار کا کیؒ عید کی نماز پڑھ کر اس جگہ پر آئے جہاں آپ کا مزار ہے وہاں آپ نے اپنی سواری کو روکا اور خاموش سے ہوگئے۔ لوگوں نے آپ سے وجہ دریافت کی؟ تو جواب دیا کہ اس زمین سے محبت کی بو آ رہی ہے اس کے مالک کو بلایا گیا اور اس سے زمین خرید کر اپنے مدفن کیلئے جگہ محفوظ کر لی گئی۔ آپ کی وفات کا قصہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

آپ سماع کے بہت شوقین تھے۔ ایک جگہ آپ سماع میں شریک تھے اور قوالوں نے یہ شعر پڑھا:۔

عاشق رویت کجا بیند بکس

بستہ زلفت کجا یابد خلوص

مطلب یہ ہے کہ تیری صورت کا عاشق کب کسی کی طرف دیکھتا ہے۔ تیری زلف کا اسیر کب گلو خلاصی پاتا ہے۔ آپ نے یہ شعر سنا تو قوالوں کو دوبارہ شعر کہنے کو کہا۔ اور شعر سن کر روتے رہے۔ اسی وقت صلاح الدین جو کہ بہت ہی اچھے نعت خواں تھے اپنے دونوں پسران کریم الدین اور نصیر الدین کو ساتھ لے کر آ بیٹھے اور غزل سنانے کی اجازت چاہی۔ جب وہ اس شعر پر پہنچے۔

کشتگان خنجر تسلیم راہ۔ ہر زماں از غیب جان دیگر است

ترجمہ:۔ تیری راہ و رضا کے مقتولوں کو ہر زمانے میں ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ آپ یہ سن کر وجد کی

Marfat.com

کیفیت پر چلے گئے اور اس قدر وجد کی کیفیت اثر انداز ہوتی گئی کہ آپ بے ہوش ہو گئے خواجہ حمید الدین ناگوری شیخ بدر الدین دونوں اس حالت میں آپ کو گھر اٹھا کر لائے اور قوالوں کو بھی ساتھ گھر لے آئے اور وہ اس شعر کو بار بار گاتے رہے۔

آپ وجد کے سماع میں زمین سے دس فٹ تک اوپر اچھلتے اور گرتے اور جسم تڑپ رہا تھا تین دن تک یہی حالت رہی جسم کی ہر جگہ سے اللہ اللہ کا لفظ سنائی دیتا تھا۔ اور خون کے قطرے ٹپکتے تھے کیونکہ پورا جسم زخمی ہو چکا تھا۔ خون کی بوند زمین پر جہاں گرتی۔ وہاں اس سے اللہ کا نقش بن جاتا تھا اور سبحان اللہ کی آواز نکلتی۔ آپ پر بار بار بے ہوشی کی حالت طاری ہوتی رہی۔ صرف نماز کے وقت نماز پڑھ لیتے مگر پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی۔ حتی کہ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری بمطابق ۲۷ نومبر ۱۲۳۵ عیسوی کو آپ کی حالت زیادہ خراب ہوگئی اس وقت آپ کا سر مبارک قاضی حمید الدین ناگوریؒ کی رانوں پر تھا اور پیر مبارک شیخ بدر الدین کی گود میں تھے۔ اس حالت میں شیخ بدر الدین نے خلافت کے بارے میں وصیت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خرقہ مجھے خواجہ معین الدین چشتیؒ نے عنایت کیا تھا وہ مع عصا' مصلیٰ اور نعلین کے شیخ فرید الدین گنج شکر کو پہنچا دیں۔ خواجہ فرید الدین کو بھی رات کو کشف کے ذریعہ حالات کا علم ہو چکا تھا اور وہ دہلی کی طرف روانہ ہو گئے وہ ان دنوں قصبہ ہانسی میں رہتے تھے۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری کو بمطابق ۲۷ نومبر ۱۲۳۵ عیسوی کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات کی خبر آگ کی طرح دہلی میں پھیل گئی۔ آپ کے جنازے میں سلطان التمش' دہلی کے فقراء' صوفی اور عوام وخواص نے شرکت کی۔ آپ نے اپنے جنازے کے بارے میں بھی وصیت فرمائی تھی۔

وصیت نماز جنازہ:۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میری جنازہ کی نماز وہ پڑھائے جس نے کبھی زنانہ کیا ہو اور جس نے سنت عصر اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ کی ہو''

مولانا ابو سعید نے حضرت قطب الاقطاب کی وصیت جب پڑھ کر سنائی تو سب پر

Marfat.com

سکوت طاری ہو گیا اور لوگ حیران ہو گئے کہ کون ایسا خوش نصیب ہو گا جو آج آپ کی نماز جنازہ پڑھائے گا۔ آخر کار سکوت بسیار کے بعد سلطان التمش آگے بڑھے اور جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ نے کہا کہ "مجھے ہرگز منظور نہ تھا کہ کسی کو میرے حالات سے آگاہی ہو مگر حضرت قطب الاقطاب کی مرضی سے چارہ نہیں"

آپ کے جنازے میں سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد سلطان التمش نے ایک طرف کندھا دیا اور باقی تینوں طرف دہلی کے دیگر عظام و مشائخ نے کندھا دے کر آپ کو اس جگہ میں دفن کر دیا جو آپ نے اپنے لئے پسند فرمائی تھی۔

آپ کا مزار پرانور مہرولی (قریب نئی دہلی) میں واقع ہے جو کہ مرجع خاص و عام ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک ۱۳ اور ۱۴ ربیع الاول کو مہرولی میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

<u>خلفاء کبائر</u>:۔ آپ کے خلفاء میں درج ذیل حضرات شامل ہیں۔ مگر آپ کے جانشین حضرت بابا فرید الدین گنج بخش تھے۔ جن پران کو فخر تھا۔

۱۔ شیخ بدرالدین غزنویؒ
۲۔ شیخ برہان الدین بلخیؒ
۳۔ مولانا فخر الدین حلوائیؒ
۴۔ مولانا برہان الدین حلوائیؒ
۵۔ شیخ محمد سماجیؒ
۶۔ شیخ حسینؒ
۷۔ شیخ فیروزؒ
۸۔ شیخ بدرالدین جوئے تاب
۹۔ شاہ خضر قلندرؒ
۱۰۔ شیخ نجم الدین قلندرؒ
۱۱۔ شیخ سعد الدینؒ
۱۲۔ شیخ محمود بہاریؒ
۱۳۔ مولانا محمد جاجریؒ
۱۴۔ سلطان نصیر الدین غازیؒ
۱۵۔ بابا بحری دریاؒ

Marfat.com

باب ۱۸

حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ

ولادت : ۱۱۸ھ کو شہر بسطام کے محلہ موبدان میں پیدا ہوئے۔

اسم مبارک: طیفور کنیت ابویزید یا بایزید۔

ولدیت : شیخ عیسیٰؒ

لقب : سلطان العارفین

طریقت : نقشبندیہ

وصال : ۲۶۱ ہجری ۱۵ شعبان المبارک بروز شنبہ بوقت نصف شب بمقام بسطام۔

عمر : ۷۴ سال تقریباً

ولادت مبارک: ۔آپ ایران کے صوبہ قومس کے شہر بسطام کے محلہ موبدان میں ۱۱۸ھ کو پیدا ہوئے۔آپ کا گھرانہ شروع سے ہی زہد وتقویٰ کا نمونہ تھا۔آپ کا نام طیفور رکھا گیا آپ کی کنیت ابویزید یا بایزید تھی۔لقب سلطان العارفین تھا۔آپ کے دو بھائی اور بھی تھے جو کہ عمر میں بڑے تھے آپ سب سے چھوٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے اعلیٰ رتبہ دیا۔

والد ماجد: ۔آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ عیسیٰ تھا جو کہ بڑے زاہد اور نیک نفس بزرگ تھے۔مگر آپ کی ولادت کے چند ماہ بعد ہی اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اس طرح آپ ان کے سایہ سے محروم رہ گئے۔

Marfat.com

دادا:۔آپ کے دادا سروشان آتش پرست تھے جو کہ بعد میں نار کو چھوڑ کر نور کی طرف متوجہ ہوئے اور بقیہ عمر انہوں نے اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے پر ہیزگاری اور تقویٰ کے عالم میں رہ کر گزاری۔اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسلام لانے کے بعد آپ کا نام علی یا آدم رکھا گیا تھا۔

تعلیم وتربیت:۔آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو گاؤں کی مسجد میں داخل کرایا۔آپ مسجد میں قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے عمر کی منازل کے ساتھ ہی علم کی منازل بھی طے کرتے چلے گئے اور تعلیم کے ساتھ تربیت بھی حاصل کرتے رہے۔شیخ فریدالدین عطاء اپنی تصنیف ''تذکرۃ الاولیاء میں یوں لکھتے ہیں کہ آپ ایک دن اپنے استاد محترم سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے کہ سورہ لقمان کی اس آیت پر پہنچے:

ان اشکر لی ولو الدیک ۳۱_۱۴

تو آپ نے اپنے استاد محترم سے اس آیت کے معنی پوچھے تو استاد نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور والدین کے احسانات کا شکرادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے'' آپ نے جب یہ سنا تو آپ کی حالت غیر ہوگئی اور چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور استاد سے اجازت لے کر والدہ کے پاس گھر تشریف لے گئے۔تو ماں بچے کو دیکھ کر حیران ہوگئی۔وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے جواب دیا''میں قرآن پاک پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا جس میں اللہ تعالیٰ اور والدین کے احسانات کا ذکر کیا گیا ہے تو میں نے اپنے آپ کا جائزہ لیا اور محسوس ہوا میں دو آقاؤں کی خدمت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا ہوں۔لہذا مجبور ہو کر آپ کے پاس آ گیا ہوں کہ یا تو مجھے خدا سے مانگ لو تا کہ مکمل طور پر آپ کی خدمت کروں یا کہ مجھے خدا کے لئے چھوڑ دیں تا کہ پورے طور پر

---

[1] یہ بات تو درست ہے کہ اسلام لانے والے کا نام سروشان تھا۔لیکن وہ حضرت بایزید کے دادا تھے اس میں بعض کا اختلاف ہے کہ وہ دادا تھا اور بعض نے آدم کو دادا اور سروشان کو پڑدادا بتایا ہے۔(واللہ اعلم)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی بندگی کرسکوں۔آپ کی مرضی پر منحصر ہے جو آپ کا حکم ہو بجالاؤں گا۔آپ کی والدہ نے جواباً فرمایا کہ ''بیٹا طیفور! میں آپ کو معاف کرتی ہوں اور تجھے صرف خدا کے لئے وقف کرتی ہوں' جاؤ اور خدا کے بندے بن جاؤ''

آپ نے جب ماں کا یہ جواب سنا تو بہت خوش ہوئے اور آپ نے علم ومعرفت کی تلاش میں اپنے گاؤں بسطام کو خیر آباد کہہ دیا اور علم ومعرفت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ آپ نے اس وقت قرآن پاک بھی مکمل ختم نہیں کیا تھا جس کو بعد میں مکمل کیا گیا۔آپ نے علم کی تلاش میں شام وعراق وغیرہ کے علاقوں کے چپے چپے کو چھان مارا۔مختلف علماء اور مشائخ سے ظاہری اور باطنی علوم حاصل کیلئے سیر وسیاحت کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مطالعہ کرتے علم حاصل کرتے رہے۔

آپ نے اپنے اساتذہ کی ایک طویل فہرست بتائی ہے جن کی تعداد ۱۱۳ بنتی ہے اور یہ طویل فہرست آپ کی علمی استعداد' طلب صادق اور محنت شاقہ کی گواہی دیتی ہے اور بزرگوں کی صحبت میں خود حاضر نہ ہوئے مگر غائبانہ طور پر ان سے بھی فیض یاب ہوئے جیسا کہ بعض اشخاص نے لکھا ہے کہ:

آپ حضرت امام جعفر صادق کے اویسی ہیں یعنی آپ نے ان سے غائبانہ طور پر فائدہ اٹھایا ہے (سفینۃ الاولیاء)

حضرت جعفر صادقؒ بڑے عالم اور اسرار شریعت کے رازدان تھے کیونکہ آپ اہل بیت نبوت میں سے تھے اور آپ کے بارے میں مشہور مقولہ بھی ہے۔

صاحب البیت یدری ما کان فیھا

ترجمہ: گھر کا مالک ہی اچھی طرح جانتا ہے کہ گھر کے اندر کیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کی شاگردگی اور روحانی فیض حضرت بایزید بسطامیؒ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی اور آپ علم وعرفان کے میدان میں بڑی تیزی سے آگے بڑھتے

Marfat.com

چلے گئے اور آپ نے بہت جلد علم معرفت میں عبور حاصل کرلیا اور شوق ویقینی میں استحکام پیدا ہوگیا جس سے قوت یقین کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔

باادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب (احترام اساتذہ):۔آپ اپنے اساتذہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے' کرتے بھی کیوں نہ۔علم وعرفان اور علم طریقت حاصل کرنے کیلئے استاد کا احترام ایک لازمی اور ضروری عنصر ہے جو اپنے استاد کا احترام نہیں کرے گا وہ کچھ بھی تو حاصل نہیں کر سکے گا حتی کہ وہ دنیاوی علوم سے بھی بے بہرہ رہے گا جس طرح کہ آج کل کے طالبوں کا حال ہے کہ اساتذہ کا احترام ان کے شاگرد نہیں کرتے۔

۱۔آج کل کے اساتذہ نے بھی تعلیم کے شعبے کو ایک روزگار کا ذریعہ ہی سمجھ رکھا ہے۔

۲۔اساتذہ کے دل میں بھی علم اور طالب علم کی اہمیت کا احساس مفقود ہوچکا ہے۔

۳۔اساتذہ کرام بھی شب وروز معاشی حالات کو بہتر بنانے کیلئے ہر وقت زر کی باتیں ہی کرتے نظر آتے ہیں اور علم کی دوکان چمکائے بیٹھے ہیں جو کوئی زیادہ نرخ ادا کرے گا اس کو اتنا ہی زیادہ علم فروخت کردیا جائے گا۔ان حالات میں شاگردوں نے بھی سمجھ رکھا ہے کہ استاد اپنی عزت واحترام نہیں چاہتا۔ بلکہ صرف زر کا ہی متلاشی ہے مگر بزرگان دین کے اساتذہ تو ایسے نہیں تھے ان کو اپنے احترام کا احساس تھا اور ان کے شاگرد بھی جان سے بڑھ کر احترام کرتے تھے آپ نے اپنے اساتذہ کے احترام کے بارے میں وصیت کی تھی کہ ''میری قبر میرے استاد کی قبر سے پست رکھنا'' اور یہ وہ استاد تھے جن سے قرآن پاک پڑھا تھا۔

شیخ فرید الدین عطارؒ لکھتے ہیں کہ حضرت بایزید کے اساتذہ میں سے ایک استاد کا نام صادق تھا۔ان کے ہاں آپ کافی مدت تک علم وعرفان کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔لیکن احترام کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ اپنے استاد کے قدموں میں بیٹھے تھے کہ استاد نے کہا ''بایزید اٹھو طاق سے فلاں کتاب لاؤ''

''آپ نے عرض کیا استاد محترم کون سا طاق؟''

Marfat.com

استاد نے فرمایا "بایزید تمہیں مدت ہوگئی کہ یہاں ہو اور ابھی تک تم نے طاق نہیں دیکھا"

بایزید نے کہا ہرگز نہیں جناب! مجھے اس سے زیادہ سروکار کیا؟ اور مجھے یہ ہمت کہاں کہ استاد کے سامنے سر اٹھاؤں۔ مزید میں یہاں ادھر ادھر دیکھنے نہیں آیا"

استاد شیخ صادق نے یہ سنا تو بڑے خوش ہوئے اور فرمایا۔

کہ حالت یہ ہے تو تم اب بسطام واپس جا سکتے ہو کیونکہ تمہارا تحصیل علم وعرفان کا کام مکمل ہو چکا ہے (تذکرۃ الاولیاء)

اور کسی نے سچ کہا ہے کہ با ادب با نصیب' بے ادب بے نصیب۔ آپ نے حضرت حبیب عجمیؒ سے روحانی طود پر خلافت رسول شاہی اور حضرت عین الدینؒ شامی قدس سرہ العزیز سے خلافت کلی پانے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے علاوہ شیخ ابوعلی سندھی سے بھی آپ کو شرف تلمذ حاصل ہوا۔

مگر آپ ہمیشہ استاد حقیقی صرف خدا کی خلافت کو ہی سمجھتے تھے کیونکہ آپ کی نگاہ میں اللہ تعالیٰ مبداء فیض تھا کہ جس کی رہنمائی انہیں ہمیشہ حاصل ہوئی اور جسے یہ نعمت حاصل رہے اس کی خوش نصیبی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

آپ اس وہبی' لدنی اور خداداد علم کی وجہ سے دوسرے لوگوں پر فخر کرتے تھے اور یہ فخر بجا بھی تھا۔

آپ نے خود فرمایا:۔

"دوسرے مردوں نے مردوں سے علم حاصل کیا لہذا باقی نہ رہا اور ہم نے زندہ (الحی القیوم) سے علم حاصل کیا ہے کہ جو زندہ جاوید ہے (تذکرۃ الاولیا)

<u>عمل</u>:۔ آپ صرف علم حاصل ہی نہ کرتے چلے جاتے تھے بلکہ علم پر عمل بھی ساتھ ساتھ سیکھتے اور

Marfat.com

کرتے تھے۔ جس طرح آپ نے قرآن پاک پڑھا اس طرح معانی و معارف پر بھی غور فرمایا اور اپنی عملی زندگی میں اپنایا۔ کیونکہ قرآن کی تعلیمات کا یہی طریقہ ہے۔ جس طرح حضور اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ سلف صالحینؒ نے عملی زندگی میں عمل کر کے مخلوق کو نمونہ پیش کیا۔ اس حقیقت کے اظہار کیلئے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے حضور کی سیرت کا نقشہ یوں کھینچا تھا:

کان خلقہ القرآن

ترجمہ:۔ آپ کی سیرت اور اخلاق بالکل وہی تھا جو قرآن نے پیش کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے سورہ بقرہ یاد کرنے میں بارہ سال کا طویل عرصہ صرف کیا کیونکہ آپ نے علم کے ساتھ ساتھ عمل کرنے کا طریقہ بھی سیکھا اور اپنی زندگی میں اس عمل کو سمو دیا۔ صحابہ کرامؓ بھی اسی طرح کرتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

ہم (صحابہؓ) نے جب رسول اکرم ﷺ سے قرآن سیکھا تو علم و عمل کو بھی ساتھ ساتھ سیکھا (اتفاق سیوطی)

اور اس کے ساتھ ہی آج کل کی تصویر سامنے ہے کہ ہم نے صرف قرآن پاک کو بمشکل ناظرہ پڑھنے تک محدود کر رکھا ہے' ناظرہ قران پڑھنے کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ واضح ہے کہ نہ تو ہماری زندگی سے قران کی تعلیمات کا عملی نمونہ ملتا ہے اور نہ قرآن کی وہ برکات ہی نظر آتی ہیں اور آج کل عام شکایات کے ڈھیر ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اگر قرآن کو سمجھ کر پڑھیں تو دُعا کرنے کا طریقہ بھی آئے اور دُعا حلال کی روزی حاصل کر کے کی جائے تو قبول ہو۔

صحابہ کرامؓ کا قرآن کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کو اپنی عملی زندگی میں ایک راہنما بنانا ہی تھا کہ جس کی وجہ سے ہمارے پاس قرآن وسنت کی عملی تفسیریں بن گئی ہیں کیونکہ وہ علم سیکھنے کے ساتھ عمل کو بھی سیکھتے تھے اور اس علم و عمل کو اپنی زندگیوں کا لازمی حصہ بنا لیتے تھے اور برکات دین و دنیاوی حاصل کرتے تھے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ علم پر عمل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے مگر یہ بھی نہیں کہ اس پر کوئی بھی عمل نہ کر سکے اور دوسرے یہ بھی نہیں کہ ہر علم پر عمل نہ کیا جا سکے۔ یہ تو بقول کسے

Marfat.com

''خوئے بدرا بہانہ بسیار،،

کے مصداق ہے اگر انسان کی نیت عمل کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ہمت و توفیق عطا فرماتا ہے کیونکہ ہماری نیتوں میں ہی فتور آ چکا ہے اور شیطانی وسوسوں کا غلبہ ہو چکا ہے تو ہر وقت شیطانی خیالات ہمارے اذہان پر سوار رہتے ہیں لہذا علم پر عمل کیسے کیا جا سکے۔

مگر بزرگی کا مقام بھی وہی حاصل کرتے ہیں جو عالم باعمل ہوتے ہیں۔اولیاء کرام نے اپنے اس عمل کی بدولت اعلیٰ مقام حاصل کیئے کہ رہتی دنیا تک ان کا نام زندہ و تابندہ رہیگا۔

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں:

''میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا لیکن میں نے اپنے اوپر علم اور اس کی متابعت یعنی عمل سے بڑھ کر کوئی چیز سخت اور دشوار نہیں دیکھی،،

Marfat.com

باب ۱۹

کرامات

شیخ عزالدین بن عبدالسلامؒ لکھتے ہیں کہ کسی بزرگ کی کرامتیں سوائے شیخ عبدالقادر کے ہمارے پاس تواتر کے ساتھ نہیں پہنچیں۔ پنجاب کا بچہ بچہ ان کی کرامتوں سے مانوس ہے آپ کی زندگی ہی میں آپ کے داعیوں کے ہاتھ پر یمن۔ شام اور مصر کے لوگ قادری طریقہ میں داخل ہوئے اور سوڈان، روم، ہند اور پنجاب میں صدیوں سے لوگ آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور بڑی نیازیں دیتے ہیں۔

I۔ ایک دفعہ آپ جنگل میں بے آب ودانہ ریاضت میں مشغول تھے آپ کو سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی اچانک بادل میں ایک نورانی چہرہ نظر آیا۔ اس نے سونے کے ایک پیالے میں پانی حاضر کیا مگر آپ نے پینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ سونے کے پیالے میں پانی جب تک میں دنیا میں ہوں نہیں پیونگا۔ اس نے کہا کہ نہیں جنت سے پانی لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ جب تک میں دنیا میں ہوں یہ مجھ پر حرام ہے۔ وہ شیطان تھا اور پیالہ پھینک کر غائب ہوگیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس قدر احکام شریعت کے پابند تھے۔

II۔ ایک دفعہ دریائے دجلہ میں طغیانی آ گئی اور اس قیامت کا طوفان تھا کہ شہر بغداد کے ڈوبنے کا اندیشہ ہوا لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ دُعا فرمائیں کہ سیلاب رک جائے آپ اپنا عصا لے کر دجلہ کے کنارے پر تشریف لے گئے اور دریا کے کنارے لگا دیا۔ خدا کی قدرت کہ اس وقت طغیانی کم ہونی شروع ہوگئی اور کچھ دیر کے بعد دریا کا پانی اتر گیا۔

III۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان میرے پاس آیا اور شرکت وسواس کی باتیں کرنے لگا۔ میں نے پوچھا ''کیسی باتیں کرتے ہو'' اس نے جواب دیا کہ یہی تو جال ہے جن میں تم جیسے لوگوں

Marfat.com

کو پھنسا تا ہوں آپ نے لاحول ولاقوۃ پڑھی اور وہ بھاگ گیا۔

IV۔آپ ایک مرتبہ قبرستان سے گزر رہے تھے ایک نوجوان باجا بجاتا ہوا جارہا تھا تو آپ نے اس نوجوان کو باجا بجاتے دیکھ کر لاحول ولاقوۃ پڑھا۔اس نوجوان کو برا محسوس ہوا تو اس نے غصے کے عالم میں آپ کے سر میں باجا زور سے مارا جس سے باجا بھی ٹوٹ گیا اور آپ کا سر بھی زخمی ہو گیا۔ اور دونوں چلے گئے دوسرے دن صبح آپ نے اپنے مرید کے ہاتھ چند روپے اور حلوہ اس نوجوان کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان روپوں سے نیا باجا خریدلو اور حلوہ کھالو تاکہ کل کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ نوجوان آپ کی اس خوش اخلاقی سے بہت متاثر ہوا اور آپ کے قدموں میں آن پڑا۔اور مسلمان ہو گیا اور معافی مانگی۔اس کے بعد وہ آپ کا خلیفہ بن گیا۔یہ تھی آپ کی کرامت اور اس کا اثر۔ آپ شریعت کے پابند تھے۔ایک مرتبہ الہام سے آپ کو آواز آئی کہ میرے پاس وہ چیز لاؤ جو یہاں نہیں ہے آپ نے عرض کیا یا خدا وہاں کیا چیز نہیں ہے؟ فرمایا: عجز وانکسار اور نیاز۔میرے پاس نہیں ہے۔یہ چیزیں لا۔

V۔ایک دفعہ بے خودی کے عالم میں یہ کلمہ آپ کی زبان سے نکلا ''سبحانی ما اعظم شانی'' جب ہوش میں آئے تو مریدوں نے عرض کی کہ حضرت بے خودی میں آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے تھے پھر بایزید بسطامی نے اپنے ہر مرید کے ہاتھ میں جدا جدا چھری دے دی کہ اگر پھر میرے منہ سے ایسا کلمہ سنو تو اسی وقت ان چھریوں سے مجھے قتل کر دو اور بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

VI۔حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کا سلطان العارفین (بایزید) سے انتساب تھا۔بایزید خرقان سے گزرتے تو وہاں کھڑے ہو کر اس طرح سانس لیتے کہ جس طرح کوئی خوشبو سونگھتا ہے۔مریدوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ اس گاؤں میں مجھے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے اور اس کا نام علی اور رکنیت ابوالحسن ہے۔اس میں تین باتیں مجھ سے زائد ہیں۔اول' اعتدال۔دوئم' کھیتی کرنے والا۔ سوئم' درخت لگانے والا ہو گا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کو وہی مقام اولیاء میں حاصل

Marfat.com

ہے جو حضرت جبرائیلؑ کو ملائکہ میں۔ شیخ ابو سعید کا قول ہے کہ "میں پورے عالم کو آپ کے اوصاف سے لبریز دیکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا" حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ راہ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادرزاد ہو اس کے بعد چشم بینا اور اس کے بعد گوش و ہوش لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو مرگ ناگہاں بہتر ہے"۔

حضرت ذوالنونؒ نے آپ کو پیغام بھجوایا کہ تم ساری رات سکون کی نیند لے کر قافلہ والوں سے پیچھے رہ جاتے ہو۔ جب آپ کو یہ پیغام ملا تو آپ نے جواب میں کہلا دیا کہ پوری رات سکون کی نیند لینے کے بعد قافلہ والوں سے الگ ہو کر جو پہلے منزل مقصود پر پہنچ جائے وہی کامل ہوتا ہے۔ جب ذوالنونؒ نے یہ سنا تو انہوں نے کہا یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک فرمائے۔ بلند مرتبے کا کمال ہے۔

VII۔ ایک دفعہ آپ صحرا میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے عقیدت مند بھی تھے۔ اچانک جی میں آیا کہ ہرن کا گوشت بھون کر کھانا چاہئے۔ اس کا اظہار آپ کے عقیدت مندوں سے کیا۔ اتنے میں ایک ہرن آ گیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ عقیدت مندوں نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو حیران ہو گئے۔ کہ ابھی بایزیدؒ نے ہرن کے گوشت کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہرن کو سالم ہی آپ کے لئے بھیج دیا ہے۔ کتنی بڑی کرامت اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے؟

VIII۔ ایک مرتبہ آپ اپنے عقیدت مندوں کے پاس تشریف رکھتے تھے تو اچانک آپ نے اپنے ایک مقرب مرید سے فرمایا کہ چلو خدا کا ایک دوست آ رہا ہے اس کا استقبال کریں جب باہر نکلے تو ابراہیم ہارونی خچر پر سوار آ رہے تھے آپ نے مہمان سے فرمایا کہ مجھے آپ کے استقبال کا خدا کی طرف سے اشارہ ہوا تھا اور ابھی حکم ہوا کہ آپ کو اپنا شفیع بنا لوں' یہ سن کر ابراہیم ہارونی نے جواب دیا کہ اگر پہلی شفاعت تمہیں اور آخری شفاعت مجھے عطا کی جائے۔ تب بھی حضور اکرم ﷺ کی

Marfat.com

شفاعت کے مقابلے میں اس کا مرتبہ ایک مشت خاک بھی نہیں ہے۔آپ نے ان کو کھانا کھلایا تو ابراہیم ہارونی نے دل میں خیال کیا کہ بایزید کو ایسے کھانوں سے کیا غرض آپ کو بھی الہام سے علم ہو گیا کھانے سے فارغ ہو کر آپ ان کو ایک کونے میں لے گئے اور دیوار پر ہاتھ مارا تو ایسا دروازہ نمودار ہوا جس کے سامنے بہت بڑا دریا تھا۔حضرت بایزید نے کہا کہ آؤ اس میں غسل کریں لیکن انہوں نے کہا کہ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی دیا ہے آپ نے یہ سن کر ابراہیم ہارونی سے کہا کہ جس جو کی روٹی تمہاری غذا ہے وہ تو جانوروں کی خوراک ہے اور وہ کھا کر لید کر دیتے ہیں۔لیکن تم اس کے باوجود خیال کرتے ہو کہ عمدہ اور لذیز کھانے والا کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر ابراہیم ہارونی بہت نادم ہوئے اور معافی مانگ لی۔

VIIII۔ ایک دن آپ نے اپنے پاؤں پھیلائے تو مرید نے بھی آپ کے سامنے پاؤں پھیلائے۔دوبارہ آپ نے پاؤں اکٹھے کئے تو مرید نے بھی پاؤں اکٹھے کرنے کی کوشش کی۔مگر اس کے پاؤں شل ہو گئے اور موت تک یہی حالت رہی کیونکہ اس مرید نے مرشد کے پاؤں پھیلانے کی حقیقت کو نہ سمجھا۔

IX۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص جو کہ آپ کی کرامت وعظمت کا قطعی منکر تھا آپ کے پاس حاضر ہوا اور چاہتا تھا کہ مجھے رموز خداوندی سیکھنے چاہیں مگر آپ اس شخص کی نیت کو جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں پہاڑ پر چلے جاؤ وہاں پر ایک دوست بیٹھا ہے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کرو آپ اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدھا بیٹھا ہے۔وہ دیکھ کر خوفزدہ ہو کر واپس لوٹ آیا اور یہ واقعہ آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا: ’’عجیب بات ہے تم مخلوق سے تو اس قدر خائف ہوئے ہو اور خالق کی ہیبت نے تمہارے قلب میں قطعاً اثر نہیں کیا۔اس بنیاد پر مجھ سے رموز خداوندی معلوم کرنے آئے تھے؟ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ’’اولیاء کرام کی کرامتوں کی وجہ مختلف طور پر چار اسموں سے مدد کرتے ہیں:

ا۔الاول۔

Marfat.com

۲۔الاخر۔

۳۔الظاہر۔

۴۔الباطن۔

اور ولیوں میں سے ہر ایک کے لئے ان میں سے ایک رنگ مخصوص ہوتا ہے لیکن جو اسماء کے حصول کے بعد انؒ سے فنا ہو گیا وہی پورا کامل ہے۔

ظاہر والے قدرت کے عجائبات کو دیکھا کرتے ہیں۔

باطن والے دلوں کے اندر جو گزرتا ہے اس کو دیکھتے ہیں۔

الاول والے گزشتہ واقعات کو دیکھتے ہیں۔

الاخر والے آئندہ حالات و واقعات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

پس اس شخص کے سوا جس کی تدبیر کا کفیل خود حق تعالیٰ ہوتا ہے ہر ایک کا مکاشفہ اس کی طاقت کے انداز سے ہوتا ہے (طبقات کیرامی)

X۔مروی ہے کہ آپ کا ہمسایہ آتش پرست تھا وہ سفر پر گیا ہوا تھا اس کا ایک چھوٹا بچہ جو کہ شیر خوار تھا اندھیرے میں رونے لگتا تھا۔آپ ہر روز اپنا چراغ اس کے گھر لے کر جاتے اور بچہ روشنی دیکھ کر خاموش ہو جاتا تھا اور سو جاتا۔جب وہ سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے یہ قصہ بیان کیا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اپنے غلط عقیدے سے توبہ کر لی۔

XI۔ایک دفعہ آپ سے چند لوگوں نے قحط کی شکایت کی اور بارش کیلئے دُعا کرنے کیلئے التجا کی آپ نے مراقبہ میں جا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی اور لوگوں کو کہا کہ جاؤ تم اپنا پرنالہ درست کرو'' بارش ہو گی چنانچہ اسی وقت بارش ہونے لگی اور مسلسل رات دن بارش ہوتی رہی اور لوگ بارش سے تنگ آ گئے۔

XII۔شیخ احمد خضرویہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ہاتف غیب کی آواز سنی جو مجھ سے کہہ رہا تھا کہ سب لوگ مجھ سے کچھ مانگتے ہیں لیکن بایزیدؒ مجھ سے مجھی کو مانگتے ہیں''

Marfat.com

XIII۔آپ نے فرمایا کہ جب میں پہلی مرتبہ مکہ معظمہ حج کیلئے گیا تو خانہ کعبہ کی زیادت کی دوسری مرتبہ گیا تو صاحب خانہ کا جمال دیکھا۔تیسری مرتبہ گیا تو خانہ کعبہ دیکھا نہ صاحب خانہ نظر آیا یعنی خدا کی ذات میں اس قدر گم ہو چکے تھے کہ حق کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا''

XIV۔آپ نے ایک مرتبہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی۔نماز کے بعد آپ سے امام نے دریافت فرمایا کہ آپ کوئی کام کرتے ہیں اور نہ کسی سے کچھ لیتے ہو۔پھر آپ کا گزارہ کیسے ہوتا ہے؟آپ نے فرمایا پہلے مجھے نماز کی قضا ادا کر لینے دو۔امام نے کہا ابھی تو آپ نے نماز پڑھی ہے اعادہ کی کیا ضرورت ہے؟آپ نے فرمایا:

ایسے شخص کے پیچھے میری نماز نہیں ہوسکتی جو رازق کو نہ پہنچانتا ہو'

XV۔حضرت بایزید بسطامیؒ اتباع سنت ہی کو سب سے بڑی کرامت سمجھتے تھے ان کے بارے میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔کہ آپ کے پاس کرامت کا خواہاں ایک شخص محض فیض حاصل کرنے کیلئے آیا اور چند سال تک آپ کے پاس رہا پھر بددل ہو کر جانے لگا تو آپ نے جانے کی وجہ دریافت کی۔اس نے جواب دیا۔اتنے عرصے میں میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا!اچھا یہ تو بتاؤ کہ مجھے کبھی سنت کے خلاف ورزی کرتے بھی دیکھا ہے؟''اس شخص نے کہا کہ نہیں'' شریعت اور سنت کی تو آپ پوری پیروی کرتے ہیں تو آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا'' ''پھر اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہئے''؟

XVI۔آپ شریعت کے پابند اور صاحب کرامت تھے۔

وله مقالات كثيرة و مجاهدات مشهورة و كرامات ظاهرة (وفیات الاعیان)

آپ صاحب کرامت تھے مگر آپ اس میں قطعاً دلچسپی یا خوشی محسوس نہ کرتے تھے بلکہ اس کے مقابلے میں آپ اپنی شخصیت اور اتباع سنت کی تکمیل کا زیادہ خیال کرتے تھے۔اسی سلسلے میں ان کا ایک واقعہ ہے کہ آپ ایک روز دریائے دجلہ پر گئے دریائے دجلہ دونوں کناروں سے بھر آیا آپ نے یہ کرامت دیکھ کر فرمایا:''مجھے اس امر کے ظاہر کرنے میں ذرہ برابر بھی غرور فخر محسوس نہیں

Marfat.com

ہو رہا۔ کہ گو میں کیسا ہی بے حیثیت ہوں لیکن اپنی عمر کے تیس سال کسی قیمت پر ضائع نہیں کر سکتا۔ مجھے بس کریم بننا پسند ہے اور مجھے کرامت نہیں چاہئے۔ (سفینۃ الاولیاء)

XVII۔ دنیا میں کرامات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ آپ کی کرامت شکم مادر میں ہی حیران کن تھی آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ "ابھی بایزید شکم مادر میں ہی تھے کہ کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ اگر میں کوئی مشتبہ لقمہ پیٹ میں ڈال لیتی تو آپ میرے پیٹ میں تلملا اٹھتے اور مجھے قے آ جاتی تھی" آپ نے اس امر کی بخوبی وضاحت فرمائی ہے کہ علم پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ اس میں ریاکاری، غرور و تکبر و نخوت و نحوست وغیرہ عادات کو چھوڑنا پڑتا ہے اور زہد و پرہیزگاری اور اخلاص دینی اخلاق حمیدہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے جو کہ ضرور مشکل ہیں، مگر علم پر عمل کرنے کے انہوں نے فوائد بھی بیان فرمائے ہیں جو کہ ان مشکلات سے کہیں زیادہ باثر اور فائدے مند ہیں:۔

☆ بایزید بسطامیؒ نے اپنی زندگی اور سیرت کو قرآنی تعلیمات اور رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مقدس سانچے میں ڈھال لیا اور قادر مطلق نے درویش کے مصمم ارادے کو دیکھ کر دست گیری فرمائی اور اس وقت تک انہیں دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک انہوں نے اپنے سیرت و کردار کی تعمیر مکمل نہیں کر لی۔

☆ جہان فانی سے رخصت ہونے سے قبل آپ نے قرآن پاک کو نہ صرف حفظ کر لیا تھا بلکہ قرآن پاک کو معانی کے ساتھ زبانی یاد کر لیا تھا جو کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا۔

☆ علم پر عمل کرنے سے علم و معرفت میں اضافہ ہوتا ہے اور فیضان ربانی حاصل ہوتا ہے عمل کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے اس چیز پر عمل کیا جس کو وہ جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ایسے علم کا وارث بنا دے گا جو اس کو معلوم نہیں ہے"

قرآن کی تعلیمات کے ساتھ حدیث و سنت کا علم سیکھنا اور اس پر عمل کرنا بہت ضروری

Marfat.com

ہے بلکہ دونوں لازم وملزوم ہیں کیونکہ حدیث وسنت کے بغیر قران کی تعلیمات کو سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ حدیث وسنت قرآن پاک کی شرح سمجھی جاتی ہے اوراسی مقصد کے لئے انبیاؑ اور اولیاء کرام کا نزول ہوتا ہے تا کہ مخلوق خدا کو جو غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہے وہ عملی طور پر نمونہ پیش کر کے دور کی جاسکیں۔

<u>پابندی شریعت</u> :۔آپ نے فرمایا ولیوں کی شناخت کے لئے کرامت سے زیادہ پابندی شریعت کو دیکھا جاتا ہے کیونکہ خلوص اور حسن عمل ہی سے قرب خداوندی اور ولائیت وغیرہ نصیب ہوتے ہیں۔

حضرت سید علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا ولی کون ہوتا ہے؟ آپ نے نہایت جامع اور بلیغ الفاظ میں یوں جواب دیا:

سچا ولی وہ ہوتا ہے جو نفس کا بندہ نہ ہو اور صبر وتحمل کے ساتھ اوامر ونواہی کی تکمیل کرے''
(کشف المحجوب)

اگر شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی ولی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے خواہ وہ کتنی ہی کرامات کا مظاہرہ کرے۔آپ کے نزدیک ایسی کرامات کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

''سچے ولیوں کی پہچان یہی ہے کہ وہ شریعت کے پوری طرح پابند ہوتے ہیں' اپنی ولائت کو پوشیدہ رکھتے ہیں' وہ اپنی ولایت اور کرامات کا ڈنکا نہیں پیٹتے اور نہ اپنی معرفت کی ڈینگیں مارتے پھرتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''اولیاء اللہ تعالیٰ کی دلہنیں ہیں اور دلہنوں کو محرم لوگوں کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اُنس کے پردے میں پردہ نشین ہیں اور دنیا وآخرت میں کوئی (غیر محرم) انہیں ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔''

Marfat.com

آپ نے انبیاء کرامؑ کے حال کے بارے میں فرمایا:

''افسوس ہم کو ان کے احوال میں کوئی دخل و تصرف نہیں ہوتا۔ ہم اپنی سطح پر رہ کر جو کچھ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں۔ وہ بہت ہوتا ہے اور وہ سب ہم ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نفی اور اثبات اور صفات باطنی کو ایسی بلندی اور ایسے شجرہ پوشیدہ میں رکھا ہے جہاں مخلوق کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی۔

اکابر اولیاء کشف و کرامات کو قابل استغناء نہیں سمجھتے اور ان کے عام اظہار اور ان میں منہمک ہو جانے کو برا خیال کرتے ہیں کیونکہ کشف اور کرامت ترقی کی راہ میں رکاوٹ کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ اور ان میں غرور و تکبر و نخوت کے رجحانات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت بایزید بسطامی اور شاہ شجاع کرامانی نے سلوک کے پچاس درجے رکھے ہیں۔ ان میں سے دسواں درجہ کشف و کرامات کا ہے جو کوئی دسویں درجے میں پہنچ جائے وہ ان کے نزدیک کرامت اور مکاشفہ کر سکتا ہے۔ لیکن خواجگان چشت کے نزدیک سلوک کے پندرہ درجے ہیں ان میں پانچواں درجہ کشف و کرامات کا ہے۔ اگر کوئی شخص پانچویں درجے میں کشف کر دے تو باقی دس درجوں کو نہیں پہنچ سکتا۔ مرد کامل وہ ہے کہ جب وہ پندرھویں درجے پر بھی پہنچ جائے۔ تو بھی کشف نہ کرے'' (افضل الفوائد)

حضرت بایزید صاحب کرامات بزرگ تھے اور ان کے لئے سلوک کے درجات کا کوئی سوال نہ تھا لیکن انہوں نے بہت کم کشف و کرامات کا اظہار کیا سوائے اس کے کہ جب کبھی کوئی مجبوری کی حالت پیش آتی تو کبھی کبھی کرامت کا اظہار ہوتا تھا' ورنہ نہیں۔ کیونکہ وہ خود کرامات سے خوش نہیں ہوتے تھے۔

Marfat.com

اطاعت حدیث وسنت:۔

آپ حدیث وسنت رسول ﷺ کی اس قدر پیروی کرتے تھے کہ اس کی معمولی سی خلاف ورزی کو برداشت نہ کرتے تھے بلکہ خود ہی برداشت نہ کرتے دوسروں کو بھی خلاف ورزی کرتے پسند نہ فرماتے تھے اور اس شخص کا احترام باقی نہ رہتا۔ جو رسول خدا کے آداب وسنت کا احترام نہ کرتا ہو اور آپ کا شعار وہی تھا جو تمام عاشقان رسول کا رہا ہے یعنی یا محمد ﷺ ہوشیار باش!

چنانچہ تذکرہ نگاروں نے تواتر کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کو کسی شخص نے بتایا کہ فلاں شہر / گاؤں میں ایک شخص نے اپنے آپ کو ولی اللہ مشہور کیا ہے آپ کے دل میں اس سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور اپنے ساتھ ایک مرید لیا اور اس کی زیارت کیلئے چل نکلے۔ جب وہاں پہنچے تو وہ شخص اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں داخل ہو رہا تھا مگر اس نے مسجد میں قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ آپ نے اس کی اس حرکت کو دیکھ لیا۔ تو اس سے بغیر ملے واپس ہو گئے اور ملنا تو درکنار اس کو سلام تک نہ کیا اور فرمایا:

"یہ شخص جب رسول پاک ﷺ کے آداب زندگی میں سے ایک ادب اور سنت پر محفوظ نہیں ہے تو یہ اپنے دعویٰ ولائیت میں کیونکر محفوظ اور قابل اعتماد ہو سکتا ہے"

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

امام شافعیؒ نے اس واقعہ کو اپنی تصنیف "کتاب الاعتصام" میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا یہ ارشاد ایک اصل عظیم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک سنت وحدیث کو درجہ ولایت حاصل نہیں ہوتا خواہ ترک سنت بوجہ ناواقف ہونے کے ہی ہو۔ اگرچہ آپ نے اس ولی اللہ کو ملنے کیلئے جانے کیلئے چار ماہ کا سفر کیا اور جب اس کو تارک السنّت پایا تو اسے سلام کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی اور واپس لوٹ آئے۔

Marfat.com

احترام

ا۔ اللہ کے گھر کا احترام:۔آپ نہ صرف سنت کا ہی احترام کرتے تھے خانہ خدا کے احترام میں بھی بہت پابند تھے۔آپ اس قدر احترام کرتے تھے کہ آپ کے گھر اور مسجد کے درمیان چالیس قدم کا فاصلہ تھا مگر احترام مسجد کی وجہ سے راستے میں بھی نہ تھوکتے تھے۔آپ اپنے گاؤں بسطام کی مسجد میں چالیس سال تک بطور مجاور کام کرتے رہے اور مسجد کی صفائی کرتے رہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ یہ آپ کا معمول تھا جب کسی مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو تھوڑی دیر کیلئے حیران ہو کر دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور رونے لگتے۔تو لوگوں نے رونے کیوجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:۔

''میں اپنے آپ کو حائضہ عورت کی طرح پاتا ہوں کہ جو مسجد میں جانے سے خوف کھاتی ہے کہ کہیں اسے آلودہ نہ کردے''

اا۔ سلطان العارفین کا خطاب احترام پیغمبر:۔آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے پایا ہے وہ صاحب شریعت کی محبت کے طفیل پایا۔تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ درجہ جو آپ نے پایا ہے کس عمل کے ذریعے پایا ہے؟اور یہ مقام جس پر آپ پہنچے ہیں کیسے پہنچے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''بچپن میں ایک رات بسطام سے باہر نکلا۔چاند اپنی چاندنی بکھیر رہا تھا۔اور ساری دنیا محو خواب تھی بارگاہ حق میں نگاہ کی تو اٹھارہ ہزار عالم اس کے پہلو میں ایک ذرہ معلوم ہو رہے تھے۔طبیعت پر عجیب سی روحانی کیفیت طاری ہوگئی اور عرض کی۔یاالٰہی تیری بارگاہ اتنی عظیم اور اس قدر خالی ہے کہ اس قدر وسیع کائنات اور اس قدر تنہائی'' غیب سے آواز آئی:

یہ بارگاہ اس سے خالی ہے کہ جو ہمیں نہیں چاہتا۔ناشائستہ رو اس بارگاہ کے لائق کیسے ہو سکتے ہیں''؟

دل میں خیال آیا دریائے رحمت جوش میں ہے ہمکلامی کا شرف حاصل ہے اس سے

Marfat.com

بہتر اور کونسا موقع ہوسکتا ہے کیوں نہ ساری مخلوق کی بخشش کیلئے عرض کردوں۔ اچانک خیال آیا کہ مقام شفاعت تو شافع روز جزاء حضور اکرم ﷺ کیلئے مخصوص ہے لہٰذا حضور ﷺ کے ادب کی وجہ سے خاموش رہے تب پردہ غیب سے آواز آئی۔

''اس ایک ادب کی وجہ سے کہ جس کا تم نے آج لحاظ رکھا ہے'' ہم نے تمہارا نام بلند کر دیا ہے۔ چنانچہ اب تمہیں قیامت تک لوگ سلطان العارفین بایزید کے نام سے یاد کرتے رہیں گے'' (تذکرۃ الاولیاء)

امام ابونصر قشیریؒ کے سامنے حضرت بایزید بسطامیؒ کا یہ واقعہ بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

بھذہ الھمہ نال مانال۔

ترجمہ: حضرت بایزیدؒ نے جو پایا وہ اسی ادب پیغمبر کے ذریعے پایا۔

اس سلسلے میں مولانا رومؒ نے فرمایا ہے

داد جملہ داد ایمان بایزید

آفرین ھابر چنیں شیر فرید

آپ (بایزیدؒ) پیغمبر خاتم النبین ﷺ کے ادب کے بارے میں حد درجہ محتاط تھے۔ آپ سنت کی پیروی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے اور کسی شخص کو خلاف سنت عمل کرتے دیکھتے تو فوراً منع فرماتے اور اگر وہ منع نہ ہوتا تو اس سے نفرت کرتے تھے اور اس سے ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ آپ ہر ایک کا احترام فرماتے اور آپ کا واقعی یہ مقام والدہ کی دعاؤں کی برکت سے تھا جو سنت محمدی ﷺ کے اتباع اور ادب پیغمبری کی بدولت حاصل ہوا تھا۔ کسی نے اس سلسلے میں خوب کہا ہے کہ'' ہر کہ خدمت کردہ اومخدوم شد'' جس نے دوسرے کا احترام کیا اس نے اپنا مقام بلند کیا۔

Marfat.com

۱۱۱۔ والدہ کا احترام:۔آپ اپنی والدہ کی بہت خدمت کرتے تھے ایک مرتبہ ایک رات آپ کی والدہ نے فرمایا کہ آدھا دروازہ کھول دو اتنا کہہ کر انہیں نیند آ گئی اور آنکھ لگ گئی۔ بایزید فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ کونسا دروازہ کھولوں اور کونسا بند کردوں۔اس حیرانگی میں رات گزار دی کہ والدہ محترمہ کی مرضی کے خلاف کام نہ ہو جائے اور ناراض نہ ہو جائیں۔

تذکرۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ آپ تیس برس باہر رہے اور آدھی رات شہر میں داخل ہوئے جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو رات آدھی ڈھل چکی تھی۔ان کی ماں وضو کر کے مناجات میں مشغول ہوا چاہتی تھی دراز ے سے کان لگا کر سنا تو آہستہ آہستہ آواز آ رہی تھی:

''یااللہ! میرے پردیس گئے بیٹے کو نیک بنا اور اسے خیر و عافیت کے ساتھ رکھ۔پالنے والے۔ بزرگوں کے دل اس سے خوش کردے اور اپنی مہربانی سے اس کے حالات کو خوب سے خوب تر بنادے''

جب آپ نے والدہ سے یہ الفاظ سنے تو آب دیدہ ہو گئے۔قریب قریب تیس سال کے بعد گھر میں قدم رکھے اور ماں سے ملنے کا موقع مل رہا تھا'' لرزتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ دروازے پر دستک دی۔ماں نے پوچھا''کون ہو'' جواب دیا''تمہارا پردیسی بیٹا'' ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بلکہ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لیتے تھے۔روتی ہوئی آئیں اور دروازا کھولا۔ ان کی آنکھیں خراب ہو چکی تھیں۔مدت سے بچھڑے ہوئے بیٹے کو گلے لگایا اور رندھی ہوئی آواز میں کہنے لگیں!

اے طیفور جانتے ہو کہ میری آنکھیں کیوں خراب ہوگئیں؟

صرف اس وجہ سے کہ تمہاری جدائی کے غم میں روتی رہی ہوں اور اس قدر تمہارا غم کھایا کہ کمر دوہری ہو گئی ہے''

آپ اس کے بعد گھر میں ہی مقیم رہے اور ماں کی خدمت میں ہی مصروف رہے ماں کی خدمت بلاشبہ عبادت ہے۔حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ''ماں کے قدموں میں جنت ہے''

Marfat.com

لہذا اماں ہی کی خدمت کے ذریعے جنت اور نجات آخروی حاصل کی جا سکتی ہے۔ حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ:

جس کام کو میں تمام کاموں کے بعد کا سمجھتا تھا درحقیقت اسے سب سے اولیت حاصل تھی۔ وہ ماں کی خدمت اور رضا ہوتی تھی'' آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں اپنی تمام عبادتوں' ریاضتوں' مجاہدوں' خدمت پردیس میں تلاش کرتا رہا وہ سب کچھ ماں کی خدمت میں مجھے مل گیا۔

Marfat.com

باب ۲۰

سیرت و کردار

سیرت پاک:۔آپ کی سیرت و کردار اتباع سنت اور حدیث پر مبنی تھی۔آپ کا ہر عمل حضور ﷺ کی سنت کے مطابق اور ہر گفتار احادیث کی تعلیمات کے مطابق ہوتی تھی۔آپ نے کبھی بھی حضور ﷺ کی سنت کے خلاف نہ کبھی کوئی لفظ منہ سے نکالا اور نہ ہاتھ سے عمل کیا۔حضور ﷺ کی تعلیمات کا بہت احترام کرتے تھے۔آپ کی سیرت پاک پر تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر یہاں اتنی گنجائش نہیں ہے لہذا ضروری اور چند امور کا ذکر ضروری سمجھا گیا ہے۔

آپ اتباع شریعت میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ شعار الہی کی بڑی تعظیم کرتے تھے آپ شریعت کا بڑا احترام کرتے تھے آپ کے بارے میں ابن عطاء کا قول ہے کہ ''حضرت بایزید کی نسبت مشہور ہے کہ آپ مراسم شریعت کی تعظیم کرتے اور شریعت سے نہایت ادب کا برتاؤ کرتے تھے'' حضرت سید ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ''حضرت بایزید تمام حالات میں علم دوست اور علماء وفقراء کی بہت تعظیم کرتے تھے۔بخلاف ان مردوں کہ جنہوں نے بسبب الحاد شریعت کے خلاف جدوجہد کو اپنا موضوع بنالیا تھا''

آپ ہر وقت عشق الہی اور مجاہدہ وریاضت میں مستغرق رہتے تھے۔حضرت ہجویری فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی ان بزرگوں میں سے تھے جو ہمیشہ صاحب مجاہدہ اور محو مشاہدہ رہا کرتے تھے اور غلبہ عشق الہی میں مدہوش اور مقرب رہتے تھے۔البتہ جب نماز کا وقت آتا تو یہ بستی میں آجاتے تھے لیکن نماز پڑھ لینے کے بعد پھر مغلوب ہو جاتے تھے (کشف المحجوب)

آپ کی نماز کی حالت بھی قابل تقلید اور مثالی ہوتی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو تعظیم شریعت اور ہیبت حق کی وجہ سے ان کے سینے کی ہڈیاں

Marfat.com

آواز دینے لگتی تھیں۔ حتی کہ لوگ آواز سنتے تھے (نفحات الانس)

آپ خود فرماتے ہیں کہ:

''ساری عمر میری یہ تمنا رہی کہ ایک نماز تو ایسی ادا کرلوں کہ جو خدا کے شایاں شان ہو لیکن افسوس نہ کرسکا' ایک رات نماز عشاء کے بعد سے لیکر فجر تک چار چار رکعتیں ادا کیں۔ ہر بار فارغ ہوتا تو دل میں یہی خیال آتا کہ اس سے بہتر نماز ہونی چاہئے یہاں تک کہ صبح ہونے کے قریب ہوگئی مجبوراً جلدی جلدی وتر پڑھے اور معبود حقیقی کے حضور التجا کی یا الٰہی میں نے اپنے طور پر مقدور بھر کوشش کی ہے کہ تیری شان کے مطابق نماز ادا کروں لیکن افسوس نہ ہوسکی۔ یہ نماز بایزید کی اپنی حیثیت کے مطابق ہے۔'' پالنے والے تیرے بے نماز بھی تو بہت ہیں۔ بایزیدؒ کو بھی ان میں سے ایک سمجھ لی جیو اور انہیں میں شمار کرلی جیو' (تذکرۃ الاولیاء)

آپ اپنے لئے کرامت کو بالکل پسند نہ کرتے تھے بلکہ اس کو شہرت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ وہ اکثر بھوکے رہتے تھے پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے آپ سے کسی نے پوچھا کہ ''آپ نے یہ معرفت کس چیز کے ذریعے حاصل کی''؟

آپ نے جواب میں فرمایا: بھوکے پیٹ اور عریان بدن یعنی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بدن کے ساتھ (رسالہ قشیریہ وطبقات الصوفیہ) کتاب تذکرۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے ''اگر فرعون شکم سیر نہ ہوتا اور بھوکا ہوتا تو کبھی اَنَارَ بُکُمُ الْاَعْلٰی نہ کہتا' اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ منکر شخص کو معرفت کی ہوا تک بھی نہیں لگ سکتی'' آپ کا یہ بھی ایک قول ہے'' بھوک ایک بادل ہے کہ جو بجز حکمت کے بارش نہیں برساتا''

حلال روزی:۔ آپ لقمہ حلال کو بہت اہمیت دیتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ کم کھایا کرو مگر جو کچھ کھایا جائے وہ حلال ہونا چاہئے کیونکہ حرام کھانے سے شیطانیت پیدا ہوتی ہے اور روحانیت دور ہوجاتی ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے آپ ابھی ماں کے پیٹ میں ہی

Marfat.com

تھے کہ ایک روز ان کی والدہ نے مشتبہ لقمہ کھالیا۔ آپ ماں کے پیٹ کے اندر اس قدر بے چین ہو گئے کہ ماں نے جب تک قے کر کے اس لقمے کو نکال نہ دیا اس وقت تک چین نہ آیا (سفینتہ الاولیاء) اسی قسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو کہ ایک بار خواجہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ نے حضرت بایزیدؒ کی خدمت میں جو کی دو روٹیاں پکا کر بھیجیں اور کہہ بھیجا کہ یہ میں نے آب زمزم سے گوندھ کر پکائی ہیں۔ جب خادم نے آ کر یہ پیغام اور روٹیاں دیں تو آپ نے واپس کر دیں اور کہلا بھیجا یہ تو بتا دیا کہ یہ روٹیاں آب زمزم سے گوندھ کر پکائی ہیں۔ لیکن یہ تو نہیں بتایا کہ ان روٹیوں کا آٹا کس ذریعے سے آیا تھا اور کس کیفیت سے جو آئے تھے۔ جب تک اس کی حقیقت معلوم نہیں۔ ہم ایسی روٹیاں نہیں کھا سکتے (افضل الفوائد)

ذکر الٰہی:۔ آپ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے تھے اور ذکر الٰہی سے بڑھ کر اور کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ذکر الٰہی دل کو کدورت، زنگ اور میل کچیل سے پاک و صاف کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دیا ہے۔

آپ اپنی زندگی میں مجاہدات و جذبہ محبت کے ذریعہ روحانیت کے ارتقاء کی انتہائی منزل تک پہنچ چکے تھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ عشق الٰہی میں سرمست رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''میں نے شراب محبت کے جام پیئے ہیں مگر نہ شراب ختم ہوئی اور نہ میری پیاس بجھی'' آپ حق باری تعالیٰ کی نعمت سے فیض یاب تھے اور اس طرح نماز ادا کرتے تھے کہ گویا خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

بخاری شریف میں تحریر ہے کہ **ان تعبد اللہ کا نک تراہ فان لم تکن تراہ فکانہ یراک** (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ تم اس طرح خدا کی عبادت کرو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر تم منہ دیکھ رہے ہو تو گویا وہ تو

Marfat.com

تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

مشاہدہ:۔مشاہدہ اور وصل دراصل عبادت کی آخری منزل ہے اگر یہ چیز نصیب نہیں ہوتی تو عبادت کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

"من لم یکن للوصال اهلا فکل طاعاته ذنوب"

ترجمہ: جس شخص کو وصال کی اہلیت وسعادت میسر نہ ہو تو اس کی ساری عبادتیں اور نیکیاں اکارت گئیں اور بدیوں کے سوا کچھ نہیں۔

آپ شریعت کا احترام کرتے تھے انسانوں اور جانوروں پر بہت ہی شفقت کا مظاہرہ کرتے تھے بلکہ ساری مخلوق کیلئے ہمدردی کا جذبہ اور ایثار وشفقت رکھتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر خداوند تعالیٰ تمام خلقت کے بدلے مجھے دوزخ میں ڈال دے تو کوئی شکایت زبان پر نہ لاؤں گا۔"

ریاضت کی کیفیت:۔آپ ریاضت کی کیفیت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بارہ سال تک نفس امارہ کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے گرم کیا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا۔جس کی بدولت میرا دل آئینہ بن گیا۔اس کے بعد پانچ سال تک مختلف قسم کی عبادات کر کے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر وغرور اور خود پسندی کا مادہ موجود پایا۔چنانچہ پھر مسلسل پانچ سال تک کافی کوشش کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں سے خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا۔اور نماز جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ نماز جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لئے مردے سے جدا ہو جاتے ہیں۔اور اس طرح مجھے واصل الی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوا۔

Marfat.com

توکل:۔آپ حج کے ارادے سے جارہے تھے کہ کسی نے دریافت کیا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ تو آپ نے جواب دیا مکہ معظمہ حج کی نیت سے جارہا ہوں۔اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے پاس کچھ زادراہ کیلئے رقم بھی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس دوسو دینار ہیں۔اس شخص نے دوبارہ عرض کیا میں بہت ہی غریب ہوں اور عیالدار بھی ہوں۔لہذا آپ یہ دو سو دینار کی رقم مجھے دے دیں۔اور میری مدد اس مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی بجائے میری مدد کرلیں۔تو آپ کو حج کا ثواب مل جائے گا۔آپ نے اس شخص کے کہنے مطابق وہ ساری رقم اس غریب کو دے دی اور خود یہیں سے واپس چلے گئے یہ محض اللہ تعالیٰ پر توکل کی انتہا تھی۔آپ کی عبادت اور ریاضت کا یہ حال تھا کہ عبادت کے اوقات میں کمرے یا حجرے کا دروازہ بند کرلیتے تھے اور اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا کہ کوئی سوراخ نہ رہ جائے جس سے کسی کی آواز اندر داخل ہو اور میری عبادت میں کوئی خلل واقع ہو۔عیسیٰ بسطامی کا قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں تیس سال آپ کے ساتھ رہا ہوں لیکن آپ کو کبھی بات کرتے نہیں دیکھا۔آپ کی ریاضت و عبادت کا یہ حال تھا کہ آپ ہر وقت دنیا سے الگ اپنا سر دونوں رانوں میں دیئے بیٹھے رہتے تھے اور جب کبھی سر اوپر اٹھاتے بھی تو اوپر دیکھتے سرد آہ بھرتے اور پھر سر زانوں میں دے دیتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک رات اچانک میرا مکاں منور ہو گیا میں نے آواز دے کر کہا کہ اگر یہ ابلیس ہے تو میں اپنی زندگی اور بلند ہمتی کی وجہ سے اس کے فریب میں نہیں آسکتا اور اگر مقربین کی جانب سے یہ منور ہے تو مجھے خدمت کا موقع عطا کیجئے تاکہ میں رتبہ کرامت حاصل کرسکوں۔

تعلیمات:۔حضرت بایزیدؒ کی تعلیمات کو مختصر طور پر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ آپ اتباع سنت رسول اکرم ﷺ کے من وعن عمل کرنے والے تھے اور آپ کی تعلیمات وہی تھیں جو حضور اکرم ﷺ کی احادیث و سنن میں موجود ہیں۔آپ حضرت رسول اکرم ﷺ کے سچے پیروکار اور مقلد تھے۔ بہر حال آپ کی تعلیمات کا مختصراً طور پر ذکر کیا جاتا ہے کہ قارئین کیلئے رہنمائی اور قلبی سکون حاصل

Marfat.com

کرنے کا ذریعہ ہو:

۱۔آپ کی تعلیمات میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ تمام اولیاء اللہ خدا سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ ممکن ہی تبھی ہو سکتا ہے جب اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا سلوک کیا جائے۔آپ اس معاملے میں سب سے آگے تھے' جس کی وجہ سے آپ کا ہمسایہ یہودی آپ کے حسن سلوک اور ہمدردی سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا۔

۲۔آپ جانوروں پر بہت شفقت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے ایک مرتبہ یوں واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ ہمدان سے قرطم کے دانے خریدے جو آپ نے استعمال کرنے کے بعد باقی ماندہ کو ایک پڑیہ میں باندھ لیا اور اپنے گھر بسطام آ گئے وہاں آ کر معلوم ہوا کہ ان میں چیونٹیاں بھی آ گئی ہیں آپ کو ان کی جدائی کا بڑا احسان ہوا کہ ان کو اپنی ساتھیوں سے جدا کر دیا اور ہمدان سے بسطام پہنچا دیا۔لہذا آپ فوری طور پر واپس ہمدان تشریف لے گئے اور ان چیونٹیوں کو بھی ہمدان میں چھوڑ کر آئے۔اور اس دوران ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی حالانکہ ہمدان اور بسطام کا کافی فاصلہ ہے۔

۳۔آپ انسان دوستی اور شفقت میں یہاں تک مخلص اور مہربان تھے کہ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ ''اگر خداوند تعالیٰ تمام خلقت کے عوض مجھے دوزخ میں ڈال دے تو کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لاؤں گا'' اور آپ اپنے مریدوں سے بھی کہا کرتے تھے کہ ''میرا مرید تو وہ ہے کہ جو گنہگاروں کو عذاب سے بچانے کیلئے کوشاں ہو''.

۴۔آپ جانوروں کی شفقت میں اس قدر ہمدرد اور مشفق تھے کہ ایک مرتبہ آپ دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ ایک بچھو پانی میں غوطے کھا رہا تھا تو آپ کو بہت ترس آیا آپ نے اسے باہر نکال دیا اور ڈوبنے سے بچا لیا۔تو اس کو جب ہوش آیا تو اس نے آپ کو ڈنگ مار دیا اور وہ دوبارہ پانی میں جا گرا آپ نے پھر نکال دیا تو پھر اس نے آپ کو ڈنگ مار دیا۔حتی کہ یہ تین چار مرتبہ واقعہ پیش آیا تو ایک شخص قریب بیٹھا یہ سب ماجرا دیکھ رہا تھا تو اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ ''آپ بھی عجیب ہیں کہ وہ ڈنگ مارے جا رہا ہے اور آپ اسے نکالنے سے باز نہیں آتے'' آپ نے فرمایا'' جب

Marfat.com

وہ برائی سے باز نہیں آتا تو میں نیکی سے باز کیوں آؤں۔"

۵۔آپ کی رشد و ہدایت کا انداز بڑا ہی دردمندانہ اور محبت بھرا ہوا کرتا تھا اور آپ بڑی دل سوزی اور خلوص دل سے تبلیغ کا کام کرتے تھے اور لوگوں کو ہلاکت سے بچانے اور راہ راست پر لانے کیلئے کوشاں رہتے تھے۔آپ کی تبلیغ بڑی موثر ہوتی تھی اور فوری طور پر لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی تھی اس کی محض وجہ آپ کی دل سوزی اور خلوص ہوتا تھا۔آپ کے ہاں تبلیغ کے طریق کار میں بڑی شفقت و محبت اور حکمت و تدبر کا عنصر شامل ہوتا تھا۔وہ جو کچھ کہتے اس پر کہنے سے زیادہ خود عمل کرتے تھے وہ گناہ سے نفرت کرتے تھے مگر گنہگاروں سے محبت کرتے جس کی وجہ سے گنہگار اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر توبہ کر کے مسلمان ہو جاتے تھے اور غیر مسلم بھی صوفیائے کرام کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر اسلام کو قبول کر لیتے تھے۔اور وہ حاکم جو اسلام کے مخالف ہوتے تھے اور اسلام کو مٹانے کے درپے ہوتے وہ بھی محکوم مسلمانوں کا مذہب محض ان کی اخلاقی اقدار کی پابندی کے باعث قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔یہ صرف اسلام ہی قبول نہ کرتے تھے بلکہ وہ اس کو اپنے لئے باعث سعادت اور بزرگی کا باعث تصور کرتے تھے۔

ہے عیاں آج بھی تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یہی وہ صوفیاء کرام تھے کہ جن کی شب و روز کی عبادت اور تبلیغ کی وجہ سے گمراہ لوگ اسلام کی شمع سے نور حاصل کرتے تھے اور یہی وہ بزرگ تھے کہ جنہوں نے اگرچہ ملکوں کو فتح تو نہیں کیا مگر حسن اخلاق سے دلوں کی اقلیموں کو ضرور فتح کیا۔اور معاشرے کے بگڑے ہوئے افراد کو سنوار کر صالح افراد میں تبدیل کر دیا۔

؎ بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

آپ صوفیائے کرام کی صف اول میں اپنا مقام رکھتے تھے اور عوام الناس کو آپ نے

Marfat.com

گمراہی کی گہرائیوں سے تبلیغ کے ذریعے نکال کر صراط مستقیم پر لا کھڑا کیا۔

تبلیغ : آپ کی تبلیغ کا طریقہ بھی بڑی رحم دلی اور ہمدردی پر منحصر تھا۔ ایک مرتبہ آپ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک نوجوان ملا جو کہ نشہ میں دھت اور باجا بجاتا جا رہا تھا آپ نے اس کے ساتھ چلنے لگے اور ساتھ ساتھ اس کو نصیحت و تبلیغ بھی شروع کی۔ آپ نے اس نوجوان کو فرمایا:۔

''بیٹا! یہ زندگی لہو ولہب کیلئے نہیں بلکہ یہ جوانی اگر خدا کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت میں صرف کی جائے تو کتنا ہی اچھا ہو''

''بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ توانائی بے کار کاموں اور گانے بجانے میں صرف ہو رہی ہے'' اس نوجوان نے بدتمیزی کی مگر آپ نے اپنی رحم دلی اور ہمدردی کو نہ چھوڑا۔

۲۔ ایک دفعہ بسطام کے علاقہ میں کافی عرصہ سے بارش نہیں ہو رہی تھی اور آپ بھی ان دنوں بسطام میں ہی رہ رہے تھے۔ لوگ بڑے پریشان تھے اور بارش کیلئے دعا کرنے کیلئے باہر میدان میں نکل گئے۔ لوگوں نے عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی لیکن پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ اس پر کچھ لوگوں نے چہ میگوئیاں کرنی شروع کر دیں کہ برے آدمیوں کی شامت اعمال کی وجہ سے باران رحمت نہیں آ رہی۔ جب آپ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے خود ہی بسطام چھوڑ دیا اور باہر نکل گئے۔ لوگوں نے آپ سے بسطام چھوڑنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: سب سے برا تو میں ہی ہوں اس لئے اس جگہ سے چلا جاتا ہوں تاکہ لوگ میری شامت اعمال کی وجہ سے باران رحمت سے تو محروم نہ رہیں'' آخر کار لوگ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے بڑی منت و سماجت کی جس سے آپ واپس بسطام چلے گئے۔

نماز کی حالت :۔ آپ عشاء کی نماز چار رکعت پڑھ کر فرماتے کہ نماز قبول نہیں ہوئی اور پھر نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ جب نماز ختم ہو جاتی تو پھر فرماتے کہ میری نماز قبول نہیں ہوئی۔ اسی طرح

Marfat.com

ساری رات نماز پڑھتے گزر جاتی اور صبح ہو جاتی تھی۔ اور صبح اللہ سے فریاد کرتے میں نے تیری بارگاہ میں تیرے لائق مراتب نماز ادا نہیں کی اور محروم رہا ہوں کیونکہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے۔ لہذا مجھے اپنے بے نمازی بندوں میں شامل فرمائے۔

آپ مکہ معظّمہ کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا کے لوگ پاؤں کے مل چل کر صبح آتے جاتے ہیں ہم صبح کے لئے سر کے بل کر جائیں گے اور اس طرح مکہ پہنچے کہ ہر قدم پر سجدہ کرتے ہوئے بارہ سال کے طویل عرصے میں مکہ معظّمہ پہنچے اور فرمایا کہ یہ کوئی دنیا کے بادشاہ کی چوکھٹ نہیں ہے کہ اس جگہ ایک دم دوڑتے ہوئے پہنچ جائیں۔

حضرت ابن عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

۱۔ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں۔

۲۔ برائی کا معاملہ کرنے والوں سے بھی احسان کا برتاؤ کرتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے رزق میں سے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔

ابدال اور غوث میں فرق کیا ہے؟: ۔غوث (فریادرس) وہ شخص ہوتا ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور وہ فریاد سن کر مدد دینے والا ہو۔

اصطلاح صوفیائے میں غوث ولایت کے درجوں میں سب سے بڑے درجے کا ولی ہوتا ہے۔ بعض صوفیائے کرام اس خیال کے بھی مالک ہیں کہ غوث سے بڑا درجہ قطب کا ہوتا ہے۔

Marfat.com

غیاث اللغات کے مطابق قطب کے دائیں بائیں دوغوث ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے قطب کا درجہ غوث سے بڑا ہوتا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

ابدال ذو معنی لفظ ہے یعنی:

ا۔ وہ لوگ جو بری صحبتیں چھوڑ کر اچھی صحبت کو اپنا لیں۔

۲۔ ایسے لوگ جو روحانی طور پر نظام عالم کا انتظام کرتے ہیں۔اور جن کے وجود پر تمام دنیا کی بقاء ہے۔

بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ ابدال اور اوتاد دونوں الگ الگ ہیں اور بعض اوتاد کو ابدال میں شمار کرتے ہیں۔ان کو ابدال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر ان میں سے ایک کہیں چلا جائے تو اس کی جگہ دوسرا ابدال جو اس سے کم درجے کا ہوتا ہے قائم مقام ہو کر اس کا کام انجام دینے لگتا ہے یا اس لئے اس کا نام ابدال پڑ گیا ہے کہ خداوند کریم نے انہیں اتنی قوت دی ہے کہ اپنی جگہ ایسے اشخاص کو چھوڑے جو بعینہ ان کی شکلوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جہاں چاہیں وہ جا سکتے ہیں۔(ماخذ از حاشیہ نفحات مولوی عبدالغفور)

ابوسعید سے کسی نے دریافت کیا اوتاد افضل ہیں یا ابدال۔ جواب دیا کہ اوتاد کیونکہ ابدال روحانی مدارج کو طے کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور اوتاد باطنی مدارج کے اعلیٰ رتبے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے سات ابدال سات اقلیموں میں رہیں گے۔

پہلی اقلیم کا ابدال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرز پر ہے، جس کا نام عبدالحی ہے۔

دوسری اقلیم کا ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرز پر ہے، جس کا نام عبدالحلیم ہے۔

تیسری اقلیم کا ابدال حضرت ہارون علیہ السلام کی طرز پر ہے، جس کا نام عبدالمرید ہے۔

چوتھی اقلیم کا ابدال حضرت ادریس علیہ السلام کی طرز پر ہے، جس کا نام عبدالقادر ہے۔

پانچویں اقلیم کا ابدال حضرت یوسف علیہ السلام کی طرز پر ہے، اور اس کا نام عبدالقاہر ہے۔

Marfat.com

چھٹے اقلیم کا ابدال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرز پر ہے اور اس کا نام عبدالسمیع ہے۔

ساتویں اقلیم کا ابدال حضرت آدم علیہ السلام کی طرز پر ہے اور اس کا نام عبدالبصیر ہے

یہ سب ابدال اسرار الٰہیہ کی بخوبی معلومات رکھتے ہیں۔ ان میں سے چوتھے ابدال عبدالقادر اور پانچویں ابدال عبدالقاہر کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ:

۱۔ اگر کسی شہر یا ملک پر عذاب نازل ہو تو وہ اس کے مہتمم ہوتے ہیں۔

۲۔ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو عالم ناسوت سے ایک اور شخص اس کا قائم مقام بن جاتا ہے اور وہ پہلے ابدال کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ تین سو پچاس (۳۵۰) اور ابدال بھی ہوتے ہیں جو پہاڑوں، جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں ان کی خوراک درختوں کے پتے اور مختلف قسم کے پھل ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں پایا جاتا ہے کہ:

تین سو (۳۰۰) ابدال حضرت آدم علیہ السلام کی طرز پر ہوتے ہیں، چالیس حضرت موسیٰؑ کی طرز پر اور سات حضرت ابراہیمؑ کی طرز پر۔ پانچ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرز پر اور تین حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرز پر پیدا کئے گئے ہیں اور ایک ابدال آنحضرت محمد ﷺ کی طرز پر پیدا کیا گیا ہے (مراۃ الاسرار)

خلفاء کبائر: ۔ سلطان العارفین روحانیت اور معرفت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ انہوں نے علم و عرفان کے اس قدر گراں قدر موتی نچھاور فرمائے کہ ان کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے علماء اور مشائخ اپنے آپ کو ان کی خوشہ چینی پر مجبور پاتے ہیں۔ میر انیس کے الفاظ ہیں

؎ لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

ولی کو ولی پہچانتا اور اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے اس کی باطنی اور ظاہری

Marfat.com

حالت سے واقف ہوتا ہے اس طرح اہل دل و اہل علم اہل ولایت اور اہل علم کو جانتا اور پہنچانتا ہے۔آپ نے بہت سے بزرگوں سے علمی اور روحانی فیوض حاصل کئے اور وہ اس شرف پر نازاں رہے۔تاریخ شاہد ہے کہ اپنے عہد کے تمام علماء اور مشائخ بایزید کی قدر اس سے زیادہ کرتے ہیں اور ان کے ہم پلہ کوئی بھی احترام وقدر میں ولی نہ تھا:

؎ این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد' خدائے بخشندہ

یہ صرف ایسی بات نہ تھی کہ صرف دوسرے ہی آپ کی قدر اور احترام کرتے تھے آپ بھی سب کی عزت اور قدر کرتے ہیں جو بھی کوئی آپ کے در پر حاضر ہوتا آپ خود اٹھ کر اس کا استقبال فرماتے اور اس کی حسب مراتب عزت کرتے تھے اور اگر کسی شان والے بزرگ یا ولی اللہ کے بارے میں علم ہوتا تو فوری طور پر اس کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور اس کی قدر اور احترام کرتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کے تمام ہمعصر ولی یا بزرگان دین آپ کا احترام اور عزت کرتے تھے آپ بزرگان دین کی مجالس میں شرکت فرماتے اور آپ رشد وہدایت کا درس دیا کرتے تھے اور ان مجلسوں میں عام مریدوں کے علاوہ کئی نامور بزرگ بھی شرکت کرتے تھے۔

اپنے عہد کے مشائخ میں آپ کی حیثیت ایسی روشن ہوتی تھی جس طرح ستاروں میں بدر کامل اور چودھویں رات کے چاند کی آپ روحانیت کی جس منزل پر تھے اس کی غبار راہ کو بھی دوسرے ولی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ہمعصر بزرگان دین اور تلامذہ جنہوں نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا اور وہ آپ کی جلالت قدر کے معترف ہوئے ان میں سے بعض سر برآوردہ اکابر کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

ا۔حضرت جنید بغدادیؒ ۲۔حضرت ذوالنون مصریؒ ۳۔حضرت شفیق بلخیؒ

Marfat.com

۴۔حضرت ابو تراب بخشیؒ ۵۔حضرت احمد بن خضرو یہ بلخیؒ ۶۔حضرت فاطمیہ بلخیہؒ (زوجہ احمد بن خضرو یہ) ۷۔حضرت ابو حفص الحدادؒ ۸۔حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ

۹۔حضرت ابراھیم ہرویؒ ۱۰۔حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ ۱۱۔حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ

۱۲۔حضرت ابوسعید منچورانیؒ ۱۳۔حضرت سعید راعیؒ ۱۴۔حضرت ابوالحسن خرقانی

۱۵۔حضرت ابوعثمان سعید بن اسماعیل الحیریؒ ۱۶۔حضرت عبداللہ الخرازؒ

۱۷۔حضرت ابوموسیٰ بسطامیؒ ۱۸۔حضرت عیسیٰ بسطامیؒ

۱۹۔حضرت ابوموسیٰ وبیلی دنیاریؒ ۲۰۔حضرت پیر عمرؒ ۲۱۔حضرت بدیع الدینؒ

۲۲۔شیخ سہلگیؒ ۲۳۔حضرت خطاب طرزیؒ ۲۴۔حضرت ابومنصور جینویؒ

۲۵۔حضرت محمود کوہیانیؒ ۲۶۔حضرت محمد راعیؒ ۲۷۔حضرت عبداللہ یونابادیؒ

۲۸۔حضرت ابوبکر اصفہانیؒ۔

آپ کی دُعا ومناجات :۔ ارکان اسلام میں نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔یعنی ''الصلوۃ عماد الدین'' اور کافر اور مسلمان میں صرف نماز کا فرق ہی ایک پہچان ہے اور نماز میں جس چیز کے ذریعے تعلق باللہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔وہ دُعا اور مناجات ہے۔دُعا اور مناجات کے ذریعے بندہ اپنے معبود کے سامنے اپنے دل کی بات واضح کرتا ہے اور اپنے رازدان کو آگاہ کرتا ہے۔بندہ اپنے مالک حقیقی کے حضور میں اپنی مشکلات' تکالیف اور پریشانیوں کا تذکرہ بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ کرتا ہے۔اور وہ ذات بھی اس قدر کریم ورحیم ہے کہ اگر اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں تو خالی نہیں لوٹاتی اور پکارنے والے کی پکار سنتا ہے اور اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے کیونکہ ہر ایک کی خواہش اور ضرورت اس کے حسب حال پوری کی جاتی ہے۔اس کے خزانے بے کراں اور بے شمار ہیں ان کا کوئی حساب نہیں ہے۔اس کی شان ہی نرالی ہے مشاہدے میں ہے کہ دنیا کے آقا بار بار مانگنے سے ناراض اور خفا ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کی

Marfat.com

باتیں سناتے ہیں اور دھکے دے کر اپنے دربار سے باہر نکال دیتے ہیں مگر وہ ایسا حقیقی مالک اور آقا ہے کہ جس سے اگر نہ کچھ مانگا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیوں نہیں مانگا گیا۔ خواہ صبح سے لیکر شام تک ایک بندہ اپنے معبود سے مانگتا رہے وہ دیتا نہیں تھکتا۔ بلکہ وہ اپنے بندے کو عطا کرتا ہوا خوش اور راضی ہوتا ہے۔

ہر آدمی خدا کی ذات سے مانگتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم' مشرک ہو یا مومن' انسان ہو یا حیوان' چرند ہو یا پرند۔ ہر ایک اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے اور ہر ایک کی ہر قسم کی حاجت وہی پوری کرنے والا ہے ہر ایک کی دعا اور مناجات وہی پوری کرنے ولا ہے اور یہ قدرت صرف اسی میں ہی ہے۔ کافر یا مشرک جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں یا مسلمان جو قبر پرستی کرتے ہیں تو وہ بت یا قبروں والے تو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی مناجات کرنے والے کی پکار سنتا اور حاجت پوری کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ والے اور اس کے مقرب کا بھی یہی دستور اور طریقہ رہا ہے اور جس قدر کوئی بزرگ اس کے ہاں مقرب اور برگزیدہ ہوگا اتنا ہی وہ زیادہ دعا اور مناجات میں مشغول و مصروف رہے گا۔ حضرت بایزید مقرب خاص تھے اور وہ اپنا زیادہ وقت دعا و مناجات ہی میں سکون قلبی' روحانی ارتقاء اور قرب الٰہی کیلئے صرف کرتے تھے ان کی خدمت میں جو آ کر دُعا منگوانے کی غرض سے آتا تھا تو اس وقت آپ کی دُعا و مناجات کے الفاظ درج ذیل ہوتے تھے۔

''اے پالنے والے! یہ تیرے ہی بندے ہیں تو ہی ان کا خالق و مالک ہے۔ میں درمیان میں کون ہوتا ہوں کہ تیرے اور تیری مخلوق کے درمیان میں واسطہ بنوں۔ یا الٰہی تو ان پر رحم فرما''

کتاب تعرف میں شیخ ابو ابراہیم باذیؒ حضرت بایزید بسطامیؒ کی ایک پر درد مناجات نقل کرتے ہیں جو آپ کے ایثار اور انسان دوستی کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے' مناجات کے الفاظ بصورت ترجمہ یہ ہیں:

Marfat.com

ترجمہ:۔ بارالٰہا! دنیاوآخرت میں سے صرف دو چیزوں کا تجھ سے سوال کرتا ہوں یا تو مجھے فدیہ بنا لیجئے۔ان لوگوں کیلئے کہ جو تیرے ہاں عذاب کے مستحق ہیں یا مجھے بخش دیجئے۔ان کے بدلے میں عذاب دیا جاؤں تو یہ اس محبت کے مقابلے میں جو مجھے تمہاری ذات سے ہے کچھ بھی نہیں اور اگر مجھے وہ لوگ بخش دیں تو تمہاری بے پایاں رحمت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کوئی بڑی معلوم نہیں ہوتی۔(شرح تعرف)

آپ کی مقبولیت:۔حضرت بایزید بسطامیؒ جس طرح اپنے حلقوں میں ہردلعزیز اور مقبول عام تھے اسی طرح وہ دوسروں کی نگاہوں میں مقبولیت کا مقام حاصل کر چکے تھے۔آپ تمام بزرگوں کی نگاہ میں قابل احترام اور مقبول عام تھے اور نہ صرف آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ نے آپ کی مقبولیت کا چرچا کیا بلکہ آپ کے بعد آنے والے علماء نے بھی آپ کی تعلیمات کے پیش نظر آپ کا احترام وعزت برقرار رکھا۔اوران کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہے اور تا قیامت انشاءاللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ان میں نمایاں جو مشائخ نظر آتے ہیں جو کہ ہمعصروں میں سے تھے ان سے چند ایک کا ذکر ضروری ہے۔

ا۔حضرت علی ہجویریؒ:۔آپ حضرت بایزید بسطامیؒ کے انتہا درجے کے عقیدت مند تھے اور سلطان العارفین کی عظمت روحانی کے بڑے معترف تھے۔انہوں نے اپنی مشہور تصنیف کشف المحجوب میں انہیں پرزور خراج عقیدت یوں پیش کیا ہے۔آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''آنحضرت محمد ﷺ سے حضرت بایزید بسطامیؒ کی بیان کردہ روایات بلند درجہ رکھتی تھیں۔اور آپ تصوف کے دس مشہور آئمہ میں سے ایک ہیں۔بلاشبہ آپ سے پہلے کسی کو اس علم کے حقائق میں اتنا ملکہ نہیں تھا''

Marfat.com

۲۔ شیخ عطارؒ کا خراج عقیدت:۔ شیخ فرید الدین عطار خود بڑے برگزیدہ بزرگ تھے انہوں نے اولیاء کرام اور مشائخ عظام کا تذکرہ مرتب کیا ہے اور وہ بایزید کا یوں تعارف شاندار الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے

''خلیفہ اللہ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز' عظمت روحانی کے لامتناہی ستون' سلطنت عرفان کے سلطان وقت' ساری مخلوق کیلئے سراپا محبت' جہاں ناکامی کیلئے صالح بخت وسعادت مند تھے۔ حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ مشائخ اور اولیاء'' میں سے بزرگ ترین شخصیت' محبّ خدا خلیفہ حق اور اپنے زمانہ کے قطب عالم تھے۔ ان کے احوال ریاضتیں' کرامتیں' اور معرفت بھرے کلمات بے انداز ہیں۔ اسرار وحقائق میں دور س نظر اور سعی مشکور کے مالک تھے۔ آپ ہمیشہ قرب وہیبت کے مقام میں اور بحر الفت میں غرق رہتے تھے۔ اپنے تن کو ہر وقت مجاہدے میں اور دل کو مشاہدے میں مصروف رکھتے تھے''۔

ان کے ہمعصر مشائخ کے علاوہ آپ سب طبقوں میں مقبولیت رکھتے تھے لہٰذا آپ کی زندگی کے بعد میں آنے والے اولیاء کرام نے بھی آپ کی مقبولیت میں اضافہ فرمایا اور انہوں نے بھی عقیدت کے پھول نچھاور کیئے۔ آپ نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کے مقتدا اور مرشد ہیں لیکن باقی سب روحانی سلسلوں کے مشائخ نے بھی انہیں سر اور آنکھوں پر جگہ دی ہے اور آپ سب میں یکساں مقبول ہیں۔ جیسا کے مولانا عبدالرحمٰن جامی رقمطراز ہیں۔

''لاجرم ہمہ فرقہارا پذیر رفتہ اند'' (نفحات الانس)

ترجمہ:۔ تحقیق تمام فرقوں کے لوگوں نے آپ کی پذیرائی کی ہے یعنی آپ کو دنیا نے روحانیت کا پیرومرشد تسلیم کیا ہے۔

مقبولیت کی وجوہات:۔ آپ کی مقبولیت میں زیادہ دخل آپ کی ذاتی خوبیوں کا ہے کہ جوان کو پیشوا کی حیثیت سے باقی اولیاء کرام سے ممتاز کرتی ہیں۔ یہ وہی خوبیاں ہیں جو ایک سچے عاشق

Marfat.com

رسول کیلئے علامہ اقبال نے پیروکاروں کیلئے تجویز کی ہیں۔

؎ نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جان پرسوز

مزید برآں یقین محکم وعمل پیہم، تقویٰ وطہارت اور عشق الٰہی اور اتباع سنت میں یکتائے زمانہ تھے۔ مخلوق خدا کے ساتھ شفقت سے پیش آنا لوگوں کو گرویدہ بنا دیتا ہے۔ آپ کا ارادت ونیابت اور جذب ومحبت کے دونوں طریقوں پر عمل تھا اس لئے تصوف وطریقت میں جتنی راہنمائی آپ نے کی ہے دوسرا کوئی نہ کرسکا۔

مستشرقین نے بھی آپ کی مقبولیت کی داد دی ہے اگرچہ اپنی ذہنیت کا اظہار ضرور کیا ہے۔ مثلاً پروفیسر نکلسن نے یوں تحریر کیا ہے:

''حضرت بایزید عجمی تصوف کے ہیرو محض اس وجہ سے بن گئے ہیں کہ وہ درحقیقت پورے پورے عجمی اور ایرانی تھے اور اپنے ملک کے مذہبی ولولوں کے پوری طرح نمائندہ تھے انہوں نے تصوف میں عالی وحدت الوجود نظریات کو داخل کر دیا۔'' (جرنل آف رائل ایشائک سوسائٹی)

یہ واضح ہے کہ مستشرقین نے تو کسی بھی اسلامی عقائد کے رہنما اور اولیاء کرام کو دلی طور پر تسلیم نہیں کیا ہے یہی حال حضرت بایزید بسطامی کے ساتھ روا رکھا گیا ہے وہ ایسے انداز سے تیر چلاتے ہیں کہ عام آدمی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔

مگر ان کی تحقیقی کاوشوں کو قبول کرنے سے قبل اچھی طرح پڑھ لیا جائے بقول شاعر:

؎ مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

آپ کے بارے میں پروفیسر نکلسن کا بیان خلاف واقعہ اور مبالغہ آمیز ہے جب کہ آپ کا ایران سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا آپ تو خراسان کے علاقہ بسطام سے تعلق رکھتے تھے جو کہ افغانستان کا علاقہ ہے اس لئے پروفیسر کا بیان محض عناد اور کینہ پر مبنی ہوگا۔

Marfat.com

آپ کی تصوف اور طریقت کا سرچشمہ قرآن وسنت ہے اور ان کی تعلیمات پر عجمیت کی پرچھائیں تک نہیں پڑیں۔ اور ان کی مقبولیت تو محض ان کی ذاتی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے باعث تھیں اور آپ تو اولیائے کرام کے گلشن روحانیت کے گل سرسد اور آسماں عرفان کے ماہ تاباں مانے گئے ہیں۔ جس قدر وسیع حلقہ ارادت اور جتنا زیادہ خراج عقیدت عرب وعجم میں آپ کے حصہ میں آیا بہت تھوڑے اور بزرگ ہوں گے جنہیں یہ حصہ نصیب ہوا ہوگا۔

یہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو بھی تھوڑا بہت معرفت کا علم یا لگاؤ ہے وہ یقیناً آپ کا گہرا معتقد ہوگا اور جو شخص معرفت کا دعویٰ تو کرتا ہے اور سلطان العارفین سے حسن عقیدت نہیں رکھتا وہ اپنے دعوئ میں مشکوک نظر آتا ہے اور اسے معرفت کی ہوا تک بھی نہیں لگی۔ بقول میر:

ؔ آپ بے بہرہ ہیں جو معتقد میر نہیں

Marfat.com

باب ۲۱

وفات

کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس کا دار فانی سے دار البقاء کی طرف جانا لازمی ہے اور یہ اصول و طریقہ حضرت آدمؑ سے لے کر تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ یہ قدرت کا مروجہ اصول ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ تو حضرت بایزید بسطامیؒ کا بھی وقت مقررہ آن پہنچا۔ تو وہ بھی عازم دار البقاء ہوئے۔ مگر چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے تھے ان کی چند نشانیاں واضح ہونی شروع ہو گئیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

جب آپ کے آخری دن آئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور مناجات پر پہلے سے زیادہ وقت دینا شروع کر دیا اور اگر وقت ملتا تو رشد و ہدایت کا کام بھی کرتے تھے۔ طبیعت میں سوز و گداز تو پہلے ہی بلا کا تھا مگر آخری دنوں میں قدرے اضافہ ہو گیا اور یہ پرندہ اب اپنی بولی بول کر جانے کی تیاری کرنے میں مصروف تھا'' آپ نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب میں خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں تو میرے نامہ اعمال میں معمولی سی بھی لغزش نہ پائی جائے اور اس کا علاج صرف استغفار ہی تھا۔ آپ نے مرنے سے قبل ایک مثالی توجہ فرمائی جس کا ذکر شیخ فرید الدین عطاءؒ نے تذکرۃ الاولیاء میں یوں کیا ہے منقول ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے ستر بار بار گاہِ الٰہی میں قرب حاصل کیا۔ ہر بار جب واپس آئے تو اپنی پشت پر زنار دیکھتے۔ چنانچہ اسے توڑ دیتے۔ جب زندگی کے آخری دن آئے پیمانہء صبر لبریز ہو گیا اور ایک دن محراب میں اس طرح داخل ہوئے کہ پیٹھ پر زنار تھا اور پوشش پہنے ہوئے تھے سر پر کلاہ تھا اور یوں مناجات کرنے لگے۔ یاالٰہی ساری عمر کی ریاضتیں، رات کی عبادتیں، دن کے روزے، قرآن پاک کی تلاوت، مناجات اور تقرب کے اوقات یاد نہیں دلاتا ہوں کیونکہ جو تیری عبادت کا حق تھا وہ میں ادا نہ کر سکا اور مجھے ان پر کوئی ناز و فخر نہیں ہے میں نے اپنی عمر عزیز کے ستر سال آتش پرستی میں لٹا دیئے اور آج دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ اپنے زنار کو توڑ رہا ہوں۔ زبان پر کلمہ شہادت لاتا ہوں۔ اور گواہی دیتا

Marfat.com

ہوں اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے آخری رسول ہیں۔ پالنے والے تیری مہربانی اسباب پر منحصر نہیں۔ تیرے ہاں قبولیت محض اطاعت پر ہے۔ اسی طرح تیرا کسی کو دھتکار دینا صرف معصیت پر منحصر نہیں۔ الٰہی میں نے جو کچھ نیک اعمال کیے میں انہیں بھلائے دیتا ہوں۔ تو بھی میرے تمام اعمال پر خط عفو پھیر دے کہ جو تمہیں پسند خاطر نہیں۔ ''یا الٰہی میں نے اپنے سے پندار اطاعت کی گرد کو دھوڈالا ہے تو بھی اپنی رحمت سے مجھ سے معصیت کی گرد دھوڈال''

آپ کے آخری لمحات آئے تو آپ نے پہلے سے کہیں زیادہ درود وظیفے کرنا شروع کر دیے اور عجز وانکساری میں اضافہ ہو گیا اور جو خاصان خدا کا طریقہ تھا کو اپنا لیا اور وہ طریقہ یہ ہے کہ خدا کی عبادت جس طرح کرنی چاہئے نہیں کر پاتے اور بار بار اپنی زبان مبارک پر یہ جملے لاتے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے میرے اللہ میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر بھول بھول کر اور اسی طرح تیری عبادت نہیں کی مگر وقفوں کے بعد'' ''اب جب کہ اپنی جان تیرے حوالے کر رہا ہوں اس وقت بھی تیری اطاعت سے غافل ہوں معلوم نہیں تیرے حضور کے قابل کیسے ہوں گا؟

وفات کے وقت زبان پر اسم ذات تھا۔ امید ورجا کا غلبہ بڑھ چکا تھا اور القائے الٰہی کے شوق میں بھی اضافہ بدرجہ اتم تھا اسی عالم میں آپ نے اپنی جان عزیز کو اپنے خالق حقیقی کے حوالے کر دیا اور آپ کا آخری نتیجہ انجام یقیناً اس کے آیت کے مصداق ہوگا۔

یٰا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیہ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (۸۹۔۲۷۔۳۰)

ترجمہ: لوٹ آؤ۔ لوٹ آؤ اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف راضی خوشی ہو کر۔ پس شامل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں۔ اور داخل ہو جاؤ میری خاص جنت میں (جو کہ تمہارے لئے تیار کی گئی ہے)

آپ کی وفات کا سن مختلف مصنفوں نے مختلف درج کیا ہے جن میں بہت اختلاف

Marfat.com

ہے البتہ تواریخ آئینہ تصوف کی رو سے جن کی بنیاد کشف المحجوب کی تحقیق پر رکھی گئی ہے اس کے مطابق آپ کے وصال کا سال ۱۵ شعبان المبارک ۲۶۱ ہجری بروز شنبہ نصف شب ہوا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون .

جب آپ کی اطلاع لوگوں کو ملی تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور جنازے میں سینکڑوں کی تعداد عاشقوں کی تھی۔ بعض کو تو کندھا دینے کی حسرت ہی رہی۔

حضرت ابوموسیٰؒ جو کہ آپ کے بھتیجے تھے اور خادم خاص بھی تھے۔ وہ آپ کے وصال کے وقت اپنے گاؤں بسطام میں نہ تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا جس کا موضوع یہ ہے کہ ''میں نے دیکھا کہ عرش میرے سر پر ہے اور میں اسے اٹھائے جا رہا ہوں مگر کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ آخر میں بسطام کی طرف چل پڑا کہ اپنے مرشد سے معلوم کرتا ہوں۔ جب یہاں پہنچا تو معلوم ہوا ''حضرت مرشد اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ جنازے میں حد نگاہ تک خلقت تھی۔ ہر ایک نے جنازے کو کندھا دینے کی کوشش کی۔ میں نے بھی کوشش کی مگر کندھا نہ دے سکا البتہ بے قابو ہو کر چارپائی کے نیچے گھس گیا جب کہ جنازہ قبرستان کے نزدیک پہنچ چکا تھا اور اتنی سی جنازہ اٹھانے کی سعادت حاصل کی۔''

آپ کو آپ کے گاؤں بسطام میں ہی سپرد خاک کیا گیا' جہاں آپ پیدا ہوئے تھے اس خاک میں آسودہ خواب ہیں۔ آپ کا مزار تاتاری حکمران الجائیو نے ۷۰۰ ہجری بمطابق ۱۳۰۰ء عیسوی میں اظہار عقیدت کیلئے بنوایا تھا۔ تاتاری بزرگان دین کے بڑے عقیدت مند تھے کیونکہ ان کا اسلام قبول کرنا بزرگان دین اور صوفیاء کرام کی پرخلوص کوششوں کا نتیجہ تھا۔

وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً ۷۴ سال کی تھی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا۔ ''میری عمر چار سال ہے لوگوں نے تعجب سے دریافت کیا وہ کیسے؟ فرمایا ستر سال کا عرصہ دنیا کے حجاب میں بسر ہوا ہے چار سال ہوئے کہ مشاہدہ حق سے فیض یاب ہوں۔ اچھی طرح یاد رکھو جو عمر حجاب میں گزرے اس کا ہمارے ہاں حقیقی عمر میں شمار نہیں ہوتا''

Marfat.com

تذکرۃ الاولیاء میں روایت ہے کہ آپ کے مرید نے خواب میں زیارت کی اور پوچھا کہ آپ کی منکر ونکیر کے ساتھ کیسے گزری ہے؟''تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ان سے کہا کہ تمہیں اس سوال کا جواب پا کر کوئی تسلی یا تشفی نہیں ہوگی کیونکہ اگر میں کہوں کہ وہ میرا خدا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں تو یہ سچ ہوگا اس لئے اس کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو کہ میں اس کا بندہ ہوں یا کہ نہیں۔ میرے کہنے سے تو وہ میرا رب نہیں بنے گا جب تک وہ خود نہ کہے کہ یہ میرا بندہ ہے'' ان کے علاوہ بعض لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تو سوال و جواب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

''فرشتوں نے مجھ سے پوچھا اے بوڑھے شخص اپنے ساتھ کیا لایا ہے؟

میں نے جواب دیا:

جب کوئی درویش کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ تو کیا لایا ہے بلکہ اسے کہتے ہیں کہ بتا تو کیا چاہتا ہے؟ آپ نے لوگوں کے دلوں میں گہرے نقش چھوڑے۔ لوگ آپ کی پیاری پیاری باتوں اور کلمات کو دھراتے رہتے اگر آپ اپنے عقیدت مندوں کی خواب میں آجاتے تو وہ اسے دنیا و جہاں کی ہر نعمت سے بیش قیمت تصور کرتے۔ آپ کو دنیا سے گزرے ہوئے گیارہ سو سال سے بھی زائد عرصہ ہو چکا ہے مگر آپ کی یاد ابھی تک لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔

ہرگز نمیرد انکہ درویش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام کا

آپ نے اپنی زندگی اس طرح گزاری اور اپنے اخلاق و محبت سے لوگوں کے دلوں پر اتنے گہرے نقش چھوڑے کہ عرصہ تک لوگوں کی آنکھیں اشکبار رہیں۔ اور ان کے دل آپ کو اپنے اندر نہ پا کر مدتوں تک دردمند رہے۔ حتیٰ کہ لوگ آج تک دعاؤں کے ساتھ یاد کرتے چلے آرہے ہیں۔

Marfat.com

باب ۲۲

حضرت خواجہ باقی باللہؒ

پیدائش :	۹۷۱ ہجری بمقام کابل (افغانستان)
اسم مبارک:	سید رضی الدینؒ
ولدیت :	قاضی عبدالسلام (تصوف اور حدیث میں بے نظیر تھے)
لقب :	باقی باللہؒ
طریقت :	نقشبندیہ
وصال :	بروز شنبہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ ہجری بمقام پرانی دہلی
عمر :	۴۰ سال

حالات زندگی

پیدائش:۔ آپ کی پیدائش افغانستان کے مشہور شہر کابل میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش ۹۷۱ یا ۹۷۲ ہجری بمطابق ۱۰۶۳۔۱۰۶۴ء کو ہوئی اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ کا نام سید رضی الدین رکھا گیا اور آپ خواجہ باقی باللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

والدین:۔ آپ کے والد محترم کا اسم مبارک قاضی عبدالسلام تھا اور وہ کابل میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا شمار بھی اہل علم اور ارباب کمال میں ہوتا تھا۔ آپ تصوف اور حدیث میں اپنی نظیر آپ تھے۔ مذہبی تقدس کے ساتھ ساتھ حضرت قاضی صاحب دینی اور دنیوی اعزاز اور کرامات کے مالک بھی تھے۔

Marfat.com

آپ کی والدہ خاندان سادات سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی نانی اور نانا صاحب کا سلسلہ خواجہ احرار کے نانا شیخ عمر یاغستانی تک جا پہنچتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ قانتات اور عارفات سے تھیں۔ آپ باوجود لونڈیوں' باندیوں کے بذات خود تنور میں روٹیاں لگاتی تھیں اور مریدوں کو بھی اس قسم کی احتیاط کی تلقین کرتی تھیں آپ نہایت ہی برگزیدہ اور عارفانہ زندگی کی مالک تھیں۔

تعلیم کا حصول:۔ آپ کے والد صاحب کو آپ کی تعلیم کے سلسلے میں بڑی دلچسپی تھی جب آپ پانچ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کو تعلیم کی غرض سے ایک سکول میں داخل کرایا گیا۔ جہاں آپ نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ جب آپ کی ابتدائی تعلیم اختتام پذیر ہوئی تو آپ مولانا صادق حلوائی کی خدمت میں پہنچے اور علوم رسمیہ میں کمال حاصل کیا۔ ان کے ساتھ کابل سے ماوراء النہر گئے اور وہاں علمی مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں۔ تو ایک علمی مجلس میں آپ بھی شریک تھے تو علمی مجلس کے ایک فاضل رکن نے تعجب اور حسرت کا اظہار کیا کہ آپ نے اتنی جلدی علوم رسمیہ کی تحصیل کو کیوں ترک کر دیا ہے؟ مگر جب آپ نے سنا تو آپ نے فرمایا کہ مشکل ترین کتاب لائی جائے۔ میں آپ کی تسلی کراؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے تصوف کے میدان میں قدم رکھ لیا۔

جستجوئے حق:۔ آپ نے علوم رسمیہ ختم کرنے کے بعد علوم باطنی کی طرف نگاہ کر لی اور علوم باطنی کی خاطر آپ نے ماوراء النہر میں درویشوں' فقیروں اور اہل دل کی تلاش میں وقت صرف کرنا شروع کر دیا اس مقصد کی خاطر آپ نے بلخ' بخارا' سمرقند اور بدخشان تک کا سفر کیا۔ لاہور بھی آئے۔ اور درج ذیل بزرگان دین سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

۱۔ حضرت خواجہ عبیدؒ

۲۔ حضرت امیر عبداللہ بلخیؒ

Marfat.com

۳۔ حضرت شیخ سمرقندیؒ

۴۔ حضرت شیخ بابائے والیؒ

خواجہ باقی باللہ نسباً خلجی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں اپنے ہمعصر ممتاز علماء میں شمار ہونے لگے مگر طلب علم اور طلب شوق روحانی نے مجبور کر دیا۔ تو مرشد کامل کی تلاش میں نکل پڑے۔ ہندوستان پہنچ گئے۔ یہاں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ کو لوگوں نے اکبر بادشاہ کے دربار میں رسائی حاصل کرنے کیلئے مشورہ دیا تا کہ آپ اس کی فوج میں نوکری کرلیں۔ اس سے آپ کو بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔ مگر آپ نے فقیرانہ زندگی کو ترجیح دی اور اس کی ملازمت اختیار نہ کی۔ آپ اس منزل سے گزر کر فقیرانہ اور بے نیازانہ زندگی میں قدم رکھ چکے تھے۔ اس سے پیچھے نہ ہٹے لاہور والوں کا یہ چشم دیدہ مشاہدہ ہے کہ لاہور میں آپ دیوانوں کی طرح پھرا کرتے تھے۔ اور پیر کامل کی تلاش میں بے چین اور پریشان تھے۔ اس اضطراب کے عالم میں ان کی والدہ دُعا فرماتی ہیں:

''الٰہی میرے بیٹے کو اس حیرانی و پریشانی سے نجات عطا فرمایا پھر مجھ کو اٹھا لے'' اس کی تصدیق خود خواجہ باقی اللہ نے بھی فرمائی ہے کہ والدہ میرے لئے رات کی تاریکیوں میں دُعا گو ہوا کرتی تھیں اور ان کی دُعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مقام عطا فرمایا ہے اور میں ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۶۰۰۔۱۵۹۹ء میں حضرت خواجہ امکنگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے خواجہ امکنگی کی ملاقات کا حال یوں بیان فرمایا ہے:

I۔ پہلے میں نے خواجہ عبید اللہ سے رجوع کیا اس کے بعد۔

II۔ خواجہ شیخ افتخارؒ کی طرف متوجہ ہوا انہوں نے کہا کہ تم تا حال جوان ہو۔

III۔ امیر عبداللہ خلجی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تجدید توبہ کی۔

IV۔ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے دست مبارک پر توبہ کی۔

V۔ کشمیر کے شیخ بابائے والی علیہ الرحمتہ سے فیض حاصل کیا۔

Marfat.com

۷۱۔خواجہ امکنگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔

خواجہ نے تین دن اپنے پاس رکھا۔اس کے بعد فرمایا:

''اللہ کی عنایت اور اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی برکت سے تمہارا کام ہو گیا ہے۔لہٰذا ہندوستان جانے کا حکم دیا کہ وہاں جا کر اس سلسلہ عالیہ کو پھیلاؤ اور مخلوق خدا کو اسلام کی دعوت عام دو۔آپ ہندوستان میں آئے اور ایک سال تک لاہور میں رہے یہاں بہت سے علماء وفضلاء اور فقراء سے ملے اور برکات وفیض حاصل کیا۔ایک سال کے بعد سرہند چلے گئے پھر دہلی میں چلے گئے اور قلعہ فیروزی بھی گئے اور وہاں مسجد میں قیام فرمایا اور آخری رات تک یہاں مقیم رہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ روحانی بلندیوں کا ادراک رکھتے تھے۔آپ کے روحانی کمالات کی شہادت حضرت مجدد الف ثانی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔روحانی کمالات سے قطع نظر آپ کو اخلاقی کمالات ودیعت کئے گئے تھے وہ کلھم (سب کے سب) قابل تقلید ہیں۔آپ چونکہ ترک قبیلہ کے خلجی تھے۔آپ کی سیرت پاک میں عاجزی وانکساری، تحمل وبردباری، فقیری ومسکینی، ایثار وقربانی، عفوودرگزر، وسعت قلبی وفراست وحوصلگی تمام صفات حمیدہ پائی جاتی تھیں اور یہ فخریہ طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ خلق محمدیہ کے آئینہ دار تھے:

حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت خواجہ مجدد الف ثانیؒ دونوں میں اکتساب باطنی اور اس سلسلے کے بعض دوسرے حالات وواقعات میں مماثلت پائی جاتی ہے جو کہ محض اتفاق کا نتیجہ تھے جبکہ روحانی ترقیات اور بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے حضرت خواجہ مجدد آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔جو کہ حاضرین کی نگاہوں میں عجیب وغریب معاملات سے کم نہ تھے آپ برکات وفیوض کے سمندر تھے اور آپ سے بہت سے فقراء نے برکات حاصل کیں اس سلسلے میں حضرت خواجہ مجدد اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو کہ قابل غور بیان ہے حضرت مجدد الف ثانی نے خواجہ باقی باللہ کی محبت کاملہ میں جو کچھ پایا اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

''اس درویش کو جب اس راہ کی لگن لگی تو حق جل وعلا نے ہدایت فرمائی اور یہ فقیر

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خاندان چشتیہ کے خلفاء کبائر میں سے تھے۔ آپ نے ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی اور توجہ دی جس سے دل میں بڑی لذت محسوس ہوئی۔ اور شوق سے رقت طاری ہوگئی ایک روز کے بعد کیفیت بے خودی کا عالم ہوا۔ اکابرین کے ہاں ضروری ہے اور اس کو غیبت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس عالم بے خودی میں ایک وسیع و عریض سمندر دیکھتا ہے جس میں تمام اشکال اور صورتیں نظر آتی ہیں۔ یہ بے خودی رفتہ رفتہ غالب آنے لگتی ہے کبھی ایک پہر کبھی دو پہر اور کبھی تو رات بھی اسی بے خودی میں گزر جاتی ہے۔ جب میں نے اس لذت کا حضرت خواجہ باقی باللہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: ''ہاں کچھ فناء حاصل ہو گئی ہے''

چنانچہ آپ نے ذکر کی ممانعت فرمادی اور فرمایا کہ:

''آگاہی پر نظر رکھو''

دو روز کے بعد مجھ کو فنائے مصطلح حاصل ہوگئی جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا:

''اپنے کام میں مشغول رہو''

اس کے بعد فناء حاصل ہوگئی جب اس کیفیت کا خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا: ''کیا سارے عالم کو ایک دیکھتے اور متصل پاتے ہو'' عرض کیا ''جی ہاں'' فرمایا: ''فنائے فناء میں معتبر کیفیت تو یہ ہے کہ اتصال دیکھنے کے باوجود بے شعوری حاصل ہو جائے'' ''آپ سے یہ نسبت عزیز الوجود تعلیم سے دو ماہ اور چند روز کے اندر اندر حاصل ہوگئی اور دل میں وہ وسعت پیدا ہوگئی کہ عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام عالم اس وسعت کے مقابلے میں رائی کے دانہ کے برابر بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد وجود کائنات میں بلکہ ہر ذرہ میں خدا کا مشاہدہ کرنے لگا اور تمام عالم کو ایک ذرے میں گم پایا''

خلافت کا اعزاز:۔ حضرت باقی باللہ حضرت خواجہ امکنگی کے مرید تھے۔ آپ لاہور سے

Marfat.com

ماوراالنہر تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت امکنگی کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں ''اے فرزند! ہم تمہارے منتظر ہیں، صبح آؤ اور ہمارے انتظار کی تشویش کو دور کرو''

آپ جلدی سے خواجہ امکنگی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان سے بیعت کر کے خلافت پائی۔ آپ ان کے پاس تین دن رات رہے اور تینوں دن خلوت میں گزرے۔ ان تینوں دنوں میں آپ نے اپنے مرشد کے احوال و مقامات سے بخوبی واقفیت حاصل کی اور ان کے فیوض باطنی اور دیگر فوائد سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو خلافت سے نوازا''

ازدواج و اولاد:۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کے صرف دو بیٹے تھے جن کے اسمائے گرامی حضرت خواجہ محمد عبید اللہ ایک بیوی سے اور حضرت خواجہ محمد عبداللہ دوسری بیوی سے تھے۔ دونوں بھائی ایک دوسرے سے چار سال بڑے چھوٹے تھے یعنی خواجہ عبید اللہ چار سال بڑے تھے۔ ابھی بچپنا ہی تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور ان میں سے بڑے کی تربیت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کی اور چھوٹے بیٹے کی تعلیم و تربیت مجدد الف ثانیؒ نے کی اور دونوں بھائی صاحب تصنیف و تالیف ہوئے۔

اولاد:۔ حضرت خواجہ کے صرف دو ہی صاحب زادے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت عبید اللہ المعروف خواجہ کلاں جو کہ ۱۰۷۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور خواجہ حضرت عبداللہ المعروف بہ خورد جو کہ ۱۰۷۴ھ کو پیدا ہوئے دونوں ہی اہل دل اور علم و فضل کے مالک تھے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ دونوں ہی ایام شیر گی سے لے کر حضرت مجدد علیہ الرحمتہ سے مستفیض ہوئے۔ آپ کی جب رحلت ہوئی تو آپ کے صاحبزادگان چھوٹی عمر کے تھے تو آپ نے دونوں کو حضرت خواجہ مجدد الف ثانی کے سپرد کر دیا تھا تاکہ ان کی تعلیم و تربیت مناسب اور صحیح انداز میں ہو جائے بلکہ بعض روایات میں

Marfat.com

ہے کہ آپ نے اپنی زندگی ہی میں صاجزادوں کو حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے کر دیا تھا۔ (واللہ واعلم)

دشمن کیلئے مغفرت:۔ایک شخص آپ سے عناد اور دشمنی رکھتا تھا اور ہر وقت آپ کو تکلیف پہنچانے کا سوچتا رہتا تھا۔ قضائے الٰہی سے وہ فوت ہوگیا اور آپ کو بھی اطلاع ہوئی تو آپ اس کے جنازے میں گئے اور دفن کرنے کے بعد قبر کے نزدیک دوگانہ نماز پڑھی۔ اور اس کی طرف سے جو تکلیفیں آپ کو پہنچی تھیں ان کو معاف کر دیا اور بڑے خشوع وخضوع سے اس کی مغفرت کے لئے دُعائیں کیں۔

مصیبت زدوں سے ہمدردی:۔ایک دفعہ آپ کے پڑوس میں مکانات کو آگ لگ گئی اور لوگوں کا کافی نقصان ہوا۔ آپ آگ کو دیکھ کر پریشان ہوگئے اور رونے لگ گئے۔ مگر کچھ دیر کے بعد لوگوں نے آگ پر قابو پالیا تو آپ نے خادم خاص کو بلایا اور کہا کہ ان لوگوں کو جن کو آگ نے خاکستر کر دیا ہے۔ گنو اور ہر گھر میں دو خوان کھانا دو' سبو پانی اور دو ٹکرے زر لے جاؤ۔ اور گھر والوں کو دلاسا دو۔

II۔ ایک مرتبہ ایک سوداگر کو ملتان کے پاس ڈاکوؤں نے لوٹ لیا وہ سوداگر حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ کی سفارش لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ تو آپ نے اپنے خادم خاص کو حکم دیا کہ صبح سے چاشت تک جو فتوح پہنچے وہ اس سوداگر کو دے دو۔ اور چاشت تک بارہ ہزار ٹنکے آئے یہ سب سوداگر کو دے دیئے گئے۔

III۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دلی میں ایک نہایت ہی فاسق وفاجر شخص آپ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ وہ آپ کا سخت مخالف تھا حتیٰ کہ وہ آپ کے عقیدت مندوں کو بھی بلاوجہ برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک عقیدت مند نے اس کی نازیبا حرکات اور گستاخی کی اطلاع حاکم شہر کو کر دی اور

Marfat.com

گرفتار کرا دیا گیا۔ جب حضرت خواجہ کو علم ہوا۔ تو آپ نے اپنے عقیدت مند شخص کو کہا کہ تم نے ہمارے پڑوسی کو کیوں گرفتار کروایا ہے؟ تو عقیدت مند نے کہا کہ یہ شخص آپ کی شان میں بڑی گستاخی کرتا ہے۔ جو کہ قابل برداشت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ''میں اور کیا میری شان جو کچھ وہ کہتا تھا میں اس سے زیادہ گنہگار ہوں'' عقیدت مند مرید نے کہا کہ یہ شخص نہایت شریر اور بدظن ہے۔ آپ نے فرمایا '' بھائی تم ایک صالح اور نیکوکار آدمی ہو اس لئے تمہیں دوسرے لوگ بدکردار اور بداعمال نظر آتے ہیں۔ میں تو اپنے سے زیادہ برا کسی کو نہیں دیکھتا'' مرید بہت پشیمان ہوا اور اسی وقت اس پڑوسی شخص کو رہا کرا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس شریر شخص نے بھی آپ کی ایذا رسانی سے ہمیشہ کیلئے توبہ کر لی۔

۱۷۔ ایک مرتبہ آپ لاہور تشریف لائے اور ایک سال یہاں قیام کیا۔ اسی دوران لاہور میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ بہت پریشان تھے خاص کر غربا ضرورت کی اشیاء کیلئے بہت ہی مشکلات برداشت کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ لوگوں کی اس پریشانی کو دیکھ کر بہت بیقرار ہوئے اور آپ کے سامنے جو بھی کھانا لایا جاتا تو آپ فرماتے ! یارو! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ مخلوق خدا بھوکی پیاسی گلیوں میں تڑپتی پھرے اور ہم گھروں میں اطمینان سے کھائیں'' چنانچہ جس قدر کھانا ہوتا وہ قحط زدہ لوگوں کو بھجوا دیتے اور خود فاقہ کرتے۔ البتہ روح و بدن کا رشتہ قائم رکھنے کیلئے کبھی کبھی روکھی سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے کھا لیتے۔ غرض کہ قحط سالی کا تمام زمانہ اس طرح گزار دیا اور پھر دہلی تشریف لے گئے۔

حلم وعفو:۔ ایک مرتبہ آپ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ وہاں خادموں نے آپ کی آمد کی خبر سن کر مزار کے قریب آپ کیلئے ایک چادر بچھائی۔ اتفاق کی بات ہے کہ وہاں ایک بے ادب فقیر بھی موجود تھا۔ وہ آپ کا نام سن کر آگ بگولا ہو گیا اور آپ کے خلاف غلط الفاظ کہنے لگا۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے آپ کو دیکھ کر فقیر اور گرم ہو گیا آپ کو گرم و سرد کہنا شروع کیا۔ آپ کے ماتھے پر ذرا شکن نہ پڑے بلکہ آپ نے فقیر سے معذرت چاہی کہ '' بھائی

Marfat.com

صاحب معاف کردو جو کچھ ہوا ہے وہ میری لاعلمی کی وجہ سے ہوا ہے جو کچھ تم میرے حق میں کہتے ہو درست ہے میں ایسا ہی ہوں بلکہ اس سے بھی برا ہوں" آپ کے خادموں نے چاہا کہ اس گستاخ فقیر کو پکڑ کر سزا دیں مگر آپ نے منع فرما دیا اور قریب جا کر اس کا پسینہ صاف کیا اور اس کو چار درہم بھی دیئے۔ یہ تھا آپ کا حلم وعفو کا حال۔

سیرت و کردار:۔ حضرت باقی باللہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتے رہے۔ آپ پاک و ہند میں آئے اور دہلی کو مرکز بنالیا جہاں انہوں نے خدمت خلق اور شفقت و رحم دلی کے ایسے مظاہرے کئے کہ خلق اللہ کا رجوع آپ کی طرف شروع ہو گیا۔ آپ عبادت اور ریاضت پر بہت زور دیتے تھے اور جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا اس کو فوری طور پر مستحق مخلوق میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لاہور میں قحط کے زمانے میں آپ نے کئی دنوں تک کھانا نہ کھایا اور جو کچھ پاس تھا وہ بھی غرباء اور فقیروں میں تقسیم کر دیا۔ آپ دہلی میں تھے تو وہاں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اکبر کے عہد حکومت میں بدعات والحاد کا توڑ کرنے کیلئے آپ نے عمائد حکومت اور بڑے بڑے امراء کو مسخر کرنا چاہا اور ان کے ذریعے سے اس الحاد و انحراف کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اگرچہ آپ کو کام کرنے کا بہت کم موقع ملا مگر اس کم وقت میں بھی بہت سے اعیان حکومت کو ان کے فرائض سے آگاہ کر دیا اور جو شمع آپ نے روشن کی اسے ان کے لائق اور مخلص خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے خوب چمکایا۔ اور اس براعظم میں دینی اصلاح کا ایک عظیم کارنامہ سرانجام دے گئے۔

آپ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے اور گوشہ نشینی آپ کا شعار تھا۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کی ہندوستان میں مقبولیت کا درجہ رکھتے تھے جس کا راز حضرت خواجہ باقی باللہ کی پرکشش ذات والا صفات میں مضمر تھا۔ آپ تواضع و خشوع اور عجز و انکساری میں اپنی نظیر آپ

Marfat.com

تھے۔ زیادہ تر خاموش رہتے' بہت کم بولتے اور درویشوں' علماء سادات کی بے حد قدر کرتے تھے۔ شفقت' رحم اور عفوو درگزر میں آپ بے مثال تھے۔ آپ کسی کی تکلیف کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ تحمل اور بردباری' زہد و استغنا' فیاضی اور سادہ مزاجی کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ ہمیشہ عبادت اور مراقبہ میں مشغول رہتے۔ آپ کا چہرہ مبارک بڑا نورانی تھا۔ آپ کی عظمت کے سب معترف تھے آپ کے علمی ذوق کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا اور آپ کے مکتوب بھی آپ کے علمی ذوق کا مظہر ہیں۔ آپ کو شعرو شاعری کا بھی شوق تھا اور آپ نے اپنے دونوں لڑکوں کی پیدائش پر قصیدے لکھے۔ حضرت باقی باللہ کے بارے میں چند حکایات پیش خدمت ہیں جو کہ ان کی سیرت پاک کا مظہر ہیں:۔

اہم حکایات:۔ ا۔ایک شخص حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار پر رہتا تھا اور وہ روحانی پیر کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ جب باقی باللہ ان کے مزار پر پہنچے تو بختیار کاکیؒ نے رات کو بشارت دی کہ ایک نقشبندی بزرگ یہاں آیا ہے آپ اس کی نوکری کرلیں وہ آدمی آپ کے پاس آیا مگر آپ نے ٹال دیا پھر وہ آدمی دوبارہ بختیار کاکیؒ کی زیارت پر آ گیا تو دوبارہ اس کو یہی بشارت ہوئی وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا مگر آپ نے پھر ٹال دیا اور فرمایا کہ وہ کوئی اور بزرگ ہوگا جس کی مجھے بھی تلاش ہے اگر مل جائے تو مجھے بھی بتانا۔"

۲۔خواجہ حسام الدین کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا جو کہ آپ کے مقرب خلیفہ تھے ان کو بھی آپ نے ایسا ہی جواب دیا اور کہا کہ جاؤ کسی جگہ سراغ لگاؤ اگر سراغ لگ جائے تو مجھے بھی بتا دینا۔ میں بھی اس کی تلاش میں ہوں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ آگے کچھ دور گلی میں گئے تو گانے کی آواز آئی۔کوئی شخص شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ے تو خواہی آستین افشانی و خواہی دامن اندر کشی
مگس ہرگز نخواہد رفت از دوکان حلوائی

Marfat.com

یہ شعر سن کر وہ شخص فوراً واپس ہو گیا اور حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سارا ماجرا سنایا۔ تب آپ نے قبول فرما لیا۔ آپ کسی میں محبت و عشق کی گہری تڑپ دیکھتے تو قبول فرماتے اور کسی کو ذکر قلبی اور کسی کو کلمہ طیبہ کے ورد کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا مراقبہ بڑی دولت ہے اس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے اور دلوں میں قبولیت کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی نشانی ہے اور آپ نے فرمایا کہ کشف قبور کا کچھ اعتبار نہیں۔ کشوف صوریہ میں محل وخطاء و لغزش بہت ہے کوشش کر کہ ظہور مع اللہ ہو اور فرمایا کہ سبب پر نظر رکھو سبب کو مثل دروازے کے خیال کرو جو اللہ تعالیٰ نے مقصد کے حصول کیلئے مقرر کیا ہے۔

جانوروں سے سلوک:۔ آپ جانوروں پر بھی اس قدر مشفق تھے کہ ایک مرتبہ آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے آپ کے بستر پر بلی آ کر بیٹھ گئی۔ آپ فجر کی نماز تک سردی برداشت کرتے رہے مگر بلی کو نہ اٹھایا۔ آپ کمزوری کے عالم میں بھی مراقبہ میں ہوتے تھے۔ جب تکلیف ہوتی اٹھ کر وضو کر کے دوگانہ پڑھتے اور پھر مراقبے میں چلے جاتے' حتیٰ کہ صبح ہو جاتی تھی۔

اقوال زریں:۔

☆ زہد یہ ہے کہ آدمی رغبت کے کاموں سے باز آئے۔

☆ قناعت فضول چیزوں سے نکل جائے اور بقدر حاجت پر اکتفا کرنے اور کھانے پینے اور رہنے کی چیزوں میں اسراف سے پرہیز کو کہتے ہیں۔

☆ صبر لذات نفس سے نکل جانے اور مرغوب و محبوب اشیاء سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔

☆ پیر تین طرح کے ہوتے ہیں ا۔ پیر خرقہ' ۲۔ پیر تعلیم ۔۳۔ پیر صحبت۔

☆ جو لوگ خدا کے سامنے گردن تسلیم و رضا خم کئے ہوتے ہیں وہ مصیبت و بلا کو بلا کی صورت میں نہیں دیکھتے۔

☆ دوام مراقبہ بہت بڑی دولت ہے جو دلوں میں مقبولیت کا سبب ہوتی ہے۔

Marfat.com

تعلیمات:۔

آپ کی تعلیمات درج ذیل پر مشتمل ہیں:

نقشبندیہ سلسلہ کی بنیاد چند اصلاحات پر ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

ا۔ ہوش دردم' ۲۔نظر برقدم' ۳۔ سفر در وطن' ۴۔خلوت در انجمن' ۵۔یاد کرد۔ ۶۔ بازگشت ۷۔نگہداشت' ۸۔یادداشت۔

ان کے علاوہ اور بھی اصلاحات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

ا۔وقوف زمانی' ۲۔وقوف قلبی' ۳۔وقوف عددی۔

آپ کی تعلیمات معارف وحقائق کا خزانہ ہیں۔جن میں:

توکل:۔آپ نے فرمایا: توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسبابِ شرع کو اختیار کریں اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔"

قطع علائق:۔اس سلسلے میں آپ کا فرمان ہے کہ:

"قطع علائق سے مراد یہ ہے کہ دل دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں سے رہا ہو جائے اور تمام احوال اور مشاہدات سے یک سوئی اور بے نیازی ہو جائے۔اور کشش وقلق دائمی احدیت کی طرف ہو"

آپ نے فرمایا کمال یہ ہے کہ صرف محبت الٰہی اور اس کے عشق پر آرام پکڑے آپ نے فرمایا توجہ تمام چیزوں سے باہر آ کر بتمامہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں اور مزید فرمایا کہ صبر تمام محبوبات سے نکلنے کا نام ہے اور مراقبہ اپنے افعال اور توانائی سے باہر آنے اور مواہیب الٰہی کے منتظر رہنے کو کہتے ہیں اور رضائے نفس سے باہر آنا"

آپ کی تعلیمات میں رضائے الٰہی میں داخل ہونا اور تسلیم احکام ازلیہ وتفویض الی اللہ

Marfat.com

کو کہتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ جو کوئی مقام معصیت میں ہے یا اس کے دل میں دنیا کی رغبت ہے یا معاش ضروری پر اکتفا نہیں کرتا یا خلق سے مخالفت رکھتا ہے یا مجاہدہ نفس نہیں کرتا وہ اپنے اوپر اپنے افعال پر یا حول وقوت پر نظر رکھتا ہے یا تسلیم احکام الٰہی نہیں کرتا۔ وہ یقیناً سلوک میں ناقص پایا جاتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس راہ کا دامن گیر ہے اس کو چاہئے کہ توبہ نصوح کے بعد بقدر اپنی طاقت کے زہد وتوکل، قناعت وعزیمت وصبر وتوجہ وغیرہ تمام مقامات کی رعایت کر کے سب اوقات ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائے اور فرمایا کہ ہمارے طریقہ ذکر سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس جذبے کی مدد سے تمام مقام سہولت واستقامت کے ساتھ ہوتے ہیں۔

والدہ کی دُعا:۔

ایک دفعہ آپ تصوف کی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے کہ تجلی الٰہی کا ظہور ہوا اور آپ بے اختیار ہو گئے اس وقت روحانی ظہور سے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے تلقین ذکر والقا جذبہ فرمایا اس کے بعد ہمہ تن ارباب باطن کی تلاش میں سرگردان رہے۔ ایسی حالت میں طاقت بشری سے باہر رہے ان کی حالت کو دیکھ کر والدہ محترمہ کو ان کی حالت پر رحم آیا اور شفقت مادری سے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی کہ یا اللہ! میرے اس بچے کو اپنے مقصد میں کامیاب فرما۔ یا اللہ مجھ سے اس کی بے قراری دیکھنے کی طاقت نہیں"

حضرت خواجہ خود فرماتے تھے کہ "میرے کام کی کشائش میری والدہ کی دُعا ہے" آپ والدہ کا بہت احترام کرتے تھے اور ہر وقت خدمت میں مصروف رہتے۔

خلفاء کبائر:۔

آپ کے خلفاء میں درج ذیل اہم شخصیات شامل ہیں

۱۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۱۵۳۴ھ ۲۵۔۱۶۲۴ء

Marfat.com

۲۔ حضرت تاج الدین سنبھلیؒ ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء۔

۳۔ خواجہ حسام الدینؒ ۱۰۴۲ھ/۱۶۲۳ء۔

۴۔ شیخ الہدادؒ ۱۰۴۹۴ھ /۱۶۳۹ء۔

۵۔ خواجہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۱۰۵۲ھ /۱۶۴۲ء۔

Marfat.com

باب ۲۳

کرامات

آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے آپ بڑے اولیاء کرام کی صف میں اپنا مقام رکھتے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا۔ جن کو پڑھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے:

ا۔ حضرت باقی باللہ سے خود منقول ہے کہ آپ کے گھر میں چند مہمان اچانک آ گئے مگر گھر میں حسب معمول کھانے کیلئے کچھ نہ تھا آپ بڑے پریشان ہوئے آپ کی پریشانی کا علم آپ کے پڑوسی حلوائی کو ہو گیا اس نے مرغوب کھانا لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پریشانی دور کر دی۔ مہمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے حلوائی سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے اپنا سا بنا دو۔ آپ نے فرمایا تو اس حالت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور کچھ مانگ مگر وہ اسی پر بضد رہا۔ آخر کار آپ اسے اپنے حجرے میں لے گئے اور اس پر تاثیر اتحادی کی۔ جب حجرے سے باہر نکلے تو دونوں میں کچھ فرق نہ تھا۔ دونوں میں سے کسی کو پہچاننا مشکل تھا۔ دونوں کی شکل و صورت ایک جیسی تھی مگر خواجہ صاحب ہوش میں تھے اور حلوائی بے ہوش۔ آخر کار وہ حلوائی اسی حالت میں تیسرے دن فوت ہو گیا''۔

اا۔ ایک فوجی حضرت خواجہ باقی باللہ کو ملنے آیا اور اپنا گھوڑا نوکر کے حوالے کر دیا حضرت خواجہ طہارت کی غرض سے مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ اتفاق سے آپ کی نظر اس فوجی کے خادم پر پڑی۔ خواجہ صاحب تو مسجد میں تشریف لے آئے مگر خادم پر ایسا جذبہ پڑا کہ بے خودی غالب آ گئی کہ کمال شورش کے عالم میں وہ بازار میں چلا گیا اور پھر وہاں سے صحرا میں جا کر گم ہو گیا۔ آپ کی ایسی تاثیر اس پر پڑی کہ وہ صحرا کا راستہ پکڑ کر گم ہو گیا۔

Marfat.com

III۔ایک مرتبہ ایک خطیب منبر پر بیٹھا خطبہ دے رہا تھا۔ جب خطیب کی نظر خواجہ پر پڑی تو تڑپ کر منبر سے نیچے گر گیا۔

IV۔ایک دفعہ آپ کے خلیفہ حضرت امام ربانی نے رمضان کے دنوں میں رات کے وقت اپنے خادم کے ہاتھ آپ کو فالودہ بھیجا۔ وہ خادم دروازے تک آیا۔ آپ خود دروازے تک آئے۔ حضرت خواجہ نے اس خادم سے فرمایا کہ ہمارے میاں شیخ احمد کا خادم ہے تو پھر ہمارا ہی ہے وہ خادم واپس چلا گیا۔ اور اس پر ایسا جذبہ سکر غالب ہوا کہ وہ چلاتا' اٹھتا' گرتا حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا سنایا کہ مجھے زمین و آسمان شجر و حجر سب کچھ میں ایسا نور نظر آ رہا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہؒ اس بے چارے کے مقابل پڑ گئے جیسا کہ آفتاب کا پرتو ایک ذرہ پر پڑ گیا۔

V۔کھانے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے اگر کسی کھانے میں کچھ شبہ ہوتا تو کھانے سے انکار کر دیتے تھے اور آپ کا کھانا پکانے والے آدمی باوضو ہوتے تھے اور جو کھانا بلا احتیاط پکتا تھا اس کھانے سے ایک دھواں اٹھتا اور آپ فرماتے کہ اس طرح فیض کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔

VI۔ایک روز آپ کے سائیں لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کے باپ کے پیٹ میں سخت درد ہو رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے گھوڑے کا حق لیا ہے۔ گھوڑے کا حق واپس کر دو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اس لڑکے نے اپنے باپ سے جا کر آپ کا فرمان سنایا سائیں نے کہا کہ واقعی گھوڑے کا حق غصب کیا ہے۔ کچھ روغن اور دانہ گھوڑے کو دیا اور وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔

VII۔آپ کے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا اس پر ایک حاکم نے جبر و تشدد کیا اور اس کو گھر سے نکال دینے کی کوشش کی۔ یہ خبر آپ تک پہنچی۔ آپ نے اس ظالم حاکم سے فرمایا۔ کہ محلے میں فقراء رہتے ہیں ظلم کرنا جائز نہیں ہے وہ ظالم حاکم حکومت کے نشہ میں مست تھا آپ کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ نے اس کو دوبارہ نصیحت فرمائی مگر بے سود۔ دو تین دن کے بعد ظالم حاکم چوری کے الزام میں گرفتار ہوا اور اپنے بچوں اور اہل و عیال کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ (دلی کے بائیس خواجہ)

Marfat.com

وصال:۔ جب آپ کی عمر چالیس برس ہوئی تو آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اب میری عمر چالیس سال کی ہو چکی ہے اب مجھ پر ایک عظیم واقعہ پیش آئے گا پھر ایک روز فرمانے لگے کہ خواب میں ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ جس غرض کیلئے تجھے بھیجا گیا تھا وہ پوری ہوگئی ہے تیسرے دن کہنے لگے کہ تھوڑے دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ میں سے کسی ایک کا انتقال ہوگا ایک دن فرمانے لگے کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ قطب وقت کا انتقال ہوگیا ہے اور پھر ایک دن فرمانے لگے کہ میں قصیدہ عزا میں اپنے مرثیے میں پڑھتا ہوں اور اس پر میری تعریف درج ہے۔ آپ نے ایک دن فرمایا کہ حضرت خواجہ احرار کو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میرا پراہن پہن لو اس کے بعد آپ نے مسکرا کر فرمایا اگر زندہ رہیں گے تو پہنیں گے ورنہ میرا کفن ہی ہے۔ پھر ایام مرض میں اس قدر استغراق و استہلاک ہوئے کہ حاضرین سمجھے کہ یہ نزع کی حالت ہے جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو موت بڑی نعمت ہے کہ ایسے حال سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ آخر کار ۲۵ جمادی الثانی بمطابق ۱۰۱۲ ہجری کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا مزار شریف قطب روڈ پر پرانی دلی میں ہے جو کہ مرجع خاص و عام ہے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ اپنے اصحاب کے ساتھ اس جگہ پر آئے جہاں اب دفن ہیں' وہاں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی وہاں کی کچھ خاک آپ کے دامن سے لگ گئی آپ نے فرمایا یہاں کی خاک دامن گیر ہوتی ہے پھر آپ اس جگہ دفن ہوئے۔

Marfat.com

باب ۲۴

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (غوث اعظمؒ)

ولادت : یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ بمطابق ۱۰۷۸ بمقام جیلان (ایران)

اسم مبارک: عبدالقادرؒ

ولدیت : حضرت ابوصالح سیدنا موسیٰؒ

لقب : غوث اعظمؒ۔

طریقت : قادریہ۔

وصال : ۵۶۱ ہجری بمطابق ۱۱۶۹ء بمقام بغداد۔

عمر : تقریباً ۹۰ سال۔

حالات زندگی

آپ کی پیدائش:۔

ایران کے شمال مغرب میں بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل پر مملکت ایران کا ایک صوبہ طبرستان واقع ہے۔ اس صوبے کے ایک علاقے کا نام ایرانی گیلان اور عرب جیل یا جیلان کہتے تھے۔ یہ ایک ساحلی علاقہ تھا۔ اور دیلم کے بلند و بالا پہاڑ چھائے ہوئے تھے۔ آپ اسی علاقہ جیلان میں یکم رمضان المبارک کو ۴۷۱ ہجری بمطابق ۱۰۷۸ء پیدا ہوئے اس وجہ سے آپ گیلانی جیلی یا جیلانی کہلاتے تھے۔ آپ کا نام والدین نے عبدالقادر رکھا۔ آپ کی کنیت ابومحمد اور لقب محی الدین تھا۔ آپ کا شجرہ نسب گیارہ واسطوں سے حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔

Marfat.com

حلیہ مبارک:۔

آپ کا حلیہ مبارک اہل اخیار نے یوں بیان کیا ہے:

آپ کا رنگ گندمی' آبروُ بھرے ہوئے' پیشانی کشادہ' داڑھی طویل اور عریض' سینہ چوڑا اور بدن کمزور تھا۔

والد ماجد:۔

آپ کے والد ماجد کا نام حضرت ابو صالح موسیٰ (جنگی دوست) تھا۔ آپ والد ماجد کی طرف سے حسنی تھے گیارہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتا ہے آپ کے والد ماجد سید ابو صالح موسیٰ ایک پارسا و صاحب کشف بزرگ تھے۔

والدہ محترمہ:۔

آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی ام الخیر فاطمہ تھا۔ آپ والدہ کی طرف سے امام حسین تک پہنچتے ہیں۔ اس لئے آپ کو حسنی اور حسینی بھی کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی زاہدہ تھیں۔ آپ کی پھوپھی محترمہ ام سیدہ عائشہ بھی پاکباز اور صالح خاتون تھیں۔

بچپن:۔

آپ مادرزاد ولی تھے اور ایسے ولی جن کے سر پر اولیاء اللہ اور اقطاب زمانہ کی صدارت کا تاج رکھا جاتا تھا۔ آپ نہایت صابر اور شاکر تھے۔ آپ بچپن ہی سے ایسے رنگ میں رنگے گئے۔ شرافت' صداقت اور ثابت قدمی اپنانے کے ساتھ ساتھ آپ نے قناعت اور کم گوئی بھی اپنا لی تھی۔ آپ آغاز میں ہی تنہائی پسند بھی تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو ہر حالت میں ۔ت گوئی اپنانے کی نصیحت کی تھی جس نے آپ کی عظمت کو چار چاند لگائے۔ آپ بچپن میں

Marfat.com

نہایت صابر، شاکر، پر امن قناعت بھری زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کی والدہ نے بچپن میں کبھی آپ کو نہیں جھڑکا، بلکہ مذہبی ماحول کے مطابق عبادات الٰہی کا احترام کرتے۔ آپ کھیل کود کو پسند نہ کرتے تھے۔ فطری تقاضوں کے تحت بچوں کے ساتھ کھیلنے کو جی چاہتا تھا۔ مگر جب کھیل کی طرف متوجہ ہوتے تو غیبی آواز آتی۔ ''میرے پاس آؤ'' یہ آواز سن کر آپ ڈر جاتے اور کھیل چھوڑ دیتے تھے۔

تعلیم:۔

آپ کے والد محترم کا زندگی کے اوائل برسوں میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ تو آپ کے نانا حضرت سید عبداللہ صومعیؒ نے نواسے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا، وہ بذات خود ایک بزرگ کامل تھے۔ ان کا رنگ بھی آپ پر چڑھا۔ انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت پر شروع سے ہی خصوصی توجہ فرمائی۔ فیضان باطنی سے متعارف فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت غوث اعظم نے بچپن سے ہی دنیاوی معمولات کو بہت معمولی جانا اور دینی امور میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی اور عملی حصہ لیا۔ اس ابتدائی دور میں ہی آپ نے کم کھانے، کم سونے کی عادت اختیار کر رکھی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ جیلان میں ایک مقامی مکتب تھا۔ جب آپ کی عمر مبارک پانچ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو اس مکتب میں داخل کرا دیا۔ آپ نے دس برس تک ابتدائی تعلیم میں دسترس حاصل کر لی اور اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے قران پاک حفظ کر لیا اور دیگر شریعت کی کتب کا بھی مطالعہ کر لیا۔

قصبہ جیلان چونکہ چھوٹا سا تھا اس لیے وہاں اعلیٰ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ان دنوں بغداد علوم و فنون کا مرکز تھا۔ اس شوق علم اور ذوق آگہی میں حضرت غوث اعظمؒ کی نگاہیں بغداد پر لگی ہوئی تھیں۔ جیلان سے بغداد تقریباً تین سو میل یا چار سو اسی کلو میٹر دور تھا۔ بغداد کیلئے آپ نے جستجوئے حق اور علمی پیاس بجھانے کیلئے اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی۔ اپ کی والدہ

Marfat.com

ماجدہ چونکہ بڑی دیندار' نیک اور مشفق ماں تھیں۔ بیٹے کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے نیک دعاؤں کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی اور ہمیشہ راست گوئی کی تلقین فرمائی۔

۴۸۸ھ ہجری کو آپ نے بغداد پہنچ کر دین کا خوب علم حاصل کیا۔ اور آپ نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا۔ صالحین کی صحبتوں اور ان کے نصائح سے فیض حاصل کیا۔ درس و تدریس سے علوم الٰہی کے اسرار کو جانا اور بڑی جدوجہد سے اور بعض اوقات مصائب اور مشکلات اٹھا کر بھی علماء کرام کی محفلوں' مشائخ عظام کی مجلسوں اور فقہاء کے درس و تدریس میں شریک ہوتے رہے۔ اس عہد میں آپ نے تمام علوم میں دسترس حاصل کی۔ فن قرأت پڑھا۔ قرآن پاک کی تفسیر و تشریح کا وسیع علم حاصل کیا۔ حدیث و فقہ کی کتب کا مطالعہ کیا اور پھر باقاعدہ طور پر عربی ادب کا بھی گہرا مطالعہ فرمایا۔ آپ نے دوران تعلیم اس قدر مشکلات اٹھائیں کہ آپ نے فرمایا کہ ''مجھ پر ایسی ایسی مشکلات پڑیں کہ اگر وہ پہاڑ پر نازل ہوتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا''

آپ کے اہم اور مشہور اساتذہ میں درجہ ذیل حضرات شامل ہیں جو کہ تمام بحر العلم کہلاتے تھے۔

۱۔ ابوالوفا علی بن عقیل ۲۔ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی ۳۔ ابوذک یا یحییٰ بن علی تبریزی

۴۔ ابوسعید بن عبدالکریم جن سے علم فقہ کا علم حاصل کیا۔

۷۔ حضرت ابوبکر بن مظفر سے علم حدیث حاصل کیا۔ ۸۔ حضرت ابومحمد جعفر جن سے علم تفسیر حاصل کیا ۹۔ ابوسعید ہمدانی سے علم تفسیر حاصل کیا۔ ۱۰۔ حافظ ابوطالب بن یوسف جن سے قرآن پاک حفظ کیا۔ ۱۱۔ ابوالخیر حماد بن مسلم الاباش۔

بیعت کیا ہے؟

دنیاوی معاشرے میں جب شیطانی اعمال و خواہشات کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہے تو علماء کے وعظ' مبلغوں کی تبلیغ اور نیک حضرات کی تلقین و نصیحت کے اثرات بھی ماند پڑ جاتے ہیں اور لوگوں کی توجہ کا مرکز نہیں بن سکتے۔ اس لئے یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ نفس امارہ کی اصلاح اور

Marfat.com

دل کے مکمل صفائی کیلئے مرشد کے ساتھ گہرا تعلق قائم کیا جائے چنانچہ بیعت کا سلسلہ جاری کیا گیا تا کہ حق کے متلاشی صاحب فیض کے ہاتھ پر بیعت کر کے قولاً و فعلاً شریعت کی پیروی کا عہد کریں۔ اور ماضی کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے تائب ہو کر تجدید ایمان کریں۔ اسی طرح صاحب فیض اپنی محبت اور ذکر و فکر کے ذریعے ان کی تربیت کرتا ہے اور ان کے دلوں میں جذبہ ایمانی اور شعلہ محبت پیدا کرتا ہے یہ ایک وضاحت طلب امر ہے کہ بیعت کسے کہا جاتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

بیعت کسی چیز کے پانے کا ارادہ کر لینا اس چیز کے حصول کیلئے کافی نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ منزل مقصود کے راستے میں جتنی مشکلات اور رکاوٹیں ہوں ان سب کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا جائے۔ ہر نئے راستے کیلئے راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ بیعت کا مطلب یہی ہے کہ اس دور دراز سفر کو طے کرنے کیلئے کسی ایسے شخص کو اپنا راہنما بنایا جائے جو اس مسافر سے زیادہ راستے کے پیچ و خم اور نشیب و فراز سے واقف ہو تا کہ اس کے پیچھے پیچھے چل کر یہ راستہ سہولت اور اطمینان سے طے کیا جائے اور یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بیعت کیلئے کسی مصلح اور راہبر کے ہاتھ میں صرف اپنا ہاتھ دے دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اپنی ذات کو اسی طرح اس کے حوالے کر دیا جائے کہ پھر اپنے آپ پر اپنا کوئی حق نہ رہے اور اس کا ہر عمل اس کے فرمان و ارشاد کے مطابق ہو اس کی تعلیمات پر من و عن عمل کیا جائے اور خلوص نیت اور دل سے اس کے اقوال و فرامین کی تابع فرمانی کی جائے بصورت دیگر محض ہاتھ میں ہاتھ دینے اور بیعت کر لینے سے حاصل کچھ نہ ہوگا۔ جیسا کہ آج کل کی صورت حال سب کے سامنے ہے بلکہ صدق دل سے اپنے آپ کو دوسرے کے حوالے کر دینا ہی بیعت ہے، جس سے مرشد کی تابع فرمانی ضروری ہو جاتی ہے۔

آپ کی بیعت:۔

آپ ۴۹۶ھ ہجری بمطابق ۱۱۰۲ء میں ہر قسم کے علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل کر چکنے

Marfat.com

کے بعد مجاہدات وریاضت میں مشغول ہوئے چنانچہ ۴۹۶ھ ۱۱۰۲ہجری سے ۵۲۰ھ ۱۱۲۶ تک کا زمانہ مجاہدات میں گزرا۔

حضرت غوث الاعظمؒ کے دور بغداد کے وقت ابوالخیر حماد بن مسلمؒ الاباش اور حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی علوم طریقت کے مسلم راہنما تھے۔آپ اللہ تعالیٰ کے ایما پر حضرت قاضی ابوسعید مبارک فخرومی کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کرکے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔اس کے بعد ابوسعید سے خرقہ ولایت پایا۔۱۶شوال ۵۲۱ہجری ۱۱۲۷ء سے شنبہ کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں دیکھا۔تو حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

''اے عبدالقادر! تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کیلئے وعظ ونصیحت کیا کرو''

حضرت نے کہا میں عجمی ہوں' عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے بولوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا''منہ کھولو''

آپ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں منہ کھولا''تو آپ کے منہ میں حضور اکرم ﷺ نے سات بار لعاب دہن ڈالا اور کہا کہ جاؤ قوم کو وعظ ونصیحت کرو اور انہیں اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ''

Marfat.com

باب ۲۵

تبلیغ کا آغاز

آپ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ آپ کی آواز نہایت کڑک دار تھی۔ دور نزدیک کے لوگ آسانی سے آواز سن سکتے تھے۔ مگر وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے وعظ سے ایک لاکھ سے زائد فاسق لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اگرچہ وعظ میں شروع شروع میں حاضرین کی تعداد کم ہوتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ خلقت کا ہجوم زیادہ ہونے لگا۔ بغداد کے محلہ کی مسجد میں حاضرین نہ سماتے تھے۔ پھر محلہ کی عیدگاہ میں آپ نے درس دینا شروع کیا۔ لوگ دور دور سے آپ کا وعظ اور نصیحت سننے کیلئے آتے تھے اور فیض حاصل کر کے جاتے تھے۔ بلکہ بعض لوگ تو آپ کے وعظ اور درس کو لکھ کر ساتھ لے جاتے تھے۔ آپ عموماً قرآن پاک کا درس دیا کرتے تھے۔ مسائل کی تشریح مثالوں اور دلائل سے واضح کرتے تھے۔ تفسیر کلام پاک پر آپ کو اس قدر دسترس حاصل تھی کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک آیت قرآنی سے گیارہ معانی بیان فرمائے۔

آپ کے وعظ کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ آپ علماء کا لباس زیب تن کر کے ایک بلند مقام پر تشریف لے جاتے اور بلند آواز سے وعظ فرماتے تھے۔ آپ کی مجلس میں بادشاہ، امراء، فقرا اور دوسرے فرد آتے تو وہ معمولی حیثیت کے لوگوں کی طرح مؤدبانہ انداز میں بیٹھ جاتے تھے وعظ کے دوران آپ بادشاہ یا امراء کا قطعاً خیال نہ کرتے اور کسی کے سامنے جھک کر سلام نہ کرتے تھے۔ آپ کبھی کسی کے دربار میں نہیں گئے۔ ہر طبقہ کا فرد آپ کا وعظ بڑے اشتیاق اور نظم و ضبط کے ساتھ سنتا تھا اور آپ کی نصائح پر عمل کرنے کا عہد کرتا آپ کے وعظ میں نہ صرف مسلمان ہی آتے بلکہ غیر مسلم، نصاریٰ، کافر اور مشرک تک شرکت کرتے تھے۔ مگر کسی کیلئے حسب مراتب بیٹھنے

Marfat.com

کا کوئی انتظام نہ ہوتا تھا جہاں جس کو جگہ میسر آتی وہیں بیٹھ جاتا تھا اور غور سے وعظ سنتا رہتا۔ آپ کے کلام کی تاثیر کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے سنگدل اور ظالم بھی آپ کی پند و نصائح کو سن کر نرم دل ہو جاتے تھے جب آپ وعظ فرماتے تو عالموں اور فاضلوں پر وجد طاری ہو جاتا تھا کوئی محو حیرت نظر آتا اور کسی طرف سے رونے کی آواز آنے لگتی آپ اپنی تقریروں میں امر و نہی کا ذکر کرتے تھے۔ بادشاہوں اور امیروں کو ان کی غلطیوں پر بے جھجک ٹوک دیتے تھے۔ مجلس میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا تھا۔ اور مجلس میں سے کوئی شخص غلطی کر بیٹھتا تو اس کی غلطی کو درگزر کرتے اور خاموش رہتے تھے۔ جو لوگ دیر سے وعظ میں آتے تو آپ اُن کی خیریت دریافت کرتے اور ہمدردی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ آپ کی شفقت اور رحم دلی سب کیلئے نمونہ اور مثالی تھی۔

حضرت ابو سعید الحزمیؒ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آپ سے فیض روحانی حاصل کر رہی ہے تو آپ نے اپنا مدرسہ جو بغداد میں ہی تھا آپ کی تحویل میں دے دیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے دوران پڑھنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور مدرسے سے باہر کی سڑکیں بھی بھرنے لگیں۔ اہل بغداد نے مدرسہ سے باہر کی زمین خرید کر مدرسے کو وسعت دی۔ اس نیک کام میں اہل بغداد نے جس جذبہ ایمانی سے کام لیا اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے: ایک دفعہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میرا مہر بیس دینار ہے۔ میں اس میں سے دس دینار اپنے شوہر کو معاف کر سکتی ہوں مگر شرط یہ ہے کہ باقی دس دینار کے بدلے میں وہ آپ کے مدرسہ کی تعمیر میں کام کرے آپ نے اس عورت کے شوہر سے پوچھا تو وہ بخوشی راضی ہو گیا اور وہ مدرسے کی تعمیر میں کام کرنے لگا مگر آپ نے اجرت دیئے بغیر کام لینا پسند نہ فرمایا چنانچہ دو دن میں ایک دن کی اجرت اسے دے دی جاتی تھی اور ایک دن کی اجرت مہر کی رقم میں کاٹ لی جاتی تھی۔ آپ نے مہر کی رسید اور پانچ دینار اُس کو دے دیئے۔ ۵۲۸ھ ہجری میں مدرسہ مکمل ہو گیا اور مدرسے کی عظیم الشان عمارت بن گئی تب لوگوں کے بیٹھنے کیلئے کافی گنجائش ہو

Marfat.com

گئی۔ اب عوام دور دراز سے روحانی اور علمی فیض حاصل کرنے کیلئے اس مدرسہ میں آنے لگے۔ آہستہ آہستہ بڑے عالموں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوگئی۔ پھر جو لوگ سیکھ جاتے اور آپ کو ان کے علم پر کامل یقین ہو جاتا تو آپ ان کو ان کے اپنے علاقوں میں واپس تبلیغ اور اصلاح کیلئے بھیج دیتے۔ وہ وہاں محنت اور لگن سے کام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ تمام عرب، عراق اور شام کے علاقے آپ کی تعلیمات کا مرکز بن گئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہابؒ نے فرمایا کہ آپ ہفتہ میں تین دن صرف وعظ فرماتے تھے۔ یعنی جمعہ کی صبح اور منگل کی رات کو مدرسہ میں وعظ فرماتے تھے اور بدھ کی صبح کو اپنے مہمان خانے میں وعظ و نصیحت کرتے۔ آپ کا یہ سلسلہ ۵۲۱ ہجری کے بعد چالیس سال تک جاری رہا۔ نماز ظہر کے بعد کلام پاک کا درس دیتے تھے۔

آپ فارسی اور عربی دونوں زبانوں کو جانتے تھے۔ شروع میں آپ وعظ فرماتے تامل کرتے تھے مگر کچھ عرصے کے بعد وہ زمانہ بھی آیا کہ کلام شیخ کے دل پر امڈ آنے لگا اور یہ عالم ہو گیا کہ اگر آپ نہ بولتے تو بقول آپ کے آپ کا گلا گھٹنے لگتا۔ چپ رہنا آپ کے بس کی بات نہ رہ گئی اور آپ کی مجلسوں میں ستر ہزار تک آدمی جمع ہونے لگے جن میں نہ صرف عوام بلکہ اکابر، مشائخ عراق، اعیان علماء اور صدر اور مفتی بھی حاضر ہوتے تھے۔

بسط ابن الجوزی اور دوسرے مداحوں کے مطابق آپ کی ان مجالس وعظ میں بہت سے لوگ گناہوں سے توبہ کرتے اور توبہ کی علامت کے طور پر سر کے بال منڈوا دیتے تھے۔ اسی طرح بہت سے یہودی اور نصاریٰ اسلام لائے۔ شیخ نے خود فرمایا پانچ سو سے زائد آدمی میرے ہاتھ پر ایمان لائے اور لاکھ سے زائد عیاروں اور ڈاکوؤں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

وعظ میں تاثیر:۔

آپ کی شخصیت واعظ کی حیثیت سے زبردست تھی اور آپ کے کلام میں تاثیر ایسی تھی کہ دلوں کو موم کر دیتی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کا صاحبزادہ عبدالوہابؒ بہت سے علماء اور شیوخ سے

Marfat.com

تعلیم حاصل کر کے آیا اور آپ کی اجازت سے اس نے وعظ کیا۔ علمی نکتے بیان کئے اور نصیحت کی۔ لیکن لوگ متاثر نہ ہوئے نہ کسی کا دل موم ہوا اور نہ کسی کے آنسو بہے۔ لوگوں نے آپ سے التجا کی کہ آپ بھی کچھ فرمائیں آپ خود کھڑے ہوئے اور ذکر کیا کہ میں کل روزے سے تھا گھر والوں نے میرے لئے انڈے تلے' پیالے میں ڈال کر طاق میں رکھ دیئے لیکن بلی آئی اور پیالہ گرا کر توڑ دیا۔ آپ نے یہ بیان ابھی ختم بھی نہ کیا تھا کہ سامعین نے فریاد کرنا شروع کر دی اور رونا چیخنا شروع کر دیا۔

تعلیمات وعظ:۔

آپ کی تعلیمات اور آپ کے وعظ میں جن باتوں پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ وہ چند درج ذیل ہیں۔

I۔ توحید: توحید کے متعلق فرماتے ہیں دنیا اور آخرت کو ملا کر یکجا کر دے اور تنہا اپنے مولا عزوجل کے سامنے جا۔ دل کے اعتبار سے برہنہ دنیا اور آخرت کے بغیر اس کے سامنے اللہ سے مجرد ہونے کے سوا نہ جا۔ خالق سے ہٹ کر خلق کی قید میں مقید نہ ہو۔ ان اسباب کو قطع کر اور ان ارباب کو دور کر' جب قدرت پالے تو دنیا کو اپنے نفس کیلئے رکھ۔

آخرت کو دل کیلئے اور مولا کو اپنے باطن کیلئے پھر فرمایا:

کہ خلق کی طرف کے دروازے بند کر اور اپنے اور اپنے خدا کے درمیان کا دروازہ کھول۔ اپنے گناہوں کا اقرار' کر اپنی تقدیر کا عذر اس کے سامنے پیش کر اور یقین رکھ کہ اس کے بغیر کوئی ضرر یا نفع پہنچانے والا نہیں ہے' عطاء کرنے والا اور روکنے والا نہیں ہے۔ اس یقین کے بعد تیرے دل کی آنکھ کی بینائی جاتی رہے گی اور تیری بصارت اور بصیرت کام کرنے لگے گی''

II۔ خلقت کے ساتھ حسن معاشرت:۔ حدود شرع کے اندر رہ کر لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت خوب ہے اور شرع کی اجازت سے لوگوں کے ساتھ موافقت اچھی اور مبارک بات ہے

Marfat.com

لیکن اگر حدود شرع میں سے کسی کو توڑنا چاہے اور شرع اجازت نہ دے تو لوگوں کا ساتھ نہیں دیا جا سکتا"

مفلسوں اور ناداروں کی امداد کے سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ :۔

"اے مال والے اگر دنیا اور آخرت کی بہتری چاہتا ہے تو اپنے مال سے کچھ فقیروں کو بھی دے ڈال۔ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا" کہ لوگ اللہ کے عیال ہیں اور اللہ عزوجل کو سب سے پیارا وہ ہے جو اللہ کے عیال کو سب سے زیادہ نفع دینے والا ہو۔ لوگو! تم سب پیٹ بھر کر کھاتے ہو۔ اور تمہارے پڑوسی بھوکے ہیں۔ پھر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مومن ہو۔ تمہارے سامنے بہت سا کھانا تمہارے اور تمہارے گھر والوں کی ضرورت سے زائد ہو اور دروازے پر سائل کھڑا ہو اور مایوس لوٹا دیا جائے۔"

آپ نے فرمایا "لوگو! اس قرآن پر ایمان لاؤ' اس پر عمل کرو' اپنے اعمال کو خالص بناؤ۔ ریا نہ کرو۔ منافقانہ عمل نہ کرو۔ ان اعمال پر خلقت سے تعریف اور عوض نہ مانگو۔ خال خال کوئی آدمی اس قرآن پر ایمان لاتا ہے اور اللہ عزوجل کیلئے اس پر عمل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ خواص کم اور منافق زیادہ ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں بہت سست اور اس کے اور اپنے دشمن کی اطاعت میں کس قدر مضبوط اور ہوشیار ہو۔ خال خال لوگوں کو ملنا چاہئے تاکہ تم حق عزوجل سے خالی نہ ہو جاؤ۔ اس لئے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کی امر و نہی اور اس کی قضا و قدر پر صبر کرنے میں دنیا اور آخرت کی کتنی بہتری ہے۔"

وہ اللہ کے لائے ہوئے انقلابات میں اس سے موافقت کرتے ہیں۔ کبھی صبر کرتے ہیں' کبھی شکر' کبھی قریب ہیں' کبھی بعید کبھی تکلیف میں ہیں' کبھی راحت میں' کبھی دولت مند ہیں' کبھی مفلس' کبھی تندرست' کبھی بیمار۔ ہر حال میں ان کی ایک ہی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تعلق میں اپنے قلوب کی حفاظت کر سکیں۔ یہ ان کے نزدیک سب سے اہم چیز ہے۔ حق تعالیٰ سے ہمیشہ خلقت کی بہتری مانگتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

علم کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

''علم چھلکا ہے اور عمل گودا' چھلکے کی حفاظت اس لئے کرتے ہیں کہ مغز محفوظ رہے۔ مغز کی حفاظت اس لئے کرتے ہیں کہ اس میں سے تیل نکلنے لگے۔ اگر چھلکے میں مغز نہ ہو تو کس کام کا؟ اور اگر مغز میں تیل نہ ہو تو اس کو کیا کریں گے؟ وہ علم کیا اگر اس پر عمل نہ کیا جائے۔ اس کو حفظ کرنا اور اس کا مطالعہ بغیر عمل کے کیا فائدہ دے گا؟ اگر دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو اپنے اور لوگوں کے علم پر عمل کرو۔''

سیرت پاک:۔

آپ نے شریعت کی پیروی کی۔ بدعت سے پرہیز کرتے اور بدعت اختیار کرنے والوں سے کنارہ کش رہتے۔ آپ شریعت کو سیدھا سادھا راستہ قرار دیتے تھے اور اس کو ایمان کی بنیاد سمجھتے تھے۔ دین کی باتوں میں آپ بالکل کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے اور پردہ داری نہ کرتے۔ اور لوگوں کو بھی دین کی باتوں کے استفسار میں حجاب سے روکتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''وہ شریعت کہ جس سے شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہو آدمی کو صدیق کی بجائے زندیق بنا دیتی ہے گویا شریعت ہی راستہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے تقریباً چالیس برس تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے وعظ اور درس و تدریس سے ہزاروں یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور سینکڑوں لوگوں کو آپ کی دعاؤں سے روحانی اور علمی فیض حاصل ہوا۔ لوگ آپ کی مجالس میں پرندوں کی طرح اڈ آتے تھے اور گھنٹوں بیٹھے وعظ سنتے نہ تھکتے اور لطف و سرور حاصل ہوتا تھا۔

تعلیمات:۔

ا۔ مومن کی میراث:۔ آپ نے فرمایا کہ مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ ''اوامر کو قائم کرے اور

Marfat.com

نواہی سے اپنے آپ کو بچائے'' مومن کا اول درجہ یہ ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی ان تینوں سے خالی نہ ہو:

۱۔امر بالمعروف کو اپنائے۔

۲۔نھی عن المنکر سے بچے۔

۳۔تقدیر پر راضی رہے۔

ان تینوں چیزوں پہ عمل کرنا ہی مومن کی میراث دائمی ہے۔انہی پر عمل کرتا رہے۔

۲۔دوسری بات جو تعلیمات میں اہم ہے وہ اتباع سنت رسول ﷺ ہے:۔فرمایا: سنت کی پیروی کرو اور بدعت سے بچو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کو پاک مانو' مصائب و آلام میں صبر کرو۔آپس میں دشمنی اور کینہ نہ رکھو' ہر وقت اپنے رب کی عبادت کرو۔اسی سے مغفرت طلب کرو۔

۳۔آپ نے فرمایا:'' دنیا میں جس قدر رزق تمہاری قسمت میں لکھا ہے وہ تمہیں ہر صورت ضرور مل کر رہے گا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا:'' ہم نے جو دنیاوی چیزیں کفار کو دے رکھی ہیں انہیں نظر بھر کر نہ دیکھیں ان لوگوں کیلئے ان اشیائے آسائش میں امتحان ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے''

۴۔فرمایا: بندے کے تمام ارادے اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا اور شکستہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے قریب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے از سر نو پیدا فرمائے گا پھر اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو گا۔اللہ تعالیٰ اس کا دوست بن کر اس کی ناک' کان اور آنکھ بن جاتا ہے اور وہ خدا سے سنتا' خدا سے بولتا اور خدا سے دیکھتا ہے۔

۵۔آپ نے فرمایا:۔اگر اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی مرتبہ عطا فرمائے تو اس پر باادب مشکور رہے یہ بندے کا اولین فرض ہے اس مرتبے سے اعلیٰ وارفع کی تمنا نہ کرے کیونکہ اس میں بندے کو کوئی دخل نہیں ہے۔محض آرزو کرے ناشکری کے اظہار سے اپنے آپ کو پراگندہ نہ کرے۔کیونکہ

Marfat.com

ناشکری باعث ندامت ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کیلئے ترقی اور مراتب کیلئے عمل صالح کی جستجو میں رہو۔ پھر اگر خدا وہ مقام عطا فرمائے تو اس کی حفاظت کی جائے۔

۶۔آپ نے ارشاد فرمایا: نفس اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے جب کہ سب چیزیں اللہ کی تابع ہیں اگر تو اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے نفس کی مخالفت کرے گا تو خدا کی موافقت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تو میرے لئے اپنے نفس کا دشمن ہو جا۔ تجھے بزرگی بخش دی جائے گی اور ہر ایک چیز تیری تابع ہوگی کیونکہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور اسی کی تابع ہیں اور وہی دوبارہ بھی ان کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر ایک چیز اس کی حمد اور تسبیح بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت بایزید بسطامیؒ سے فرمایا: اپنے نفس سے کنارہ کش ہو جا اور میری طرف آ جا'' حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ کسی نے سانپ کی کیچلی کی طرح اپنے نفس سے کنارہ کشی کر لی اور فرمایا کہ بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ مخلوق کے اسباب سے اپنے آپ کو الگ کرے۔ آرزو سے مبرا ہو جائے اللہ ہی سب کیلئے کافی ہے''

اگر تو حالت ولایت میں ہے تو اپنے نفس کی شدید مخالفت کر۔ لذات نفس کو چھوڑ دے اور شرع کے مطابق عمل کر۔

۷۔ دنیا ایک چلتے سمندر کی مانند ہے جو کہ رواں دواں رہے گا۔ اس کا پانی بڑھتا ہی چلا جائے گا اس طرح بنی آدم کی خواہشات اور شہوت کی لذتوں میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور اسی طرح اس پر دنیا میں مصیبتیں، سختیاں اور بلائیں آتی ہیں۔ پھر جو کوئی اس دنیا کو نگاہ عبرت سے دیکھتا اور پرکھتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ''عیش دنیا عیش آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہیں خصوصاً مومن کیلئے تو دنیا ایک قید خانہ ہے۔ دنیا صرف کافروں اور مفاد عاجلہ کے طالبوں کیلئے جنت ہے دنیا کی عارضی راحت آخرت کی دائمی راحت کے برابر نہیں ہے اس لئے خدا کی اطاعت قبول کرنے سے ہر طرح کی راحتیں اور اللہ کا فضل حاصل ہو جاتا ہے۔

۸۔ مشکوک چیزوں سے پرہیز:۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو تجھے کسی طرح کوئی چیز شک وشبہ

Marfat.com

میں مبتلا کرے اس سے بچو کہ مشکوک اشیاء کا دل میں آنا اچھا نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس چیز کو لوگوں کیلئے چھوڑ دیا جائے اس کی دوبارہ طلب نہیں کرنی چاہئے اور صرف اللہ کے فضل کی طلب رکھو فضل ایسی شئے ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور ہر طرح کا فضل تیرے رب کی طرف سے ہے۔ اس کے ہاتھ میں دنیا کی بادشاہی اور لوگوں کے دل ہیں۔

۹۔ ابلیس کا بیان:۔ آپ نے فرمایا: کہ ''میں نے حالت خواب میں ابلیس کو دیکھا اور اسے مار دینے کا ارادہ کیا لیکن ابلیس نے کہا کہ آپ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو میرا کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ میں تقدیر میں لکھی بھلائی کو برائی سے نہیں بدل سکتا۔ اور نہ تقدیر کی برائی کو بدلنے کی ہمت ہی رکھتا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایسی کوئی قوت نہیں ہے کہ ایسا کردار ادا کروں؟

''آپ نے اس ملعون ابلیس کی صورت دیکھی تو وہ اس طرح پائی۔ نرم جان' سست کلام لمبی ناک اور لمبا منہ اس کی تھوڑی کے نیچے چند ایک بال تھے وہ حقیر اور بدصورت تھا۔ بے حد متلون مزاج اور ڈرا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور میرے ساتھ مسکرا بھی رہا تھا''

مصائب بقدر ایمان:۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے ایمان کے مطابق مصائب اور مشکلات میں ڈالتا ہے مثلاً: رسول کی بلا اور مصیبت نبی کی بلا سے بڑی ہوتی ہے۔ اور نبی کی بلا ابدال کی بلا سے بڑی ہوتی ہے۔ اور ابدال کی بلا ولی کی بلا سے بڑی ہوتی ہے یہ بلائیں ایمان کی قوت کے ساتھ بڑی ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی بلاؤں کے اعتبار سے دوسرے لوگوں سے سخت تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن پر بلائیں نازل کرتا ہے اس کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

خیر وشر:۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص اپنے عمل سے جنت میں داخل نہ ہو گا لوگوں نے حیران ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپؐ بھی؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، میں بھی اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گا۔ آدمی کے تمام نیک اعمال بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہی انجام پاتے ہیں۔ وہی اپنے بندے کو بدی سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے تم اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تم پر زیادہ فضل کرے گا" اور فرمایا! دل ایک گھر کی مانند ہے اس میں دو نہیں رہ سکتے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے کسی کے دو دل نہیں بنائے۔ دل توحید و معرفت کا مقام ہے اور سینہ واردات اور عجائبات غیبی کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ "دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں"

چار قسم کے لوگ:۔

۱۔ ایک وہ جو نہ دل رکھتے ہیں اور نہ زبان۔ ناتجربہ کار اور حقیر۔ ان کی مثال بھوسے کی مانند ہے۔ ایسے لوگ بے قیمت اور بیکار ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب اور وبا نازل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں شامل نہ ہو جا بلکہ ان میں نیکی پھیلاؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ "اگر تمہاری تعلیم سے ایک بھی شخص ہدایت حاصل کرے تو یہ تمہارے لئے پورے سورج کی آب و تاب سے بہتر ہے"

۲۔ دوسرا وہ شخص ہے جو نصیحت اور حکمت کی باتوں کا تذکرہ کرتا ہے لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتا وہ دوسروں کے عیبوں پر نگاہ رکھتا ہے لیکن خود عیب سے باز نہیں آتا۔ ایسے شخص سے خدا کی پناہ طلب کرو۔

۳۔ تیسرا وہ شخص ہے کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہے وہ اپنے نفس کے عیبوں پر نظر رکھتا ہے اس کا دل منور ہوتا ہے وہ خاموش اور گوشہ نشین ہوتا ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین اور نیک بندوں میں داخل کرتا ہے۔

Marfat.com

۴۔ چوتھا آدمی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے عالم ملکوت میں بزرگی بخشی ہے اس قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اپنا علم دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ وہ اللہ کی آیات سے واقف ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کیلئے بڑی بھلائی ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اپنے فعل میں دانا ہے:۔ آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کسی بھی صورت میں شرک کو قبول نہیں کرتا۔ اس کے نزدیک ذکر و عبادت ہی افضل فعل ہے اس کی ذات میں کسی قسم کا ظلم نہیں ہے وہ اپنے ہر فضل میں دانا ہے۔

۱۱۔ راست بازی:۔ آپ کا ارشاد ہے کہ پرہیزگاری اور راست بازی اختیار کرنا تمہارے لئے لازم ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ پرہیزگاری ہی اصل دین کی جڑ ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمانوں کو حرام چیزوں سے بچنا چاہئے ان کے ذرائع و اسباب سے بھی دور رہنا چاہئے۔

۱۲۔ حسد ایمان کو کھا جاتا ہے:۔ آپ نے فرمایا: اے مومن اپنے پڑوسی کو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر حسد نہ کر کیونکہ حسد ایمان کو کھا جاتا ہے۔ حسد کرنے والے اللہ کی نعمت کے دشمن ہیں۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ اللہ جو کچھ تجھے دیتا ہے وہ تیری قسمت تھا اور جو کچھ تیرے پڑوسی کو عطا کیا ہے وہ اس کا مقدر ہے"

۱۳۔ خالق اپنی مخلوق سے ارفع و اعلیٰ ہے:۔ حضرت غوثؒ کا ارشاد ہے کہ انسان کے نفس کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت عافیت اور دوسری حالت بلا۔ جب بندے پر حالت بلا ہوتی ہے تو وہ اپنے پروردگار پر تہمت لگاتا ہے اور گلے شکوے کرتا ہے اور جب نفس حالت عافیت میں ہوتا ہے تو بندہ بے صبری سے کام لیتا ہے اور قناعت نہیں کرتا۔ بندے کیلئے بہتر ہے کہ وہ ہر حال میں خوش رہے کیونکہ جس چیز کو خدا نے بندے کیلئے مخصوص کر رکھا ہے وہ اس تک پہنچ کر رہے گی اور جو چیز اس کے مقدر میں نہیں ہے وہ کسی بھی صورت میں اس کو حاصل نہیں ہوگی۔

Marfat.com

معرفت حق:۔

آپ نے فرمایا مخلوق سے مانگنے والا بے صبرا ہے۔اس کا ایمان کمزور اور ناتواں ہے وہ اللہ کو نہیں پہنچا تا لیکن جس شخص کو معرفت حق حاصل ہو جاتی ہے وہ سوال نہیں کرتا۔

عارف کا مقام:۔

اللہ تعالیٰ عارف کی ہر دعا قبول نہیں کرتا۔ عارف چونکہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ کے سوا کسی دوسری شئے کا ارادہ نہیں کرتا اور اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کی امید نہیں رکھتا کیونکہ طلب اس کے مسلک کے خلاف ہے۔

دنیا جائے بلا ہے:۔

آپ نے فرمایا کہ دنیا کے لوگ دو طرح کے ہیں۔

ا۔جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا اور دوسرے وہ جنہیں بلا میں مبتلا کیا۔ جسے نصیحت دی گئی ہے وہ اس نصیحت میں معصیت سے خالی نہیں ہوتے پھر اسی پر تقدیر سے مصیبتیں اور بیماریاں آنے لگتی ہیں۔ایسی حالت میں اگر شکر نہ کیا جائے تو یہ کفران نعمت ہے۔اس میں سراسر خسارہ اور نقصان ہے۔

II۔اور دوسرا جس پر اللہ تعالیٰ بلائیں نازل کرتا ہے تو اس کا یہ مقصد ہے کہ اسے اصحاب معرفت اور اہل حال مقامات میں شامل کیا جائے یہ لوگ بلاؤں اور مصائب کو خاطر میں نہیں لاتے۔ان کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان پر اسرار وانوار کا انکشاف فرماتا ہے پس بلائیں نفس کو پاک کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ان میں مبتلا رہنے کے بعد صبر کرنا۔شکایت سے محفوظ رہنا پاک ہونے کا عمل ہے۔

Marfat.com

دُعا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے:۔

آپ نے فرمایا: کہ خدا مومنینؓ میں سے ایک جماعت اہل ولایت و معرفت کو بلا میں اس لئے مبتلا رکھتا ہے کہ وہ خدا سے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کے اس عمل کو پسند فرمایا ہے اور ایسے لوگوں کو شرف قبولیت بھی بخشتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دعا کسی کی فوری طور پر قبول نہ ہو تو اس دعا کی عدم قبولیت میں شامل نہ کیا جائے بلکہ اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کہیں دعا مانگنے میں کہیں خطا ہوگئی ہو جس کے باعث تاخیر ہوگئی ہے عدم قبولیت کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے شکایت نہ کرے اور نہ برا بھلا ہی کہے۔

اقوال زریں:۔

حضرت غوث پاکؒ نے بغداد میں اپنے مدرسہ قادریہ میں علم وفضل اور رشد و ہدایت کے جو موتی نچھاور فرمائے۔ ان کی آب و تاب بھی بے مثال ہے اور آپ کے ارشادات کے فیوض و برکات سے آج بھی مخلوق فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ کے اہم چند ارشادات درج ذیل ہیں:

۱۔ علم الیقین، غور و فکر اور دلیل سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ عارف کا بسم اللہ کہنا اللہ تعالیٰ کے کن فیکون کہنے کے برابر ہے۔

۳۔ دنیا بندے کو اپنے خدا سے دور کر دیتی ہے۔

۴۔ دل کو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھنے کا نام تصوف ہے۔

۵۔ اللہ کے نور کی تجلیات ہی روح کی غذا ہیں۔

۶۔ عمل کے بغیر علم مفید نہیں ہوتا۔

۷۔ میں علم دین پڑھ کر قطب بن گیا ہوں۔

۸۔ خوف خدا ہی کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔

۹۔ ہر شخص کو حدود شریعت کی حفاظت کرنی چاہئے۔

Marfat.com

۱۰۔ بندہ خدمت کرنے سے مخدوم بن جاتا ہے۔

۱۱۔ عالم باعمل کا درجہ اللہ کے نائب کا ہے۔

۱۲۔ اعتقاد درست کرنا واجب ہے کیونکہ اعتقاد ہی اصل میں بنیاد ہے۔

۱۳۔ مجھے علم ہی نے مہذب بنایا ہے۔

۱۴۔ حرام غذا نور ایمان کو ڈھانپ لیتی ہے۔

۱۵۔ لوگوں میں علم پھیلانا اور راہ حق کی طرف بلانا علم کی زکواۃ ہے۔

۱۶۔ ایمان ڈھال کی طرح بلاؤں اور آفات سے بچاتا ہے۔

۱۷۔ ظلم دل کی تاریکی کی گہرائیوں میں ڈال دیتا ہے۔

۱۸۔ علم زندگی اور جہالت موت ہے۔

۱۹۔ جو تمہارے ساتھ محبت رکھے اس سے محبت رکھو۔

۲۰۔ جو تم پر نظر رکھے تم اس پر نظر رکھو۔

۲۱۔ کھانا کھلانا اور حسن اخلاق افضل واکمل اعمال ہیں۔

۲۲۔ اللہ ہی تمام امور کا ذمہ دار ہے۔

۲۳۔ دنیا جتنی تیرے نصیب میں ہے وہ تجھے مل کر رہے گی۔

۲۴۔ جن اور انسان ارادہ وخواہش نفس سے معصوم نہیں۔

۲۵۔ صرف بت پرستی ہی شرک نہیں، نفس کی پیروی کرنا بھی شرک ہے۔

۲۶۔ ناشکری ناشکرے کو دنیا وآخرت میں ذلیل کرتی ہے۔

۲۷۔ اللہ ہی کے دربار میں ایمان کے بعد کفر سے پناہ مانگ۔

۲۸۔ سنی ہوئی خبر دیکھی ہوئی کی طرح نہیں ہوتی۔ دیکھی ہوئی بات میں غبار اور التباس واختلاط و شک وشبہ نہیں ہوتا۔

۲۹۔ دل توحید ومعرفت کی جگہ اور سینہ واردات وعجائبات غیبی کے نازل ہونے کا مقام ہے

Marfat.com

۳۰۔ تعلیم سے اگر اللہ کسی ایک شخص کو ہدایت فرما دے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ جس پر اللہ آفتاب طلوع کرے۔

۳۱۔ اگر دعا کرنے سے نفع نہ ہو تو نقصان بھی نہیں پائے گا۔

۳۲۔ اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت میں اللہ کی مدد طلب کر۔

۳۳۔ قرآن وحدیث سے باہر جانے میں ہلاکت ہے۔

۳۴۔ مومن اپنے دل پر چیزیں دیکھتا ہے۔

۳۵۔ خالق اپنی مخلوق سے بہتر اور ارفع واعلیٰ ہے۔

۳۶۔ اللہ کی سزا اس کی نصیحت اور بلا اس کی دوا ہے۔

۳۷۔ اللہ کا وعدہ نقد ہے اور حال اس کا ادھار ہے۔

۳۸۔ جسے اللہ نے معرفت حق کا علم دیا ہے وہ سوال سے بچا رہتا ہے۔

۳۹۔ دنیاوی بہتری کیلئے پہلے تلخی سیکھنا ضروری ہے۔

۴۰۔ سب بدیوں سے بری بدی نیند اور نیک کاموں سے غفلت ہے۔ جو کرے گا اس کی نیکیاں فوت ہو جائیں گی۔

۴۱۔ جاہل بے عقل اور ناقص فہم ہوتا ہے۔ انجام پر نظر رکھنے والا عاقل ہے۔

۴۲۔ شکر باللسان دل کی کیفیت کا اظہار ہے۔

۴۳۔ صبر پورا ایمان ہے۔

۴۴۔ ہر شئے اسمائے الٰہی میں سے ہے۔

۴۵۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہے۔

۴۶۔ فقر وتصوف سعی وکوشش کا نام ہے۔

۴۷۔ عابد کا محل اونچا اور رتبہ بلند ہے۔

۴۸۔ وقت کی مناسبت سے اپنے آپ کو بہتر کاموں میں مشغول رکھو اور اپنے اعضاء کو فضول

Marfat.com

کاموں سے بچاؤ۔

۴۹۔معرفت الٰہی ابدی عمل ہے۔

خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر

دیدہ رانجش ضیاء حضرت غوث الثقلین

۵۰۔مذہبی معاملات میں تخفیف جائز نہیں ہے۔

۵۱۔اللہ کا شکوہ بندے سے نہ کر۔

۵۲۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کامیابی کی کنجی ہے۔

۵۳۔نماز کو نماز سمجھ کر پڑھو۔

۵۴۔موت سے پہلے بیدار ہو جاؤ۔

۵۵۔زبانی علم سے راہ حق پر چلنا مشکل ہے۔

۵۶۔دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو۔

۵۷۔دنیا کا انتظام اولیاء اللہ کے سپرد ہے۔

۵۸۔عبادت پر ناز مت کرو۔نیک عمل کر کے معاوضے کے طلبگار مت بنو۔

۵۹۔کسی کو ایذا مت دو۔

۶۰۔دنیا کی خواہش ہے تو وہ بھی اللہ سے مانگو۔

سادگی:۔ا۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کسی جگہ پر باہر خچر پر جا رہے تھے۔راستہ میں کچھ فقیر کھانا کھا رہے تھے۔انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔آپ خچر سے نیچے اترے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور فرمایا'' کہ اللہ تعالیٰ کو تکبر ناپسند ہے''

اا۔ایک دفعہ ایک گلی میں چند بچے کھیل رہے تھے۔آپ کا ادھر سے گزار ہوا۔ایک بچے نے آپ کو روک لیا اور کہا کہ میرے لئے ایک پیسے کی مٹھائی بازار سے خرید کر لائیے۔آپ کی پیشانی

Marfat.com

مبارک پر بالکل شکن تک نہ پڑی۔

III۔آپ بسیار گوئی سے سخت پرہیز کرتے تھے۔خاموش رہنا بہت پسند کرتے تھے۔ضرورت کے بغیر منہ سے کوئی کلمہ نہ نکالتے تھے۔بیماروں کی خود جا کر عیادت کرتے تھے۔اوران کیلئے دعائے صحت بھی کرتے تھے۔

عفو وکرم کے مجسمے تھے کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو آپ کو جلال آجاتا تھا۔لیکن خود اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ آتا۔غرباء ومساکین کیلئے آپ کا دستر خوان نہایت وسیع تھا خوراک بہت کم کھاتے اور سادہ کھاتے تھے۔اکثر ناغہ کرتے اور ہفتہ میں صرف دو دن یعنی دوشنبہ اور جمعہ کو کھانا کھاتے تھے۔روزے کثرت سے رکھتے اور ہر وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کی سادگی کی اس قدر قابل تعریف اور اولیانہ کہ آپ کے جسم پر پیوند لگے کپڑے ہوتے تھے اور گودڑی میں ہی گزارہ کرتے۔جب کہ آپ کیلئے ہر قسم کی سہولت میسر تھی۔لوگ جو نذرانے یا تحفے لاتے تھے فوری طور پر لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔اور خود روکھی سوکھی روٹی سے گزارہ کرتے تھے۔سارا دن روزے سے ہوتے تو رات کو خشک روٹی کو بھگو کر اس سے افطار فرما لیتے تھے۔کبھی کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہیں پھیلایا بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کے تحت اپنی صوفیانہ زندگی گزاری اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مقام حاصل کیا۔اسلام کی تعلیم سے لوگوں کو نوازا۔ اور راہ ہدایت دکھائی۔

Marfat.com

باب ۲۶

کرامات

آپ کی کرامات کا ذکر اکثر مورخین نے کیا ہے مگر ان کا احاطہ کرنا محال ہے' البتہ ان میں سے چند کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

i۔ یمن میں ایک آدمی رہتا تھا۔ اس کے دل میں اللہ کی تڑپ تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگانا چاہتا تھا مگر اس کیلئے ایک اعلیٰ اور اچھے مرشد کی ضرورت تھی۔ اس تلاش میں تھا کہ کوئی بہتر آدمی ملے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت مند ہو جاؤں۔ اس شخص نے ایک رات خواب میں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ بغداد میں جا کر شیخ عبدالقادرؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں آ کر آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس وقت روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی شخص نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے جنگلوں میں زندگی گزارنے کا ارادہ کر رکھا تھا لیکن خدا کی مخلوق کو بھی فائدہ پہنچانا مقصد تھا۔ اور اس وقت تک تقریباً ایک لاکھ آدمی بیعت کر چکے تھے اور آپ کا فیض عام ہو چکا تھا۔

ii۔ حضرت شیخ ابو محمد علیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں رہتا تھا کچھ عرصہ گزارنے کے بعد شیخ صاحب سے مصر جانے کیلئے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ کسی سے کوئی چیز طلب نہ کرنا' اور آپ نے اپنی انگشت مبارک میرے منہ میں دی اور فرمایا چوستے جاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا پھر میں روانہ ہو گیا اور بغداد سے مصر تک سفر طے کیا راستے میں بالکل مجھے کہیں پیاس اور بھوک محسوس نہ ہوئی۔ یہ تھی آپ کی کرامات کی برکات۔

iii۔ حضرت عبدالقادرؒ حج پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں قیام فرمایا۔ اس قصبے میں ایک نہایت ہی غریب اور مفلس آدمی رہ رہا تھا۔ آپ نے اس کے دروازے پر جا کر

Marfat.com

دستک دی اور قیام کرنے کی اجازت چاہی۔ عرب روایتی طور پر مہمان نواز ہیں۔ اس غریب آدمی کے پاس ایک معمولی سی کٹیا تھی، جس میں گھر کے تین افراد مشکل سے گزارہ کرتے تھے۔ آپ کی درخواست پر انہوں نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ آپ نے جب اس غریب اور خستہ حال بوڑھے کے ہاں قیام کا فیصلہ کیا تو آپ کے قیام کی خبر فوراً پھیل گئی اور گاؤں سے امیر اور دیگر خوشحال لوگوں نے بھی آپ سے شرف مہمانی حاصل کرنے کی استدعا کی مگر آپ نے اتفاق نہ کیا اور اس غریب کے ہاں قیام کا قصد فرمایا۔ بہرحال امیر اور خوشحال لوگوں نے آپ کو بہت سے تحائف پیش کئے آپ نے دنیاوی مال سے استغناء کا اظہار کرتے ہوئے سارے اپنے میزبان کو دے دیئے اور اگلی رات آپ مکہ معظمہ حج کی غرض سے روانہ ہو گئے اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ چند ہی سالوں میں وہ غریب اور خستہ حال آدمی جس کے ہاں آپ نے رات کو قیام فرمایا اپنے علاقے کا امیر وکبیر آدمی بن گیا جو آپ کی محض کرامت کا مظہر تھا۔

۱۷۔ دُعا کا اثر: شیخ محمد صادق شیبانیؒ سے روایت ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے والد لاولد تھے ان کی بیوی ایک دن حضرت غوث اعظم کی خدمت میں آئی اور استدعا کی کہ اولاد کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ نے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تو اسی رات میں بیوی کے میل جول سے قرار حمل واقع ہوا۔ مدت مقررہ کے بعد پیدائش ہوئی تو معلوم ہوا کہ لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جب آپ کو اس امر کی اطلاع دی گئی تو آپ نے اطلاع لانے والے کو دوبارہ کہا کہ جا کر تحقیق کرو کہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس نے جا کر دوبارہ دیکھا تو واقعی لڑکا تھا۔ آپ نے اس لڑکے کا نام شہاب الدین رکھا اور آپ نے فرمایا کہ ''اس کی عمر طویل ہو گی۔ اور اپنے وقت کا بزرگ کامل ہو گا۔'' آپ کے فرمان کے مطابق شہاب الدین اپنے وقت کا ولی کامل ثابت ہوا اور انہوں نے طویل عمر پائی۔ انہوں نے آپ سے بہت سی علمی اور روحانی برکات وحسنات حاصل کیں جن کی برکت سے آپ اس مقام پر فائز ہوئے۔

۱۸۔ درختوں کا سرسبز ہونا: ایک دفعہ شیخ ھیبتی بیمار ہو گئے آپ ان کی عیادت کیلئے گئے، وہاں پر

Marfat.com

دو کھجور کے سوکھے ہوئے درخت تھے۔ حضرت پیر صاحب نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو فرمایا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی' ایک ہفتہ میں وہ دونوں درخت ہرے بھرے ہو گئے اور پھل بھی دینے لگے۔

VI۔ قبر کے عذاب سے نجات :۔ ہمدان سے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور رات کو میری خواب میں آئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی التجا کریں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے والد محترم کے لئے دعا فرمائیں کہ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ نجات دے۔ آپ نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ وہ میرے مدرسہ میں داخل ہوا تھا۔ اس شخص نے عرض کی کہ ہاں وہ آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے تھے پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ دوسرے دن پھر اس شخص نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ وہ سرسبز لباس پہنے خوش وخرم تھے۔ پھر فرمایا کہ آپ کی کرامت سے یہ حکمت عطا ہوئی ہے اور عذاب سے نجات مل گئی ہے۔

وعظ کا اثر :۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب مختلف ممالک سے سیاحت اور علوم وخزن سے مستفیض ہو کر وطن واپس آئے۔ اور آپ سے منبر پر چڑھ کر وعظ کرنے کے اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دیدی۔ آپ نے خوب فصاحت و بلاغت اور دلائل وافکار کے ساتھ حوالہ جات کے ساتھ لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اپنے جوش وخروش کا اظہار کیا غرضیکہ آپ نے تقریر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا مگر لوگوں پر پند ونصائح کا کوئی اثر نہ ہوا۔ خود مقرر نے بھی یہی تاثر حاصل کیا کہ لوگوں پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں ہو رہا اور کسی کو مناسب توجہ آپ کی طرف نہ تھی۔ آپ یہ حالت دیکھ کر منبر سے نیچے اتر آئے تو سامعین میں سے ایک نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی کہ حضرت آپ بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ تو آپ منبر سرکار پر بیٹھے تو

Marfat.com

یوں ارشاد فرمایا۔ اور آپ کے ان چند الفاظ وحضرات کا اسقدر اثر ہوا کہ ہر طرف لوگوں میں وجد طاری ہو گیا اور لوگوں میں حق ہو کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

''کل میں روزے سے تھا۔ ام یحییٰ نے کچھ۔۔ بھون کر ایک اطاق میں رکھ دیئے۔ مگر ایک بلی آئی اور اس نے پیالی کو نیچے گرا دیا اور پیالی بھی ٹوٹ گئی اور۔۔۔ بھی ضائع ہو گئے اور خاک میں مل گئے''

خلوت میں آپ نے اپنے عزیز فرزند سے ارشاد فرمایا ''میاں تم کو معلوم بھی ہے کہ تمہارے عالمانہ و عاقلانہ وعظ کا اثر لوگوں پر کیوں نہ ہوا اور میرے معمولی الفاظ نے یہ ہنگامہ کس وجہ سے پیدا کر دیا؟

''سنو! تم کو اپنے سفر ظاہر پر ناز ہے مگر تم نے عالم باطن کا سفر نہیں کیا۔ میں جب لوگوں سے کلام کرتا ہوں خدا تعالیٰ کی ہزاروں تجلیاں اثر لے کر نمودار ہو جاتی ہیں کیونکہ میری نظر حقیقت پر رہتی ہے میں خودی میں گم ہو کر کلام کرتا ہوں اور تم خودی میں قائم ہو کر بولتے ہو''

VII۔ باطنی قوت: آپ ایک دفعہ صبر و استقامت اور ایثار پر وعظ فرما رہے تھے اور آپ نے اچانک وعظ کرنا بند کر دیا جس سے حاضرین پر بھی حیرت طاری ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد آپ نے آسمان کی طرف اپنی انگشت مبارک اٹھائی اور مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا! صرف سو دینار کی ضرورت ہے آپ کے ارشاد کی تعمیل کو سعادت سمجھ کر بے شمار حاضرین نے سو سو دینار پیش کئے۔ مگر آپ نے صرف ایک شخص سے سو دینار قبول فرمائے اور وہ لے کر اپنے خادم کو دیئے اور کہا کہ مقبرہ پر جاؤ وہاں ایک بوڑھا شخص ہر بط بجا رہا ہے اسے یہ سو دینار دے کر واپس آ جاؤ اور اسے کہنا کہ شیخ عبدالقادرؒ نے آپ کو یاد فرمایا ہے آپ کے خادم نے حکم بجا لایا اور مقبرہ سونیز پر جا کر بربط بجانے والے بوڑھے شخص کو سو دینار دے کر واپس ہونے لگا تو اس بربطی نے بلند چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو خادم نے آپ کا پیغام پہنچایا۔ بوڑھا آدمی آپ کے ساتھ ہو لیا جب دونوں آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بوڑھے شخص سے فرمایا کہ وہ اپنا حال بیان کرے۔ تو

Marfat.com

بوڑھا یوں گویا ہوا!

''حضرت عالم شباب میں نہایت عمدہ گایا بجایا کرتا تھا' مجھے بربط نوازی پر فخر اور کمال حاصل تھا اور لوگ میری آواز کے شیدائی تھے۔ مگر جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو کوئی میری طرف زندہ آدمی توجہ نہیں دیتا اور مقبولیت بھی کم ہو گئی ہے۔ اب میں نے مایوس ہو کر فیصلہ کر لیا ہے کہ مردہ لوگوں کو ہی اپنا کلام سناؤں گا اس لئے میں شہر خموشاں میں بربط بجاتا رہتا ہوں۔ ایک دن جب میں حسب معمول گانے بجانے میں مصروف تھا تو مزار سے آواز آئی کہ تو کب تک اس طرح مرے ہوئے لوگوں کے ساتھ گانے بجانے میں مصروف رہے گا اب تو اللہ کی طرف رجوع کر یہ سن کر میرے اوپر خوف اور لرزہ طاری ہو گیا اور میں بے خودی کے عالم میں اس طرح کے اشعار پڑھنے لگا۔ اے میرے رب میرے پاس یوم محشر کیلئے کچھ نہیں ہے سوائے تیری رحمت و بخشش کی امید کے میرا بڑھاپا روز محشر تیری بارگاہ میں میری شفاعت کرے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ تو اس پر نظر رکھ کر میری بخشش فرما دے گا اس واقعہ کو مکمل کرنے کے بعد بوڑھا دوبارہ آپ سے مخاطب ہوا اور استدعا کی!'' حضرت یہ شعر میری زبان پر تھے کہ آپ کے خادم نے آ کر میری ہتھیلی پر سو دینار رکھ دیئے۔ اب میں گانے بجانے سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں یہ کہہ کر بوڑھے نے اپنے گانے بجانے والے بربط کو توڑ دیا۔ یہ آپ کی باطنی قوت کی حالت تھی کہ دور فاصلے پر بیٹھے بھی حالات کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے علم حاصل تھا۔

VIII۔ جود و سخا: آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ پر بھوک کا شدید غلبہ ہوا چلنے پھرنے کی سکت نہ تھی۔ ایک مسجد میں آرام کیلئے لیٹ گیا اتنے میں ایک ایرانی نوجوان گرم روٹیوں کے ساتھ گوشت کا سالن لے کر آیا۔ اور کھانے کیلئے بیٹھ گیا۔ آپ کو بھی مدعو کیا گیا مگر آپ نے انکار کیا مگر اصرار پر آپ نے بھی کھانے میں شرکت فرمائی۔ آپ نے لقمہ اٹھاتے ہی اس ایرانی سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ جیلان سے آیا ہوں ایرانی نے دوبارہ سوال کیا کہ آپ جیلان کے ایک نوجوان عبدالقادر سے متعارف ہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں

Marfat.com

ہی ہوں یہ سن کر ایرانی نوجوان کا چہرہ بدل گیا اور شرمندہ ہو کر بولا۔ معاف کیجئے گا میں نے آپ کی امانت میں خیانت کی ہے'' اس پر آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ واقعہ کیا ہے؟ طالب علم نے عرض کیا کہ میں تلاش روزگار میں جب جیلان سے بغداد روانہ ہوا تو آپ کی والدہ نے مجھے آٹھ دینار آپ کیلئے دیئے۔ لہٰذا میں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے اور میں سخت مشکلات میں مبتلا تھا سخت مفلسی اور مشکل کے عالم میں میں آپ کے آٹھ دینار میں سے ایک دینار کی روٹی لایا ہوں جو کہ ہمارے سامنے ہے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے شدید آزمائش میں بھی غیر سے شرمندہ نہیں کیا۔ اس کے بعد ایرانی نے سات دینار آپ کی خدمت میں پیش کئے' جو کہ آپ نے صرف تھوڑے سے رکھ کر بقایا اس کو واپس کر دیئے۔ جب کہ آپ کو دوران سفر سخت ضرورت تھی اور مفلسی میں گزارہ کر رہے تھے۔

IX۔ <u>جن وانس پر غلبہ</u>: شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادیؒ کا بیان ہے کہ اس کی اپنی کنواری بیٹی اچانک مکان کی چھت سے غائب ہو گئی اس کی بہت تلاش کی مگر دستیاب نہ ہو سکی آخر کار ہر طرف سے مایوس ہو کر شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

''یہاں سے کچھ فاصلے پر کرخ کا جنگل ہے آج رات تم وہاں چلے جانا اور پانچویں ٹیلے کے نزدیک زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ کر وہاں بیٹھ جانا۔ جس وقت تم دائرہ کھینچو تو یہ الفاظ پڑھنا ''بِاسْمِ اللہِ فیہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ'' جب کافی رات گزر جائے تو جنوں کی ایک جماعت آئے گی جس کی صورتیں ڈراونی اور خوفناک ہوں گی مگر تم ہمت سے کام لینا اور ان سے نہ ڈرنا۔ دوسرے دن جنوں کا سردار ایک لشکر کے ساتھ آئے گا وہ تم سے تمہارے وہاں آنے کا مقصد دریافت کرے گا تم اس سردار سے کہہ دینا کہ شیخ عبدالقادر نے بھیجا ہے اور اس کے سامنے اپنی بیٹی کا واقعہ بیان کر دینا'' ابو سعید کا بیان ہے کہ شیخ صاحب کی ہدایت کی مطابق میں جنگل میں جا کر دائرہ کھینچ کر بیٹھ گیا۔ رات کو بڑی ڈراونی شکلیں آتی رہیں اور صبح ان کا سردار آیا اور مجھ سے آنے

Marfat.com

کی وجہ پوچھی تو میں نے اپنی لڑکی کی گمشدگی کا واقعہ بیان کیا تو اس نے اسی وقت اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کام کس کا ہے؟ مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے تحقیق کا حکم دیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ ایک جن کو پکڑ کر لائے اس کے ساتھ میری لڑکی فاطمہ بھی تھی۔ سردار نے اس جن سے کہا کہ بد بخت تو نے قطب کی رکابی کے نیچے سے چوری کر کے ہمیں بدنام کر دیا ہے۔ جس پر جن نے جواب دیا سردار مجھے یہ لڑکی اتنی اچھی لگی کہ میں اسے اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔ ابوسعید کا بیان ہے کہ سردار نے میری بیٹی میرے حوالے کر دی اور مذکورہ جن کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا پھر سردار نے مجھے مخاطب ہو کر کہا۔

شیخ صاحب سے میری طرف سے معافی مانگ کر عرض کرنا کہ میں اس واقعہ کے بارے میں بے خبر تھا۔ جنوں کے سردار نے شیخ صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ ان کے انتہائی فرمانبردار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن وانس پر غلبہ دے رکھا ہے اور وہ میرے شیخ اور دستگیر ہیں۔

X۔ ایک دن آپ نے تقریباً ایک سو اولیاء کرام کا اجلاس بلایا۔ اجلاس منعقد ہوا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے نہایت فصیح و بلیغ تقریر فرمائی اور آخر میں فرمایا:

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

ترجمہ:۔ یہ میرا قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے یعنی میرے قدموں کے نیچے اولیاء کرام کی گردنیں ہیں۔ اس کے بعد حضرت ھیبتیؒ منبر کے نزدیک آئے اور انہوں نے آپ کے قدم مبارک پر اپنی گردن رکھ کر آپ کے دامن کے نیچے سے گزر گئے اور تمام اولیاء کرام نے اپنی اپنی گردنیں احترام کی خاطر جھکا دیں اور شیخ ابوسعید قیلویؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت شیخ نے یہ مذکورہ کلام سنایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی ڈالی اور آنحضرت ﷺ نے خود جملہ ملائکہ کی جماعت کے ساتھ اور تمام ارواح اولیاء اسلام کے سامنے تشریف لا کر آپ کو خلعت پہنائی اور ہر طرف ملائکہ اور رجال غیب حاضر تھے۔ ایسا کوئی ولی نہ رہا جس نے اس وقت سر نہ

Marfat.com

جھکایا ہو۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو عطا فرمائے آپ نے فرمایا کہ ہر ولی اپنے ہی نقش قدم پر چلتا ہے اور میں بھی اپنے جدامجد آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر ہوں۔ جہاں جہاں میرے جدامجد نے اپنے قدم مبارک رکھے ہیں میں اسی مقام پر قدم رکھتا ہوں۔ نبوت کے بغیر وہاں میں معذور تھا اس راہ میں غیر نبی کے دوسرے کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔ اس سے آپ کے معراج و کمالات اور مقام بلند محمد ﷺ کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

XI۔ شیخ عبدالوہاب اور شیخ عبدالرزاقؒ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ مدرسہ باب الرزخ میں دودھ پی رہے تھے۔ اچانک دودھ پیتے پیتے چھوڑ دیا اور بہت دیر تک نظروں سے اوجھل ہو گئے پھر اچانک تشریف لائے اور حاضر ہو گئے۔ فرمایا کہ (۷۰) ستر بڑے بڑے علم لدنی کے دروازے میرے قلب پر کھولے گئے جن کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے

XII۔ گائے کا کلام کرنا: ۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں حج مبارک کے دن گھر سے باہر نکلا تو ایک گائے کے پیچھے پیچھے دوڑا۔ گائے نے پیچھے دیکھ کر کہا یا عبدالقادرؒ تجھے اس قسم کے کاموں سے کیا غرض اور اس مقصد کیلئے تو تجھے پیدا نہیں کیا گیا۔ گائے کی یہ بات سن کر میں کانپنے لگا اور گھر آیا۔ گھر کے بالاخانے پر چڑھ گیا اور دیکھا کہ لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہیں پھر اپنے والد صاحب کے پاس گیا اور ان سے اجازت چاہی کہ میں بغداد میں جا کر علم حاصل کروں گا اور صالحین کی زیارت کروں گا۔ اس کے علاوہ بچپن میں جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے جاتا تو اس قسم کی آواز سنتا تھا کہ اے مبارک میری طرف آجا اور میں ڈر کے مارے بھاگ جاتا اپنی والدہ کی گود میں جاتا اور اس قسم کی آواز اب بھی تنہائی میں سنتا ہوں۔

ایک فقیر جو کہ نہایت ہی غریب اور شکستہ حال تھا ہر روز دریا سے پار جایا کرتا تھا مگر اس کے پاس کرایہ نہ ہوتا تھا اتنے میں حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو کسی نے نذرانے کے طور پر تین روپے کی تھیلی دی وہ آپ نے اٹھا کر اس غریب فقیر کو دے دی۔ (اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

XIII۔ ماں کے پیٹ میں کرامات: ایک مرتبہ آپ کی والدہ حمل سے تھیں اور وہ اپنی کنیز کے

Marfat.com

ہمراہ باغ میں گئیں انہوں نے ایک خوبصورت پھل دیکھا اور کھانے کو جی چاہا۔ مگر وہ پہنچ سے باہر تھا ۔آپ کی والدہ نے نیچے کوئی چیز رکھ کر پھل توڑنا چاہا مگر اچانک جگر میں ایسی درد ہوئی کہ آپ کی والدہ بے ہوش ہو گئیں اور اس ٹہنی سے ایک سیاہ سانپ گرا اور چلا گیا۔ آپ کی ولادت مبارک کے بعد آپ اپنی والدہ کی گود میں تھے آپ کی والدہ نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارا تو آپ نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ سانپ سے بچانے کیلئے میں نے آپ کے رحم میں ناخن مارا تھا یہ اس کا بدلہ ہے مجھے معاف فرمائیں۔ والدہ کے رحم میں یہ آپ کی اہم کرامت تھی۔

XIV۔آپ کی والدہ حمل سے تھیں اور اس وقت گھر کے دروازے پر ایک فقیر بھیک مانگنے کیلئے آیا آپ کی والدہ نے برقع اوڑھ کر اس کو کھانا دیا۔ اس فقیر نے سمجھا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے اور اس کو شیطان نے بہکایا اور وہ گھر کے اندر گھس آیا مگر اللہ والوں کی خدا خود حفاظت کرتا ہے اچانک ایک شیر ظاہر ہوا اس نے اس سوالی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور غائب ہو گیا۔

XV۔ایک مرتبہ آپ مکتب سے دیر سے آئے تو والدہ نے آپ کو دھمکایا یا جھڑکا۔ آپ نے اپنی والدہ سے فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ فلاں دن آپ کے گھر میں ایک بدمعاش زبردستی گھس آیا تھا۔ اور آپ گھر میں اکیلی تھیں اور وہ شیطان کے بھکاوے میں تھا تو میں شیر کی شکل میں آپ کی امداد کیلئے آیا تھا وہ احسان یاد کریں اور مجھے نہ ڈرائیں۔ اس کے بعد آپ کی والدہ اپنے پیارے بیٹے کو ڈرانے کی بجائے ادب کرنے لگیں۔

XVI۔جب آپ کی پیدائش ہوئی تو اسی دن ایک ہزار بچے پیدا ہوئے اور تمام نے آپ سے فیض حاصل کیا اور ولی اللہ ہوئے۔ آپ کی ولادت مبارک پہلی رمضان المبارک کی رات کو ہوئی اور پورے رمضان میں آپ نے دن کو ماں کا دودھ نہیں پیا۔ بلکہ رات کو پیا کرتے تھے یعنی دن کو روزہ ہوتا تھا۔

XVII۔ایک شخص کی بیوی مرگی کی مرض میں مبتلا تھی اس شخص نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے کان میں یہ کہو کہ اے جان مہمان یہاں عبدالقادر جیلانی مقیم ہے۔

Marfat.com

دوبارہ نہ آنا دوبارہ اس عورت کو مرگی کی کبھی شکایت نہیں ہوئی اور وہ عورت بالکل صحت یاب ہو گئی۔ امام عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک بغداد میں مقیم رہا مگر اس دوران وہاں کسی کو بھی مرگی کی شکایت یا بیماری نہیں ہوئی۔

XVIII۔ شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعودؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن مدرسہ میں آپ کے کپڑے پر چڑیا بیٹ کر دی اور وہ چڑیا اسی وقت مرگئی آپ وضو سے فارغ ہوئے تو آپ نے وہ کپڑا اتار کر مجھے دیا اور حکم دیا کہ اس کو بازار میں فروخت کر دیں اور اس کی رقم مساکین اور غرباء میں تقسیم کر دیں۔

علمی کمالات:۔

XIX۔ ایک دن آپ کی مجلس میں کسی قاری نے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی۔ آپ نے اس کی گیارہ معنوں میں تفسیر فرمائی پھر اور حقائق کا ذکر فرمایا۔ دوبارہ ایک بیان پر دلائل اور تفصیل بیان فرمائی۔ پھر قال کو چھوڑ کر حال کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر کلمہ طیبہ زبان مبارک سے نکلا۔ اور حاضرین کے دلوں میں اضطراب اور بے چینی کا عالم پیدا ہو گیا اور انہوں نے اپنے اپنے گریبان چاک کر کے جنگل کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

XX۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں ترک دنیا کر کے عراق کے جنگلوں میں پھر رہا تھا اور میرے پاس غیبی جنات آنے لگے اور میں نے ان کو طریقت کی تعلیم دینی شروع کی۔ چالیس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ پڑھتا رہا اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت بڑی عاجزی سے کھڑے ہو کر کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے دیوار پکڑ کر قرآن کی تلاوت شروع کی صبح تک قرآن پاک ختم کر دیا اور چالیس دن تک کھانا پینا اور راحت سے جسم کو محفوظ رکھا۔

گیارہ سال تک بغداد میں طویل قیام فرمایا اور خدا سے یہ درخواست کرتے رہے'' کہ جب تک غیب سے کھانا نہیں ملے گا نہیں کھاؤں گا اور آپ نے فرمایا کہ جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا اس

Marfat.com

کو پورا کیا کبھی توڑا نہیں‘‘

آپ (عبدالقادرؒ) نے فرمایا کہ خالق کی عزت وجلالی کی قسم ہے کہ میں اس وقت تک خدا کے سامنے سے سر نہ اٹھاؤں گا جب تک میرے مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ میرا مرید اگر مشرق میں ہوگا اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس قدر دور ہوتے ہوئے بھی اس کو اپنے دامن میں چھپالوں گا اور جو کوئی اپنی نسبت میری طرف کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور اس کے تمام گناہ معاف کرے گا آپ نے فرمایا جو میرا مرید بغداد میں داخل ہو گیا اس کو عذاب قبر اور قیامت کے دن عذاب سے تخفیف اور کمی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے گا۔

آپ کے تلامذہ کرام:

آپ سے روحانی فیوض اور علمی برکات حاصل کرنے والوں کی تعداد تو بے شمار ہے مگر ان ستاروں میں جو زیادہ روشن اور نمایاں کردار کے مالک یا تلامذہ کرام ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابوالحسن الحیانی۔

۲۔ شیخ عمر بن المدائنؒ۔

۳۔ علی شیخ بن ابوبکر بن ادریسؒ۔

۴۔ شیخ یوسف حجتہ اللہ الدمشقی۔

۵۔ شیخ عثمان الیاسریؒ۔

تصانیف:۔

آپ کی درج ذیل تصانیف ہیں جو کہ بہت اہم اور مشہور ہیں۔

۱۔ بدل فتوح الغیب: تصوف کی نہایت معتبر‘ وقیع‘ بنیادی اور اہم کتابوں میں سے ہے یہ کتاب تصوف کی کتابوں میں مستند اور کامل کتاب ہے۔

Marfat.com

۲۔فتوح الغیب:۔آپ کے خطبات کا مجموعہ ہے ان خطبات میں توحید ومعرفت کے اسرار رموز کا نہایت عالمانہ تذکرہ ہے۔اس کی تمام تعلیمات عملی اور فکری ہیں۔

۳۔غنیۃ الطالبین۔

۴۔فتح ربانی۔

۵۔دیوان غوث اعظم۔

۶۔قصائد۔

۷۔کبریت احمر

ازدواج واولاد:۔

آپ نے چار شادیاں کیں جن کی تفصیل درج ذیل میں ہے:

۱۔حضرت بی بی مدینہ بنت میر محمد۔

۲۔حضرت صادقہ بنت محمد شفیع۔

۳۔حضرت بی بی مومنہ۔

۴۔حضرت بی بی محبوبہ۔

اولاد:۔

ان ازدواج میں سے جو صاحبزادے پیدا ہوئے ان کی تفصیل یوں ہے

۱۔حضرت بی بی مدینہ سے چار لڑکے تولد ہوئے' جن کے نام مبارک درج ذیل ہیں:

۱۔سید سیف الدینؒ ۲۔سید شرف الدینؒ

۳۔سید عیسیٰؒ ۴۔سید عبدالرزاقؒ (ولی)

۲۔حضرت بی بی صادقہ سے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

۱۔سید عبدالعزیزؒ ۲۔سید عبدالوہاب ۳۔سید سراج الدین

Marfat.com

۴۔سید ابو عبدالجبارؒ ۵۔سید شمس الدینؒ ۶ سید تاج الدینؒ

۳۔حضرت بی بی مومنہ سے سات لڑکے پیدا ہوئے۔

۱۔حضرت سید عبداللہؒ ۲۔حضرت سید ابراھیمؒ

۳۔سید ابوالفضلؒ ۴۔سید محمد زاہدؒ ۵۔سید ابو بکر زکریاؒ

۶۔سید عبدالرحمٰنؒ ۷۔حضرت سید محمدؒ

۴۔حضرت بی بی محبوبہ سے دس فرزند تولد ہوئے، جن کے اسماء مبارک یہ ہیں۔

۱۔حضرت سید یحیٰؒ ۲۔حضرت سید ضیاء الدینؒ

۳۔حضرت سید یوسفؒ ۴۔حضرت سید عبدالخالقؒ

۵۔حضرت سید سیف الدینؒ ۶۔حضرت سید محمد صالح ۷۔سید حبیب اللہ

۸۔حضرت سید منصورؒ ۹۔حضرت سید عبدالجبار ثانیؒ

۱۰۔حضرت سید ابوالنصرؒ۔

آپ کے سب صاحبزادے صاحب فضل و کمال بزرگ گزرے ہیں۔اور انہوں نے بڑی گرانقدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔جن کے مطالعے سے ان کے عالم و فاضل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

صاحب زادوں کے مختصر حالات:۔

۱۔سب سے پہلی اولاد میں سے شیخ عبدالوہاب جو کہ بی بی صادقہ کے بطن سے تھے انہوں نے بہت ریاضت و عبادت کی اور مختلف علوم حاصل کئے۔آپ بزرگوار مدرسے میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے ۵۹۳ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔

۲۔دوسرے صاحبزادے حضرت سید شرف الدینؒ جن کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی وہ بھی بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے وہ خود بھی درس دیا کرتے تھے۔متواضع اور حلیم الطبع تھے شعر و سخن کا مذاق بھی

Marfat.com

رکھتے تھے۔ صاحب تصنیف بھی تھے والد ماجد کی وفات کے بعد شام کی طرف تشریف لے گئے اور ۵۷۳ ہجری میں وفات پائی۔

۳۔ تیسرے صاحبزادے امام شمس الدین کی کنیت ابوعبدالعزیز تھی وہ بی بی صادقہ کے بطن سے تھے انہوں نے کئی علماء سے علم حاصل کیا اور والد کی خدمت میں کمال حاصل کیا اور ہمیشہ درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے۔

۴۔ چوتھے فرزند ابوالفرح عبدالجبارؒ تھے۔ بی بی صادقہ کے بطن سے تولد تھے جو کہ بڑے جید عالم اور صاحب کمال بزرگ تھے۔

۵۔ پانچویں بیٹے حافظ ابوبکر عبدالرزاقؒ تھے۔ جو کہ حضرت بی بی مومنہ کے بطن سے تھے وہ ایک بلند پایہ ولی اللہ ہوئے آپ نہایت متواضع طبع، کریم الاخلاق اور صاحب کمال تھے۔ آپ نے ہی اپنے والد گرامی کے حالات زندگی اپنی زبان وقلم سے آگے پہنچائے ہیں اور کافی عرصہ تک والد محترم کے ساتھ رہے اور ان کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

۶۔ چھٹے صاحبزادے ابواسحٰق ابراہیمؒ تھے۔ آپ بی بی مومنہ کے بطن سے تھے۔ آپ بڑے بلند پایہ عالم اور کریم النفس بزرگ تھے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی بعد ازاں واسطہ میں رہائش رکھ لی اور اسی جگہ پر انتقال ہوا۔

۷۔ ساتویں فرزند ارجمند حضرت شیخ محمدؒ تھے جو کہ حضرت بی بی مومنہ کے بطن سے تھے آپ بھی بلند پایہ ولی اللہ تھے۔ محدث بھی ہوئے اور ۶۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا مقبرہ حلبہ میں واقع ہے۔

۶۔ آٹھویں فرزند شیخ عبداللہؒ تھے۔ آپ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور صاحب کمال بزرگ تھے آپ حضرت بی بی مومنہ کے بطن مبارک سے تھے۔

۹۔ نویں بیٹے حضرت شیخ یحییٰؒ تھے آپ حضرت محبوبہ کے بطن سے تھے۔ آپ ۵۵۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے آپ سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ نے ۶۰۰ھ ہجری میں وفات پائی اور والد ماجد کے

Marfat.com

مسافر خانے میں ہی دفن ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ اولاد میں کل (۲۷) ستائیس صاجزادے عطا فرمائے۔ جن میں سے اوپر مذکور صاجزادے علمی لیاقت اور خدمات میں نمایاں تھے مگر باقی تمام صاجزادے بھی بلند پایہ عالم فاضل اور ولی اللہ تھے۔ اور وہ ستاروں کی طرح مخلوق کیلئے روشن ثابت ہوئے۔ ہر ایک نے لوگوں کو اپنے علمی اور روحانی فیوض سے مستفید کیا۔ غرباء کی خدمات انجام دیں اور لوگوں کو توحید کی طرف دعوت عام دی۔ درس وتدریس میں محنت کرتے۔ دینی علوم کے فروغ کا باعث ثابت ہوئے آپ کے تمام فرزندان توحید جہاں بھی گئے تعلیم کا بھی پرچار کیا۔ اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا اور آج تک ان کے نام مخلوق کی زبان پر بڑے متبرک اور مقدس انداز کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔ آپ کے فرزندان توحید نے تصوف کی تعلیم کا بھی پرچار کیا اور اولیاء اللہ کی صف میں اپنا مقام حاصل کیا۔

وفات:۔

آپ نے ربیع الثانی ۵۶۰ھ ہجری بمطابق ۱۱۶۵ء عیسوی میں بغداد میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۹۱ سال تھی۔ وفات کے بعد دوسرے دن شام کو مدرسے میں جو محلہ باب الدزخ میں واقع تھا' دفن فرمائے گئے۔ بغداد کے لاکھوں انسانوں کی آبادی میں سے بہت کم ایسے آدمی ہوں گے جو آپ کے جنازے میں شامل نہ ہوئے ہوں وفات سے تھوڑی دیر پہلے بہت سے مشائخ جمع تھے۔ اس موقع پر آپ کے صاجزادے شیخ عبدالوہابؒ نے آپ سے وصیت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ:

۱۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو

۲۔ اور کسی سے نہ ڈرو اور نہ کسی سے امید رکھو۔

۳۔ تمام ضرورتوں کو خدا کے سپرد کرو اور جو کچھ طلب کرنا ہے اسی سے کرو۔

Marfat.com

۴۔توحید سے رابطہ پیدا کرو اور اس پر سب متفق ہیں۔

آپ کا مزار عالیہ مدرسہ باب الدزخ بغداد میں واقع ہے۔امام عبداللہ شافعیؒ کا بیان ہے کہ اگر کوئی صاحب حال آئے اور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر نہ ہو تو قدرت اس کی باطنی استعداد سلب کر لیتی ہے۔بغداد میں آپ کا مزار آج تک مرجع خاص و عام ہے اور تا حیات رہے گا۔(انشاء اللہ) بہت سے لوگ آپ کے روضہ کی زیارت کیلئے بغداد جاتے اور آتے ہیں۔یہ روضہ ۹۴۱ ہجری بمطابق ۱۵۳۵ء عیسوی میں ترکیہ کے سلطان سلیمان عثمانی نے بنوایا تھا۔اس پر نہایت خوبصورت کاشی کا گنبد ہے اور اس کے پاس ہی ایک مسجد بھی ہے اور اس کا پست سفید گنبد بھی عظیم الشان اور وسیع ہے۔بیگم بھوپال نے یہاں ایک گھنٹہ گھر بھی بنوایا ہے۔آپ کی درگاہ کے ساتھ بہت سے اوقاف ہیں۔جن میں اراضیات' باغات اور گاؤں شامل ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کا مدرسہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہابؒ کے اور ان کے بعد بیٹے عبدالسلام کے اور ان کے بعد عم زاد بھائی قاضی القضاۃ نصر بن عبدالرزاقؒ کے سپرد ہوا تھا مگر مدرسے کو غالباً ۶۵۶ھ ہجری بمطابق ۱۲۵۸ء کے محلّہ مخول میں نقصان پہنچا۔اور موجودہ عمارت سلطان سلیمان کے زمانے سے ہے۔

Marfat.com

باب ۲۷

سیرت وکردار

سید عبدالقادر جیلانیؒ حسب معمول علم کیلئے اپنے گاؤں جیلان سے بغداد کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے راستے کے خرچ کیلئے چالیس درھم آپ کی گودڑی میں سی دیئے۔ اور چلتے وقت آپ کو نصیحت کی کہ بیٹا! ''خواہ کیسی ہی مصیبت اور برے حالات تمہیں پیش ہوں، سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا کیونکہ راست گوئی ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے

''سعادت مند فرزند نے عرض کی کہ اے مادر مشفقہ میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت پر ہمیشہ عمل کروں گا''

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر آپ ایک بغداد جانے والے قافلے میں شامل ہو گئے کیونکہ اس دوران اکیلے سفر کرنا خطرناک ہوتا ہے۔ ہمدان سے آگے ڈاکوؤں نے روک لیا اور سب کے سامان کی تلاشی لینی شروع کی۔ آپ خاموشی سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ ایک ڈاکو آپ کی طرف آیا اور پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس درہم ہیں وہ ڈاکو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا۔ دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی پوچھا تو آپ نے یہی جواب دہرایا۔ وہ بھی مذاق ہی سمجھا اور آگے نکل گیا۔ اور یہ بات ان کے سردار احمد بدوی کے کانوں میں بھی پڑ گئی تو اس نے آپ کو بلایا۔ ڈاکو آپ کو پکڑ کر سردار کے پاس لے آئے اور سامنے پیش کر دیا۔ سردار نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا!

لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟

''آپ نے بلا تکلف اور بلا خوف پھر یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس درھم ہیں۔ یہ آپ کے باقی ڈاکوؤں کو بھی بتا چکا ہوں''

سردار نے پوچھا کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری گودڑی میں۔ سردار نے ایک

Marfat.com

ڈاکو کو حکم دیا کہ اس لڑکے کی تلاشی لو۔ چنانچہ اس ڈاکو نے آپ کی گودڑی ادھیڑ کر دیکھی تو اس میں سے واقعی چالیس درہم نکل آئے۔

احمد بدوی اور اس کے ساتھی ڈاکو بہت حیران ہوئے اور احمد بدوی نے آپ کو کہا کہ ''آپ کو معلوم ہے کہ ہم قزاق ہیں اور لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ پھر بھی تم نے ان درہموں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا حالانکہ یہ رقم اس قدر محفوظ تھی کہ کسی کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ آخر کس چیز نے تم کو سچ بولنے پر مجبور کر دیا؟''

''آپ نے فرمایا میری والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس درہموں کے بدلے میں اپنی والدہ کی نصیحت کو کیوں بھلا دیتا اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتا۔''

آپ کے الفاظ نے سردار احمد بدوی کو بہت متاثر کیا۔ اور اس پر رقت طاری ہوگئی ندامت کے آنسوؤں نے اس کے دل کی سقاوت اور سیاہی دھو ڈالی۔ اور اس نے آہ بھری اور کہا: ''ارے بچے تم پر ہزار رحمت ہو کہ تم نے اپنی ماں کے عہد کا خیال رکھا لیکن حیف ہے مجھ پر کہ میں نے اپنی ساری زندگی اپنے خالق کا عہد توڑنے میں گزار دی۔ ارے بچے تم نے مجھے ہدایت کی راہ دکھا دی۔ اب میں رہتی دنیا تک کبھی کسی کو تکلیف نہ دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور ہر برائی سے توبہ کر لی''

اس کے ساتھیوں نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے بھی توبہ کر لی اور راہزنی کو ترک کر دیا۔ انہوں نے لوٹا ہوا مال واپس کر دیا' وہ سچے مسلمان بن گئے' عبادت و تقویٰ اختیار کر لیا' جس سے وہ عابدوں میں شمار ہونے لگے۔

دُعا میں شرمندہ نہ ہونا پڑے:۔

ایک مرتبہ آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ کعبہ

Marfat.com

کے اندر سنگریزوں پر سجدہ ریز ہو کر دعا مانگ رہے ہیں یاالٰہی مجھے بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو قیامت کے دن مجھے اندھا اٹھانا تا کہ نیکوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

آپ ایک دفعہ شہر کی گلی سے گزر رہے تھے چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے انہی پر محبت بھری نگاہ ڈالی تو ایک بچہ بھاگتا ہوا آپ کی طرف آیا اور کہاں کہ میرے لئے دکان سے مٹھائی لا دو۔ آپ ہنستے ہوئے گئے اور اس کے لئے مٹھائی لے آئے اور اس کو دے دی۔ اس بچے کا حال دیکھ کر دوسرے بچوں نے بھی آپ کو مٹھائی کی فرمائش کی جس کو آپ نے پورا کر دیا۔ اور پھر آگے روانہ ہو گئے۔

ادنیٰ پر شفقت:۔

ایک دن آپ کے بیٹے شیخ عبداللہ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک خادم کے ہاتھ سے پانی کی صراحی آپ پر گر پڑی اور آپ کا لباس پانی سے بھر گیا خادم اپنے عمل کو دیکھ کر پریشان ہو گیا اور کانپنے لگا۔ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا بھائی!

''تم لرزتے کیوں ہو؟ غلطی کس انسان سے نہیں ہوتی تم بھی ایک انسان ہو نا مگر تمہارا مرتبہ مجھ سے بلند ہو۔ شائد تمہارے پاس انوار و برکات زیادہ ہوں شائد خدا تعالیٰ کا کرم تم پر زیادہ ہو۔ اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے یہ آیت پڑھی **والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔**

ترجمہ:۔ اور غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں اور دوسروں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو)

صرف ایک خدا:۔

آپ کا قول ہے کہ میں کئی سال کرخ کے ویرانوں میں گھومتا پھرتا رہا۔ وہاں میری

Marfat.com

خوراک صحرائی کھجور اور پانی تھا۔ تن پر ایک جبہ تھا۔ میں ننگے پاؤں سارا دن پھرتا رہتا تھا۔ میرے پاؤں شل ہو گئے تھے مگر ولولوں اور امنگوں کا شباب تھا۔ میرے دل پہ نہ اچھا کھانے کی خواہش اور نہ پہننے کی۔ تمنا نہ مکان اور نہ کسی نفسانی خواہش کا دلدادہ۔ میرا جذبہ صرف ایک ہی طرف مصروف تھا میرے وجود کی خواہش ایک ہی طرف لگی ہوئی تھی۔ میرے تصور اور خیال پر سوائے ایک کے کسی دوسری شئے کا گزر نہ تھا۔ اور وہ ''خدا'' تھا اور اسی کی جانب چلنے کا سلوک تھا۔ اور اس کی یاد سے کیف ذوق کی طلب تھی جو مجھے ملا۔

آپ کی زندگی کا کیا ذکر کرنا جو کہ سراپا ایک معجزہ اور کرامات تھی۔ آپ کے ہاتھوں پانچ سو سے زیادہ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور یہ بغداد کی کل آبادی کا ایک فیصد حصہ تھا۔ لیکن قبول اسلام کے لئے آپ کی خدمت میں عیسائی کئی علاقوں سے آئے تھے اور آ کر اسلام قبول کر کے رشد و ہدایات حاصل کر کے واپس ہو گئے تھے۔ آپ کی مجالس یہود و نصاریٰ اور فعل نفس والوں سے کبھی خالی نہ ہوتی تھیں اور غلط عقیدوں والے آتے اور ہدایت حاصل کرتے تھے۔

Marfat.com

باب ۲۸

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ

(مجدد الف ثانی)

پیدائش: ۱۴ شوال ۹۷۱ ہجری بروز جمعہ المبارک بمقام سرہند (ہندوستان)

اسم مبارک: احمد

لقب : بدرالدین۔

ولدیت : عبدالاحدؒ۔

طریقت : نقشبندیہ۔

وصال : ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ ہجری بقام سرہند۔

عمر : ۶۳ سال۔

حالات زندگی

پیدائش:۔

آپ ۱۴ شوال بروز جمعتہ المبارک ۹۷۱ ہجری کو ہندوستان کے علاقے سرہند پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھ پر غشی طاری ہوگئی اور دیکھتی ہوں کہ بہت سے اولیاء میرے گھر پر آئے ہیں اور مبارک باد دے رہے ہیں۔ آپ کے والد نے حالت کشف میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ تشریف فرما ہیں اور انہوں نے میرے بیٹے کے کانوں میں اذان دی۔

Marfat.com

تعلیم:۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور اس کے بعد علامہ کمال الدین کشمیریؒ سے سیالکوٹ میں اکتساب علم کیا۔ آپ کے مشہور ترین استاد شیخ یعقوب صوفی کشمیریؒ تھے۔ ان کے علاوہ اور کئی علماء سے کسب فیض کیا اور یکتائے روزگار ہوئے۔ کچھ عرصہ اکبرآباد میں قیام کیا اور ابوالفضل فیضیؒ سے علمی صحبتیں اور مباحثے بھی ہوئے۔ آپ نے سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم کی تمام منزلیں طے کر لی تھیں۔

شادی:۔

تھانیسر کے رئیس شیخ سلطان جو کہ بڑے صالح انسان تھے نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ شادی اور صاحب اولاد ہو جانے کے بعد خواجہ باقی باللہؒ سے بیعت ہوئے۔ خواجہ صاحب نے آپ کی باطنی تربیت میں بہت کوشش کی اور توجہ کی اور قلیل مدت میں خلافت عطا کر دی۔ حضرت مجددؒ تین مرتبہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر ان کے حکم سے لاہور تشریف لائے۔ انہی دنوں میں جناب خواجہ ملاقی درگاہ ایزدی ہو گئے حضرت مجدد الف ثانیؒ فوراً بڑی مشکلات کے بعد دہلی پہنچے۔ اس کے بعد سرہند تشریف لائے اور ذکر و شغل و ہدایت و ارشاد میں مصروف ہو گئے۔

اولاد:۔

آپ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں شامل ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

الف) صاحبزادگان:۔

۱۔ خواجہ محمد صادق۔ وفات ۱۰۲۵ھ بمطابق ۱۶۱۶ء

۲۔ خواجہ محمد سعید وفات ۱۰۷۰ھ بمطابق ۱۶۵۰ء

Marfat.com

۳۔خواجہ محمد معصوم وفات ۱۰۷۹ھ بمطابق ۶۰۔۱۶۵۹ء

۴۔خواجہ محمد فرخ وفات ۱۰۲۵ھ بمطابق ۱۶۱۶ء

۵۔خواجہ محمد عیسی وفات ۱۰۲۵ھ بمطابق ۱۶۱۶ء

۶۔خواجہ محمد اشرفؒ

۷۔خواجہ محمد یحییٰ ۱۰۹۶ھ بمطابق ۸۵۔۱۶۸۴ء (واللہ اعلم)

(ب) صاحبزادیاں:

۱۔بی بی رقیہ بانو علیہا الرحمتہ ۲۔بی بی خدیجہ بانو علیہا الرحمتہ

۳۔بی بی کلثوم علیہا الرحمتہ

۱۔خواجہ محمد صادقؒ:۔ پیدائش ۱۰۰۰ھ وفات ۱۰۲۵ھ تدفین اسی گنبد شریف میں جہاں حضرت مجدد نے ایک نور عظیم کا مشاہدہ کیا۔آپ سے صرف ایک صاحبزادہ شیخ محمد تولد ہوئے۔

۲۔حضرت مجدد کے تین بیٹے:۔

۱۔خواجہ محمد صادق ۲۔خواجہ محمد فرح ۳۔خواجہ محمد عیسیٰؒ

یہ تینوں ایک ہی سال میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے مگر آپ نے اتنا بڑا اندوہناک صدمہ برداشت کیا۔یہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی۔

خواجہ محمد سعید:۔آپ نے قران پاک کو تجوید سے پڑھا۔بچپن ہی سے تقویٰ شعاری' پابندی شریعت' عزیمت پسندی اور ترک رخصت کا اہتمام کرتے تھے۔اپنے والد بزرگوار کی تربیت سے سلوک طریقہ نقشبندیہ کو کمال تک پہنچایا۔خلعت کمال و تکمیل حاصل فرمائی اور ان کے سامنے ہی خلافت سے سرفراز ہوئے۔

خواجہ محمد سعید ۱۰۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ کو فوت ہوئے۔آپ کے آٹھ صاحبزادے ہوئے۔

Marfat.com

(الف) صاحب زادگان:

۱۔ شاہ عبداللہ علیہ الرحمتہ ۲۔ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمتہ

۳۔ شاہ محمد فرخ علیہ الرحمتہ ۴۔ شیخ سعد الدین علیہ الرحمتہ

۵۔ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمتہ ۶۔ شیخ خلیل الرحمٰن علیہ الرحمتہ

۷۔ شیخ محمد یعقوب علیہ الرحمتہ ۸۔ شیخ محمد تقی علیہ الرحمتہ

ب) صاحب زادیاں:۔

۱۔ بی بی فاطمہ رحمہا اللہ تعالیٰ ۲۔ بی بی صالحہ رحمہا اللہ تعالیٰ

۳۔ بی بی شاکرہ رحمہا اللہ تعالیٰ ۴۔ بی بی شرف النساء رحمہا اللہ تعالیٰ

۵۔ بی بی فخر النساء رحمہا اللہ تعالیٰ

۳۔ خواجہ محمد معصوم:۔

پیدائش ۱۰۰۷ھ وفات ۱۰۷۹ھ۔ اور سرہند میں دفن ہوئے۔ آپ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں جن کی تفصیل یہ ہے

(الف صاحب زادگان:

۱۔ خواجہ صبغتہ اللہ علیہ الرحمتہ ۲۔ خواجہ محمد نقشبند علیہ الرحمتہ

۳۔ خواجہ محمد عبیداللہ علیہ الرحمتہ ۴۔ خواجہ محمد اشرف علیہ الرحمتہ

۵۔ خواجہ سیف الدین علیہ الرحمتہ ۶۔ خواجہ محمد صدیق علیہ الرحمتہ

ب) صاجزادیاں:۔

۱۔ امتہ اللہ بیگم علیہا الرحمہ ۲۔ عائشہ بیگم علیہا الرحمہ

۳۔ عارفہ بیگم علیہا الرحمہ ۴۔ عاقلہ بیگم علیہا الرحمہ

۵۔ صفیہ بیگم علیہا الرحمہ

Marfat.com

والد کا انتقال:۔

آپ کے والد محترم کا انتقال ۱۰۰۷ء میں ہوا۔ اس کے بعد آپ حج کرنے کے لئے سرہند شریف سے روانہ ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت مخدوم شیخ عبدالاحدؒ مشہور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ چشتیہ میں ایک صاحب نسبت درویش تھے وہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے خلیفہ تھے اور طریقہ قادریہ میں آپ کو صاحب اجازت ہونے کا شرف حاصل تھا آپ اپنے مریدوں کو فیوض باطنی سے سیراب فرماتے اور کتب ہائے معقولات اور منقولات کا درس بھی دیتے تھے۔ آپ کے آباء واجداد میں بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام گزرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے صالح عمل اور رشد و ہدایت کے ذریعے پرچم اسلام کو سربلند کیا اور جن کے دینی اور تبلیغی کارنامے آج بھی سب کے لئے مشعل راہ ہیں اور جن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ جس نے تمام درندوں کو ہلاک کر دیا۔ آپ نے یہ سارا واقعہ شیخ کمال کیتھلی کو بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ”آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تمام بدعتوں کا خاتمہ کر دے گا۔“

شیخ احمد سرہندی کا نسب نامہ:۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی فاروقی ان بزرگوں میں ہیں جن کا نسب نامہ حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔ انہوں نے اس براعظم میں ایک اسلام کے احیاء اور اس کی سیاسی سربلندی کیلئے عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ آپ کا شجرہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے یہ شجرۂ مبارک یوں ترتیب دیا گیا ہے:

شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب

ﮯ سیرت مجدد الف ثانی از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد۔

Marfat.com

اللہ بن شیخ امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبداللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ (واعظ الاصغر) بن شیخ عبداللہ (واعظ الاکبر) بن شیخ عبدالفتح بن شیخ اسحٰق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمرؓ بن الخطاب

عہد رسالتؐ سے تقریباً ایک ہزار سال گزرنے کے بعد آپ اس دار فانی میں تشریف لائے۔ آپ نے نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ بلکہ تمام سلاسل تصوف میں تجدید واصلاح کا صور اس بلند حوصلگی کے ساتھ پھونکا کہ اس کی صدائے بازگشت آج تک دنیائے اسلام کے درودیوار سے آ رہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے دور کے بے مثال چاند اور قطب ہیں کہ اس وقت اسلام کے نام لیوا ہاتھوں کی انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے۔ ہر طرف کفر اور شرک کا دور دورہ تھا۔ آپ کے ہاتھوں سے بے شمار بدعتی' کافر اور مشرک لوگوں نے اسلام قبول کیا اور نہ صرف اسلام کو قبول ہی کیا بلکہ اسلام پر اس قدر عقیدت واحترام کے ساتھ عمل کیا کہ وہ بھی بزرگان دین میں شامل ہوئے اور مزید اسلام کی تبلیغ واشاعت میں نمایاں خدمات کردار ادا کیا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج جو اسلام کے پیروکار اور مقلد نظر آ رہے ہیں وہ محض ان بزرگان دین کی محنت اور ہمت کا ثمر ہیں اور اس کا صلہ تا قیامت ان اولیاء کرام و بزرگان دین کو ملتا رہے گا۔ ماضی میں آنے والی مشکلات اور پیغام رسانی کی صعوبتوں کو برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسے باہمت اور مستقل مزاج افراد کو دنیا میں محض دین کی خدمت کیلئے پیدا نہ کرتا جو کہ پیدائشی طور پر حق کو پھیلانے اور باطل کو مٹانے کیلئے مخصوص کئے گئے تھے۔ اور انہوں نے واقعی ایسے ہی اپنے کمالات ظاہری و باطنی دکھائے اور دنیا میں آج تک ان کے نشانات بڑے امتیاز کے ساتھ قائم ہیں اور تمام دنیا کے افراد خواہ وہ کسی مسلک یا فرقے سے متعلق ہوں ان کا احترام کرتے ہیں اور آج بھی ان کے مزارات

Marfat.com

مرجع خاص وعام بنے ہوئے ہیں۔لوگ دور دور سے آ کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں' دعائیں مانگتے ہیں اور اپنے دامن مرادوں سے بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔مخلوق کے اضافے کے ساتھ ان کے عقیدت مندوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے یہ سب ان کی خلوص نیت اور محنت شاقہ کا ہی پھل اور ثمر ہے جو آج بھی پا رہے ہیں۔جبکہ دنیا میں بے دینی دوبارہ اس طرح پھیلتی چلی جا رہی ہے جس طرح اُن کی آمد سے پہلے حالات تھے۔

ڈاکٹر مسعود احمد اپنی کتاب مجدد الف ثانی میں لکھتے ہیں''آج مساجد میں اذانیں دی جا رہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ ﷺ کی دل نواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر وفکر ہو رہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کو یاد کیا جاتا ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جا رہی ہیں ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بار منت ہے اگر حضرت مجدد اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے تھے اور وہ عظیم تجدید کا کارنامہ سرانجام نہ دیتے تو آج نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں اور نہ مدارس دینیہ میں قرآن' حدیث اور فقہ کا درس ہی ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین وذاکرین اللہ کے روح افزاذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

''وہ جس کی مثال دنیائے اسلام میں کمیاب ہے جس نے عین اس وقت اسلام کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا جب چاروں طرف طوفانی ہوائیں اس کے خلاف چل رہی تھیں۔جس کی آواز سرہند سے اٹھی اور پورے ملک میں پھیلی اور چلتی ہوئی تمام ممالک اسلام تک پہنچ گئی۔جس کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میں اور آپ مسلمان کہلاتے ہیں'' المختصر حضرت مجدد الف ثانی ''آئے تو اسلام کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ گئی اور اصول دین کے وہ پھول جو مرجھا گئے تھے پھر شگفتہ وشاداب ہو گئے۔جن کی مہک سے فضائے عالم پھر معطر ہو گئی ہے۔

؎ جہانے راد گرگوں کرد یک مرد خود آگاہے

Marfat.com

مشائخ طریقت:۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ آپ نے چاروں سلسلوں کے مشائخ سے برکات اور فیوض حاصل کئے اور چاروں سلسلوں کے مشائخ کا برابر احترام کرتے تھے۔آپ نے متعدد شیوخ سے مختلف سلاسل وطریقت میں اجازت وخلافت حاصل فرمائی جن کی مختصر تفصیل دی جاتی ہے۔

I۔آپ نے سلسلہ سہروردیہ میں اپنے استادمحترم حضرت شیخ یعقوب کشمیریؒ سے خلافت حاصل کی اور وہ حضرت شیخ مخدوم شیخ حسین خوازمی کے خلفاء میں سے تھے۔

II۔سلسلہ چشتیہ میں اپنے والدمحترم حضرت شیخ عبدالاحدؒ سے اجازت وخلافت پائی۔موصوف حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے فرزند حضرت شیخ رکن الدین کے اجل خلفاء میں سے تھے اور آپ ہی سے سلسلہ چشتیہ اور القادریہ میں اجازت وخلافت حاصل کی تھی۔

III۔سلسلہ قادریہ میں کیتھلی (مضافات سرہند) کے بزرگ حضرت شاہ سکندرؒ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔موصوف عارف کامل حضرت شاہ کمال کیتھلی کے خلیفہ وجانشین تھے۔

IV۔سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت باقی باللہؒ سے آپ نے اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔حضرت مخدوم شیخ المشائخ حضرت خواجہ امکنگیؒ کے بہت بڑے خلیفوں میں سے تھے۔

آپ نے سب سے پہلے اپنے استادمحترم حضرت شیخ یعقوب کشمیریؒ سے برکات وفیض پایا اس کے بعد اپنے والد شیخ عبدالاحد سے پھر حضرت باقی باللہ سے اور آخر میں حضرت شاہ سکندر سے فیض حاصل کیا۔حضرت مجدد الف ثانیؒ نے خود ان سلاسل ثلاثہ سے اپنے اکتساب فیض کا یوں ذکر فرمایا ہے''مجھے آنحضرت ﷺ سے کئی واسطوں سے ارادت ہے طریقہ نقشبندیہ میں اکیس واسطوں سے'طریقہ قادریہ میں پچیس اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس واسطوں سے'' آپ ایک اور جگہ پر اپنے اکتساب باطنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس فقیر کو نسبت فردیت اپنے والد بزرگوار سے ملی ہے اس کے علاوہ اس فقیر کو عبادت نافلہ کا خصوصاً نماز نافلہ کی توفیق بھی اپنے والد بزرگوار سے ملی ہے''

Marfat.com

سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی نے حضرت مجدد کو بچپن ہی میں اپنی توجہ خاص سے نوازا۔ اور بعد میں خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔ جو آپ کے جانشین حضرت شاہ سکندرؒ نے حضرت مجددؒ کو عنایت فرمایا۔ اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے۔

''جب پہلی مرتبہ ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۵۹۹ عیسوی خواجہ باقی باللہ کی صحبت سے مستفیض ہو کر دہلی سے واپس سرہند تشریف لے گئے تو ایک روز مریدوں کے حلقہ میں مراقبہ فرما رہے تھے کہ مراقبہ کے دوران شاہ سکندرؒ اور شاہ کمال کیتھلی تشریف لائے اور شاہ کمال کا خرقہ شریف آپ کے شانوں پر ڈال دیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ جب مراقبے سے فارغ ہوئے تو خرقہ شریف زیب تن فرمایا۔ اور دولت خانے میں تشریف لے گئے کچھ دیر بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا:

''حضرت شاہ کمال کا خرقہ پہننے کے بعد عجب حالت رونما ہوئی۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مختلف سلاسل میں اجازت'' خلافت حاصل تھی لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا آپ ہی کے دم سے اس سلسلے کو پاک و ہند اور دیگر ممالک اسلامیہ میں فروغ حاصل ہوا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس سلسلے میں بیعت و اجازت کے حالات واقعات اور اس سلسلے کے شیخ الطریقت حضرت باقی باللہ کے متعلق کچھ سپرد قلم کیا جائے۔

کارنامے:۔

ا۔ مذہبی:۔ اس زمانے کے علماء کی حالت بھی عام لوگوں سے مختلف نہ تھی۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے حتیٰ کہ دست و گریباں ہوتے تھے۔ ذاتیات میں ہر وقت الجھے رہتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو ذلیل کر کے محظوظ ہوتے تھے۔ شیخ صدر اور مخدوم الملک کی تو یہ حالت تھی۔ اگر ایک عالم ایک چیز کو حرام قرار دیتا تھا۔ تو دوسرا اس چیز کو حلال قرار دے دیتا۔ حاکم وقت ایسے علماء کو اپنے مقصد کیلئے استعمال کرتا تھا مگر ان کے اندرونی حالات کو دیکھ کر وہ بھی حیران رہ جاتا تھا۔ بڑے

Marfat.com

بڑے پاکباز اور عظمت والے بزرگوں کو علماء کی ذاتی مخالفتوں کی وجہ سے سخت سے سخت سزا دی جاتی تھی۔ شیخ علائی جیسے نیک اور حق پرست بزرگ کو تہمت لگا کر کوڑے لگوائے گئے، جس کی وجہ سے وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ اس طرح شیخ داؤد جیسے بزرگ کا حشر کیا گیا چنانچہ لوگوں کی مذہبی ابتری اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ کہ صوم وصلوٰۃ اور زکواۃ کا ذکر محض کتابوں میں ہی صرف باقی رہ گیا تھا۔

لوگ احکام شرعیہ کا مذاق یوں اڑاتے کہ زکواۃ سے بچنے کیلئے سال کے آخر میں تمام مال اپنی اہلیہ کے نام ہبہ کر دیتے اور ان کی اہلیہ سال کے اندر اندر انہیں سارا مال واپس کر دیتی اور اس طرح لوگ زکواۃ ادا کرنے سے بچ جاتے اس طرح حج کے بارے میں بھی کیسے کیسے بہانے تراشے جاتے تھے؟

علماء میں اصلاح پسند اور اچھے لوگ بھی تھے مگر ان کی بات سننے والا کوئی نہ تھا جب غازی خاں بدخشی نے فیصلہ دیا کہ بادشاہ کو سجدہ جائز ہے تو اکثر علماء نے صدائے احتجاج بلند کی۔ شور وواویلا ہوا لیکن ملا اور بادشاہ کے حواری اپنے اپنے جواز پیش کرتے رہے اور لوگوں کو سمجھاتے رہے کہ سابقہ امتیں اپنے بزرگوں کے سامنے عجز وانکساری کی خاطر پیشانیاں زمین پر رکھتی تھیں۔ لہذا بادشاہ وقت کو سجدہ کرنا جائز ہونا چاہیے۔

داڑھی منڈوانے کے سلسلے میں کئی من گھڑت باتوں کو نئے نئے انداز سے پیش کیا جاتا رہا جو کہ غیر شرعی تھا۔ اس دور میں علوم وفنون نے خوب فروغ پایا مگر مذہب کی روح کو کوئی دخل حاصل نہ تھا۔ معقولات کا بہت زور تھا۔ صرف منطق اور فلسفیانہ استدلال نے مذہب کے حقیقی خدوخال کو مسخ کر دیا تھا۔ ان باتوں کے ساتھ ساتھ ملاؤں میں ملا محمد ایزدی اور معز الملک جیسے جید بھی موجود تھے۔ جنہوں نے بادشاہ کی لادینی کے خلاف جہاد کے جائز ہونے کا فتویٰ دیدیا تھا۔ مگر اس کی پاداش میں ہمیشہ ہمیشہ کی نیند سلا دیا گیا۔ اس ڈر اور خوف کی وجہ سے علماء نے اپنی زبانیں بند کر لی تھیں اور ایک گوشے میں بیٹھنے میں اپنی مصلحت سمجھی۔ ایسے نامساعدت حالات میں حضرت مجدد الف ثانیؒ میدان عمل میں آئے اور انہوں نے جہانگیر عالمگیر کو سجدہ نہ کر کے اپنے اجتہاد کیلئے

Marfat.com

راہ ہموار کی۔ اور آپ نے ایک قلیل مدت میں انقلاب برپا کر دیا اور اپنے اعلیٰ کردار و گفتار سے بے دینی کا قلع قمع کر دیا۔

II۔ اصلاح تصوف:۔

اصلاح تصوف بھی حضرت کا ایک عظیم کارنامہ ہے یہ بات منظر عام پر آ چکی تھی کہ شریعت اور طریقت میں بہت فرق ہے اور اس میں بے بنیاد باتوں کو شامل کیا جا رہا تھا۔ صوفیانہ اقوال اور شریعت اسلامیہ دونوں الگ الگ چیزیں سمجھی جانے لگیں اور اس طرح اسلامی اقدار کو پامال کرنے کی کوششیں کی جا رہی تھیں۔ اس بات کا بھی پروپیگنڈہ ہو رہا تھا کہ رسالت پر ایمان لانے اور شریعت اسلامی کے احکام کی بجا آوری کے بغیر بھی تصوف کی منازل طے ہو سکتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان حالات کا جائزہ لے کر ان کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور انہوں نے تصوف کی اصلاح کیلئے بہت کام کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ شریعت کیلئے ایک ظاہر صورت ہے اور ایک باطن حقیقت ہے۔ ظاہر کے بیان کرنے کیلئے ذمہ دار علماء ظاہر ہیں اور باطن کا تعلق صوفیائے کرام سے ہے۔ شریعت کی صورت کا انتہائی عروج ممکنات کی حد تک ہے اس کے بعد اگر وجوب کے ساتھ درجاتی وابستگی ہو تو صورت باطنی کی حقیقت مل جاتی ہے اس کے بعد اگر ترقی واقع ہو گی تو صورت اور حقیقت دونوں میں وداع ہو جائے گا جہاں تک عارف کا تعلق ہے اسے عالم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے وہ خود اپنا در مقصود ہے۔ اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرہ شریعت سے باہر پاتا ہے۔ لیکن محظوظ ہوتا ہے اور شرع کی دقیق باتوں کو نظر انداز نہیں کرتا یہ وہ دولت ہے جس سے بہت کم لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں۔

صوفیوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اس عالی مقام کے ظلال تک پہنچے ہیں۔ ہر مقام عالی کیلئے اسفل میں ایک پھسلنے کی بھی منزل ہوتی ہے جو ظل کہلاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا قدم دائرہ شریعت سے باہر آ گیا ہے اور ہم پوست کو چھوڑ کر مغز تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ مقام

Marfat.com

صوفیوں کے قدم پھسلنے کا ہے۔ بہت سے ناقص لوگ بھی ہیں جو الحاد و کفر میں جا گرتے ہیں اور شرع کی متابعت ترک کر کے اوروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔ اور کامل لوگ ولایت کے کسی مقام پر مشرف ہوتے ہیں اگر اس اعلیٰ مقام کے ظل میں بھی ہوں تو شرع کی پابندی ترک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب ﷺ کے طفیل حضرت مجدد پر بھید منکشف ہوا اور اصل معاملہ کما حقہ واضح ہو گیا۔ حضرت مجدد نے ''ظاہر'' اور ''باطن'' دونوں نظریات کو کھل کر بیان کیا اور ان ناقص لوگوں کیلئے راہ راست پر آنے کیلئے راستہ بنایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کاملوں پر حقیقت بھی واضح کر دی ہے یہ حقیقت ہے کہ اگر آپ حالات کی ناخوشگواری کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کرتے تو طریقت اور شریعت دو الگ الگ چیزیں بن کر رہ جائیں اور دونوں میں حد درجہ تضاد ہوتا جب کہ طریقت شریعت کی تابع اور نمائندہ ہے۔

III۔ترویج شریعت:۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کارناموں اور دعوت تجدید میں شریعت کی ترویج کو ایک اہم وانتہائی مقام حاصل ہے جہاں بدلتے ہوئے تقاضوں کے تحت دوسری چیزیں بے دینی کے حالات سے متاثر ہوئیں وہاں شریعت بھی کافی متاثر ہوئی۔ اس کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا اور بادشاہ وقت کے مزاج کے مطابق بنانے پر زور دیا گیا۔

آپ نے اس سلسلے میں نمایاں کارنامے و خدمات سرانجام دیں اور علماء اور امراء میں بیداری پیدا کی۔ جو کہ انہیں کا کام تھا' امام ربانی فرماتے ہیں:۔

''علماء کیلئے دنیا کی محبت اور رغبت ان کے روشن چہرے کا بدنما داغ ہے مخلوقات کو ان سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں مگر ان کا علم خود ان کیلئے فائدہ بخش نہیں۔''

جو علماء شریعت کے منحرف ہیں وہ دین کے چور ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دین کا پیشوا کہتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقتاً شیطان کے گروہ سے ہیں اور شیطان کا کام اپنے ذمے لے کر انہوں

Marfat.com

نے اس کو اپنے کام سے فارغ کر دیا ہے۔

اس زمانے میں جو سستی اور غفلت شرعی امور میں واقع ہوئی ہے اور جو فتور مذہب اور دین کے رواج میں پیدا ہوا ہے وہ سب کچھ ان بُرے علماء کی کمی بیشی اور نیتوں کا نتیجہ ہے البتہ وہ علماء جو دنیا سے بے نیاز ہیں اور جاہ و منصب کو خاطر میں نہیں لاتے وہ علماء آخرت میں سے ہیں اور انبیاء کے وارث ہیں اور بہترین مخلوق ہیں قیامت کے دن ان کی رنگت شہیدوں کے خون سے بڑھ کر قیمت پائے گی۔ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔ (النور)

حضرت خواجہ نقشبندیؒ نے فرمایا کہ میں نے منیٰ کے بازار میں ایک تاجر کو دیکھا جو کم و بیش پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کر رہا تھا مگر اس کا دل ایک لمحہ کیلئے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ تھا۔ ایک اور مقام پر شریعت کے متعلق آپ نے فرمایا:

''جو لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے اور حقیقت کو مغز۔ وہ اصل معاملے سے بے خبر ہیں اور صوفیاء کی بے ہودہ باتوں پر تکیہ کئے اور مقامات و حالات سے دل لگائے بیٹھے ہیں''

دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

شریعت کے تین اجزاء ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔

ان کا حصول اللہ کی رضا کا حصول ہے اور یہی رضا دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ ایک تیسرے مقام پر یوں رقمطراز ہیں۔

''شریعت اور حقیقت ایک دوسرے کے عین مطابق ہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل، کشف و استدلال، غیب و حضور، تعمیل اور عدم تعمیل کا ہے۔ حق الیقین کی صورت یہی ہے کہ کشف میں جملہ احکام علوم شریعت کے موافق ظاہر ہوں اور ذرا بھی مخالف معلوم نہ ہوں جس کے کلام میں کوئی بات خلاف شرع واقع ہوئی وہ سکر سے ہے جو اثنائے راہ میں واقع ہوتا ہے اور انسان پر مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔'' نماز کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ ''نماز پنج وقتی با جماعت ادا کریں اور زکواۃ رغبت سے دیں۔ جوانی میں معمولی سا عمل بھی بڑا اہم ہوتا ہے کل

Marfat.com

بڑھاپے میں حواس اور قوتیں سست ہو جائیں گی اور جمعیت کے اسباب پراگندہ ہو جائیں گے تو سوائے ندامت اور پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور عین ممکن ہے کہ کل تک مہلت ہی نہ ملے اور ندامت و پشیمانی کا موقع بھی ایک طرح کی توجہ سے حاصل نہ ہو"۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور ہدایات ایمانی پر یوں روشنی ڈالی ہے آنحضرت ﷺ کا طریقہ صراط مستقیم ہے اس کے سوا تمام راستے ٹیڑھے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ہدایت سب برائیوں سے بہتر اور افضل ہے۔ باطنؒ ظاہر کو پورا کرنے والا ہے اور بال برابر بھی ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہے مثلاً زبان سے محبت سے بولنا شریعت ہے اور دل کے جھوٹ کو دور کرنا طریقت اور حقیقت ہے پس باطن جس کو طریقت اور حقیقت کہتے ہیں ظاہر یعنی شریعت کو پورا اور کامل کرنے والا ہے" محبوب کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب کی ہر چیز محبوب ہو جاتی ہے یہ اس امر کا بیان ہے جو مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہے۔ **فاتبعُونی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ**

"نبی کریم ﷺ کی متابعت کرنے سے مقام محبوبیت تک پہنچ جاتا ہے" آپ نے اپنے ایک مکتوب میں یوں فرمایا ہے کہ: "سنّت کی پیروی تمام سعادتوں کا سرمایہ ہے اور شریعت کی مخالفت تمام فسادوں کی جڑ ہے۔

تصانیف:۔

حاضر خدمت کرنے کے علاوہ اور طالبین کی قولی و فعلی تربیت کے ساتھ آپ نے تصانیف اور خطوط کے ذریعے سے تجدید و احیاء کا سلسلہ جاری رکھا۔ بڑے بڑے ارکان دولت کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ فرمایا۔ ہندو پاکستان کے علاقوں میں آپ نے بے شمار خطوط لکھے جن کی برکت سے بڑی اصلاح ہوئی اور انہی خطوط کی وجہ سے آپ کو جہانگیر کے تشدد کا نشانہ بننا پڑا۔ کیونکہ خوشامدی اور مطلبی حاشیہ نشینوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف بغاوت وغیرہ کا الزام لگا کرا کسا دیا تھا اور آپ کے خلاف پروپیگنڈا میں کچھ آپ کے رسائل اور مکتوبات کو بھی استعمال

Marfat.com

کیا گیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں ایک سال کیلئے نظر بند کر دیا گیا مگر آپ نے نہایت صبر وتحمل و استقامت سے اس کو برداشت کیا اور خاص و عام کو اللہ کی تعلیم دیتے رہے۔ جس سے ان کے دلوں میں گھر کر گئے اور انہوں نے بادشاہ کو کچھ مدت کے بعد اپنی غلطی کا احساس دلایا اور بعض ارکان سلطنت نے بھی توجہ دلائی تو آپ کو بڑے احترام کے ساتھ نظر بندی سے رہائی دلائی گئی۔ رہائی کے بعد آپ ایک مدت تک شاہی لشکر کے ساتھ رہے اور سلسلہ ہدایت وارشاد جاری رکھا۔

حقیقت ہے کہ آپ کا کام تجدید و عزیمت نہ ہوتا تو آج براعظم کے دینی حالات یکسر مختلف ہوتے۔ مکتوبات کے علاوہ چند مختصر رسائل مثلاً معارف (لدینہ)' مبدا و معاد وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ براعظم پاک و ہند کی مذہبی و دینی تاریخ میں آپ نے دوررس اثرات کی اصلاحات اور تبدیلیاں کیں۔ بدعات کا قلع قمع فرمایا اور شریعت کے چشمہ صادق کو خاص رنگ میں خلق خدا کے سامنے پیش فرمایا آپ نے سختی سے نوٹس لیا اوران کو رد فرمایا:۔

وحدت الوجود کا انکار کیا اس کی بجائے وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ اکبر کے زمانے میں ہندو جارحیت کا جو احیاء کیا گیا اس کا شدید رد و انکار کیا اور اس فتنے کا قلع قمع کیا آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے خواجہ سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ علوم و کمالات ظاہری و باطنی میں آپ کے نقش قدم پر تھے۔ ان کے علاوہ آپ کے خلیفہ آدم بنوریؒ سے خلق خدا کو بہت فیوض پہنچے۔ یہ سب حضرات ردّ بدعت اور احیاء شریعت کیلئے عمر بھر کوشاں رہے۔

اکبری عہد میں الحاد و زندقہ کے رد میں بلکہ بالعموم اسلامی تعلیمات کے احیاء و تجدید میں جو کارنامہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے انجام دیا اس نے انہیں اس براعظم کی دینی و اصلاحی تاریخ میں ایک منفرد اور یکتا مقام دے دیا ہے۔ اس کارنامے کی بنا پر آپ کو مجدد الف ثانیؒ کا پُرشکوہ اور عظیم خطاب عوام الناس کی طرف سے دیا گیا۔ جہانگیر کے دور میں اکبری الحاد کا مقابلہ کرنے میں آپ اکیلے نہ تھے مگر عزیمت و شجاعت کا جو مقام آپ کو حاصل ہوا وہ امام احمد بن حنبلؒ کی مانند

Marfat.com

انہیں اپنے دور میں یگانہ ثابت کر گیا۔

خلفاء کبائر:۔

آپ نے اپنے دور میں بہت سے خلفاء بھی تیار کئے جن کی تعلیم و تربیت پر آپ نے خصوصی توجہ دی اور آپ کی ذات گرامی ان کیلئے رشد و ہدایت کا باعث تھی ان میں درج ذیل چند شخصیات کے نام ہیں:

۱۔خواجہ محمد صادق ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء ۲۔خواجہ محمد سعید ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء

۳۔خواجہ محمد معصوم ۱۰۷۹/۱۶۶۸ء ۴خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ۔

۵۔میر محمد نعمان کشمیؒ ۱۰۵۸ہجری۔۶۔خواجہ سید آدم بنوری حسنیؒ۔

۷۔شیخ طاہر لاہوری ۸۔شیخ حمید بنگالیؒ ۱۶۱۶ء/۱۰۲۵ہجری

۹۔شیخ طاہر بدخشیؒ ۱۰۴۰ہجری ۱۰۔شیخ بدالدین سہارن پوری

۱۱۔شیخ مزمل ۱۰۲۶ہجری ۱۲۔مولانا نور محمد پٹنی

۱۳۔مولانا محمد صالح کولابیؒ ۱۴۔مولانا احمد برکیؒ ۱۰۲۶ھ

۱۵۔مولانا محمد صدیق کشمی ۱۰۵۰ھ ۱۶۔مولانا قاسم علیؒ

۱۷۔مولانا یار محمد قدیم طالقانیؒ ۱۸۔شیخ حسن برکی ۱۹۔شیخ یوسف برکی

۲۰۔شیخ عبدالحیؒ ۲۱۔مولانا شیخ عبدالہادی فاروقی

۲۲۔حاجی خضر خاں افغانیؒ ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ ۲۳۔شیخ عبدالحی شادمانی

۱۰۷۰ھ/۱۶۶۹ ۲۴۔شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالیؒ ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء

۲۵۔شیخ یار محمد قدیم طالقانیؒ ۲۶۔شیخ احمد دیبنیؒ

۲۷۔شیخ یوسف سمرقندیؒ ۲۸۔شیخ سلیم بنوریؒ ۲۹۔صوفی قربان قدیمؒ

۳۰۔صوفی قربان جدیدؒ ۳۱۔حاجی حسینؒ

Marfat.com

۳۲۔مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء

ان کے علاوہ بہت سے خلیفے تھے جن کو بے حد ان سے عقیدت تھی۔

Marfat.com

باب ۲۹

کرامات

والد کی وفات پر آپ نے خرقہ خلافت پہنا۔ اس کے بعد آپ نے حج کرنے کا ارادہ فرمایا ۱۰۱۰ ہجری میں بروز جمعۃ المبارک حج کے وقت آپ نے حالت کشف میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اولیاء اللہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے خلعت فاخرہ پہنائی اور فرمایا یہ مجدد الف ثانیؒ کی خلعت ہے:

۱۔ ہندوستان میں سلطان جلال الدین اکبر کی بادشاہت کا طوطی بولتا تھا۔ اکبر نے نومسلموں کو اہم عہدوں پر فائز کر رکھا تھا اور ہندو عورتیں اکبر کے حرم میں داخل ہو چکی تھیں اور اس کی نظر میں علماء کی کوئی قدر اور وقعت نہ تھی۔ اس نے دین الٰہی کے نام پر ایک نیا مذہب ایجاد کر رکھا تھا۔ اور اپنے وقار اور عزت و اقرار کو دوام بخشنے کیلئے سجدہ لازم قرار دیا گیا تھا اور جو مسلمان خدائے واحد کو سجدہ کرتے انہیں شہید کر دیا جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مریدوں یعنی خانخانان اور خان اعظم وغیرہ کو جو کہ اکبر کے مقربین میں شامل تھے انہوں نے اکبر کو راہ راست پر لانے کیلئے بہت کوشش کیں مگر بے اثر۔ آخر کار اکبر اس بات پر رضامند ہو گیا اور لوگوں کو ایک دن ایک جگہ پر اکٹھا کرنے کا حکم دے دیا گیا اور دین اسلام یا دین الٰہی کا اختیار کرنا ان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

ایک کھلے میدان میں دو بارگاہیں بنوائی گئیں، جن میں ایک کا نام بارگاہ اکبری تھا جو کہ قیمتی کپڑوں سے بنائی گئی تھی اور دوسری کا نام بارگاہ محمدیؐ رکھا گیا جو کہ بوسیدہ کپڑے سے بنوائی گئی تھی اور تمام کھانے رکھے ہوئے تھے۔ عام لوگوں کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنی مرضی سے جس بارگاہ میں داخل ہونا چاہیں ہو جائیں تو بڑے بڑے امراء اور عہدے دار اکبری دربار میں داخل ہوئے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مریدوں خانخانان اور خان اعظم کے ہمراہ بارگارہ محمدیؐ میں داخل

Marfat.com

ہو گئے دونوں گروہ کھانے میں مصروف تھے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بارگاہ محمدی کے گرد ایک لکیر کھنچوادی اور مٹھی بھر خاک بارگاہ اکبری کی طرف پھینکوادی۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خوفناک آندھی آئی اور اس تیز وتند آندھی نے اکبری بارگاہ کو تہہ وبالا کر دیا۔ خیموں کی چوبیں اور رسیاں اکھڑ کر اہل دربار کے سروں پر پڑیں حتی کہ اکبر بادشاہ کے سر پر بھی چوٹیں آئیں جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا۔ لیکن بارگاہ محمد اور اس کے مکین محفوظ رہے۔ اس واقعہ کے چند دن کے بعد ۱۰۱۴ھ ہجری کو اکبر بادشاہ اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔

II۔ ایک مرتبہ ایک درویش نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اس سال میرا حج پر جانے کا ارادہ ہے آپ نے اس کیلئے کچھ دیر کیلئے مراقبہ کیا اور کہا کہ عرفات کے میدان میں تو آپ نظر نہیں آتے۔ اس شخص نے اس کے بعد بہت کوشش کی مگر وہ حج پر نہ جا سکا۔

III۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک امیر پر اس قدر ناراض ہوا کہ حکم دیا کہ اس کے ہاتھی سے پاؤں باندھ کر ہلاک کرنے کیلئے دہلی بھیجا جائے۔ وہ امیر مجدد الف ثانیؒ سے ملا اور دعا کرنے کی عرض کی۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ جب وہ دہلی پہنچا تو بادشاہ نے ہلاک کرنے کی بجائے اس کو انعام واکرام سے نوازا۔

IV۔ آپ کے ایک مشہور مرید جمال سید کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں جنگل میں جا رہا تھا کہ جنگل میں اچانک میرے سامنے شیر آ گیا میں' ڈر گیا اور بھاگ بھی نہیں سکتا تھا فوراً میں نے توجہ مجدد الف ثانیؒ کی طرف کی۔ اور دعا کی درخواست کی تو آپ ہاتھ میں تھالی لئے ہوئے ایک طرف سے دوڑتے ہوئے آئے اور عصا زور سے شیر کے سر پر دے مارا۔ اس کے بعد جب میں نے غور سے دیکھا تو آپ وہاں موجود نہ تھے اور شیر بھی بھاگ گیا اور میں محفوظ کھڑا رہا۔

V۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک دوست کو جذام کی بیماری لاحق ہو گئی لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا بند کر دیا اور سخت پریشانی کی حالت میں اس نے حضرت کی خدمت میں دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی تو وہ بیماری بالکل دور ہو گئی اور بالکل صحت یاب ہو گیا اور ایسی

Marfat.com

حالت ہوگئی کہ گویا اس کو کبھی ایسی مرض لگی ہی نہیں۔

روحانی استغناء:۔

ایک درویش جن کا نام میر شرف الدین تھا' بیان کرتا ہے کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ چند نفیس کپڑے اور لذیذ مصالحہ جات جو کہ میرے گھر میں ہیں آپ کی خدمت میں بھیجوں تو اس نے اپنے رضاعی بھائی الہ یار کے ہاتھ روانہ کیا۔ اتفاق سے آپ کے گھر میں ایک عورت مہمان تھی اس نے کہا کہ درویش آدمی ان نفیس کپڑوں کو کیا کریں گے وہ خود تو ایسے کپڑے پہنتے نہیں۔ میر شرف الدین نے جواب دیا کہ ان کے گھر والے پہن لیں گے۔ جب وہ آدمی نفیس کپڑے اور مصالحے لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مصالحہ جات لے جائیں اور کپڑوں کے بارے میں شرف الدین کو کہا کہ یہ کپڑے واقعی نفیس ہیں مگر درویشوں کے کام کے نہیں وہ ایسے کپڑے نہیں پہنتے اور جو عورتیں تمہارے گھر میں ہیں انہیں دے دو۔ کیونکہ وہ عورتیں یہ کپڑے پہننے کے قابل ہیں اس طرح آپ نے نفیس کپڑے اور لذیذ مصالحہ جات واپس کر دیئے۔

تجارت لقمہ حلال ہے:۔

ایک سید جو کہ تجارت کا کاروبار کرتے تھے اور صاحب دل بھی تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے بہت سے اولیاء اور مشائخ کی خدمت میں حاضری دی ہے مگر ہر ایک نے آپ کی درگاہ سے ثمر و برکات کی امید وابستہ کی ہے۔ آپ مراقبہ میں چلے گئے اور اپنی خاص توجہ سے نوازا پھر مجھ پر استغراق اور وارفتگی طاری ہوگئی اور پھر صبح کو ہوش نہ آئی۔ دوسری صبح مجھے ہوش آیا تو میں آپ سے ترک و تجدید کیلئے عرض گزار ہوا۔ آپ نے فرمایا: تجارت تو لقمہ حلال اور نفقہ عیال کا وسیلہ ہے' اسے نہ چھوڑ دو۔ اور جو کچھ کہ تمہیں پہنچا

Marfat.com

ہے اسے مضبوطی سے پکڑو۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ۔(النور)

اللہ کے نیک بندوں کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

(قصص الاولیاء۔)

Marfat.com

باب ۳۰

فضائل وخصائص

آپ کے فضائل کا اظہار تو ولادت سے پہلے ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آپ کے فضائل کا احاطہ کرنا اور ان کو گنوانا تو آسان کام نہیں ہے البتہ چند ایک کا ذکر ضروری سمجھا جاتا ہے۔

ا۔ آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ سارے جہاں میں ظلمت اور اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ بندر اور ریچھ وغیرہ لوگوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اسی وقت میرے سینے پر ایک نوری کلمہ اور اس میں تخت ظاہر ہوا اور اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے براجمان ان کے سامنے تمام ظالموں کو بکری کی طرح ذبح کر رہا ہے اور کوئی شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے:۔

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاط (قرآن بنی اسرائیل)

ترجمہ:۔آپ کہہ دیجئے حق آیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل ہے ہی بھاگنے والا۔

آپ کے والد صاحب نے اس خواب کا ذکر حضرت شاہ کیتھلی سے کیا۔ انہوں نے بڑے غور کے بعد فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس سے ظلمت والحاد اور بدعت کا خاتمہ ہوگا اور پھر ویسا ہی ہوا۔

II۔ ایک دفعہ آپ ایام رضاعت میں بیمار پڑ گئے۔ آپ کے والد آپ کو شاہ کیتھلی کے پاس دم کرانے کیلئے لے گئے۔ تو انہوں نے ان کو دیکھ کر ان کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی تو وہ کافی وقت چوستے رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس بچے کی عمر دراز ہوگی اور بڑا ہو کر نام روشن کرے گا۔

III۔ ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے تو آپ کی اہلیہ محترمہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے صحت کی دُعا فرمائی۔ گریہ وزاری کے دوران ہی ان کو اونگھ آ گئی تو ان کو خواب میں کسی نے کہا کہ خاطر جمع رکھو اس شخص سے ابھی بہت سے کام لینے ہیں۔ آپ کی اہلیہ کو تسلی ہوئی اور پھر آپ جلدی ہی صحت

Marfat.com

یاب ہو گئے۔

١٧۔ایک حکایت میں ہے کہ آپ کو ایک دن یہ خیال عاجزی کے ساتھ آیا کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں وہ خدا تعالیٰ کو قبول بھی ہے یا کہ نہیں۔اسی دوران میں غیب سے آواز آئی کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ سب ہمیں قبول ومنظور ہے۔

٧۔آپ نے فرمایا کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ تمام مرقومات حضرت مہدی آخر الزماں کی نظر سے گزاریں گے اور مقبول ہوں گے اور امام مہدی اسی طریقے کی نسبت پر ہوں گے۔آپ نے فرمایا کہ نبوت کے سوا جو کمالات کہ نوع بشر میں ممکن ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں کچھ تم کو علم السموت لکھانے آیا ہوں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ علم لدنی مجھے حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا ہے۔حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ مجھ پر دروازہ کھولا گیا ہے کہ ہندوستان میں بھی نبی گزرے ہیں لیکن ان انبیاءؑ میں سے کسی کا ایک تابع فرمان تھا' کسی کے دو اور تین سے زائد کسی کے تابع فرمان نہ تھے اور میں چاہتا ہوں ان کے مکان اور جائے بعثت بھی بتا دوں اور ان کی قبور پر انوار نازل ہوتے ہیں۔

جب آپ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے۔بہار کا موسم اور رمضان کا مہینہ مبارک تھا۔آپ کو ایک چھوٹی سی مسجد میں تراویح پڑھانے کا موقع ملا۔آپ نے فرمایا کہ اگر بکرم الٰہی بارش فرصت دیتی تو پھر مسجد کے صحن میں بھی نماز پڑھا کرتے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا بارش بالکل رک گئی آرام سے آپ نے نماز ختم کی۔اسی مسجد کی دیوار گرنے کے قریب تھی اور ایک طرف جھک چکی تھی۔آپ نے فرمایا کہ جب تک فقراء اس جگہ ٹھہرے ہیں یہ دیوار نہیں گرے گی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ایسا ہی ہوا۔جب آپ وہاں سے چلے گئے اور صرف ایک میل کے فاصلے پر گئے ہوں گے تو دیوار گر گئی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات ارضی کیلئے ایک کامل شخصیت بنا کر بھیجا تھا۔آپ میں بے شمار کمالات تھے جو علمی' روحانی' ظاہری اور باطنی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں آپ نے اپنے

Marfat.com

کمالات کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا۔ اور مخلوق آپ کی تعلیمات کی گرویدہ ہوگئی۔ آپ نہ صرف تعلیمات میں باکمال شخصیت کے مالک تھے بلکہ عملی اور کرداری طور پر بھی نمونہ تھے۔

آپ نے براعظم میں اسلام کو زندہ کرنے اور اسلام کی سر بلندی کیلئے بے مثال خدمات انجام دیں ہیں جن کی بدولت آج تک آپ کا نام تقدس اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ آپ کا مزار خاص و عام کا مرجع ہے آپ کو اکبراعظم کے دور حکومت میں چنداں مشکلات کا سامنا ہوا مگر اس کے دور کے ختم ہو جانے کے بعد جہانگیر کے زمانے سے لے کر اب تک جو بھی اسلامی مفکر اس براعظم میں پیدا ہوئے اور جتنی بھی اسلامی تحاریک پنہاں اٹھیں ان کا واسطہ کسی نہ کسی صورت میں آپ مجدد الف ثانیؒ کے کام سے مسلم ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار ظاہری و باطنی خوبیوں سے نوازا جن میں قرب الٰہی، ولایت، علم و عرفان، زہد و تقویٰ، جہاد و مجاہدات، تبلیغ دین و اصلاح مسلمین یہ تمام ان کے فضائل و کمالات ہیں اگر ان اوصاف کا عمیق مطالعہ کر کے دیگر اولیا کرام و مصلحین کے ساتھ موزانہ کیا جائے تو یہ ان میں نمایاں مقام پر فائز ہونے کے اہل ثابت ہوں گے اور آپ میں تمام خوبیوں کا موجود ہونا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ کے سر اقدس پر مجدد الف ثانی کا تاج پہنایا گیا ہے اور آپ کو خلعت قبولیت عطا کی گئی جو کہ ولایت میں سب سے اعلیٰ مقام ہے ان اوصاف و کمالات کے پیش نظر خواجہ وحدت علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

نگین گشت در حلقہ اولیاء

چون درانبیاء خاتم الانبیاء

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر صدی کے بعد میری امت میں سے ایک مجدد پیدا ہوگا اور ان کے ارشاد گرمی کے مطابق ہر صدی کے آغاز پر مجدد پیدا ہوئے ہر ایک نے تجدید دین کی خدمات بھی انجام دیں۔ مگر جب ان مجددین کی اسلامی خدمات کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد جائزہ لیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خدمات کا خصوصاً کسی ایک شعبے سے تعلق تھا۔ مگر مجدد

Marfat.com

الف ثانیؒ کی دینی وتجدیدی خدمات ہمہ گیر اور جامعیت کی حامل نظر آتی ہیں۔علاوہ ازیں ان مجددین کے بارے میں علماء کا اختلاف بھی کچھ اس قسم کا پایا جاتا ہے کہ ایک عالم و فاضل ایک شخصیت کو صدی کا مجدد قرار دیتا ہے تو دوسر عالم کسی اور کو اس مقام کا حامل قرار دیتا ہے مگر ان کے بارے میں کسی عالم کو بھی کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اور کسی اور کو آپ کے مقابلے پر نہیں لایا گیا کیونکہ آپ جیسے کمالات واوصاف کسی دوسرے میں نظر ہی نہیں آتے تھے: بقول شاعر

بے مثال کی ہے مثال وہ حسن
خوبی یار کا جواب کہاں

آپ کو سب سے پہلے فاضل جلیل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ نے مجدد الف ثانی کے خطاب سے نوازا۔اور تمام علماء اکابرین ملت نے آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کیا۔اور ہر عہد میں ہر ایک نے اسی خطاب سے آپ کو یاد فرمایا ہے اور آپ کے تجدیدی کارناموں اور عظمتوں کا اعتراف واحترام کیا ہے اس کے بعد شاہ ولی اللہؒ نے رسالہ روافض کی شرح میں یوں لکھا ہے:

''حضرت مجدد سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن وتقویٰ شعار ہوگا اور ان سے وہی بغض رکھے گا جو بد بخت' فاجر اور شقاوت شعار ہوگا۔

ا۔ظاہری اوصاف:۔

آپ کے ظاہری کمالات میں درج ذیل اوصاف وخصائل شامل تھے۔آپ کا قد متوسط تھا۔چہرہ انور کا رنگ گندمی وسفیدی مائل تھا۔داڑھی گھنی' آنکھیں بڑی بڑی موٹی اور پیشانی مبارک کشادہ تھی۔مجموعی طور پر آپ بہت ہی خوبصورت اور رعب ودبدبے کے نقوش کے مالک تھے۔

آپ شریعت کے حد درجہ پابند اور تقلید سنت کے قائل تھے اور اس طرح عمل کے بھی شیدائی اور دلدادہ تھے۔بدنیتوں سے آپ کو سخت نفرت تھی اور اتباع سنت کا یہ حال تھا کہ معمولی معمولی باتوں میں ان کا خیال رکھا جاتا تھا۔حتی کہ آپ کھانے پینے' چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے

Marfat.com

غرضیکہ کسی چیز میں بھی خلاف سنت کوئی عمل پسند نہیں فرماتے تھے۔اس اتباع سنت کے بارے میں چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

ا۔ایک مرتبہ آپ نے اپنے نوکر سے فرمایا کہ فلاں مقام پر لونگیں رکھی ہوئی ہیں ان میں سے چند دانے نکال کر لے آؤ۔نوکر گیا اور وہ چھ دانے (جفت دانے) اٹھا کر لے آیا۔آپ ان جفت دانوں کو دیکھ کر خفا ہو گئے۔اور فرمانے لگے کہ ہمارے صوفی کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ عدد طاق کی رعایت سنت ہے۔

۲۔عبادات:۔

آپ کی شان عبادت و ریاضت میں بے مثال اور یکتا تھی اور ہر لحاظ سے ایک غیر معمولی حیثیت کے مالک تھے۔حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کی یوں تعریف بیان فرمائی ہے:

''نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد' اشراق' چاشت اور نوافل کے بعد اوابین کے نوافل کے سخت پابند تھے۔پہلے آپ سورۃ یسین کا ان میں ورد فرماتے اور پھر قرآن حکیم کا ختم معمول بن گیا۔عصر اور عشاء کی سنتیں باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

تہجد کی نماز کیلئے آدھی رات سے بیدار ہو جانا معمول تھا۔اور ہر رکعت کے بعد استغفار اور توبہ' درود شریف اور پھر ان دعاؤں کے بعد مراقبہ کرتے تھے۔فجر کی نماز باجماعت پڑھتے اور اشراق تک اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبے میں رہتے تھے۔

قرآن حکیم کے ساتھ آپ کا شغف مثالی تھا۔آپ خود بھی باقاعدگی سے تلاوت فرماتے اور دیگر قاری و حفاظ صاحبان سے بھی سنتے تھے۔

طعام:۔

آپ کے باورچی خانے پر روز تقریباً سینکڑوں حفاظ و علماء کھانا کھاتے تھے۔نماز

Marfat.com

چاشت کے بعد جو بھی فقراء خانقاہ میں موجود پائے جاتے ان کو کھانا کھلایا جاتا تھا اور خود بھی کھاتے تھے اور قیلولہ فرماتے:۔

رمضان کے روزے باقاعدگی سے رکھتے‘ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ دوران رمضان کم از کم ایک قرآن لازمی ختم کرتے تھے۔ تراویح کا اہتمام کرتے اور قرآن پاک پڑھتے تھے۔

زکوٰۃ:۔

آپ باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ آمدنی کا چالیسواں حصہ مستحقین میں تقسیم کرتے تھے۔ حج کی ادائیگی بھی لازمی پیش نظر ہوتی تھی۔ اگر کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکتے تو ایک استثنائی صورت تھی۔ آپ حقوق اللہ کے بے حد پابند اور عامل تھے۔ کسی بھی حالت میں شریعت کے خلاف عمل نہ کرتے اور اسی طرح تلقین کرتے تھے۔ حقوق العباد کا خصوصی طور پر خیال رکھتے تھے۔ ''بیماروں کی عیادت کرتے‘ جنازوں میں شرکت کرتے۔ اہل وعیال کی دیکھ بھال آپ کا معمول تھا۔ صاحبزادوں اور مریدوں کی تعظیم‘ تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھتے تھے''

آپ حنفی عقائد اور امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ کے علم واجتہاد کی بلندی‘ ان کے ورع اور عبادت کی برتری اور بزرگی کے حد درجہ معترف تھے۔

آپ کے علم کی آپ کے مرشد حضرت باقی باللہ نے یوں تعریف فرمائی ہے:

''آپ بڑے بے باک‘ نڈر اور حق گو تھے۔ ایمان وحق کی راہ میں بڑے بڑے خطرات کی پرواہ نہ کرتے تھے آپ سوائے خدا کے کسی سے ڈر وخوف وخاطر میں نہ لاتے تھے۔''

جہانگیر بادشاہ نے جب آپ کے مخالفوں‘ بے دینوں اور مقتدوں کے بھڑکانے پر بادشاہ کو سجدہ کرنے کی اجازت دے دی تھی مگر آپ نے صاف انکار کر دیا اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا کہ:

''از روئے شرع محمدی سجدہ صرف خدا کی ذات کو ہی مخصوص ہے۔ اور یہ ایک بے وقوفی

Marfat.com

ہے کہ اپنے ہی جیسے آدمی کو سجدہ کیا جائے''

جب جہانگیر نے یہ الفاظ سنے تو بڑا برہم ہوا اور آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر بعد میں گوالیار قید میں ڈال دیا گیا۔قید خانے سے رہائی بھی آپ کی کرامت ہی شمار کی جاتی ہے۔ چند دنوں کے بعد جہانگیر نے خواب دیکھا کہ ''سرور دو عالم ﷺ انتہائی افسوس کے ساتھ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر رکھا ہے''

جب جہانگیر خواب سے بیدار ہوا تو اپنے کیے پر بہت پشیمان اور شرمندہ ہوا اور آپ کو رہا کر دیا گیا اور نہ صرف وہ اپنے اس عمل پر پشیمان ہوا بلکہ ماضی کے اعمال کو دیکھ کر بڑا شرمندہ ہوتا اور کہتا کہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے نجات کی توقع کی جائے اور کہتا کہ میرے پاس ایک دستاویز ضرور ہے جو پروردگار عالم کے حضور حضرت خواجہ اکثر فرمایا کرتے تھے' جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''شیخ احمد سرہندیؒ وہ آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں فی زمانہ ان جیسا اس آسمان کے نیچے کوئی نہیں اور اس امت میں تو ان جیسے لوگ بہت کم گزرے ہیں۔ وہ اسی زمانے کے کاملین محبوب الٰہی میں سے ہیں''

اگر آپ کی مجددیت کے تمام گوشوں کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو نہ صرف کسی ایک شعبہ کا مجدد بنایا تھا بلکہ آپ کو دین کے تمام شعبوں پر حاوی کیا۔یہی وجہ ہے کہ ایک مختصر عرصہ میں آپ کی مجددیت کی شہرت دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور آپ کو تمام ارباب حل وعقد نے مجدد تسلیم کر لیا۔

باطنی اوصاف:۔

آپ کے جس طرح ظاہری کمالات لازوال اور بے شمار ہیں اور ہر ایک مشائخ نے ان کی تعریف فرمائی اور تسلیم کیا ہے اور جن کی وجہ سے آپ کا اقبال دنیا اور آخرت میں بلند ہوا ہے اس طرح آپ کے باطنی کمالات بھی ان سے کم قدر کے حامل نہیں ہیں۔

Marfat.com

باطنی کمالات کے ضمن میں مختصراً طور پر حضرت مجددالف ثانیؒ کے ایک مکتوب کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

(ترجمہ) ''میرے خیال میں میری پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ ولایت محمدؐ ولائیت ابراھیمیؑ کے رنگ میں رنگ جائے اور ولایت محمدی کا حسن ملاحت ولائیت ابراھیمی کے حسن ملاحت سے گھل مل جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ میرے بھائی یوسف میں صباحت اور مجھ میں ملاحت زیادہ ہے اس رنگینی و آمیختگی سے محبوبیت محمدیہ کا مقام اپنے درجہ عالیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ شاید ملت ابراھیمی کے اتباع کا حکم اسی نعمت عظمٰی کو حاصل کرنے کیلئے دیا گیا ہو''

حضرت خواجہ باقی باللہ کے ایک مکتوب کا اقتباس پیش خدمت ہے جو انہوں نے اپنے ایک مخلص سے مخاطب ہو کر آپ کے بارے میں رقمطراز کیا۔ حضرت باقی باللہ ان دنوں ان کی عقیدت میں شامل تھے۔

''شیخ احمد نام کے ایک شخص ہیں جو کہ سرہند کے رہنے والے ہیں۔ وہ کثیر العلم وقوی العلم ہیں وہ چند روز اس فقیر کی صحبت میں رہے۔

اور ان سے عجیب وغریب کمالات ظاہر ہوئے جیسے کہ ایک چراغ ہے جس سے سارا عالم روشن ہو گیا ہو۔ الحمدللہ ان کے حالات کاملہ پر مجھ کو یقین ہے۔ موصوف کے کئی بھائی اور رشتہ دار ہیں سب مردان صالح اور طبقہ علماء سے ہیں۔ ان لوگوں کو میں نے اپنی صحبت میں رکھا تو ان کو جواہرت علویہ میں سے پایا۔ یہ لوگ عجیب استعداد رکھتے ہیں شیخ صاحب کے صاحبزادے اگرچہ کم سِن ہیں مگر وہ اسرار خداوندی کا مظہر ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ شجر طیبہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اور بہترین روئیدگی عطا فرمائی یہ لوگ خدا کے در کے فقرا ہیں''

اس مکتوب کے علاوہ حضرت خواجہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:-

Marfat.com

(ترجمہ) ''شیخ احمد وہ آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔ فی زمانہ ان جیسا اس آسمان کے نیچے کوئی نہیں۔ اور ان حالات میں تو ان جیسے لوگ بہت کم گزرے ہیں وہ اس زمانہ کے کامل محبوبان الٰہی میں سے ہیں''

ان کے علاوہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مکاتیب میں بھی آپ کے باطنی کمالات پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے:۔

آپ کو جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا اور آپ تقریباً ایک سال تک قید میں رہے اور چانک ہی آپ کو جہانگیر نے رہا کر دیا یہ بھی ایک ایسا باطنی کمال تھا کہ جس کا معمہ آج تک حل نہ ہو سکا۔ محض جہانگیر کو خواب کے ذریعے ہی اشارہ دیا گیا۔

آپ لاہور میں مقیم تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ جو کہ آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ فوت ہو گئے آپ بڑے بے چین ہوئے اور آپ کو بے حد قلق اور رنج ہوا اور چند دنوں کیلئے آپ نے کھانا تک چھوڑ دیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ واپس دہلی جانے کا انتظام کریں۔

آپ کی سیرت کے کمالات کا ضبط تحریر میں لانا تو بہت ہی مشکل ہے مگر مشت از خروارے ہی سمجھا جائے۔

حصول طریقت:۔

آپ نے اپنے والد ماجد سے سب سے پہلے بیعت حاصل کی اور طریقہ چشتیہ میں داخل ہوئے۔ اور طریقہ قادریہ بھی اخذ کیا اس طریقہ میں بھی آپ نے اپنے والد معظم سے فیض حاصل کیا اور اپنے والد کی رہنمائی میں مختلف درجات میں فیض حاصل کرتے ہوئے خرقہ خلافت حضرت شاہ کیتھلی سے حاصل کیا۔ آپ اپنی سترہ سال کی عمر میں جامع کمالات ظاہری و باطنی کی حیثیت سے اپنے والد کی موجودگی میں کتب مدرسہ کی تعلیم میں مشغول ہو گئے اور طریقے کی تلقین و تبلیغ کی طرف بھی باقاعدہ توجہ دینے لگے۔

Marfat.com

آپ نے سلسلہ سہروردیہ کے مشہور و معروف ولی اللہ حضرت مولانا یعقوب عرفی سے بھی اس طریقے کا فخر حاصل کیا اور آپ اس دوران آگرہ تشریف لے گئے وہاں بہت سے جید اور قابل ذکر علماء سے فیض ملاقات حاصل کیا جن میں ابوالفضل اور فیضی بھی شامل تھے۔

طریقہ نقشبندیہ کی طلب بھی اپنے ذہن میں رکھتے تھے اور اس کی محبت حد عشق تک پہنچ گئی تھی۔ آپ کے ذہن میں حج کرنے کا بھی خیال تھا مگر والد صاحب کی خدمت افضل اور لازمی تھی جب آپ کے والد صاحب ۱۰۰۷ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے تو آپ حج کیلئے روانہ ہوئے آپ جب سرہند شریف سے دہلی آئے تو وہاں مولانا حسن کاشمیری سے ملاقات ہوئی جو کہ پہلے ہی آپ سے شناسا تھے انہوں نے آپ سے خواجہ باقی باللہؒ کا ذکر فرمایا اور آپ کے دل و دماغ پر خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق بڑھ گیا اور آپ جلدی ہی خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ حج پر بھی جانا چاہتے تھے مگر خواجہ باقی باللہ نے فرمایا کہ اگر آپ کو کوئی چیز مانع نہیں ہے تو یہاں کچھ عرصہ قیام کریں آپ نے قبول فرمایا اور ابھی چند دن ہی ان کے حضور میں گزارے تھے کہ خواجہ صاحب کی صحبت اس تیزی سے اثر انداز ہوئی کہ آپ کو ان کے مرید ہونے کا شوق پیدا ہو گیا اور خواجہ صاحب نے بھی آپ کو اپنی مریدی میں داخل کر لیا اور اسی طرح آپ نے ڈھائی ماہ تک دہلی میں اپنے اور سلسلہ نقشبندیہ پر پورے طور پر عبور حاصل کر لیا۔ اس کے بعد امام ربانی دربار سرہند سے دہلی تشریف لائے تو آپ وہاں ان سے فیض یاب ہوئے آپ نے اپنے مرشد کی تین صحبتیں کیں جو کہ آپ کیلئے کافی تھیں۔ دوسری مرتبہ خلافت کی خلعت سے سرفراز کیا طالبان طریقت کو رشد و ہدایت کی اجازت ہوئی۔ تیسری بار حضرت خواجہ نے بڑی بڑی عظیم شہادتیں دیں اور اپنے مریدوں کی موجودگی میں حکم دیا کہ ان کی موجودگی میں کوئی شخص میری طرف متوجہ نہ ہو اور آپ کو رخصت کر کے فرمایا کہ مجھ پر کمزوری چھا رہی ہے اور دن بھی باقی کم ہی ہیں۔ حضرت خواجہ نے ارشاداً فرمایا کہ جب میں نے ہندوستان آنے کے سلسلے میں استخارہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گئی ہے جو بہت اچھی

Marfat.com

باتیں کرتی تھی۔ میں اپنا لعاب اس کے منہ میں دے رہا تھا اور وہ اپنی چونچ سے میرے منہ میں شکر دے رہی تھی جب یہ پورا واقعہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

تمہاری رہنمائی میں ایک ہندوستان میں کوئی ایسا عالم روشن شخص ظاہر ہوگا جو کہ بہت اہم شخصیت کا مالک ہوگا اور انہوں نے اس خواب کی تعبیر کا مقصد حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کو ٹھہرایا۔ اور فرمایا کہ جب میں شہر سرہند گیا تو ایسا لگا کہ ''میں ایک قطب کے پڑوس میں رہتا ہوں۔ وہاں قطبوں اور ولیوں سے ملاقات ہوئی مگر اس حلیہ کا کسی کو بھی نہ پایا مگر جب آپ سے ملاقات ہوئی تو حلیہ وہی نظر آیا۔ اس کے علاوہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ خواب ہی میں میں نے آفتاب کی طرح کی ایک مشعل سرہند میں روشن کی تھی اور مجھے محسوس ہوا کہ اس کی روشنی لحہ بہ لحہ بڑھتی جارہی ہے اور لوگ اس سے اپنے چراغ روشن کرتے جارہے ہیں پیر کی جانب سے مرید کی اتنی تعریف حضرت مجدد الف ثانیؒ کیلئے نشانی سعادت اور بشارت سے کم نہ تھی۔ آپ نے طریقت کے حصول میں اتنی دن رات عبادت و ریاضت کی کہ جس سے متاثر ہو کر آپ کے پیرومرشد نے آپ کو خلافت کے اہل قرار دیا اور آپ کو چند ہی ملاقاتوں میں فیض خلافت وطریقت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے اس خلافت کے حصول میں علم شریعت پر ہی حضورﷺ کے ارشادات اور فرمودات کے مطابق عمل کیا اور دوسروں کو بھی سنت رسولﷺ پر کما حقہٗ عمل کرنے کی ہدایات دیں۔ تاکہ ان پر بھی صحیح طور پر طریقت کا رنگ چڑھ جائے اور وہ بھی آپ کے سچے خادم اور مرید بن کر مخلوق خدا کو اسلام کی دعوت دینے کے قابل بن سکیں۔ اور ہندوستان میں اسلام کی شمع مزید روشن ہو کر لوگوں کے دلوں اور اذہان کو روشن کردے اور کفر کے اندھیروں سے باہر نکال دے۔

حضرت خواجہ مجدد الف ثانیؒ کی توجہ کا اثر:۔

حضرت مولانا محمد امین جو کہ آپکا بہت عقیدت مند تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ نواب شیر خواجہ جو کہ والد کی طرف سے سید اور والدہ کی طرف سے خواجہ ہیں۔ اس کے

Marfat.com

آباء واجداد باہر سے مقام ارفع حاصل کر کے آئے ہیں مگر وہ شراب نوشی کے عادی ہیں۔ جو کہ حرام ہے۔ تو آپ سے التجا ہے کہ آپ ان کے حق میں دعا فرمائیں کہ وہ شراب نوشی ترک کر دیں۔ اس کے حقوق میرے ذمہ ہیں اس لئے محض گزارا کر رہا ہوں آپ اس مقصد کیلئے بار بار مراقبے میں گئے اور فرمایا کہ وہ گھنگھور گھٹاؤں میں پھنسا ہوا ہے میں نے بہت کوشش کی ہے مگر تاحال کامیاب نہیں ہو سکا کہ اس دلدل سے نکال لوں۔ مگر انشاء اللہ ان کو اس فعل سے نجات مل جائے گی اور راہ راست پر کھینچ لاؤں گا''۔ کافی عرصہ کے بعد انہوں نے شراب نوشی کو ترک کر دیا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور آپ کا یہ فرمان کہ آخرا سے اس دلدل سے نجات مل جائے گی درست ثابت ہوا۔

آپ کی تاثیر کا اثر اس قدر غیر معمولی تھا کہ آپ کے الفاظ لوگوں کے دلوں میں فوری طور پر اتر جاتے تھے۔ اور لوگ دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیتے تھے۔ آپ کے کلام کی تاثیر کی وجہ سے سینکڑوں ہندوستان کے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور یہ ان کی محنت اور جدوجہد کا اثر ہی تھا کہ آج ہندوستان کے علاقہ میں رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ لوگ اللہ کا نام لے رہے ہیں اور باوجود اتنی سختی اور مشکلات کے آج بھی ان کی زبان پر کلمہ حق کا ورد جاری ہے اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا۔ یہ انہی اولیاء کرام کی ہی محنت کا نتیجہ ہے اور انہی کے طفیل بے شمار بدعتی اور گمراہ لوگ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوئے۔ آپ کے آنے سے ہندوستان میں اسلام کے خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ گئی اور اصول دین کے وہ پھول جو مرجھا چکے تھے پھر تازہ ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ چاروں سلسلوں سے فیض یاب ہوئے اس کی یہ وجہ ہے کہ وہ خود بھی ان چاروں سلسلوں کا عزت اور احترام فرماتے تھے اور ان کے متوسلین بھی اس طرح ان چاروں سلسلوں کا احترام کرتے اور ان کے شیوخ کو اپنا ولی اور مرشد سمجھتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ مجددیہ کی مثال اس دریا کی سی ہے جس میں چاروں طرف سے نہریں آ کر گرتی ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ چاروں نہریں گرنے سے سب کا پانی یکجا ہو جاتا ہے اور چاروں سلسلوں کے اثرات اس میں

Marfat.com

جمع ہو جاتے ہیں۔ چاروں سلسلوں کی برکات وفیوض جمع ہو جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی شخص فیض و برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو گویا وہ چاروں سلسلوں سے بابرکت اور مستفیض ہو گا مگر ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح ہم تمام پیغمبران اسلام کی فضیلت میں فرق نہیں کر سکتے سب کو برابر سمجھتے ہیں اور احترام وعزت کرتے ہیں اسی طرح اولیاء کرام اور بزرگان دین کے بارے میں بھی ہم کسی میں تفرقہ اور تمیز نہیں کر سکتے۔ سب برابر اور قابل احترام ہیں۔

وصال:۔

موت کا ایک دن معین ہے کہ ڈھال جو دل میں ٹھانی ہے
یہ دنیا فانی ہے پھر تجھے کیا حیرانی ہے

جب آدمی اس دنیا میں آتا ہے تو اپنی زندگی اور رزق کا حساب لکھوا کر آتا ہے خواہ وہ بندہ خود بادشاہ ہو یا غریب وگداگر، ہو یا تونگر گورا ہو یا کالا' خواہ وہ کسی طبقے یا خطے سے متعلق ہو۔ اس کی عمر اور رزق کا حساب مقرر ہوتا ہے اور جتنا اس کے مقدر میں لکھا جائے گا اس سے زائد اس کو نہ عمر ملے گی نہ رزق ہی۔ مگر صرف فرق نیک و بد کی موت کا ہے۔ نیکوکار کی موت بڑے سکون اور آرام سے واقع ہو گی جب کہ بدکار' فاسق اور فاجر کی موت کا حال صرف خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کیسی ہوتی ہے؟ البتہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس کے ساتھ فرشتے سختی سے پیش آتے ہیں اور بہت تکلیف دہ موقعہ اس کیلئے ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم) یہ بھی نہ صرف ایک نیکوکار شخصیت تھی بلکہ اولیاء اللہ میں سے تھے اور اس طرح کہ وہ مجذوب بھی تھے۔ ان کی رحلت تو کس قدر قابل رشک ہو گی۔ آرام اور سکون کی موت' جنت کی خوشخبری اور دیدار خداوندی کی بشارت کے لائق۔ ڈاکٹر اقبال نے نیکوکاروں کی موت کی تصویر یوں کھینچی ہے:۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب است

Marfat.com

ان کے چہروں پر مسکراہٹیں کھلتی ہیں اور وہ ایک ایک لمحے کی خبر سے حالات سے واقف اور باخبر ہوتے ہیں وہ نہ تو موت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں اور نہ موت ہی ان سے بے خبر ہوتی ہے وہ ایک ایک پل کی خبر رکھتے ہیں اور جس گھڑی کی کسی کو خبر نہیں ہوتی وہ اس گھڑی کی بھی خبر دیتے ہیں۔ان کے جوں جوں لمحات نزدیک آتے جاتے ہیں وہ اپنی تیاری مکمل کرتے چلے جاتے ہیں۔

ے ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

بشارات وصال:۔

آپ کے وصال سے دس سال قبل ہی اپنے وصال کے بارے میں بشارت ہونی شروع ہوگئی تھیں اور آپ کی عمر مبارک جب ۵۳ سال کی ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

''۶۳ سال سے زائد اپنی عمر نہیں دیکھتا ہوں اور یہ قضائے مبرم صاف صاف نظر آرہی ہے۔''

آپ نے اجمیر سے ۱۰۳۲ھ میں اپنے مخدوم زادوں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کو یوں تحریر فرمایا:

''دنیا کے اجازت نامے کی جگہ آخرت کا اجازت نامہ دے دیا گیا ہے اور زندگی کے دن نزدیک آگئے ہیں۔''

II۔آپ نے ۱۰۳۳ھ سے چھ ماہ قبل ایک سفارشی خط سرہند شریف سے جہانگیر کے ایک درباری کے نام جن کا نام صادق خاں تھا لکھا' جس میں آپ نے تحریر فرمایا:

اس وقت آپ کے خلیفہ بدرالدین آپ کو پیچھے سے پنکھا جھل رہے تھے۔انہوں نے خط کی عبارت کو دیکھا اور خط کی عبارت ان کی زبانی یوں تھی:

''معلوم ہو گیا ہو گا کہ بادشاہ نے فقیر کو رخصت مطلق عنایت فرمادی ہے اس وقت سے

Marfat.com

خلوت تنہائی اختیار کرلی اور خدا کی عنایت سے اوقات اطمینان سے گزر رہے ہیں چونکہ اس شہر میں ہر سال وبا آتی ہے معلوم نہیں کہ اس سال زندگی وفا کرے گی امید ہے کہ آپ خوش وخرم ہوں گے؟"

III۔آپ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد ہاشمؒ نے بھی وصال سے پہلے کے حالات یوں لکھے ہیں وہ فرماتے ہیں ۱۰۳۲ھ میں اجمیر شریف سے صاحب زادگان کے نام یوں لکھا

"یہ دکھایا گیا ہے اور الہام کیا گیا ہے کہ قضائے مبرم اور زندگی ۶۳ سال کی ہے"

یہ خط وصول کرنے کے بعد دونوں صاحب زادے اجمیر شریف روانہ ہوگئے۔ جہاں ان کو خلوت میں رکھا گیا اس کے بعد فرمایا:

مجھے اس دنیا سے اب کوئی تعلق نہیں رہا اب اس جہاں سے چلنا چاہئے۔چل چلاؤ کے آثار نظر آرہے ہیں"

رحلت کے نشانات:۔

۱۰۳۳ھ کو لشکر شاہی سے رخصت ہو کر سرہند شریف پہنچے وہاں آکر آپ نے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔لوگوں کے ساتھ میل ملاپ کم کردیا اور لوگوں سے ایک قسم کی بیزاری کا سا عالم نظر آنے لگا کیونکہ رفیق اعلیٰ سے ملاقات کی بے تابی تھی۔آپ نے ان دنوں میں چند ہی حضرات خصوصی کو شرف ملاقات بخشا۔

آپ کی خلوت گاہ حویلی سے تھوڑی دور تھی صرف نماز جمعہ کیلئے باہر تشریف لاتے اور باقی نماز پنجگانہ خلوت خانے میں ہی ادا کرتے۔ بڑے صاجزادے خواجہ محمد سعیدؒ نے امامت فرمائی خواجہ معصوم تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایام مرض میں حضرت مجددؒ کی امامت کے فرائض خواجہ محمد سعیدؒ انجام دیتے تھے۔فقیر سے فرمادیا تھا کہ تم مسجد میں جاکر احباب کے ساتھ نماز پڑھو۔اور امامت کرو۔ یہ عاجز

Marfat.com

حسب ارشاد مسجد میں جماعتی احباب کے ساتھ پڑھ کر حضرت کی خدمت میں آ جاتا اور باقی وقت یہاں گزارتا"

ضعف اور کمزوری میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور رفیق اعلیٰ سے ملاقات کا شوق بڑھتا گیا۔ صاحب زادگان فرماتے ہیں رات کے وقت اس قدر کمزوری اور ضعف ہو جاتا کہ آپ بے آرام و بے چین ہو جاتے تھے اور جب دن نکلتا تو ضعف میں کمی آتی۔

۱۲ محرم ۱۰۳۴ھ کو آپ نے اپنے صاحب زادگان سے فرمایا کہ چالیس اور پچاس دنوں کے درمیان ہماری قبر بنائی جائے گی۔ چنانچہ جمعرات ۲۲ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو حاضرین کے سامنے فرمایا کہ "آج اس بات کو چالیسواں روز ہے دیکھو! ان دس دنوں میں کیا ہوتا ہے"۔ جمعرات کے روز ۲۳ صفر المظفر کو فقراء میں قبائیں تقسیم کیں اور آپ صرف پیراہن پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے آخری خط مولانا محمد حسن کے نام لکھا۔ سارا دن خط کی تحریر میں مصروف رہے اور رات کو بخار ہو گیا اور اس بخار کے چھ روز کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیفیت وصال:۔

جس دن وصال ہونا تھا۔ یعنی ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کی رات کے آخری حصہ میں بے تابانہ فرمایا:۔

اصبح لیل:۔

اے رات: جلد صبح ہو" اور آپ نے صاف صاف فرمایا کہ آنے والا دن یوم وصال ہے" اسی رات خادموں سے فرمایا۔

"آپ نے بہت تکلیف اٹھائی بس آج کی رات کی تکلیف اور ہے"

آخیر رات آپ پر استغراق ومحویت کا عالم طاری ہو گیا۔ سانس تیزی سے چلنے لگا تو

Marfat.com

خواجہ محمد سعیدؒ گھبرا گئے۔ آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا۔ ''ہم اچھے ہیں'' تھوڑی دیر بعد فرمایا: ''جو دو رکعت ہم نے پڑھی، بس وہ کافی ہیں'' یہ آپ کی آخری گفتگو تھی۔

وصیت:۔

آپ نے آخری وقت میں اپنے صاحب زادگان کو یوں وصیت فرمائی:

''سنت را بدنداں خواہند گرفت''

ترجمہ: سنت نبوی ﷺ پر سختی سے پابند رہو''

وہ احکام الٰہی کی عظمت سے باخبر تھے اور اطاعت شعاری اور وفا شعاری کے حقیقی معنوں سے بھی باخبر تھے۔ اس کی وجہ سے وہ بار بار شریعت کی دعوت دیتے رہے۔ اپنی قبر کی وصیت یوں فرمائی:

''میری قبر کسی گمنام جگہ پر بنانا''

آپ نے دیکھا کہ صاحب زادگان کو کچھ تردد تامل ہے تو فرمایا:

''اگر یہ نہیں کر سکتے تو شہر کے باہر والے بزرگوار کے جوار میں دفن کر دینا یا باغ میں قبر بنا دینا۔ قبر کو کچا رکھنا تا کہ تھوڑے عرصے کے بعد اس کا نشان بھی باقی نہ رہے''۔

مگر ایسے اولوالعزم برگزیدہ ولی اللہ اور مبتلائے عشق شخصیت کی قبر کا نام و نشان مٹانا زمانے کے اختیار میں نہیں ہوتا:

؎ ہرگز میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

آخرکار ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ بروز دوشنبہ صبح کے وقت جان عزیز کو جان جاناں کے حوالے کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ وصال کے وقت قبلہ رخ بائیں کروٹ پر رخسار کے نیچے ہاتھ رکھے ہوئے لیٹے

Marfat.com

تھے جو کہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق مسنون طریقہ ہے۔

تجہیز و تکفین:۔

نرالے لوگوں کا ہر لمحہ ہر حرکت نرالی ہوتی ہے

آپ کو جب غسل دیا جارہا تھا تو آپ کے خلیفہ بدرالدین سرہندیؒ نے چند مشاہدات کا ذکر یوں فرمایا:

وصال کے وقت خواجہ محمد سعیدؒ نے آپ کے ہاتھ سیدھے کر دیئے تھے۔ مگر جب غسل کے تخت پر لٹایا گیا تو دونوں ہاتھ ایسے بندھ گئے جس طرح نماز میں باندھے جاتے ہیں۔ خواجہ بدر الدین یوں بیان فرماتے ہیں:

''جب غسل کیلئے کپڑے اتارنے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ناف پر ہاتھ بندھے ہوئے ہیں جس طرح کہ نماز میں ہوتے ہیں حالانکہ وصال کے وقت خواجہ محمد سعید نے ہاتھ بیر سیدھے کر دیئے تھے۔ جب تخت پر لٹایا گیا تو مسکرا رہے تھے اور غسل کے دوران بھی مسکراتے رہے۔

پس چناں زی کہ وقت مردن تو

ہمہ گریاں شوندو تو خنداں

غسل کے وقت داہنی کروٹ سے جب نہلایا گیا تو دست مبارک اس طرح بندھے رہے جس طرح نماز میں باندھے جاتے ہیں۔ اور جب کفن دینے کیلئے ہاتھ پھیلائے گئے تو حاضرین نے دیکھا کہ دونوں ہاتھ متحرک ہو کر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر زیر ناف آ گیا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے نیت باندھ لی۔ اور حاضرین نے بے ساختہ تحسین و آفرین کی صدا بلند کی۔ حضرت شیخ محمد سعیدؒ نے فرمایا جب حضرت کی مرضی اسی طرح ہے، تو رہنے دیا جائے۔

Marfat.com

نماز جنازہ:۔

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے صاحب زادے مرحوم محمد صادق کے پہلو میں دفن کیا گیا جہاں آپ نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا اور یہ وصیت فرمائی۔

''میرے بیٹے کی قبر کے سامنے رکھنا کہ وہاں میں جنت کی کیاریوں میں ایک کیاری دیکھ رہا ہوں' چنانچہ اس جگہ آپ نے ایک قبہ تعمیر کروایا''

اسی قبے میں پہلے فرزند مرحوم محمد صادق خواجہؒ کو ۱۰۲۵ھ کو رکھا گیا اور اس کے بعد آپ کے اس روضہ شریف کو دوبارہ تعمیر کیا گیا' جس پر یہ قطعہ تعمیر کنندہ ہے:

بعد از صد سال نباشد روضہ محبوب ربانی
پرتو گنبد خضراء گویا کان مجدد الف ثانی

Marfat.com

باب ۳۱

سلطان المشائخ والاولیاء شیخ نظام الدین محمد بدایوانی قدس سرہ

پیدائش	:	۲۷ صفر المظفر ۶۳۶ھ ۱۲۳۸ء بمقام بدایوان (ہندوستان)
اسم مبارک	:	محمد نظام الدین۔
ولدیت	:	شیخ احمد دانیال (بزرگوں کا وطن بخارا تھا)
طریقت	:	چشتیہ۔
وصال	:	۱۸ ربیع الاخر بروز بدھ ۷۲۵ ہجری کو بمطابق ۱۵ اپریل ۱۳۲۷ء
عمر	:	تقریباً ۸۹ سال۔

حالات زندگی

پیدائش:۔

آپ ۲۷ صفر ۶۳۶ ہجری میں بداؤں میں بروز بدھ کے دن طلوع آفتاب کے بعد اس عالم میں رونق افروز ہوئے اور آپ کا نام محمد نظام الدین رکھا گیا۔

آپ کی عمر کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ۸۹ اور بعض نے ۹۰ اور ۹۱ سال لکھے ہیں (واللہ اعلم)

Marfat.com

والدین:۔

آپ کے والد محترم کا اسم مبارک خواجہ سید احمد بن دانیال ہے۔ مولوی رضی الدین نے لکھا ہے آپ کے والد کا نام دانیال ہے احمد بن دانیال نہیں ہے (ملاحظہ ہو تذکرۃ الواصلین ص ۶۷، ۱۲۱) آپ کے خاندان کے افراد بخارا کے رہائشی تھے مگر آپ کے دادا حضرت سید علی اور آپ کے نانا حضرت سید عرب بخارا سے ہجرت کر کے اپنے اہل وعیال کے ساتھ لاہور آ گئے تھے اور لاہور میں چند دن قیام کرنے کے بعد بدایوں تشریف لے گئے اور بدایوں میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ بدایوں اس زمانے میں صوفیوں، متقیوں اور عالموں کا مرکز تھا۔ آپ کے دادا اور نانا صاحبان نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ دونوں دنیاوی ثروت وحشمت سے مالا مال تو تھے ہی مگر وہ دینی دولت کی عزت سے بھی کم نہ تھے۔ آپ کے والد سید احمد دانیال مادرزاد ولی تھے اور ان کو خلافت اپنے والد محترم حضرت سید علیؒ سے ملی۔ آپ نے چند روز قضا کے عہدے پر بھی کام کیا مگر بعد میں چھوڑ دی اور بالکل گوشہ نشین ہو گئے۔

والدہ ماجدہ:۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ سید عرب کی صاحبزادی تھیں اور ان کا نام بی بی زلیخا تھا۔ جو کہ صبر وتحمل اور تسلیم ورضا میں بے مثال تھیں۔ آپ عبادت گذار، متقی اور علم وحلم میں لاثانی تھیں۔ آپ والدین کی طرف سے نہایت متقی، پرہیز گار اور علم وحلم کی حامل شخصیات سے متعلق تھیں۔ اور ایسے خاندان کے سپوت واقعی ایسے عالی مرتبہ کے اہل قرار دیئے جاتے ہیں۔ آپ کا انتقال عشرہ جمادی الاآخری ۶۴۸ھ کو ہوا۔

شجرہ نسب:۔

آپ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سترہویں پشت سے جا ملتا

Marfat.com

ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

''حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بن سید احمد بن سید علی بخاری بن عبداللہ بن سید حسن بن سید علی بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر امام علی ہادی نقی بن امام محمد تقی الملقب بہ جواد بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام علی الملقب بن زین العابدین بن حضرت سیدنا امام حسین بن حضرت امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

اور والدہ کی طرف سے بھی آپ کا شجرہ نسب حضرت علیؓ سے ہی جاملتا ہے۔

تعلیم وتربیت:۔

چونکہ آپ کے والد گرامی حضرت سید احمد دانیال آپ کی چھوٹی عمر میں یعنی پانچ سال میں ہی رحلت فرما گئے تھے اور تعلیم کا سارا بوجھ آپ کی والدہ محترمہ کے کندھوں پر آن پڑا۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو ایک مکتب میں داخل کروایا اور وہاں حضرت مولانا شادی مقرئی سے آپ نے قرآن پاک کا ایک ہی سیپارہ پڑھا اور اس کی برکت سے آپ نے پورا قرآن پاک ختم کرلیا کیونکہ آپ بچپن سے ہی بڑے ہونہار، زیرک اور باشعور تھے۔ چھوٹی عمر میں نہ صرف آپ نے قرآن پاک کو ختم کرلیا بلکہ آپ نے دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ بھی شروع کردیا آپ نے مشہور کتاب قدوری حضرت مولانا علاؤ الدین اصولیؒ سے پڑھی۔ جب آپ نے یہ کتاب ختم کرلی تو مولانا علاؤ الدین نے سب علماء کی موجودگی میں آپ کو فرمایا کہ اس دستار مبارک کو اپنے سر پر باندھو، آپ نے استاد محترم کے حکم کی تعمیل فرما کر دستار اپنے سر پر باندھ لی۔ آپ کے اساتذہ میں سے درج ذیل کے نام روز روشن کی طرح واضح نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔مولانا شمس الدینؒ خوازمی

۲۔مولانا کمال الدین محدثؒ سے مشارق الانوار کی سند حاصل کی۔اس کے علاوہ آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، حکمت، فلسفہ، لغت، ادب، قرات وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ساتوں قراتوں کے ساتھ قرآن پاک یاد کیا۔

۳۔حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی خدمت میں اجودھن پہنچے اور وہاں آپ نے ان سے قرآن پاک کے چھ پارے پڑھے اور تین کتب جن میں سے ایک میں قاری اور دو میں سامع تھے۔ان کے علاوہ آپ نے عوارف کے چھ باب پڑھے اور کتاب تمہید ابوشکور سالمی بھی اجودھن میں رہ کر پڑھی۔آپ نے اس قدر علمی فضیلت حاصل کی کہ آپ علماء وفضلاء کے طبقہ میں ''نظام الدین بحاث محفل شکن'' کے خطاب سے نوازے گئے اور بہت شہرت پائی۔

آپ نے دہلی میں مولانا امین الدین احمد صاحب محدثؒ کی صحبت سے بھی کافی فیض حاصل کیا۔آپ بدایوں سے دہلی آ گئے آپ کی والدہ محترمہ اور ہمشیرہ صاحبہ بھی آپ کے ساتھ آ گئیں اور آپ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے بھائی اور خلیفہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پڑوس میں مکان کرائے پر لے کر رہنا شروع کر دیا۔

والدہ کا انتقال:۔

آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال دہلی میں جمادی الثانی ۶۴۸ء کو ہوا۔یہ صدمہ بڑا دردناک تھا مگر نجیب الدین متوکلؒ نے اس صدمے کیلئے کافی تسلی اور ڈھارس دی اور برداشت کا حوصلہ دیا۔جبکہ آپ کے والد محترم کا انتقال ۶۳۵ھ میں بدایوں میں ہو چکا تھا۔

دہلی میں تعلیم کا حصول:۔

آپ پچیس برس کی عمر میں بدایوں سے دہلی تشریف لائے اس وقت آپ کی والدہ

Marfat.com

ماجدہ بھی ساتھ تھیں۔ اس وقت سلطان غیاث الدینؒ کا دور حکومت تھا اور آپ کی والدہ نے تعلیم میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔ اس وقت دہلی میں بے شمار علماء و فضلاء اور درویش صاحب علم تھے مگر ان میں نمایاں علمی لحاظ سے شیخ شمس الدین خوازمیؒ مقام رکھتے تھے۔ جو ہر ایک کی توجہ کے مرکز تھے۔ کیونکہ علوم فروع اور اصول کے مالک مانے جاتے تھے۔ اور علم معقول اور منقول میں بھی لاثانی تھے۔ سلطان غیاث الدینؒ نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو شمس الملک کا خطاب دیا اور اپنے ملک میں مصالح کا مختار بنا دیا۔ تاج الدین سنگریزہ نے ان کی تعریف یوں فرمائی ہے۔

ے شمساء کنوں بکام دل دوستان شدی
فرمان وہی ممالک ہندوستان میں شدی

شروع میں عدالت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے مگر اپنے فارغ اوقات میں اپنے درس و تدریس کے کام میں مصروف رہتے اور ان دنوں سلطان المشائخ ان کے پاس علم حاصل کرتے تھے اور وہ آپ کے ہونہار شاگردوں میں سے تھے۔ ان کا ایک مخصوص حجرہ تھا جس میں بیٹھ کر وہ تنہائی میں مطالعہ کیا کرتے۔ اس حجرے میں کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر اگر ضرورت محسوس کرتے تو صرف:۔

ا۔ مولانا قطب الدین ناقلہؒ

۲۔ مولانا برہان الدین عبدالباقیؒ۔

کو بلا لیتے تھے۔ اگر چہ اس وقت انہوں نے نہ تو درویشی ہی اختیار کی تھی اور نہ تا حال آپ کو خلافت کا خرقہ ہی عطا ہوا تھا لیکن خواجہ شمس الملک شہر کے تمام علماء کی نسبت ان کی زیادہ عزت اور تعظیم کرتے تھے آپ کا مزاج بھی کچھ خوش طبعی کا مالک تھا اور اگر کوئی آپ کے شاگردوں میں سے غیر حاضر ہوتا تو اس کو بطور خوش طبعی فرماتے کہ کل کیوں نہیں آئے' کیا کرتے تھے؟ اور پھر میں ایسا کروں گا تو حاضر نہ ہو سکو گے لیکن اگر خود ناغہ کر لیتے تو یوں فرماتے

Marfat.com

بارے کم از آنکہ گاہ گاہے آئی و جمانی گنا ہے۔

قاضی کے عہدے کی تمنا:۔

جب آپ دہلی میں مقیم تھے تو آپ کی مسجد کے نزدیک ہی ایک مسجد بھی تھی۔ اور مسجد کے نزدیک ہی حضرت شیخ المشائخ کے مکان کے نزدیک شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی کے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل کا بھی گھر تھا وہ بزرگ ظاہری و باطنی علوم میں کامل تھے۔ آپ کی ان سے ملاقات ہوئی اور اس ملاقات میں اس قدر خلوص اور گہرائی پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے کے بغیر وقت گزارنا مشکل ہو گیا۔ دوسرے انہی ایام میں آپ کی والدہ ماجدہ بھی اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں اور آپ اکیلے ہی رہ گئے جس کی وجہ سے تنہائی میں وقت گزارنا زیادہ ہی مشکل ہوتا گیا۔

ایک دن آپ شیخ نجیب الدین متوکل کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ دونوں میں محبت اور خلوص تھا تو انہوں نے شیخ نجیب الدین متوکلؒ سے عرض کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ مجھے قاضی کا عہدہ مل جائے تاکہ میں خلق خدا کے ساتھ انصاف کر سکوں۔ شیخ نجیب الدین متوکلؒ خاموش ہو گئے مگر وہ صاحب دل اور صاحب کرامت و کشف تھے تو آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ آپ (نظام الدین) کچھ حیران ہو گئے اور دوبارہ ان سے عرض کیا کہ شاید انہوں نے میری بات کو سنا ہی نہیں ہے یا بات کو سمجھ نہیں پائے۔ دوبارہ کہا کہ آپ دُعا کریں کہ مجھے قاضی کا عہدہ مل جائے یہ بات سنتے ہی شیخ نجیب الدین متوکلؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم ہرگز قاضی نہیں ہو گے بلکہ اس سے بہتر چیز بنو گے جس کو میں دیکھتا ہوں۔''

آپ کی شہرت کا ڈنکا سارے ہندوستان میں بج رہا تھا اور لوگوں کو رشد و ہدایت کی تعلیم بھی دے رہے تھے اور آپ اپنی معرفت کی تعلیم سے طالبان صدق و یقین کو نصیحت ابدی و سعادت سرمدی کے خوان پر بلا رہے تھے اور یہ نعمت آپ کے مقدر میں بھی روز ازل سے لکھی جا چکی تھی، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرتا چلا جا رہا تھا۔

Marfat.com

بیعت وخلافت:۔

آپ دہلی میں قیام پذیر تھے اور آپ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی غائبانہ ارادت حاصل کر رکھی تھی۔ مگر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنؒ میں رہتے تھے۔ آپ نے ان کے بارے میں عقیدت سے اس قدر شدت اختیار کی کہ آپ اجودھن روانہ ہو گئے اور آپ پیدل مسافت طے کرتے ہوئے بروز بدھ ۱۱ رجب المرجب ۶۶۵ ہجری کو اجودھن پہنچ گئے اور بعداز نماز ظہر حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اسی روز آپ کو وہ ٹوپی عنایت کی جو خود وہ پہنے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ آپ کو کئی تبرکات بھی دیئے جن میں خرقہ، نعلین مبارک، مصلےٰ اور عصا شامل تھے اور آپ کو ان عنایات کے بعد مخاطب ہو کر فرمایا:۔

''نظام الدین! میں چاہتا تھا کہ ولایت ہندوستان کسی اور کو دوں مگر تم راستے میں تھے کہ مجھ کو غیب سے آواز آئی کہ ابھی ٹھہرے رہو نظام بدایونی آتے ہیں اور وہی اس ولایت کے لائق ہیں انہی کو دینا چاہئے۔'' اس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس سال کی تھی اور اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق آپ نے اجودھن میں رہنا شروع کیا ایک دن آپ نے اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے عرض کیا کہ ''میرے لئے کیا حکم ہے اگر اجازت ہو تو تحصیل علم کو ختم کر کے ورد و نوافل میں مشغول رہوں'' تو آپ کے مرشد اعظم نے فرمایا کہ میں پڑھنے سے منع نہیں کرتا درویش کیلئے علم کی ضرورت ہوتی ہے'' لہذا آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں سات ماہ اور چند دن گزارنے کے بعد اور فیوض باطنی اور روحانی تصرفات سے مالا مال ہو کر دہلی کو روانہ ہو گئے۔ بابا فرید الدینؒ نے روانگی سے قبل آپ کو خرقہ خلافت پہنایا اور ۲ ربیع الاول ۶۵۶ ہجری کو آپ کو خلافت نامہ عطا فرما کر یوں دعاؤں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ ''دونوں جہانوں میں خدا تعالیٰ تجھ کو نیک بخت کرے اور علم نافع و عمل مقبول عطا فرمائے''

آپ نے دہلی میں واپس آ کر مخلوق کو ہدایت کی تعلیم دینی شروع کر دی اور زیادہ وقت

Marfat.com

ریاضت وعبادات میں وقت گزارتے تھے دنیا کی تمام آرائشوں' مرادوں' آرزوؤں اور تمناؤں سے کنارہ کش ہو گئے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ چونکہ مشائخ علماء کا دستور عام تنہائی اور گوشہ نشینی رہا ہے چنانچہ آپ کی طبع پر بھی ان کے اثرات تھے مگر آپ نے محسوس کیا کہ اس جگہ پر گوشہ نشینی ممکن نہیں ہے' لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اور پردہ پوشی بھی ممکن نہیں ہوتی لہٰذا آپ اپنی رہائش کو تبدیل کر کے غیاث پور میں چلے گئے جو کہ ایک چھوٹا گاؤں تھا مگر کچھ عرصے کے بعد وہاں بھی ایسی حالت ہو گئی مگر آپ نے باقی ساری عمر غیاث پور میں ہی گزاری۔

سیرت:۔

آپ نے ساری عمر مجرد ہی گزاری' شادی قطعاً نہیں کی۔

آپ کو اپنے پیرومرشد سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ آپ کے پہلے پیرومرشد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ تھے جن کے ساتھ آپ کو انتہا کی عقیدت اور محبت تھی۔ اور اس عقیدت واخلاص کی بدولت آپ کو انہوں نے بے شمار باطنی اور ظاہری نعمتوں سے نوازا۔ اور وہ آپ کے اخلاص وعقیدت کی مثال دوسروں کو دیا کرتے تھے۔ آپ اس عقیدت ومحبت کی بدولت غوثیت اور فردیت کے مرتبے تک پہنچ کر مرتبہ محبوبی تک جا پہنچے۔ جس کے آثار آج تک آپ کے مزار سے خوشبو کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

آپ کا ابتدائی زمانہ نہایت فاقہ سے گزارا۔ آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا جس سے ایک وقت کی روٹی خرید کر بسر اوقات کر لیا جائے مگر آپ کے پیرومرشد نے آپ کو دُعا دی کہ ''خدا کرے ستر من نمک روزانہ تمہارے باورچی خانے میں خرچ ہو'' آپ کے مرشد کی دُعا قبول ہوئی اور ہمیشہ آپ کے باورچی خانے میں روزانہ ستر من نمک خرچ ہوتا تھا' ستر اونٹ پیاز لہسن کے چھلکے روز آپ کے باورچی خانے سے نکالتے تھے۔ آپ کو دنیا سے بڑی نفرت تھی۔ شاہان وقت کو آپ کی زیارت کی خواہش رہتی مگر آپ کبھی اجازت نہ دیتے تھے۔

Marfat.com

آپ کی زندگی کے اطوار بڑے ہی بے مثال اور مشعل راہ ہیں آپ نے زندگی کے ہر پہلو میں اسلامی نظریات اور اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے مخلوق خدا کیلئے نمونہ چھوڑا ہے۔ آپ سادہ زندگی بسر کرتے اور کسی سے قرض تک نہ مانگتے اگرچہ آپ کے گھر میں کئی روز سے فاقہ چلا آ رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کے پیکر تھے۔ اس طرح کا ایک واقعہ ان سے منقول ہے جب آپ نے آفتاب بزرگی کی بیعت حاصل فرمائی تو میں نے چاہا کہ چند دن تک شیخ بابا فریدؒ کی خدمت میں رہ کر خدمت حاصل کروں مگر ان دنوں ان کے گھر میں بالکل فاقے تھے' کھانے کیلئے کچھ بھی میسر نہ تھا۔ ان کے گزراوقات کا طریقہ کچھ یوں تھا:

مولانا بدرالدین اسحاقؒ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے شیخ جمال الدین ہانسویؒ جنگل سے ڈیلے اتار کر لاتے جو کہ کری کے درختوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا حسام الدین کابلیؒ پانی بھر لاتے تھے اور باورچی خانے کی دیگیں وغیرہ صاف کرتے تھے اور نظام الدین اولیا ڈیلوں کو پکا کر ان کو مناسب برتن میں رکھ کر شیخ بابا فریدؒ کے آگے رکھ دیتے تھے اور تمام مل کر کھا لیتے تھے اور بعض اوقات کھانے میں نمک نہیں ہے اور کبھی مرچ کی کمی وغیرہ کا بھی مسئلہ ہوتا مگر وہ کبھی شکوہ نہ فرماتے اور خاموشی سے حسب تمنا نوش فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن تک گھر میں نمک بھی میسر نہ ہوا کہ کھانے میں شامل کیا جائے تو میں نے ایک بقال (دوکاندار) سے نمک ادھار خرید لیا جس کی دکان بھی گھر کے نزدیک ہی تھی اور وہ پڑوسی بھی تھا۔ اس نمک کو کھانے میں شامل کر دیا گیا اور کھانے کو حسب معمول درویشوں کے سامنے لا کر رکھ دیا تاکہ وہ نوش فرمائیں۔ فقراء کے باورچی خانوں کا حال تو معلوم ہی ہے کہ ہمیشہ خاموش رہتے اگر کبھی کہیں غیب سے آ گیا تو چولہا گرم ہو گیا ورنہ سرد ہی رہا' یہی حال ان کا بھی تھا تو جب شیخ سلطان المشائخ کے سامنے کھانا لایا گیا اور انہوں نے کھانے کیلئے ہاتھ بڑھایا اور لقمہ اٹھایا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاتھ میں کچھ گرانی سی محسوس ہو رہی ہے اور منہ میں لقمہ ڈالنے کی اجازت نہیں ہو رہی غالباً اس کھانے میں کچھ شک ہے' اور لقمہ اٹھا کر پیالے میں

Marfat.com

رکھ دیا یہ معاملہ دیکھتے ہی حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کا رنگ اڑ گیا اور ان کا جسم کانپنے لگا وہ فوراً اٹھے اور شیخ بابا فریدؒ صاحب کے پاؤں میں گر پڑے اور سارا قصہ من وعن ان سے عرض کر دیا اور مزید تسلی دی کہ اس میں شبہ کی کوئی بات نہیں ہے اگر آپ کو کوئی چیز کشف کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے تو فرمایئے تو انہوں نے فرمایا کہ ان پیالوں میں جو نمک آیا ہے وہ کہاں سے آیا ہے؟ تو دوبارہ میں نے (نظام الدین) نے اپنا سر مبارک ان کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ نمک قرض لیا گیا ہے۔ تو حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا'' درویش فاقہ سے مر جائے مگر قرض کسی سے نہیں لیتا۔ کیونکہ قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے'' اور یہ دونوں چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں اگر ممکن ہو کہ فقیر قرض ادا نہ کر سکے اور اس دنیا سے چل بسے یا ویسے ہی غربت کی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو گردن میں بوجھ رہے جو کہ ناجائز اور غلط بات ہے چنانچہ حکم دیا گیا کہ اس پیالے کو درویشوں کے آگے سے اٹھالو اور دوسروں کو دیدو۔ لہٰذا وہ کھانا اٹھا کر دوسروں کو دیدیا گیا اور آئندہ کیلئے میں (نظام الدین) نے قرض لینے سے توبہ کر لی۔ انہوں نے شیخ بابا فریدؒ نے جس کمبل پر بیٹھے تھے وہ اٹھا کر مجھے عطا کر دیا گیا اور دعا دی کہ انشاء اللہ تجھے زندگی بھر قرض کی ضرورت پیش نہیں آئے گی'' آپ نے نصیحت فرمائی کہ جتنی جلدی ہو سکے قرض ادا کرنا چاہئے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا تو اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ساری زندگی میں نے اس کو اپنا طریقہ بنالیا۔

ا۔ ایک مرتبہ میں نے کسی دوست سے عاریتاً کتاب پڑھنے کیلئے حاصل کی جو کہ مجھ سے گم ہو گئی اور میں اس شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نے آپ سے ایک دفعہ کتاب لی تھی جو کہ مجھ سے گم ہو گئی ہے اور اب میں کاغذ لے کر اس پر کتاب کا مضمون لکھ کر آپ کو دونگا تو اس شخص نے میری طرف غور سے دیکھا اور کہا کہ میں نے تجھے کتاب بخش دی ہے۔

اا۔ اس کے علاوہ مجھے ایک بزرگ کے بیس درہم ادا کرنے تھے۔ میں نے اس سے کپڑا خریدا تھا۔ مگر میرے پاس اس وقت صرف دس درہم تھے میں نے اس بزرگ سے عرض کی کہ میں نے تم سے کپڑا خریدا تھا کہ بیس درہم ادا نہیں کئے تھے جن میں سے اب دس درہم ادا کر سکتا ہوں اور دس

Marfat.com

درہم بعد میں ادا کر دوں گا۔ اس سے وہ قرض خواہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ مولانا جس مرشد اور بزرگ کے پاس سے آپ آ رہے ہیں' ان کی صحبت کا ہی اثر ہے وہ کسی کا حق اپنے ذمہ رکھنے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ ویسے بھی حقیقت ہے کہ قرض بری بلا ہے مگر ہمارے معاشرے کا سہارا ہی قرض بنا ہوا ہے۔ حکومت کی پالیسیوں کا جائز لیا جائے تو حکومت نے غیر ملکی ایجنسیوں کے سہارے پر ملک کو داؤ پر لگا رکھا ہے اور ہر وقت یہ نعرے لوگوں کو سنائی دیتے رہتے ہیں کہ اگر عالمی ترقیاتی بنک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے قرضہ نہ دیا تو ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنا مشکل ہو جائیں گی۔ حقیقیت میں ملکی غلطی پالیسیوں اور اسلاف کی تعلیمات سے لاعلمی اور بے خبری کا' نتیجہ ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ہو یا فرد ہر ایک کو قرض سے بچنا ضروری ہے۔

دہلی کا سفر:۔

آپ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے دہلی کے لئے اجازت حاصل کی تو انہوں نے درج ذیل ضروری نصیحتیں کیں جو کہ بہت اہم تھیں:

۱۔ دشمنوں کو ہر صورت میں خوش رکھنا۔

۲۔ جب کسی سے قرض لو تو فوری طور پر ادا کرو۔

جب وہاں سے روانہ ہو کر جنگل میں پہنچا تو اکثر و بیشتر اسی جگہ پر ڈاکو لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے مجھے بھی خطرہ لاحق تھا۔ اتفاق سے بارش ہونے لگی اور میں بارش کی وجہ سے ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا تا کہ بارش سے محفوظ رہوں اور اچانک دو ۲ ڈاکو جو ہاتھوں میں تیر کمان لئے تھے' ظاہر ہوئے میرے پاس صرف کمبل اور لباس ہی تھا۔ جس پر ہاتھ ڈالنے کا اندیشہ نہ تھا۔ اور یہ بھی میں نے قصد کیا کہ اگر ڈاکوؤں نے ان اشیاء پر ہاتھ ڈالا تو میں کسی گاؤں میں جاؤں گا اور نہ کسی کو اپنا منہ دکھاؤں گا لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ڈاکوؤں نے میری طرف کا رخ ہی نہ کیا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچائی اور چلے گئے۔ میں جب دہلی پہنچا تو شیخ نجیب الدین سے ملا اور چند روز

Marfat.com

وہاں قیام کیا۔ جب میں دہلی پہنچا تو شہر کے اندر رہنے کیلئے کوئی جگہ میسر نہ آئی کہ وہاں اپنا مسکن بنا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا اور لوگوں کی کثرت اور شور وشغف بھی مجھے پسند نہ تھا اس لئے میں کلام پاک کو یاد کرنے کیلئے جنگل میں چلا جاتا تھا۔ اور وہاں تنہائی میں عبادت کرتا تھا۔

ایک مرتبہ قتلغ خاں کے حوض پر گیا اور وہاں ایک پاک سیرت درویش سے ملاقات ہوئی، جس سے دریافت کیا کہ آپ اس شہر میں رہ رہے ہیں تو کیا آپ خوش ہیں؟ تو اس نے بھی جواب دیا کہ اس قدر شور میں رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر میری مجبوری ہے تو جب آپ نے اس درویش کی باتیں سنیں تو آپ نے اس شہر میں نہ رہنے کا قصد فرمالیا۔ آپ نے حوض سے وضو کیا۔ اور دوگانہ نماز ادا کی اور دعا فرمائی ''اے خدا میں اس شہر میں آ گیا ہوں اور اپنے دل سے یہ نہیں چاہتا کہ اس شہر میں رہوں البتہ جس جگہ دین کی خیریت ہو اور یقین کی صلاحیت میرے لئے ہو وہاں رہنے دو'' لہٰذا غیب سے آواز آئی کہ تیری جگہ غیاث پور ہے جو کہ ایک غیر معروف جگہ کے ساتھ ساتھ چھوٹی سی جگہ بھی ہے۔ اور کسی کو بھی اس جگہ کا علم نہیں وہاں خاموشی اور سکون کے ساتھ ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف رہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا آپ غیاث پور تشریف لے گئے مگر حضرت نیشاپوریؒ آپ کے معتقد تھے انہوں نے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور غیاث پور پہنچ گئے۔ وہاں دریائے جمنا کے نزدیک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے وہاں یہ سکونت پذیر ہیں اور اطمینان قلب کے ساتھ عبادت و ریاضت میں مشغول ہیں۔ انہی دنوں میں سلطان معزالدین نے جو کہ سلطان غیاث الدین بلبنؒ کا پوتا بھی تھا اور اس کے بعد تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے موضع کیلوکھری میں جو کہ غیاث پور کے نزدیک دریا کے کنارے واقع ہے وہاں ایک خوبصورت محل بنوایا اور قلعہ کی بھی بنیاد رکھی۔ جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ ایک شہر آباد ہو گیا اور وہاں ایک جامع مسجد بھی تعمیر کروائی۔ چنانچہ یہی جگہ امراء شاہزادگان، فقراء اور اہل سلوک کی آمد و رفت کی جگہ بن گئی۔ اور ہجوم کی سی صورت نظر آنے لگی۔ لوگوں نے فیض حاصل کرنے کیلئے تانتا باندھ

Marfat.com

لیا۔ کسی وقت بھی فرصت نہ ملتی اور بہت سے لوگ جو کہ فسق و فجور اور دنگا فساد میں مبتلا رہتے تھے۔ تائب ہوئے اور اسلام قبول کر کے عامل بنے اور ان میں یقین کی پختگی بھر آئی انہی دنوں حضرت حضرت خواجہ ابوالحسن المعروف خواجہ خسرو بھی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مرید ہو گئے ان کے والد امیر سیف الدین بڑے صالح اور نیک بزرگ تھے۔ انہوں نے پچاس سال کی عمر میں شہادت پائی۔ چنانچہ امیر خسرو نے انؒ کے مرتبے میں یوں لکھا ہے:

سیف از سرم گزشت دل من دو نیم ماند
دریائے من رواں شدود نیم یتیم ماند

جب آپ کی خدمت میں لوگوں نے علمی برکات اور روحانی فیض اور رشد و ہدایت حاصل کرنے کیلئے ہجوم لگا دیا تو آپ کی طبیعت غوث آباد سے اچاٹ ہو گئی اور وہاں سے بھی جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران شیخ مولانا امین الدین احمد محدث تبریزیؒ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ ان کے سوئم کیلئے جاؤں گا تو وہاں ہی قیام کروں گا کیونکہ وہاں مخلوق کی کثرت بھی نہیں ہے اور لوگوں میں جان پہچان بھی زیادہ نہیں ہے مگر اس روز نماز عصر کے وقت ایک کمزور مگر حسین نوجوان جس کے چہرے سے کمالات کے نشانات ظاہر تھے ان کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ اور اس نے یہ شعر پڑھا:

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی کانگشت نمائے عالمے خواہد شد۔

اس شخص نے اس سے اتفاق کیا کہ مشہوری اچھی بات نہیں ہے اور یہ بھی مانا جاتا ہے کہ آپ مشہور ہو گئے ہیں لیکن لوگوں کے سامنے اس طرح پیش آنا چاہئے کہ کل قیامت کے دن جب حضور ﷺ کے سامنے پیش ہو تو کوئی شرمندگی نہ ہو اور یہ نہ سننا پڑھے کہ یہ شخص اپنی ہمت اور حوصلے کی کمی کی وجہ سے لوگوں سے پوشیدہ رہا ہے۔

جب اس مرد نے بات ختم کی تو آپ نے کھانا منگوایا اور مہمان کو کھانے کی دعوت دی مگر اس نے کھانے کی طرف توجہ نہ کی۔ آپ اس شخص کے ارادے کو بخوبی سمجھ گئے آپ نے اس

Marfat.com

شخص کو وہیں رہنے کا یقین دلایا تو پھر اس نے چند لقمے کھانے کے کھائے اور باہر چلا گیا۔ اس کے بعد آپ اسی جگہ پر مقیم رہے۔ آپ کے دونوں جگہوں پر اپنے مکان تھے ایک غیاث پور میں اور دوسرا اسی جگہ پر یعنی کیلوکھیری میں جہاں آپ مقیم تھے۔ اور دونوں گاؤں کے درمیان آدھ میل کا فاصلہ تھا۔ تو آپ نے یہ اپنا معمول بنا لیا کہ جمعرات کو کیلوکھیری میں' رہتے اور ہفتہ کے دن غیاث پور میں چلے جاتے اس کا یہ مطلب ہے کہ دونوں مقامات کے لوگ آپ سے برابر مستفیض ہو رہے تھے اور آپ کی تعلیمات اور رشد و ہدایت سے باقاعدہ فائدہ حاصل کر رہے تھے۔ بزرگان دین جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے دور نہیں ہوتے ان کی علمی روشنی لوگوں کے ذہنوں کو ہر وقت منور کرتی رہتی ہے اور لوگوں کے ذہنوں سے کدورت دور ہوتی رہتی ہے۔

سخاوت:۔

آپ کی سخاوت بھی بے مثال تھی جو کچھ ہاتھ آتا فوراً غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ بہت سے لوگوں کی پرورش کرتے تھے جن میں بہت سے طلباء اور حفاظ کرام بھی تھے۔ آپ ان کو مالی امداد بھی دیا کرتے تھے۔ آپ کی سخاوت اور دریا دلی پر شاہان وقت تعجب کا اظہار کیا کرتے تھے:

ایک مرتبہ غیاث پور میں آگ لگ گئی' لوگوں کے مکانات جل کر خاک ہو گئے آپ کو اس سانحہ کا بڑا دکھ ہوا تو آپ نے خواجہ اقبال کو کہا کہ ان متاثرین کو دو خوان کھانا' دو پانی کے مٹکے اور دو اشرفیاں دی جائیں چنانچہ انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں فوراً ایسا ہی کیا۔ آپ کو سماع کا بھی بہت شوق تھا۔ اور جہاں کہیں سماع سنتے تھے آپ پر وجد طاری ہو جاتا آپ کی عظمت کا یہ حال تھا کہ حضور اکرم ﷺ کئی مرتبہ آپ کی خواب میں آئے۔

Marfat.com

عبادت وریاضت:۔

آپ رات کو تنہائی میں عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔حجرے کا دروازہ بند کر کے عبادت کرتے تھے۔ساری رات نوافل میں مصروف رہتے۔صبح کو آپ کی آنکھیں سُوجی ہوتی تھیں۔آپ نماز کئی مرتبہ ادا فرماتے پھر بھی دریافت فرماتے کہ نماز ادا کی ہے یا کہ نہیں۔خدا کے حضور ﷺ میں چار بار سجدہ کرتے اور بہت روتے تھے۔

Marfat.com

باب ۳۲

تعلیمات

آپ کی تعلیمات سب کیلئے مشعل راہ ہیں مگر ان کا مطالعہ اور عمل کرنا محنت طلب کام ہے۔آپ کی سنہری تعلیمات خصوصی طور پر ان عنوانات پر روشنی ڈالتی ہیں۔

ترک دنیا۔

تلاوت قرآن پاک۔سماع

صدقہ۔

صبرورضا۔

توکل۔

اطاعت الٰہی۔

دُعا کرنے کا طریقہ۔

اقسام رزق۔

مشغول حق۔

تحمل وبربادی۔

خیر المجالس میں حضرت شیخ نصیر الملت والدین محمودؒ نے لکھا ہے کہ ایک دن مندرجہ ذیل شیخ اور درویش مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا۔''

''کہ کوئی شیخ دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے تو یہ کام بہت ہی سہل ہے اور یہ کام تو بیوہ عورتیں بھی کر سکتی ہیں لیکن وہ مشغول وسعادت کہ جس کے ذریعے مردان طلب گار حضرت پروردگار کا قرب اور راستہ پاتے ہیں اور اس کے مشاہدے سے مشرف ہوتے ہیں' اس

Marfat.com

عبادت کے علاوہ ہے اور وہ مشکل ہے''۔

انہوں نے ان کی تشریح نہ سمجھی اور اس انتظار میں رہے کہ دوبارہ بیان فرمائیں گے مگر آپ نے فرمایا کہ ''دوبارہ کسی وقت بیان کروں گا۔'' چھ ماہ کا وقت گزر گیا تو اپنا وعدہ یاد آیا۔ تمام احباب و مرید مجلس میں براجمان تھے۔ حضرت محمد کاتب جو کہ علاؤالدین خلجیؒ کا کاتب تھا اس نے بھی شرف قدم بوسی حاصل کیا تو آپ نے پوچھا کہ تم کہاں تھے اس نے جواب دیا کہ دربار شاہی میں تھا اور کہا کہ سلطان علاؤالدین نے آج پچاس ہزار دینار انعام فرمائے ہیں تو آپ نے اپنے تمام اہل مجلس کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ بادشاہ کا انعام بہتر ہے یا کہ اپنا وعدہ جس کو وفا کرنا بہتر ہے، جو تم سے چھ ماہ قبل کہا گیا تھا۔ تمام احباب نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ عہد کا وفا کرنا آٹھوں بہشت سے بہتر ہے پچاس ہزار دینار کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت نے باقی تمام اشخاص کو رخصت کر دیا اور ان تینوں آدمیوں کو اپنے پاس بیٹھنے کیلئے کہا اور ان کو یوں تلقین اور رشد و ہدایت فرمائی۔ آپ کی تعلیمات انمول موتی اور جواہر تھے جو کہ آپ اپنی تقاریر اور بیانات میں لوگوں پر نچھاور کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا مقام بلند کیا اور آپ کو اس قدر شہرت تمام عالم میں حاصل ہوئی۔

ا۔ مولانا حسام الدین نصرتؒ خانی۔

۲۔ مولانا شرف الدینؒ کاشانی۔

۳۔ حضرت محمد کاتب۔

آپ نے فرمایا:۔

ا۔ ان سب کو جنہیں یاد خدا میں دل سے پورا استغراق حاصل ہو چکا ہے زیادہ تر خلوت میں رہنا چاہئے اور خواہشات کی بنا پر باہر نہ آئیں۔

اا۔ ہمیشہ باوضو رہیں لیکن جب قیلولہ کے وقت نیند غالب آ جائے تو وضو نظر انداز کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

III۔ ہمیشہ روزہ رکھیں اگر ہمیشہ روزہ نہ رکھ سکیں تو قلیل غذا پر قناعت کریں۔

IV۔ ذکر خدا کے علاوہ خاموشی اختیار کریں۔صرف ضرورت کے وقت بولیں۔

V۔ ہمیشہ ذکر خدا یا صمیم قلب سے کریں۔

آپ کی ان تعلیمات پر عمل کرنے کی برکت سے یہ تینوں درویش کامل ہو گئے اور حضرت کا عجب انداز اور طریقہ بیان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کے اسباب و سامان ان کو مہیا کر رکھے تھے۔اگرچہ فقراء کے حال پر تھے مگر دل غنی اور سخی اس قدر تھا کہ جو کچھ بھی غیب سے آتا تھا وہ غرباء میں تقسیم فرما دیتے اور پھر اللہ تعالیٰ کے توکل اور قناعت پر ہی گزارہ کرتے تھے۔دنیا کی کسی قسم کی خواہش یا ہوس نہ تھی ہر وقت روزہ اور عبادت و ریاضت سے سروکار تھا۔

بلند کرداری:۔

حسن اخلاق کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ شیخ نصیر الدین محمود اودھیؒ نے سنایا کہ خواجہ نظام الدین اولیاء اس قدر بلند اقبال و اخلاق و کردار کے مالک تھے کہ ایک دفعہ خواجہ عطا اللہ کے بھائی جو حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے نواسے اور بے باک و آزاد قسم کے آدمی تھے' آپ کی خدمت میں قلم' دوات اور کاغذ لے کر آئے اور عرض کیا کہ فلاں بادشاہ کو سفارشی رقعہ لکھ دو تا کہ وہ مجھے کچھ عطا کر دے آپ نے فرمایا کہ میں اس بادشاہ کو نہیں جانتا ہوں اور نہ وہ کبھی میرے پاس ہی آیا ہے اور جس شخص کے ساتھ شناسائی ہی نہ ہو اس کو کس طرح سفارشی رقعہ لکھا جائے؟ یہ جواب سن کر وہ برہم ہو گیا اور بیہودہ الفاظ بولنے شروع کر دیئے اور مختلف قسم کی طعنہ زنی شروع کر دی اور اپنے خاندان کے احسانات جتانے شروع کر دیئے۔مثلاً آپ میرے نانا کے مرید ہیں اور ہمارے خاندان کے صدقے میں آپ کو ہر نعمت حاصل ہے تم کفران نعمت کرتے ہو۔ایک رقعہ لکھ کر نہیں دے سکتے۔وغیرہ وغیرہ۔جو کہ ایسے اولوالعزم بزرگوں کی شان کے خلاف ہی نہیں بلکہ اخلاق سے بھی گری ہوئی گفتگو کے زمرے میں آتا ہے یہ قلم' دوات اور کاغذ کو اٹھا کر چلنے لگا آپ نے اس کا

Marfat.com

دامن پکڑ لیا اور کہا کہ رنجیدہ ہو کر کیوں جاتے ہو صفائی کر لو تب جاؤ اس کے بعد کچھ رقم ان کے سامنے رکھ دی اور ان کو خوش کر کے بھیجا۔

یہ ایک اخلاقی بلندی اور باکرداری کی مثال ہی نہیں بلکہ کرامت بھی ہے کہ اس قدر برا بھلا کہنے والے کو آپ نے ایک حرف تک نہ کہا بلکہ اس کو نرمی اور اخلاق سے سمجھایا جس سے وہ آدمی خود ہی شرمندہ ہو کر سمجھ گیا۔

حضرت محبوب اولیاءؒ کی زیارت کے خیال سے ایک عقیدت مند گھر سے نکلا۔ جب وہ بوندی میں آیا۔ تو وہاں ایک شیخ مومن بزرگ تھے ان کی زیارت کی تو شیخ مومن نے دریافت کیا کہاں جا رہے ہو؟ اس عقیدت مند شخص نے کہا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کی زیارت کیلئے دلی جا رہا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ "شیخ نظام الدین کو میرا اسلام عرض کرنا" اور کہنا کہ وہ جمعہ کی رات کو جو کعبہ میں ملتا ہے وہ مجھ کو پہچان لیں گے وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس درویش کا پیغام دیا۔ آپ نے آزردہ ہو کر فرمایا:

؎ وہ درویش عزیز ہے مگر زبان نہیں رکھتا
اپنے آپ کو دنیا سے چھپائے رکھتا ہے

دوستی:۔

قطب الدین خلجی جو کہ علاء الدین خلجی کا بیٹا تھا اور اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے فوراً بعد خوشامدی درباریوں نے اس پر اس قدر اپنے ڈراوے ڈالے کہ وہ حیرانگی میں پڑ گیا کہ کیا کیا جائے؟ اس وقت خواجہ نظام الدین اولیاء دلی میں مقیم تھے اور عقیدت مندوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ مگر درباری خوشامدی بڑے خائف تھے اور انہوں نے اس ڈر اور خوف کا اظہار بادشاہ وقت قطب الدین خلجی کے سامنے اظہار کیا جس سے اس کے دل میں خواجہ صاحب کے بارے میں کدورت ڈال دی گئی۔ اور اس کدورت کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ قطب الدین خواجہ سے عناد کرنے لگا اور ان کا وجود اپنے اور اپنی سلطنت کیلئے خطرہ محسوس کرنے لگا۔

Marfat.com

آپ کے خوشامدوں درباریوں نے مشورہ دیا کہ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ شاہ رکن عالم جو کہ ملتان میں ہیں ان کو یہاں دلی میں بلایا جائے کیونکہ ان دونوں میں کبھی نہیں بنی اور ایک دوسرے سے عناد رکھتے ہیں۔ آخر کار بادشاہ کو اس بات پر قائل کرلیا گیا اور بادشاہ نے فوری طور پر ایک رقعہ خصوصی ایلچی کے ہاتھ روانہ کردیا۔ جب خواجہ شاہ رکن عالم کو خط ملا تو بادشاہ کے مقصد کو بخوبی سمجھ گیا مگر جو دلی آنا بھی چاہتا ہے۔ بسیار سوچ و بچار کے بعد اس نے دلی کی روانگی کی تیاری کرلی۔ اپنے ساتھ عقیدت مندوں اور دیدوں کو کرلیا۔ جب خواجہ نظام الدین اولیاء اس امر کا علم ہوا تو آپ بھی بادشاہ کے مقصد کو بخوبی بھانپ گئے۔ تو آپ نے شاہ رکن عالمؒ کو شہر کے باہر استقبال کرنے کا انتظام کیا۔ اور جب خواجہ نظام الدین اولیاء کو معلوم ہوا کہ وہ دلی کے نزدیک آ گئے ہیں تو آپ نے ان کا استقبال شاندار انداز سے کیا اور ساری رات دونوں بزرگ ایک خیمے میں اکٹھے رہے اور دینی مسائل گفتگو کرتے رہے۔ صبح ایک دوسرے کو الوداع کہا۔ تو قطب الدین خلجی بھی استقبال کے لئے تیار کھڑے تھے۔ جونہی آپ بادشاہ کے نزدیک پہنچے تو آپ کا استقبال کیا گیا۔ اور آپ نے ملاقات کرنے کے بعد آپ کو اپنے گھوڑے اتار کر آرام دہ سواری میں سوار کرلیا گیا اور یہ قافلہ شاہی کی طرف روانہ ہوا۔ جب شاہی محل کے گیٹ پر پہنچا تو بادشاہ نے عوامی استقبالی رجحان کو دیکھا تو کہا۔ ''لو حضرت آپ کا دلی کے شہر میں کس نے استقبال کیا ہے؟

شاہ رکن عالم بات کی تہہ کو سمجھ گئے تھے کہ دلی کے تاجدار کس انداز کی بات کر رہے ہیں؟ لہٰذا آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا۔ لوگو! ''تمہارے ہی شہر میں مجھ ملتانی درویش کا سب سے پہلے استقبال جس نے کیا وہ تمہارے شہر کا سب سے بڑا متقی اور پرہیز گار انسان ہے جو خدا کا محبوب بندہ'' بادشاہ جو کہ اپنی دانست کے مطابق آپ کا استقبال کرنے والوں میں سب سے پہلے آئے تھا یہ سن کر خوش ہوا۔ بادشاہ نے دوبارہ خوش ہو کر کہا کہ اس خوش نصیب کا نام تو بتایا جائے جس نے آپ کا استقبال پہلے کیا جو کہ اسقدر متقی اور پرہیز گار انسان ہے اس کا نام بھی بتایا جائے؟

Marfat.com

"شیخ رکن عالم نے دوبارہ اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا لوگو! تمہارے شہر میں داخل ہونے سے پہلے میرا جس شخص سے پہلے استقبال کیا وہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی تھے اور تم لوگ اچھی طرح جان لو کہ وہ دلی کے سب سے اچھے بندے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین انسان ہیں"

شاہ رکن عالم جب کبھی دلی میں تشریف لاتے تو آپ شاہی مہمان ہوتے تھے اور آپ کا شاہی احترام کے ساتھ داخلہ ہوتا تھا مگر آپ زیادہ وقت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ساتھ گزارتے تھے۔ دشمنوں کے تمام ہتھکنڈے ناکام ہو گئے اور اپنے خیالات اور تصورات میں بہت پشیمان ہوئے۔ شاہ رکن عالم اور خواجہ صاحب کے درمیان مزید گہری دوستی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ دونوں اللہ والے اور برگزیدہ بزرگ تھے جن کو لوگوں کے دلوں کا حال قدرت کی طرف سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ بادشاہ کے خوشامدی حواریوں کے خیالات کو بخوبی سمجھ چکے تھے۔ آپ دونوں بزرگ جب آپس میں ملتے تو اسلامی مسائل اور عبادات وریاضت کے پہلو پر بات چیت کرتے تھے اور ان کا آپس میں محبت واحترام اس قدر بڑھ گیا کہ جب دونوں اکٹھے مسجد میں نماز کے لئے جاتے تو اگر خواجہ صاحب پہلے نماز ختم کر لیتے تو اس کے پاس جا کر کھڑے ہو جاتے اور نماز ختم کر کے دونوں مسجد سے اکٹھے باہر تشریف لاتے اور پھر درویشوں کی پالکی مسجد کے باہر کھڑی ہوتی تھی۔ یا کسی کے پاس پہنچ کر دونوں میں عجیب تکرار کی صورت اختیار کر جاتی۔ دونوں ہی ایکدوسرے کو پالکی میں پہلے سوار ہونے کی دعوت دیتے تھے جن میں زیادہ تر خواجہ نظام الدین اولیاء کی بات مانی جاتی اور شاہ رکن عالمؒ کو پہلے پالکی میں سوار کیا جاتا تھا۔ اور ان بزرگان دین کی آپس میں محبت چاہت اور عزت واحترام قابل رشک تھا جو کہ آج کل کے علماء کے لئے قابل رشک اور قابل تقلید بھی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کی عزت وذلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو جس حالت میں چاہے رکھے کوئی ان کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ بادشاہ اور اس کے حواریوں نے خواجہ

Marfat.com

نظام الدین اولیاءؒ کے درمیان مخالفت پیدا کرنے کے لئے شاہ رکن عالم کو ملتان سے بلایا۔ مگر مخالفت کی بجائے قدرت نے مزید دوستی اور محبت پیدا کر دی۔ جس سے خوشامدی حواری شرمندہ ہوئے اور اپنے مقاصد میں ناکام ہو گئے

روحانی خانہ کعبہ کی زیارت:۔

آپ اپنے خصائل اور فضائل وجہ سے بھی بہت مشہور تھے تو اہل مکہ نے ایک دن کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء نے آج تک حج نہیں کیا اور وہ بزرگ جو کہ چالیس سال سے خانہ کعبہ کے مجاور تھے۔ یہ سن رہے تھے انہوں نے کہا کہ یہ بات غلط ہے حضرت نظام الدین اولیاءؒ ہر فجر کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرتے ہیں اس بات کی شہرت پورے مکہ معظمہ میں ہوئی اور دہلی کے حاجیوں نے بھی اس بات کو سنا مگر حضرت کی عظمت کی وجہ سے کوئی بھی اس بات کی تصدیق ان سے کرنے کی جرات نہ کرتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ اپنے حجرے میں تھے اور آپ کا ایک مریدان کے لئے وضو کا پانی لئے دروازے پر کھڑا تھا۔ جب کافی دیر گزر گئی تو اس نے سمجھا کہ آپ شاید چھت پر تشریف لے گئے ہیں۔ مگر وہاں بھی نہ تھے۔ پھر سمجھا کہ حجرے کے اندر گئے ہیں وہاں بھی نہ پایا آخر کار مجبوراً وہ حجرے کا دروازہ بند کر کے باہر وضو کا پانی لئے کھڑا رہا۔ اسی دوران خواجہ صاحب نے وضو کیلئے پانی طلب فرمایا اور مرید نے پانی دیا۔ مرید نے سارا ماجرا جو محسوس کیا ان کو سنایا اور یہ بھی اظہار کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے کیلئے گئے ہوں گے اور مزید جو کچھ مرید نے حاجیوں سے سنا وہ بھی بیان کر دیا۔ یہ سن کر حضرت نے چشم پرآب ہو کر فرمایا کہ ''میں اس قابل کب ہوں مگر یہ رحمت پروردگار ہے کہ ایک سانڈھنی غیب سے پیدا ہو کر مجھے حجرے کی چھت سے اپنے اوپر سوار کر کے کعبہ میں لے جاتی ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپس پہنچا جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے۔''

Marfat.com

گھر کے دو دروازے:۔

سلطان علاؤ الدین خلجی بڑا مدبر فاضل اور پابند شریعت شخص تھا۔ اس نے بائیس سال عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کی۔ ایک دن اس نے امتحان لینے کی غرض سے آپ کو چند جملے مشورے کے طور پر تحریر کیئے اور سلطان نے اپنے بیٹے خضر خاں کے ساتھ خواجہ صاحب کے ہاں بھجوا دیئے۔ جب قاصد بادشاہ کی تحریر لے کر آپ کے پاس پہنچا' آپ کو خط دیا گیا۔ آپ نے مطالعہ فرمایا اور حاضرین مجلس سے فرمایا: ''کہ فاتحہ پڑھو۔ انہوں نے فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ فقیروں کو بادشاہوں کے کام سے کیا غرض۔ میں درویش ہوں شہر کے ایک کونے میں پڑا ہوں۔ بادشاہ اور مسلمانوں کیلئے دعائے خیر میں مشغول ہوں اگر بادشاہ نے کاروبار سلطنت کے سلسلے میں ہم سے دوبارہ مشورہ کیلئے لکھا تو ہم یہاں سے نکل جائیں گے'' جب جواب خضر خاں نے لے جا کر اپنے باپ بادشاہ علاؤ الدین کو دیا تو بہت خوش ہوا اور دوبارہ خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ سے ملاقات کر کے زیارت کی نیاز حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر آپ نے اتفاق نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ سلطان کے آنے کی ضرورت نہیں ہے ہم دعائے غیب میں مشغول ہیں۔ غیب کی دُعا میں زیادہ اثر ہوتا ہے اور میرے مکان کے دو دروازے ہیں اگر سلطان میرے ایک دروازہ سے داخل ہوگا تو میں دوسرے سے نکل جاؤں گا'' حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی کے بچے کئی دنوں سے بھوکے تھے اور فاقوں سے وقت گزار رہے تھے۔ تو ایک دن وہ اعرابی اپنے بچوں کے ساتھ اپنی جھولی میں پتھر ڈالے خانہ کعبہ آیا اور خانہ کعبہ شریف کو مخاطب ہو کر عرض کیا کہ مجھے اور میرے بچوں کو کھانا چاہیے ہم کئی روز سے بھوکے ہیں اگر ہمیں کھانا نہ دیا گیا تو ہم یہ پتھر تم پر برسائیں گے۔'' یہ بات ابھی اعرابی ختم نہ کر پایا تھا کہ خانہ کعبہ کی چھت سے ایک اشرفیوں کی بوری نیچے گری اور آواز آئی۔ یہ اشرفیاں لے لو اور اپنے بچوں کا پیٹ پالو۔ مگر اس اعرابی نے اشرفیاں لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے اور میرے بچوں کو روٹیوں کی ضرورت ہے' اشرفیوں کی نہیں۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحے میں خانہ کعبہ کی چھت سے روٹیاں آ گئیں۔ اس اعرابی نے روٹیاں اٹھا

Marfat.com

لیں۔تو جولوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے انہوں نے اعرابی سے پوچھا: کہ تم نے روٹیوں کواشرفیوں پر کیوں ترجیح دی؟ اعرابی بولا کہ جتنی چیز کا بار انسان اٹھا سکے اسی کا مطالبہ کرنا چاہئے ہم روٹی کا حق تو ادا کرنہیں سکتے تو اشرفیوں کا حق کیوں کر ادا کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے اس کو بھلا کر فراموش کردیتے ہیں اس لئے اس ذات سے اتنا ہی مانگنا چاہئے کہ جس کا تم حق ادا کرسکو۔

انسان کو ہر ایک کا حق ادا کرنا چاہے خواہ وہ حق اللہ کا ہو یا اللہ تعالیٰ کے بندوں کا۔ یہ انسان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حق ادا بھی کرے اور اس کا شکر بھی بجالائے۔ بصورت دیگر وہ نعمت انسان سے دور بھاگ جاتی ہے جس سے مزید مشکلات کا دور شروع ہوجاتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند حضرات خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی زیارت کے لئے گھر تشریف لائے اور ہر آدمی اپنی اپنی استطاعت اور بساط کے مطابق نذرانے کے طور پر کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لایا۔ مگر ان میں ایک طالب علم بھی تھا جس کے پاس تحفے کے طور پر حضرت کو دینے کیلئے کچھ نہ تھا۔ تو اس نے اپنی عقلمندی سے ایک کاغذ کی پڑیا جس میں مٹی ڈال دی تھی بند کرکے حضرت کے سامنے رکھ دی۔ اور کہا کہ اس میں سرمہ ہے۔ خادم تمام تحائف کو اٹھا کر لے جانے لگا تو آپ نے اس پڑیا کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کو رہنے دو اور مجھے دیدو۔ اس حالت کو دیکھ کر وہ طالب علم بڑا پریشان ہوا اور بہت شرمندہ ہو رہا تھا۔ آخر کار اس نے جا کر حضرت خواجہ صاحب کو اصل صورت حال سے آگاہ کردیا تو آپ نے فرمایا کہ فکر مت کرو اس میں سرمہ ہی ہوگا۔ آخر کار اس پڑیا کو کھولا گیا تو اس میں سے باریک پسا ہوا سرمہ نکلا۔ طالب علم بہت خوش ہوا اور آپ نے طالب علم سے فرمایا کہ اپنی حاجت بیان کرو تو طالب علم خاموش رہا۔ اس پر آپ نے اسے اپنی پوشاک عنایت کی''۔

عقیدت کی انتہا:۔

امیر خسرو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خاص مرید تھے اور بہت ہی زیادہ عقیدت مند

Marfat.com

تھے ایک مرتبہ ایک سائل آپ کے پاس آیا مگر آپ کے پاس گھر میں اس سائل کو دینے کے لئے کچھ نہ تھا تو آپ نے انہیں دونوں جوتیاں ہی اس فقیر یا سائل کو دے دیں۔ وہ فقیر بازار سے گزر رہا تھا کہ امیر خسرو نے آپ کے نعلین مبارک کو دیکھ لیا اور اس شخص نے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے لائے ہو تو اس شخص نے جواب دیا کہ خواجہ صاحب نے مجھے دی ہیں۔ تو امیر خسرو نے کہا کہ ان کو میرے پاس فروخت کر دو۔ آخر کار وہ رضامند ہو گیا تو آپ نے اس کو بہت سا مال و سامان دے کر وہ جوتیاں اس سے خرید لیں۔ اور آپ کو جوتیاں لے کر آپ کی خدمت میں امیر خسرو حاضر ہو گیا اور جب آپ نے اپنی جوتیاں امیر خسرو کے ہاتھ میں دیکھیں تو مسکرا کر بولے!

خسرو جو جوتیاں تم نے بہت سستی خریدی ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مریدوں کو آپ کے ساتھ کتنی عقیدت ہوتی تھی اور وہ اس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس احترام کا یہ صلہ تھا کسی کو بھی اکیلے میں حضرت کے حجرے میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی سوائے امیر خسرو کے۔ وہ اکیلے ہی آتے تھے اور حجرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے اور مزید برکات فیض حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح اور بھی کئی عقیدت مند تھے جو کہ بروقت آپ کی زیارت کو ترستے تھے۔ مگر اللہ والوں کا دیدار قسمت والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔

تصانیف:۔

آپ نے اپنے مسلک چشتیہ کے دستور کے مطابق کوئی دستاویز تصنیف یادگار نہ چھوڑی مگر آپ کے متعدد (مریدوں) نے وہ ملفوظات جمع کئے۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور فوائد الفواد کے نام سے شیخ حسن بن العلا سنجری نے جمع کئے ہیں۔ کتاب میں حضرت سلطان شیخ المشائخ کی زندگی کے آخری دور کی مجالس کی روداد ہیں جس عرصے کے دوران یہ مجالس منعقد ہوئیں وہ پندرہ سال کی مدت ہے۔ آخری مجلس ۱۰ شعبان ۷۲۲ھ / ۱۳۲۲ء کو منعقد ہوئی۔ حاضرین مجلس علوم فقہ، حدیث، تفسیر اور تصوف وغیرہ کے متعلق مسائل پوچھتے تھے اور خواجہ صاحب ان کو

Marfat.com

جوابات دے کر سمجھاتے تھے۔ حکایات مشائخ وصوفیاء کرام خصوصاً اپنے پیرومرشد شیخ بدرالدین شکرگنجؒ کے چشم دید حالات رقت آمیز لہجے میں بیان کرتے تھے۔ سامعین کو پندونصائح کے بعد اطاعت کی ترغیب کی دولت سے مالا مالا کرتے اور رشد وہدایت کے طریقے سے راہنمائی کرتے تھے۔ فوائد الفواد جسے برنی سے اس بسیار مطلوب کتاب قرار دیا ہے اس کتاب کے مصنف امیر حسن بن العلام اصل میں سیتان کے رہنے والے تھے' اس لئے وہ ستیانی یا سنجری کہلاتے تھے۔

دہلی میں قیام:۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت اور دوسروں کی تکمیل کی اجازت بھی حاصل ہوئی چنانچہ ۶۶۹ھ/۱۲۷۰ء میں سلطان بلبن کے عہد حکومت میں آپ دوبارہ دہلی تشریف لائے جہاں پیرومرشد نے قیام کا حکم دیا تھا آپ دہلی کے مختلف محلوں میں قیام پذیر رہے بعد میں اشارات غیبی سے رہنمائی حاصل کر کے غیاث پور میں قیام فرمایا۔ جہاں اب آپ کی خانقاہ ہے آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور مجاہدہ اور صیام وصلوۃ اور ذکر وفکر میں مشغول رہے اور خلقت کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے اور ترک دنیا کا طریق اختیار کرلیا۔ آپ کی تلقین سے سعادت یافتہ اہل تحقیق خلفاء کی ایک جماعت تیار ہوئی جنہوں نے ملک کے طول وعرض میں رشد وہدایت کا نور پھیلایا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بڑے بڑے شہروں میں سات سو خلیفے روانہ کئے۔ دہلی اور اس کے گردونواح میں رشد وہدایت کے اعتبار سے اس دور سعادت میں جو کیفیت تھی اس کا حال آپ کے ایک ارادت مند مہاجر ضیاء الدین برنی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے وجود مبارک اور ان کے انفاس بابرکت اور مستجاب دعاؤں کی تاثیر سے مسلمانان دیار کی دنیاوی' دینی اور روحانی اصلاح کس حد تک ہوتی تھی؛

Marfat.com

تبلیغ واصلاح مخلوق:۔

سلطان علاؤالدین خلجی ۷۱۵ھ/۱۳۱۵ء کے عہد کے آخر میں شیخ الاسلام نظام الدین اولیاء نے بیعت عام کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اور ہر آدمی بیعت کر سکتا تھا۔ گنہگاروں کو خرقہ دیتے اور توبہ کرواتے تھے۔ رشد وہدایت اور طاعت وترغیب کی دولت سے مالا مال کرتے تھے۔ لوگوں میں اسلامی شعور بیدار کیا جا رہا تھا اور کفر وشرک سے لوگوں کو دور رکھا جا رہا تھا۔ آپ لوگوں کو مریدی میں بھی قبول فرماتے۔ خاص وعام، غنیؔ ومفلس بادشاہ اور فقیر، معلم اور ناخواندہ، شریف اور بازاری، شہری اور دیہاتی، نمازی اور مجاہد، آزاد اور غلام چونکہ یہ سب اپنے آپ کو جناب شیخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا مرید سمجھتے تھے اس لئے بہت سے نالائق کاموں سے باز رہتے تھے۔ اگر کبھی کسی سے کوئی لغزش ہو بھی جاتی تو وہ پھر سے بیعت کی تجدید کرتا۔ عام خلقت کچھ تقلید سے کچھ عقیدت سے اطاعت وعبادت کی طرف راغب ہو گئی تھی۔ سب لوگ نماز پڑھنے لگ گئے مخیرؔ لوگوں نے دہلی سے غیاث پور تک متعدد جگہوں پر چبوترے بنا کر ان پر چھپر ڈال دیئے تھے اورؔ کنوئیں کھدوا دیئے۔ ان چبوتروں پر وضو اور نماز کا سامان رکھوا دیا تھا اور چبوترے میں ایک حافظ ایک خادم مقرر کر دیا تھا تاکہ شیخ کی خدمت میں آنے جانے والوں کو راستے میں وضو کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے میں دقت کا سامنا نہ ہو۔ چبوتروں پر نمازیوں کا ہجوم رہتا۔ لوگوں کے درمیان مرغوب گفتگو نماز، روزہ، نوافل، کم خوری وغیرہ کی بات ہوتی رہتی تھی۔ اور مخیرؔ لوگوں میں حفظ قرآن کا شوق پیدا ہو گیا تھا سلطانی امیر، سلاح دار، منشی، لشکری اور سلطانی غلام سب شیخ خواجہ صاحب کے مرید ہو چکے تھے۔ سلطانی محلّہ میں نماز اشراق وچاشت پڑھتے تھے اور ایام بیض اور عشرہ ذی الحج میں روزے رکھتے تھے۔ کوئی محلّہ ایسا نہ تھا جس میں بیس تین دن کے بعد اہل محلّہ جمع ہو کر سماع صوفیانہ نہ کرتے ہوں اور اس میں گریہ ورقت نہ ہو۔ روزوں میں شیخ کے کئی مرید مسجدوں اور گھروں میں تراویح میں قرآن مجید ختم کرتے اور بہت سے برگزیدہ مرد رات بھر جاگ کر عبادت کرتے تھے ملک کے اکثر مسلمان عبادت گزاری تصوف اور ترک وتجدید کی طرف مائل اور شیخ

Marfat.com

صاحب کی مریدی کی طرف راغب ہو گئے تھے۔ سلطان علاؤ الدین اور اس کا گھرانا شیخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مریدوں میں داخل ہو گئے تھے خواص و عام نیکی اور نیکوکاری کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ شراب اور جوئے' فحش اور فسق و فجور کا نام لوگوں کی زبان پر نہ آتا تھا اور کبیرہ گناہوں کو وہ کفر کے برابر مانتے تھے۔ ایک دوسرے کی شرم سے مسلمان سود خوری اور غلہ اندوزی کا ارتکاب کھلے بندوں نہ کر سکتے تھے اہل بازار خائف ہو کر جھوٹ کہنے' مال کم تول کر دینے' فریب کرنے' کھوٹ اور ملاوٹ اور نادانوں کو جل دینے سے بالکل رک گئے تھے طالب علموں اور اشراف و اکابر کو سلوک اور طریقت کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق دامن گیر ہو گیا تھا' قوت القلوب' مکی' احیاء العلوم اور ترجمہ احیاء العلوم' عوارف المعارف' کشف المحجوب' شرح تعرف' رسالہ قشیری' مرصاد العباد اور فوائد الفوائد وغیرہ کثرت سے فروخت ہوتی تھیں۔

آپ نے اس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا۔ پرہیزگاری' پاک دامنی' قناعت' توکل' ایثار اور اخلاقی خوبیوں میں اسقدر کمال حاصل کر لیا اور انہی کی بدولت ظاہری اور باطنی لحاظ سے وہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ خلق خدا آپ کی طرف جوق در جوق اُمڈ آئی۔ اور آپ نے اللہ کی طرف عام دعوت دی اور دلوں میں طریق عبادت پر چلنے کی ترغیب پیدا کی آپ کی تلقین سے سعادت مندوں کی ایسی جماعت تیار ہو گئی جنہوں نے سارے ہندوستان میں ہدایت کا نور پھیلا دیا اور آپ کے بعد بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا یہاں تک کہ اس ملک کے تمام اطراف میں آپ کا طریقہ پھیلا اور خیر و برکت کا موجب بنا۔

سماع کا شوق:۔

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا' نہ صرف آپ ہی کو شوق تھا بلکہ تمام اولیاء کرام کو سماع کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور سماع کے ذوق سے وہ گھبراتے ہی نہیں تھے۔ سماع سن سن کر ان کا جی ہی نہیں بھرتا تھا جب کہ اس سلسلے میں کئی قسم کی مخالفتیں بھی سامنے آئیں مگر آپ حضرات نے

Marfat.com

ڈٹ کر جواز پیش کئے اور اپنی ذھن میں مستقل طور پر پختہ اور جمے رہے یہی حال حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا تھا وہ بھی بڑے شوقین تھے اس سلسلے میں ان کا ایک قصہ شیخ نصیر الدین محمود اودھی نے بیان کیا ہے جب حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ارادہ سماع سننے کا ہوتا تو اول خواجہ خسرو کو کہتے کہ غزل پڑھو دائیں طرف خواجہ خسرو جن کا نام امیر حسن تھا بیٹھتے اور بائیں طرف خواجہ مبشر جو کہ حضرت کے زرخرید غلام تھے جن کی آواز بہت اچھی تھی خواجہ خسرو علم موسیقی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور ان کی آواز بلا کی تھی کہ قوالی کرتے وقت اُن کی آواز پر چرند و پرند بھی ٹھہر جاتے تھے اور دوران قوالی تمام درویشوں پر وجد طاری ہو جاتا تھا اور حال کی کوئی انتہا نہیں ہوتی تھی جب خواجہ خسرو غزل پڑھتے تو جس شعر پر خواجہ نظام الدین اولیاءؒ خوش ہوتے' اس شعر کو خواجہ حسن اور خواجہ مبشر نوٹ کر لیتے تھے اور آپ پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔ اقراء بیگ ترک سلطان علاؤ الدین خلجی کا خاص آدمی تھا اور وہ ترک صالح تھا۔ اور نیک فطرت بھی تھا مگر آپ کا وہ مرید بھی تھا سلطان اس شخص کو آپ کی مجلس میں بھیجتا تھا اور جب آپ کو وجد آ جاتا وہ شعر لکھ کر سلطان علاؤ الدین کی خدمت میں پیش کرتا اور وہ بھی بہت محظوظ ہوتا تھا۔

سلطان علاؤ الدین کا اظہار عقیدت:۔

اقرا بیگ جب مجلس سے فارغ ہوا تو وہ دونوں اشعار کو لے کر سلطان کی خدمت میں پہنچا اور ا[illegible] کو دیئے اور آپ نے بار بار ان کا مطالعہ کیا اور بار بار روتے رہے یہ حالت دیکھ کر اقرا بیگ نے آپ سے عرض کی کہ اے میرے آقا! مجھے بہت نصیحت ہے کہ آپ خواجہ شیخ المشائخ سے اسقدر عقیدت رکھتے ہیں مگر آپ نے کبھی بھی ان کی خدمت میں جا کر نذرانہ عقیدت یا حاضری نہیں دی' اس کی کیا وجہ ہے؟ تو سلطان نے یوں جواب دیا کہ اے اقرار بیگ ہم بادشاہ ہیں سر سے پاؤں تک مکروہات دنیا سے آلودہ ہیں۔ اس آلودگی کی وجہ سے ہم بہت ہی شرمسار ہیں کہ اس پاک ہستی سے ملیں لیکن میرے دو بیٹے خضر خاں اور شادی خان ہیں ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ

Marfat.com

اور دو لاکھ کی رقم بھی لے جاؤ جو کہ ان کی خدمت میں شکرانے کے طور پر پیش کرنا اور حضرت کے درویشوں کو پہنچاؤ۔ اقرا بیگ نے ایسا ہی کیا۔ اور یہ عالی شان عمارت جس کے صحن میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کا مقبرہ ہے، خضر خاں کی تعمیر کروائی ہوئی ہے۔

سماع میں موت کی تمنا:۔

حضرت شیخ المشائخ نظام الدینؒ صاحب سے منقول ہے کہ ایک دن فرید الملت والدین اپنے حجرہ مبارک میں کیفیت استغراق میں تھے اور بار بار یہ رباعی زبان سے ادا کر رہے تھے اور وجد میں تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

مولانا بدر الدین اسحاقؒ حجرے کے دروازے پر تھے وہ کسی ضرورت سے اٹھے اور حضرت شیخ نظام الدینؒ سے کہا میرے آنے تک یہاں بیٹھے رہنا اور کوئی شخص حجرے کے اندر نہ جائے جب مولانا بدر الدین اسحاق چلے گئے تو شیخ نظام الدینؒ نے جو کہ دروازے پر بیٹھے تھے دروازے کے سوراخ سے اندر دیکھا تو حضرت شیخ فرید الدینؒ کا ایسا حال ہے کہ دست مبارک سے پشت کو پکڑے ہوئے وجد میں ہیں اور جس طرف رخ کرتے ہیں رباعی پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں۔

شیخ نظام الدینؒ نے اپنے دل میں سوچا کہ خدا پر بھروسہ کر کے حجرے کے اندر داخل ہو جاؤں اور اس وقت حضرت سے عظیم فیض حاصل کرلوں۔ لہٰذا انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اور دروازہ کھول کر حجرے کے اندر داخل ہو گئے سر زمین پر رکھ دیا حضرت فرید الدین نے جب ان

Marfat.com

کو اس حالت میں دیکھا تو فرمایا ''مانگ نظام الدین! کیا مانگتا ہے'' میں نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ مخدوم کو چاہتا ہوں'' حضرت نے فرمایا'' کہ جو کچھ تو نے مانگا' میں نے دیا'' جو کچھ میں نے حضرت سے مانگا تھا۔ اس وقت اپنی ذات میں پایا۔ چنانچہ حضرت نظام الدین افسوس سے کہتے رہے کہ ''میں نے حضرت فرید الدین سے یہ بھی کیوں نہ مانگ لیا کہ میری موت سماع کی حالت میں ہو''

حضرت نظام الدین اولیاءؒ سماع کے بہت ہی دلدادہ اور مدح سرا تھے۔ انہوں نے سماع کو عام کرنے کیلئے بہت محنت اور کوششیں کیں۔ اگر چہ ان کے زمانے میں چند مخالفین بھی تھے مگر آپ نے قطعاً ان کی پرواہ نہ کی اور سماع کیلئے کام کرتے رہے۔

بحث و مذاکرہ سماع:۔

سید وجیہ الدین مبارک کرمانی المعروف سید خوردؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے ہی کتاب سیر الاولیاء میں تحریر کی ہے کہ جب خسرو خاں براؤن نے سلطان قطب الدینؒ کو مار ڈالا 'اس کی اولاد کا کوئی نام ونشان نہ رہا اور خود بادشاہ بن بیٹھے۔ دہلی کے تمام درویشوں کو نذرانے کے طور پر چند سکے بھجوائے۔ جو کہ بعض درویشوں نے قبول کر لئے اور بعض نے قبول نہ کئے مگر انہوں نے اپنے استعمال میں نہ لائے اور امانت کے طور پر رکھ چھوڑے۔ نظام الدین اولیاءؒ کو بھی پانچ لاکھ تنکے بھجوائے جو کہ انہوں نے مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔

چار ماہ کے بعد شہر دیپال پور کا حاکم غازی ملک دہلی کی طرف فوج لایا اور خسرو خاں کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا اور اپنے آپ کو غیاث الدین تغلق کے نام سے مشہور کیا۔

مختصر طور پر اس نے جب تخت سنبھالا تو خزانے کا بھی جائزہ لیا گیا اور جو رقم خسرو خاں نے درویشوں پر خرچ کی تھی وہ واپس طلب کی گئی اب جن درویشوں نے رقم کو امانت کے طور پر اپنے پاس رکھا ہوا تھا انہوں نے تو واپس کر دی اور جنہوں نے خرچ کر لی تھی وہ واپس نہ کر سکے۔

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدینؒ سے پانچ لاکھ سکوں کا مطالبہ کیا گیا مگر آپ نے جواب دیا کہ وہ بیت المال کی رقم تھی جو کہ حقداران میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ اور میں نے ایک درہم بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا۔ سلطان یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا لیکن اس نے اپنے دل میں بغض رکھ لیا کیونکہ اس کے پاس کوئی ایسی دلیل نہ تھی جس کی وجہ سے وہ مواخذہ کرتا۔

حضرت شیخ کے ایسے بھی دوست تھے جو سماع کے مخالف تھے اور اس بنا پر آپ نظام الدین سے بھی بغض رکھتے تھے انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور سلطان کو ان کے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص سماع اور لہو و لعب میں مشغول رہتا ہے جو کہ حنفی مذہب میں مباح نہیں ہے اور کوئی کام نہیں رکھتا۔ لہٰذا سلطان کو چاہئے کہ وہ شہر کے علماء کو بلا کر ایک محضر تیار کرائے اور شیخ کو بھی ان کے درویشوں کے ساتھ بلایا جائے تا کہ وہ بھی اس معاملے میں اپنا موقف پیش کر سکیں۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ تغلق آباد میں محضر تیار کروایا اور شیخ صاحب کو بلایا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۲۵۳ علماء کرام جو کہ علم میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے' کو مدعو کیا گیا اور یہ حضرت سے سماع کے معاملہ میں مخالفت رکھتے تھے حضرت شیخ نظام الدینؒ بھی اپنے درویشوں کے ساتھ شریک ہوئے۔ ان کے ساتھ مولانا فخر الدینؒ تھے جو کہ علم کے سمندر تھے اور اجتہاد کا دعویٰ کرتے تھے۔

مولانا فخر الدین زرادیؒ نے سلطان سے کہا کہ ان تمام علما میں سے دس ایسے علما الگ کر لئے جائیں جو سب سے زیادہ عالم اور فاضل ہیں تا کہ ان سے بحث کی جا سکے۔ اور اگر رخصت کا پہلو ثابت ہو جائے اور جواز ثابت کریں۔ سلطان نے قاضی رکن الدین دلوالجی کی طرف رخ کیا جو اس وقت بادشاہ کا حاکم تھا۔ قاضی مذکور حضرت نظام الدین کی عداوت میں پیش پیش تھا قاضی حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا حضرت شیخ سے کہا کہ اے درویش! اس میں شک نہیں کہ تم اپنے مریدوں اور دوستوں کے ساتھ اکثر سماع و سرود میں مشغول رہتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی روایت ہے؟ جس کو بیان کرو حضرت شیخ نظام الدین نے حضور اکرم ﷺ کی حدیث بیان کی۔ قاضی مذکور نے کہا کہ تم مجتہد نہیں ہو کہ حدیث سے تم تمسک کرتے ہو۔ تم مقلد ہو تو امام ابو

Marfat.com

حنیفہ کی کوئی روایت بیان کرو تا کہ تمہاری بات قبول کی جائے آپ نے جواب دیا کہ قول مصطفیٰ کے ہوتے ہوئے آپ مجھ سے قول حنفی طلب کررہے ہو؟ پھر قاضی نے جواب دیا کہ اے درویش اگر سماع وسرود کے بارے میں عالمانہ رائے اور شریعت کا طریقہ رکھتے ہو تو بیان کرو۔ شیخ نے فرمایا ! کہ تجھ کو اس معاملہ میں حکومت کا غرور ہے؟ انشاء اللہ تعالیٰ تو جلدی ہی اس بے ادبی کی وجہ سے اس عہدے سے سبکدوش ہو جائے گا۔ جو دوستان خدا سے کررہا ہے۔ تیرا ایمان تو سلب نہیں ہو گیا ہے۔ یہی گفتگو جاری تھی کہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریاؒ کے نواسے مولانا علم الدین علامہؒ آن پہنچے سلطان ان کے استقبال کیلئے آگے بڑھا مگر مولانا علم الدینؒ ان سے پہلے شیخ نظام الدینؒ کی طرف متوجہ ہوئے اور مصافحہ کیا اور احترام پیش کیا اس کے بعد سلطان سے ملاقات کی اور کہا کہ حضرت شیخ کو یہاں کس لئے بلایا گیا ہے؟ سلطان نے کہا کہ علماء نے سماع کے معاملے میں ایک محضر تیار کیا ہے الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیج دیا ہے تاکہ حق ظاہر ہو جائے۔ مولانا علم الدین نے جواب دیا میں مکہ، مدینہ، مصر، شام میں گھوما پھرا ہوں۔ علمائے عظام کے باوجود ہر جگہ مشائخ کرام سماع سنتے ہیں، کوئی منع نہیں کرتا۔ بلاشک وشبہ سماع اس کے اہل کیلئے مباح ہے حضرت شیخ اور ان کے اصحاب اہل اللہ ہیں اور کمال اخلاق وزہد وتقویٰ کے ساتھ ان کا ظاہر و باطن آراستہ ہے۔ سب صاحب کمال اور اہل حال ہیں ان کی برکت سے درویشوں کے گروہ پر اثر ہوا ہے اور حضرت رسول اکرم ﷺ سے سماع ثابت ہے اور وجد بھی ثابت ہے۔ جب مولانا نے یہ ذکر فرمایا تو سلطان اٹھا اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ حضرت شیخ سے معذرت چاہی اور رخصت کیا، کہتے ہیں کہ جب حضرت شیخ اپنے مکان غیاث پور میں پہنچے اس وقت ایک شخص نے خبر دی کہ آپ کی واپسی کے بعد سلطان بہت شرمندہ ہوا اور قاضی رکن الدین کو عہدہ حکومت وقضاۃ سے معزول کر دیا۔

Marfat.com

باب ۳۲

کرامات

آپ نے کیلوکھری اور غیاث پور دونوں جگہوں پر رہنا شروع کر دیا جب جی چاہتا تو غیاث پور چلے جاتے اور جب مرضی ہوتی تو کیلوکھری کا رخ کر لیتے۔ مگر چونکہ آپ ہر وقت روزہ سے ہوتے تھے اور عمر کا تقاضا بھی ایک ضروری امر ہوتا ہے تو قدرے کمزوری محسوس ہونے لگی اور پیدل آنے جانے میں دقت محسوس ہونے لگی آپ کا یہ دستور تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کیلئے غیاث پور سے کیلوکھری پیدل آتے تھے اور ایک دن راستے میں آتے ہوئے دل میں خیال آیا کہ ایک میل کا پیدل سفر کرنا اور موسم کا گرم ہونا دونوں مشکلات کا باعث ہیں لہٰذا اگر کوئی سواری ہو تو بہتر ہے اور اس زمانے کے مطابق گھوڑے یا گدھے کی ہی سواری میسر تھی یہ دل میں اچانک خواہش پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی خواہشات کا احترام فرماتا ہے اور ان کی فوراً دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ حضرت شیخ نورالدینؒ ملک کے خادم کے پاس ایک گھوڑی تھی۔ شیخ نورالدین کو رات خواب میں اشارہ ہوا کہ آپ کے خادم کے ہاں جو گھوڑی ہے وہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کو پہنچا دی جائے کیونکہ وہ غیاث پور سے کیلوکھڑی جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے پیدل جاتے ہیں ان کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا جب شیخ نورالدینؒ بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ گھوڑی لے جا کر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو دے آئے دوسرے دن بھی یہی خواب آیا آخر کار ملک کا خادم گھوڑی لے کر حضرت خواجہ نظام الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ چونکہ تم خادم اپنے شیخ نصیر الدین ملک کے حکم سے گھوڑی لایا ہے لہٰذا جب تک میں اپنے شیخ فرید الملت والدین سے اجازت حاصل نہ کرلوں میں اس وقت تک یہ گھوڑی نہیں لوں گا لہٰذا خادم گھوڑی واپس لے کر چلا گیا اور تیسری رات اس خادم نے پھر ملک یار میراں کو خواب میں دیکھا اور فرمایا کہ ''جا گھوڑی حضرت نظام الدین فرید الملت والدین

Marfat.com

کے پاس لے جا کیونکہ آج رات ان کے شیخ نے ان کو گھوڑی لینے کا حکم دے دیا ہے وہ اب ضرور قبول فرمائیں گے۔ لہٰذا وہ خادم دوسری صبح گھوڑی کو لے کر آپ کے پاس آ گیا اور آپ نے اسی وقت گھوڑی کو قبول فرمالیا۔

۱۱۔ شیخ نورالدین ملک کی کرامت:۔

شیخ ملک نورالدین کی پیدائش لاہور میں ہوئی اور شیخ اعزالدین شیخ دانیال کے مرید تھے اور شیخ ملک نورالدین غیاث الدین بلبنؒ کے زمانے میں دہلی میں آ کر قیام پذیر ہوئے تھے۔ اورانہوں نے دریائے جمنا کے کنارے ابابکر طوسی حیدری کے نزدیک مکان بنایا تھا اور ابابکر طوسی ایک قلندر تھا مگر ابابکر قلندر اس کی اس رہائش گاہ بنانے پر رضامند نہ ہوا اور جھگڑا کرنے لگا اور یہاں سے چلے جانے کیلئے کہا اور دوسری شرط لگائی کہ سلطان غیاث الدین بلبنؒ سے جا کر اجازت نامہ لاؤ بصورت دیگر یہاں سے چلے جاؤ اور دوسری جگہ اپنی رہائش گاہ بناؤ مگر اس زمانے میں غیاث الدین بلبنؒ ٹھٹہ میں رہتا تھا جو کہ کافی مسافت پر واقع تھا نورالدین بھی ولی اللہ اور برگزیدہ ہستی تھی وہ فوری طور پر ٹھٹھہ پہنچے اور سلطان غیاث الدین بلبنؒ سے ملے اور تعظیم وتکریم حاصل کی اور سلطان کو اصل صورت حال سے بھی آگاہ کیا تو سلطان نے اسے اجازت کے ساتھ چار گاؤں کا فرمان بھی دے دیا اور فرمان کے اندر ہی بہت تکبر کا بھی ذکر کر دیا اور ان سے رخصت ہو کر چند دن میں واپس پہنچ گئے درویش یہ حال دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہا کہ یہ مرد پران (اڑنے والا آدمی) تھا کہ اتنی جلدی ٹھٹھہ غیاث الدین بلبنؒ کے پاس گیا اور پروانہ لے کر واپس بھی آ گیا۔ اور اس کے بعد وہ ملک باپران ہی مشہور ہو گئے ابواسحامیوں کی رسم کے مطابق زرد خرقہ پہنا کرتے اور ان کے لباس پر زرد رنگ کے نشانات ہوتے تھے اور ان کے ملک میں زرد رنگ کی روئی ہوتی تھی اس سے زرد روئی کا لباس بنا کر پہنتے تھے۔ شیخ نورالدین ملک یا پران کا انتقال ۶۹۵ ہجری کو ہوا اور اس کے بعد شیخ المشائخ نظام الملت والدین ان کی وفات کے بعد دہلی واپس چلے گئے اور باقی عمر وہیں

Marfat.com

پر ہی گزاری۔

مولانا شعیب کا مصلّٰی اور ٹوپی لانا:۔

ایک دفعہ حضرت مولانا شعیب جو کہ ایک درویش تھا وہ سیاہ غدے کا مصلّٰی اور نمدے کی ہی ایک ٹوپی آپ کے پاس لایا اور آپ کو پیش کردی۔ اور عرض کیا یہ تحفے حضرت شیخ المشائخ فرید الملت والدین نے آپ کیلئے بھیجے ہیں شیخ صاحب نے وضو فرما کر اسی مصلّٰی کو بچھا کر دو نفل شکرانے کے ادا کئے اور اسی وقت شعیب کے ہاتھ پچاس دینار سرخ شکرانے کے طور پر بھی بھیجے اور معذرت بھی کی کہ یہ آپ کی شان کے لائق تو نہیں مگر براہ کرم قبول فرمائیے۔ شیخ شعیب چند روز تک آپ کی خدمت میں رہا اور پھر واپس جانے کیلئے اجازت طلب کی کہ وہ خواجہ شیخ المشائخ فرید الملت والدین کی خدمت میں بھی حاضر ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنے دست مبارک سے لکھی ہوئی ایک عرض داشت اور کچھ تبرکات آسمان بزرگی کے آفتاب کیلئے روانہ فرمائے اور یہ رباعی بھی عرض داشت میں لکھی:۔

ے زاں روئے کہ بندہ تو خوانند مرا۔ برمردمک دیدہ نشانند مرا
لطفے عامت عنایتے فرمودست۔ ورنہ چہ کسم خلق دا مرنند مرا

نظر کی کرامت:۔

مولانا کمال الدین سامانی اور حضرت فخر الدین زرادی ابتدائی زمانے میں اکٹھے پڑھتے تھے اور مولانا فخر الدین زرادی علم وفضل میں کمال تک پہنچ گئے اور وہ درویشوں پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے بلکہ بدظن تھے اور کہا کرتے تھے کہ انہوں نے محض روٹی کا بہانہ بنا رکھا ہے اور یہ اکثر جاہل اور مفت خور ہوتے ہیں اور اپنے جھوٹ کو کرامت کا نام دیتے ہیں تا کہ کھانے پینے کا سامان ملتا رہے اور مولانا کمال الدین سامانی حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے مرید اور پکے معتقد تھے۔

Marfat.com

ایک دن مولانا کمال الدین نے مولانا فخر الدین زرادی کو دعوت دی کہ ایک دن شیخ الاولیاءؒ نظام الدینؒ کی خدمت میں چلیں اور ملاقات کا شرف بھی حاصل کر لیں۔ پہلے تو انہوں نے اتفاق نہ کیا اور عدم دلچسپی کا اظہار کیا مگر مولانا کمال الدین نے بہت اصرار کیا تو وہ مان گئے اور ملاقات کیلئے جمعہ کا دن مقرر کیا گیا مگر اتفاق سے اس دن کسی امر مجبوری سے وہ نہ جا سکے' اگلے روز ملاقات کیلئے چلے گئے اور جب ان کی شیخ الاولیاءؒ نظام الدین سے ملاقات ہوئی اور فخر الدین زرادی نے ان کا چہرہ مبارک دیکھا اور ان کی تقریر اور بیانات سنے تو حیران رہ گئے جب ملاقات سے واپس ہوئے تو مولانا زرادی نے مولانا کمال الدین سامانی سے ملاقات کی حقیقت دریافت کی تو مولانا فخر الدین سامانی نے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ تم حقیقت پر تھے اور میں غلط خیالات رکھتا تھا اور کہا کہ شیخ واقعی عارف اور ولی ہیں۔ جب دو تین دن گزر گئے تو مولانا فخر الدین زرادی نے خود اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے شیخ الاولیاء کے پاس لے چلیں ''میں ان کا مرید ہونا چاہتا ہوں'' مولانا کمال الدین سامانیؒ دوبارہ لے گئے اور مولانا فخر الدینؒ مرید ہو گئے اور بال منڈوا دیئے۔ یہ بھی حضرت خواجہ نظام الدین کی نظر کی تاثیر اور نظر کرامت تھی کہ جو نہی کوئی ان کی طرف دیکھتا وہ فوراً ان کے اندر جذب ہو جاتے تھے۔

۲۔ والدہ کی خوشنودی کی کرامت:۔

مولانا فخر الدین زرادی جب آپ کے مرید ہو گئے تو دنیا کے تمام لہو و لہب اور مشاغل سے تائب ہو گئے مگر ان کی والدہ اپنے بھائی کی بیٹی سے ان کی شادی کرنا چاہتی تھی اور شادی کا معاملہ طے ہو چکا تھا چونکہ حضرت مولانا فخر الدین زرادی کا وطن تو سامانہ ہی تھا اور کسی شخص سے ملنے وہ دہلی آئے تھے مگر مرید ہونے کے بعد انہوں نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنی والدہ کو حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ وہ اس حقیقت کو پا کر سخت ناراض اور خفا ہو گئیں۔ انہوں نے ناراضگی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا اگر تم نے شادی نہ کی اور یہاں نہ آئے تو میں ہرگز اپنا دودھ نہیں بخشوں

Marfat.com

گی اور اپنے آپ کو ہلاک کر دوں گی'' مولانا فخر الدین زرادی کو جب یہ خط ملا تو وہ بھی بڑے مضطرب اور پریشان ہوئے تو وہ اس پریشانی کے عالم میں حضرت شیخ المشائخ نصیر الدین محمودؒ کے پاس گئے اور اپنی حقیقت پریشانی بیان کی۔

انہی دنوں میں شیخ نصیر الدین محمودؒ اودھ سے حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے پاس ان کی قدم بوسی کیلئے آئے ہوئے تھے انہوں نے فخر الدین کی حقیقت سنی اور غور کیا آخر کار یہ فیصلہ کیا گیا اس مسئلے کا حل حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے دریافت کیا جائے۔ لہٰذا دونوں اٹھ کر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے یہ فیصلہ ہوا کہ یہ پورا واقعہ حضرت نصیر الدین محمود ان سے بیان کریں گے جب ان کی خدمت میں پہنچے تو وہ حسب معمول معرفت کے حقائق اور باریکیاں بیان فرما رہے تھے اور وہ ان کے بیانات کی شنوائی میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ اپنی اصل پریشانی بیان کرنا ہی بھول گئے اور کافی وقت براجمان رہے کچھ دیر کے بعد جب شیخ نظام الدین اولیاءؒ کو بیان سے فرصت ملی تو مولانا فخر الدین زرادیؒ نے مولانا نصیر الدین محمود کو اپنی بات یاد کرائی تو حضرت نصیر الدین محمودؒ نے ان کی عرض داشت حضرت شیخ المشائخ مولانا نظام الدینؒ کو بیان کردی۔ تو آپ نے پوچھا کہ فخر الدین کا منشا کیا ہے؟ کیا انہوں نے اس لڑکی سے شادی کرنے کے خیال کو ترک کر دیا ہے یا پھر وہ کسی اور لڑکی سے بھی شادی نہیں کریں گے تو مولانا نصیر الدین محمودؒ نے اپنا سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ جب سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مریدی اختیار کی ہے اس دن سے شادی کے ارادے سے بالکل تائب ہو گیا ہے اور پھر آپ نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو فخر الدین نے عرض کیا کہ اگر مشیت ایزدی اس فقیر کی نیت کے ساتھ رہی تو ہرگز شادی نہیں کروں گا۔ تو اس وقت حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیاءؒ نے وہ مصلی جس پر وہ تشریف رکھتے تھے اٹھا کر مولانا فخر الدین زرادیؒ کے حوالے کر دیا اور کہا کہ جاؤ اپنی والدہ سے ملاقات کرو اور میری طرف سے سلام کرو اور کہو کہ شیخ نے یہ تمہارے لئے بھیجا ہے اور انشاء اللہ العزیز تم سرخرو ہو کر واپس لوٹو گے۔ مولانا فخر الدین نے مودبانہ انداز میں آپ سے

Marfat.com

اجازت لی اور سامانہ کی طرف روانہ ہو گئے جہاں ان کی والدہ رہتی تھیں سامانہ پہنچ کر اپنی والدہ سے ملے حضرت کا مصلّٰی دیا اور سلام کہا۔ ان کی والدہ بھی بڑی نیک اور صالح و عابد عورت تھیں انہوں نے فوراً وضو کیا اور وہی مصلّٰی بچھا کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیا جب سجدے سے سر اٹھایا تو اپنے بیٹے مولانا فخر الدین زرادی کی طرف رخ کیا اور کہا کہ میرے بیٹے میں تجھ پر دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں خوش ہوں۔ تمہاری اپنی مرضی ہے کہ تم شادی کرو یا نہ کرو۔ یہ شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مصلے کی برکت اور کرامت تھی جو انہوں نے مولانا فخر الدین زرادی کو ان کی والدہ کیلئے دیا تھا اور چند دن کے بعد مولانا فخر الدین زرادی خوش و خرم واپس حضرت شیخ المشائخ کے پاس پہنچ گئے اور آ کر قدم بوسی کا نذرانہ حاصل کیا۔

۳۔ اولیاء کرام کا وقار اور کرامت:۔

حضرت شیخ نصیر الدینؒ سے منقول ہے کہ جب سلطان علاؤ الدین خلجی فوت ہوئے تو ان کے بعد ان کا بیٹا سلطان قطب الدین مبارک شاہ تخت نشین ہوا۔ اس نے خضر خاں کو قتل کر دیا جو کہ نظام الدین اولیا کا مرید تھا۔ لہٰذا آپ سے عداوت رکھنی شروع کر دی اور حسد کرتا تھا کہ اس کے دربار کے تمام لوگ اور تمام لشکر آپ کے معتقد اور مرید تھے اور آپ کی بہت عزت و احترام کرتے تھے اس کے علاوہ اس کو یہ بھی بڑا دوبھر گزرتا تھا کہ شیخ المشائخ کے باورچی خانے کا روزانہ ہزاروں کے حساب سے خرچ ہے وہ کہاں سے آتا ہے تو ایک دن اس نے قاضی محمد غزنوی جو کہ سلطان کے مقربین میں سے تھا اس کو بلایا اور یہ تمام معلومات حاصل کیں کہ شیخ المشائخ کے ذرائع آمدنی کیا ہے؟ اتنا خرچ کیسے پورا کیا جاتا ہے؟ چونکہ قاضی محمد غزنوی کو خواجہ نظام الدینؒ سے کوئی حسن ظن اور عقیدت نہ تھی اس نے خوب کہا کہ حضور کے اکثر امراء نذرانے اور ہدیے دیتے ہیں جن سے وہ اخراجات اٹھائے جاتے ہیں اور اتفاق کی بات اور قدرت کی کرم نوازی تھی کہ ان دنوں آپ کے باورچی خانہ میں روزانہ دو ہزار سکے خرچ ہوتے تھے۔ جن میں مجاوروں اور

Marfat.com

مسافروں کا خرچ، متعلقین کے خوردونوش کا خرچ اور غرباء اور فقراء کی بخشش اور انعامات اس کے سے الگ تھے۔

سلطان یہ سن کر اور طیش میں آیا اور اس نے طیش کے عالم میں عقل سلیم کو بالائے طاق رکھ کر یہ حکم دیا کہ اگر میرے دربار میں سے کسی بھی امراء وملوک نے شیخ المشائخ کو کوئی نذرانہ یا ہدیہ یا تحفہ دیا یا اس کے حضور میں حاضر ہوا تو اس کا وظیفہ بند کر دیا جائے گا۔ جب اس حکم کے بارے میں آپ کو علم ہوا تو آپ نے اپنے خاص خادم خواجہ اقبال کو بلا کر حکم دیا کہ باورچی خانے کا خرچہ دوگنا کر دیا جائے اور جب بھی تجھے ضرورت ہو اس طاق میں ہاتھ ڈالو اور حسب ضرورت یہاں سے نکال کر صرف کرو چنانچہ خواجہ اقبال نے ایسا ہی کیا جس کی شہرت عام ہوگئی اور سلطان کو بھی درباری مخبروں نے اس امر کی اطلاع کر دی تو خواجہ مبارک کرمانی جو کہ آپ کا خاص عقیدت مند مرید تھا' اس کے چھوٹے بیٹے سید خورد نے بتایا کہ سلطان قطب الدین اس پر بہت شرمندہ ہوا ہے اور سلطان انے اپنے مقربین میں سے ایک شخص کو شیخ المشائخ کے پاس بھیجا کہ شیخ آپ دہلی میں رہ رہے ہیں اور مجھ سے ملاقات نہیں کرتے؟

لہٰذا وہ اس ہفتے مجھ سے ملاقات کریں۔ یہ پیغام شیخ نظام الدین کو جب پہنچایا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں گوشہ نشین ہوں کہیں نہیں جاتا ہوں اور میرے بزرگوں اور پیروں کا بھی یہی طریقہ تھا وہ وزیروں اور بادشاہوں' کے پاس کبھی بھی نہیں گئے۔ مجھے معاف کریں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔''

جب سلطان قطب الدین کو یہ واپس پیغام دیا گیا تو اس نے اس کو غرور وتکبر کا رنگ دیا اور بہت ہی برہم ہوا اور اپنے حکم کی عدم تعمیل تصور کیا اس کے بعد شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے خواجہ حسن علی سنجری کو شیخ المشائخ ضیاء الدین رومیؒ کے پاس بھیجا جو کہ سلطان قطب الدین کے مرشد اور حضرت شیخ شہاب الدین کے مرید تھے اور ان کو پیغام دیا کہ سلطان کو سمجھائیں کہ وہ درویشوں کو رنج پہنچانے سے باز رہیں اور اس کی خیریت دارین اس قوم کی کم آزاری میں ہی ہے اور ہر

Marfat.com

خانوادے کی مخصوص روش اور طریقہ ہوتا ہے اور مزید کہا ''کہ اس سے قبل کسی درویش نے بادشاہوں کے دربار پر حاضر نہیں دی لہٰذا مجھے بھی مجبور نہ کیا جائے اور جھگڑا نہ کرے'' خواجہ حسن علی جب ضیاء الدین رومی کی خدمت میں پہنچے کہ نظام الدین خواجہ کا پیغام پہنچا دیا جائے تو خواجہ ضیاء الدین رومی کے متعلقین سے معلوم ہوا کہ انہیں اسہال کا عارضہ ہو گیا ہے اور وہ کسی سے ملاقات نہیں کر رہے اور وہ سخت معذور ہیں لہٰذا خواجہ حسن علی وہاں سے واپس آ گئے اور اس سے خواجہ صاحب کو آگاہ کر دیا اور شیخ نظام الدین اولیاءؒ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد خواجہ ضیاء الدین رومی کا انتقال ہو گیا اور تین دن کے بعد جب رومی صاحب کا سوئم ہوا تو بادشاہ سلطان قطب الدین بھی تشریف لایا تو اس وقت خواجہ نظام الدین بھی گئے۔ تمام لوگ احترام تعظیم کے طور پر اٹھ کھڑے ہوئے اور دست بوسی کی۔ سوئم کی فاتحہ میں پہلے قرآن خوانی ہوئی اور پھر گلاب کے پھول مجلس میں گھمائے گئے''

آپ کو معززین نے مشورہ دیا کہ چونکہ بادشاہ سلطان قطب الدین بھی یہاں موجود ہیں لہٰذا ان سے ملاقات کر لی جائے ہم ان کو اطلاع دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے اور وہ قرآن پاک پڑھنے میں مشغول ہیں اس وقت دخل نہیں دینا چاہتے مگر شیخ المشائخ کے سامنے اکثر لوگوں نے زمین پر سر رکھا اور حضرت کی قدم بوسی کی مگر سلطان کو ہر بات سخت ناگوار گزر رہی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے ایک محضر تیار کیا اور اس میں یہ بات لکھ دی کہ شیخ نظام الدینؒ کو ضرور سمجھائیں کہ اگر وہ ایک ہفتے کے بعد میرے پاس نہیں آ سکتے تو چاند رات کو آئیں اور مجھ سے ضرور ملیں اور اگر ان کو یہ بات قبول ہو تو مجھے بھی مطلع کر دیں تا کہ ان کے عزت و احترام کے مطابق تیاری کی جائے لہٰذا اس پیغام رسائی کیلئے درج ذیل حضرت خواجہ نظام الدینؒ کی خدمت میں غیاث پور پہنچے:

۱۔ سید قطب الدین غزنویؒ

۲۔ شیخ عماد الدین طوسیؒ

Marfat.com

۳۔ شیخ وحید الدینؒ

۴۔ مولانا برہان الدین بزدوی اور دیگر اکابر

وہ تمام غیاث پور میں شوال کے چاند کی ستائیسویں کو آپ سے ملے اور سلطان کا پیغام بھی پہنچایا اور اس خطرے کا بھی اظہار کیا کہ بادشاہ ناعاقبت اندیش جوان ہے اور آپ عقلمند اور صاحب طریقت پیر ہیں، جس طرح مناسب ہو عمل کیا جائے۔ اس کام میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ آپ نے تھوڑی دیر تامل کیا اور اس کے بعد فرمایا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا ظاہر کرتا ہے اور تمام کو بخیریت رخصت فرمایا۔ اور یہ سب حضرات جب سلطان کے پاس پہنچے تو انہوں نے سلطان کو کہا کہ ہم نے راضی کرلیا ہے، وہ ہر چاندرات کو آیا کریں گے اور آپ سے ملاقات کریں گے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ کہ میری بالادستی قائم رہی ہے اور میرے حکم کی تعمیل ہوگئی ہے اور اسی رات درج ذیل حضرات خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حالات معلوم کرنے کیلئے آئے۔

۱۔ خواجہ وحید قریشی جو کہ خواجہ سید الحجاب کے والد تھے۔

۲۔ خواجہ اعزاز الدین علی شاہ جو کہ خواجہ خسرو کے بڑے بھائی تھے۔

نظام الدین اولیاءؒ کے ساتھ بات ہوئی۔ حالات سے کلی طور پر بحث ہوئی دونوں اشخاص آپ کے مرید اور عقیدت مند تھے، انہوں نے یہ سوالات دریافت کئے۔

۱۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر آپ کا کیا ارادہ ہے؟

۲۔ کیا آپ ہر چاندرات کو دربار میں جائیں گے؟

۳۔ سلطان سے ملاقات کریں گے؟

حضرت شیخ نے صاف جواب دیا کہ میں اپنے پیروں اور مرشدوں کے طریقے کے خلاف ہرگز نہیں کروں گا۔ اور بادشاہ سے ملنے ہرگز نہیں جاؤں گا۔"

یہ جواب سن کر دونوں حیران ہوئے کہ سلطان آپ کی انتظار میں ہیں کہ کب سلطان کے ہاں شیخ صاحب تشریف لائیں گے مگر شیخ کا ارادہ نہیں ہے کہ وہ سلطان سے ملاقات کرے اور

Marfat.com

اس خدشے کا بھی اظہار کیا گیا کہ فتنہ پیدا ہو جائے گا اور آخر کار یہ تجویز دی گئی کہ پیرو دستگیر شیخ الاسلام فرید الملت والدین کی جانب سے متوجہ ہوں اور اس سلسلے میں ان سے مدد چاہیں۔ تاکہ یہ فتنہ وفساد جو بھڑک اٹھے گا ختم ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اس بات کیلئے متوجہ ہوں۔ مجھے اور نیت سے دینی مسائل درپیش ہیں ان کی موجودگی میں ان سے کیا بات کروں لیکن تم یقین رکھو کہ سلطان قطب الدینؒ کسی طرح مجھ پر فتح یاب نہ ہوگا۔

آپ نے ان کو جواب دیا کہ رات مجھ پر غیبی طور پر واقعہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا ایک بلند چبوترے پر قبلہ رو بیٹھا ہوں اور ایک بیل نے جس کے سینگ تیز ہیں۔ میری طرف اس نے رخ کیا اور مجھ پر دوڑا کہ مجھے نقصان پہنچائے۔ جب نہایت تیزی اور غصے میں وہ میرے نزدیک آیا۔ تو میں اٹھا اور اس کے دونوں سینگوں کو پکڑ اکر زمین پر گرادیا۔ وہ اسی وقت زمین پر گر کر مر گیا۔ خواجہ وحید الدین قریشی اور اعزاز الدین علی شاہ کو ایک قسم کا اطمینان اور تقویت حاصل ہوئی اور انہوں نے یقین دلایا کہ سلطان کبھی ان پر ظفر نہ پا سکے گا بلکہ اس کی جان کا نقصان ہوگا۔

جب چاند کی انتیس تاریخ آئی تو نماز ظہر کے بعد خواجہ اقبال حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج چاند رات ہے جو تبرک آپ ارشاد فرمائیں حاضر کروں۔ کیونکہ بادشاہ کی ملاقات کیلئے آپ جائیں گے اور بغیر تبرک کے ملاقات نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا اس وقت خاموش رہو اور کوئی دوسرا کام کرو۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو خواجہ اقبال نے پھر عرض کیا کہ ابھی وقت ہے کہ تبرک منگوالوں مگر شیخ نے کوئی جوب نہ دیا' وہ بھی سمجھ گئے اور یہ معلوم ہوا کہ حضرت بادشاہ کے دربار میں نہیں جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت سب سے اعلیٰ اور دانائی اور سچائی پر مبنی ہے اور اسی رات خسرو خاں براؤن جو سلطان قطب الدین کا پروردہ اور اعزاز دیا ہوا تھا اور سلطان مذکور نے اس کو پچاس ہزار سوار کا سالار بنایا ہوا تھا وہ موقع بہ موقع اس کو اپنا راز دار بناتا تھا چند ساتھیوں کے ہمراہ بزاز ستون محل میں جو فصیل کے دروازے کے قریب ہے اور سلطان مذکور اکثر وہاں رہتا تھا' داخل ہو گیا اور

Marfat.com

سلطان قطب الدین کو مار ڈالا۔

فتح کی خوشخبری:۔

مولانا ضیاء الدین سنامیؒ سے منقول ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ایک بڑا لشکر اپنے برادر حقیقی الغ خاں کے ساتھ ورنگل کی طرف بھیجا جو کہ جنوب کی طرف ایک ملک ہے مگر کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی نہ کوئی خط ہی آیا ہے اور میں بہت ہی پریشان اور فکر مند ہوں۔ لہٰذا آپ سے عرض ہے کہ آپ خود اپنی شمع جمال باکمال سے میرے گھر تشریف لائیں اور کوئی مناسب رائے سے نوازیں جس پر میں عمل کروں۔ مگر لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ سلطان کا در پردہ ارادہ یہ تھا کہ اس بہانے شیخ المشائخ میرے گھر پر تشریف لائیں گے اور ان کی ملاقات سے مجھے عزت حاصل ہوگی اور میں دوسرے بادشاہوں سے ممتاز ہو جاؤں گا۔ مگر اللہ والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش کی بصیرت سے نوازا ہوتا ہے وہ بھی اس اندرونی اور خفیہ بات کو کشف کے ذریعے سمجھ گئے۔ تو جب قرا بیگ آپ کے پاس پیغام لے کر آیا اور آتے ہی سر زمین پر رکھ دیا اور قدم بوسی کے بعد پیغام سنایا تو آپ نے کچھ دیر توقف فرمایا اور قرا بیگ سے کہا کہ سلطان کو تو میری طرف سے دعا و سلام کہیئے اور عرض کرو کہ جس طرح تمہیں اہل اسلام کی غمخواری کا سکہ درپیش ہے اسی طرح میں بھی شب و روز پریشان ہوں مگر انشاء اللہ کل دوپہر کو ورنگل کی فتح کی خوشخبری اور اپنے بھائی اور لشکر کی سلامتی کی خبر مل جائے گی اور چند دنوں میں الغ خاں تمہاری خدمت میں کافی مال غنیمت کے ساتھ حاضر ہو جائے گا جس سے تجھے مسرت اور تسکین حاصل ہوگی قرا بیگ نے جب یہ خوشخبری سلطان علاؤ الدین خلجی کو سنائی تو بہت خوش ہوا اور نذر مانی کہ اگر کل ورنگل کی فتح اور الغ خاں اور لشکر کی سلامتی کی اطلاع مجھے مل گئی تو پانچ سو سرخ دینار ان کی خانقاہ کے درویشوں کو شکرانے کے طور پر دے گا۔ خدا کی حکمت کہ دوسرے ہی دن دوپہر کے وقت ایک سانڈنی سوار ورنگل کی فتح کی تحریری اطلاع لے کر آیا اور سلطان کو خوشخبری پہنچائی۔ جس

Marfat.com

کی وجہ سے سلطان کا شیخ المشائخ کے بارے میں اعتقاد پختہ ہوگیا اور قرا بیگ کے ہاتھ نذر کے پانچ سو سرخ دینار بھجوائے قرا بیگ جب نذر کے سرخ دینار لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تھیلی آپ کے سامنے رکھ دی۔ جب آپ نے تھیلی کا منہ کھولا تو اس وقت ان کے پاس ایک قلندر تشریف فرما تھا جس کا نام اسفند یار تھا اور خراسان سے یہاں آیا تھا جب اس نے دیناروں کی تھیلی دیکھی تو شیخ صاحب کے نزدیک آ گیا اور کہا کہ:

الہدایا مشترکتہ ہدایہ مشترکہ ہیں

آپ نے فرمایا۔ تنہا خوشترک تنہا زیادہ اچھے ہیں۔

اور آپ نے یہ پانچ سو دینار اسی قلندر خراسانی کے حوالے کر دیئے

II۔ آپ کے حسن اخلاق اور عفو و کرم کی دوسری مثال بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص جو کہ اندر پت کے قلعہ میں مقیم تھا۔ چونکہ یہ قلعہ غیاث پور جہاں شیخ نظام الدین اولیاءؒ رہائش پذیر تھے۔ اس کے نزدیک تھا۔ اس کا نام چھجو تھا اور اس کو شیخ صاحب سے بلاوجہ عداوت اور دشمنی ہوگئی۔ وہ ہر وقت ان کے خلاف غلط الفاظ استعمال کرتا اور برا بھلا کہتا رہتا تھا اور ان کو ہر وقت ہر ممکن انداز میں تکلیف پہنچانے میں مصروف رہتا۔ خدا کی قدرت کہ وہ چھجو نامی شخص فوت ہوگیا تو جب آپ کو اطلاع ملی، آپ اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔ دفن کرنے کے بعد آپ نے اس کی قبر کے سرہانے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ جو کچھ اس شخص نے مجھے اچھا برا کہا میں نے اس کو معاف کر دیا ہے اور اس وجہ سے اس پر عذاب نازل نہ کرنا"

III۔ خواجہ حسن سنجری سے ایک واقعہ منقول ہے کہ شمس الدین نامی ایک طالب علم تھا جو کہ بہت ہی مالدار اور دہلی کے شہر میں بزازی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس کا نظام الدین پر بالکل اعتقاد نہ تھا اور ہمیشہ ان کا نام بے ادبی سے لیتا تھا۔ ایک دن عصر کے وقت موضع افغان پور کے نزدیک سے درویشوں کے ساتھ گزر رہا تھا۔ جب وہ دریائے جمنا کے کنارے پہنچا۔ تو اس نے وہاں ایک سبزہ زار دیکھا اور اس گاؤں پر اس نے شراب منگوانے کا ارادہ کیا۔ اور اچانک اس نے ظاہری آنکھوں

Marfat.com

سے شیخ صاحب کو دیکھا کہ شیخ صاحب کھڑے ہو کر اس کو انگلی کے ذریعے اس گناہ سے منع کر رہے ہیں جب اس طالب علم نے شیخ صاحب کو دیکھا تو شمس الدین نے شراب کا پیالہ پانی میں پھینک دیا، فوری طور پر وضو کیا، شیخ صاحب کی خدمت میں پہنچا اور توبہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ سعادت جس کی مدد کرتی ہے وہ گناہوں سے اس طرح باز رہتا ہے۔ جس طرح یہ شمس الدین۔ وہ آپ کا مرید ہو گیا اور اس قدر اس پر آپ کی نظر کا اثر ہوا کہ دوسرے ہی دن اس نے اپنی ساری جائیداد وغیرہ فروخت کر دی اور تمام رقم شیخ صاحب کے درویشوں میں تقسیم کر دی اور بالکل تارک الدنیا ہو گیا اور اس قدر عبادت وریاضت میں مشغول ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے مقبولین میں شامل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا ولی اللہ شمار ہونے لگا۔ یہ آپ کی نظر کی کرامت تھی کہ ایک ہی نظر میں آپ نے ایک شراب خور کی طبیعت میں تبدیلی پیدا کر دی اور وہ شرابی سے نیکوکار اور دین اسلام کا شیدائی بن کر ابھرا۔

VI۔ حضرت سلطان المشائخ شیخ نصیر الدین لودھیؒ نے خیر المجالس میں ذکر کیا ہے کہ میں اودھ کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں شمس الدین کو شہر پٹیالی میں دیکھا تو اس کے جسم پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ایک اور بھی درویش تھا ایک لاٹھی اس کے ہاتھ میں اور ایک برتن اس کے ہاتھ میں تھا جو کہ اس سے باندھا ہوا تھا جب اس کو اس خستہ حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ کیسے ہو اور کیا حال ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ شیخ کی عنایت اور خدا تعالیٰ کے کرم سے سعادت کے دروازے میرے دل پر کھل چکے ہیں'' اس وقت میرے پاس چمڑے کی ایک چھاگلی تھی۔ میں نے کہا اگر قبول کرو تو بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ میں زیادہ تر مسجد میں نماز کیلئے جاتا ہوں کسی شخص کی اس مٹی کے برتن اور لاٹھی پر نظر نہیں پڑتی اگر یہ چھاگلی ہو گی تو شائد کسی کی نیت بری ہو جائے۔ اور وہ لالچ کرے اور چوری کرے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دعا کی اور چل دیا۔ یہ بھی بزرگوں اور اولیائے کرام کی نظروں اور دعاؤں کی تاثیر کہ وہ شخص جو دل و

Marfat.com

جان سے آپ کی مخالفت کیا کرتا تھا اور ہر وقت آپ کا ذکر برے الفاظ سے کیا کرتا تھا چانک آپ کی ایک نظر م کرم سے اللہ تعالیٰ نے اس کے ذہن کو ہی تبدیل کر دیا مالدار ہونے اور تمام دنیاوی آسائشات کے باوجود جسم پر پیوند لگے کپڑے پہن لئے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیا۔

حضرت شیخ نصیر الدین نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ قاضی محی الدینؒ کاشانی سخت بیمار ہو گئے وہ بہت بڑے عالم اور فاضل شخصیت کے مالک تھے۔ اور بیماری کا بہت علاج کروایا گیا مگر بیماری میں کمی واقع نہ ہوئی اور یہاں تک حالت پہنچ گئی کہ زندہ رہنے کی امید ختم ہو گئی۔ اتفاق سے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور جب حالت دیکھی تو یہ بھی پریشان ہو گئے قاضی صاحب حالت نزع میں تھے ان کے ہوش و حواس ختم ہو چکے تھے مگر ان کی آمد سے ان کے ہوش لوٹ آئے اور وہ شیخ صاحب کے قدموں پر گر پڑے اور کلّی طور پر صحت یاب ہو کر کام کرنے لگے گویا کہ وہ بالکل پہلے بیمار ہی نہیں ہوئے۔

v۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مریدوں میں سے کسی ایک نے آپ کو دعوت پر مدعو کیا اور قوالوں کو بھی سماع کے لئے بلایا اور کھانے پینے کے لئے انتظامات کئے مگر جب سماع شروع ہوا تو اردگرد سے اتنے زیادہ لوگ آئے کہ جن کا شمار و حساب نہ رہا مگر صاحب خانہ نے کھانا صرف پچاس ساٹھ افراد کے لئے تیار کیا تھا مگر جب صاحب خانہ نے دیکھا کہ آدمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے تو وہ بھی بہت ہی پریشان ہوئے۔ آپ سمجھ گئے اور آپ نے اپنے خادم مشیر کو بلایا اور کہا کہ جاؤ لوگوں کے ہاتھ دھلاؤ اور ان میں سے دس آدمی ایک جگہ بٹھا دو اور روٹی کے چار ٹکرے کر دو اور کھانے کے دستر خواں پر رکھ دو اور بسم اللہ کہو۔ لہٰذا آپ کے خادم مشیر نے حکم کی تعمیل کی چنانچہ تمام لوگوں نے کھانا سیر ہو کر کھا لیا مگر پھر بھی بچ گیا۔

vi۔ یہ واقعہ بھی شیخ نصیر الدینؒ سے منقول ہے کہ ایک دن قاضی محی الدین کاشانی اور شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ کچھ دوست بھی آ گئے اور عرض کرنے لگے کہ آج خانقاہ طوسیاں میں محفل تھا اور ہم بھی اس میں شریک تھے۔

Marfat.com

شیخ عماد کے لڑکے آنجناب کے حق میں نازیبا الفاظ منہ سے نکال رہے تھے ہم برداشت نہ کر سکے اور وہاں سے اٹھ کر ہم یہاں آ گئے ہیں آپ نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنی زبان سے فرمایا کہ ایک روز ایک بے ہودہ گوفقیر شیخ فریدالدین کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت شیخ فریدالدین نے اس کو کچھ دے کر رخصت کر دیا۔ چلتے وقت شیخ فریدالدین کے مصلے پر ایک کنگھی دیکھی شیخ نے اس کو طلب کیا۔ شیخ نے جواب نہ دیا درویش نے کہا کہ اے شیخ! اگر کنگھی مجھے دیدو تو تم پر برکت نازل ہوگی۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ جا میں نے تجھے اور تیری برکت کو اب رواں میں ڈال دیا ہے اور چند دنوں کے بعد وہ درویش غسل کے لئے دریا میں گئے تو ڈوب گئے۔

اولیاء اللہ کے بارے میں حسن ظن ہی رکھنا بہتر ہوتا ہے ویسے ہی اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی کے بارے میں حسن بد نہیں رکھنا چاہئے مگر برگزیدہ اور علماء فضلاء اور اولیاء اللہ کے بارے میں تو حسن ظن ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے مگر فی زمانہ میں یہ بھی مشکل ہو گیا ہے کہ ان کی اندرونی حالت کو کون جانے اور ان کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کی جائیں۔

حضرت نصیرالدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ دہلی میں ایک ترک تھا جس کا نام تلیفہ تھا اور وہ شیخ نظام الدین سے کامل اعتقاد رکھتا تھا وہ ایک دن سو دینار آپ کی خدمت میں لایا مگر آپ نے قبول نہ فرمائے جس سے وہ بڑا افسردہ ہوا۔ آخر آپ نے اس کی اسقدر حالت کو دیکھ کر ایک دینار اس کا لیا اور بقایا کے لئے کہا میں نے تجھے بخش دیئے ہیں۔ آپ کے کام آئیں گے وہ پھر بھی غمگین دکھائی دے رہا تھا۔ آپ دریائے جمنا کے کنارے بیٹھے تھے آپ نے تلیفہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ دریائے جمنا کی طرف دیکھو۔ جب تلیفہ نے دریا کی طرف دیکھا تو تمام دریائے جمنا سونے کے پانی سے بھرا ہوا پایا اس نے زمین پر سر رکھ دیا تو حضرت خواجہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ خبردار کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہ سکا اور یہ واقعہ دوسروں کو بتا دیا۔

ii۔ یہ واقعہ بھی نصیرالدین محمود اودھی کے منقول ہے کہ حمید قلندر ابھی بارہ سال کی عمر کے تھے اور اپنے والد مولانا تاج الدین کے ساتھ جو حضرت شیخ نظام الدین کے مریدوں میں سے تھے وہ

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین کے دستر خوان پر بیٹھے تھے۔ حضرت نظام الدین نے مولانا تاج الدین کو ایک روٹی دی۔ حمید قلندر نے وہ روٹی اپنے باپ تاج الدین سے لے کر اپنی بغل میں دبالی۔ جب وہ مجلس سے باہر نکلے تو دیکھا کہ دہلیز پر چند قلندر براجمان ہیں جب ان کی نظر حمید پر پڑی۔ ان میں سے ایک قلندر نے کہا اے لڑکے! اگر تیرے پاس روٹی ہو تو ہمیں دیدو مگر حمید نے کہا کہ میرے پاس روٹی نہیں ہے۔ قلندر جو کہ اہل دل تھا اس نے کہا کہ حضرت شیخ نظام الدین نے اپنے سامنے سے ایک روٹی اٹھا کر تمہارے والد کو دی تھی وہ تمہاری بغل میں ہے وہ ہمیں دے دو۔ یہ سن کر وہ حیران ہوا اور فوراً بغل سے روٹی نکال کر قلندروں کو دیدی۔

پیچھے سے مولانا تاج الدین بھی آ گئے تو انہوں نے حمید سے پوچھا کہ روٹی کہاں ہے حمید نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حمید کی گردن پر اس نے زور سے تھپڑ رسید کیا۔ عقیر وکی اور حمید کا ہاتھ پکڑ کر پریشان حضرت شیخ کے سامنے لے آیا اور کہا کہ مخدوم کی جو روٹی آپ نے مجھے عنائت کی تھی وہ میں نے اس کو دیدی تا کہ اپنے بال بچوں کو دوں تا کہ اس کی بخشش کا باعث ہو مگر اس نے وہ روٹی دروازے پر بیٹھے ہوئے قلندروں کو دیدی۔ آپ نے فرمایا وہ درویشوں کا حصہ تھا وہ کھا گئے؟ اور تیرا یہ لڑکا آخر کار قلندر ہو جائے گا۔ اور وہ لڑکا جس کا نام حمید تھا وہ قلندر ہی ہو گیا۔ اگرچہ وہ دانشمند اور فاضل ہوئے لیکن وہ قلندری کے لباس میں رہتے تھے سر اور داڑھی کے بال منڈواتے تھے۔ وہ دولت آباد میں مولانا برہان الدین کی خدمت میں رہے اور ان کے ملفوظات بھی لکھے۔

اگرچہ وہ قلندری کے لباس میں رہتے تھے اور ریاضت و عبادت میں بروقت مشغول رہتے تھے اور نماز با جماعت پڑھتے۔ اور ان کا قلندر محض اس وجہ سے بنتا تھا کہ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین کی زبان سے یہ لفظ نکلا تھا۔ کہ یہ لڑکا قلندر ہو گا۔

آپ کی زبان کا ہر لفظ کرامت سے کم نہ ہوتا تھا۔ آپ کی زبان میں بے حد درجے کی تاثیر تھی۔ آپ کی ایسی بہت ہی کرامات ہیں کہ جس طرح آپ نے زبان سے نکالا ویسا ہی ظہور عمل میں آیا اور لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ محض اللہ والوں کا ہی خاصہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ کی

Marfat.com

مرضی کے بغیر کوئی عمل نہیں کرتے۔ قرآن وسنت کے تحت پابند اور شرع کے مقلد ہوتے ہیں۔

خلفاء کبائر:۔

آپ سے جن درویشوں نے خلافت کا خرقہ پایا ان میں زیادہ اہم درج ذیل میں دیئے جاتے ہیں جنہوں نے بعد میں مخلوق خدا کو رشد وہدایت کی روشنی سے منور فرمایا اور اُن کی ان تھک کوششوں کی وجہ سے آج تک ان کا نام بڑے احترام اور عقیدت سے لیا جاتا ہے۔

۱۔ شیخ حضرت برہان الدینؒ

۲۔ شیخ حضرت کمال الدین یعقوبؒ

۳۔ شیخ حضرت نصیر الدین محمود اودھی ان کو حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے دوست گنج معانی بھی کہا کرتے تھے یہ دہلی میں وفات کے بعد دفن ہوئے۔

۴۔ حضرت مولانا فخر الدین زرادیؒ جو مکہ معظمہ کے راستے میں رحمت حق سے ایک دریا میں ڈوب گئے تھے)

۵۔ حضرت شیخ رضی سراجؒ (جو کہ شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ میں آرام کرتے ہیں۔

۶۔ حضرت شیخ شہاب الدین امامؒ۔ ان کا مقبرہ بھی پرانی دلی میں ہی ہے۔

یہ تمام درویش ظاہری وباطنی علوم سے آراستہ وپیراستہ تھے اور مسند متمکن قائم تھے۔ اورن کے علاوہ اور بھی بہت سے خلیفے تھے مگر طوالت فہرست اور کمی وقت کی وجہ سے گریز کیا جاتا ہے ان کے علاوہ درج ذیل بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔

۷۔ حضرت حسام الدین نصرتؒ خانی۔

۸۔ حضرت مولانا شرف الدین کا شانیؒ۔

۹۔ حضرت محمد کاتب جو علاوالدین خلجی حاجب تھا۔

۱۰۔ حضرت قرابیگ ترکؒ۔

Marfat.com

۱۱۔حضرت خضر خان بن سلطان علاؤالدین خلجیؒ۔

۱۲۔خواجہ مبارک کرمانیؒ۔

۱۳۔خواجہ وحید قریشیؒ۔

۱۴۔اعزالدین قریشیؒ۔

۱۵۔مولانا تاج الدینؒ۔

۱۶۔خواجہ حسن علائیؒ۔

وفات:۔

آپ نے آخری ایام میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔ بلکہ آپ نے وفات سے چالیس دن پہلے کھانا چھوڑ دیا تھا۔ آپ کو ایک دن شوربا پیش کیا گیا تو آپ نے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

''جس کے سید عالم صلی اللہ والہ وسلم مشتاق اس کو طعام دُنیا سے کیا کام؟''

گھر میں کسی قسم کی کوئی چیز نہ تھی خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ سب کچھ فقرا میں تقسیم کر دو آپ نے اپنے آخری وقت میں ایک مصلیٰ خاص دستار اور پیرہن مولانا برہان الدین غریب کو دے کر دکن کی طرف روانہ کر دیا اور دوسری دستار پیراہن اور مصلیٰ شیخ یعقوبؒ کو عطا فرمائی اور گجرات کی طرف روانہ کر دیا۔ اور تیسری دستار مولانا شمس الدین کو عطا فرمائی۔

آپ نے حضرت نصیر الدین چراغ کو بروز بدھ بعد از نماز ظہر۔ عطا مصلی تسبیح نعلین چوبین اور خرقہ جو کہ ان کو اپنے پیر و مرشد سے حاصل ہوا تھا عطا کیا اور فرمایا:

''تم کو دہلی میں رہ کر لوگوں کی جفا وقضا اٹھانی چاہئے آپ چار ماہ تک بیمار رہے اور ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ ہجری بروز بدھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ شیخ الاسلام حضرت رکن الدین ملتانی نے پڑھائی۔ آپ کا مزار پر انوار غیاث پور دہلی کے قریب ہے جس کو اب بستی نظام الدین کہا جاتا ہے آپ کا ہر سال سالانہ عرس بڑی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے اور ہزاروں لوگ فیض حاصل کرتے ہیں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے قوالی سماع منعقد ہوتی ہے۔

Marfat.com

باب ۳۴

شیخ محمد حمید الدین ناگوریؒ

پیدائش	:	۶۶۳ھ ہجری بمقام بخارا۔
نام	:	شیخ محمد
ولدیت	:	شیخ عطا اللہ محمودؒ
وطن	:	بخارا (افغانستان)
مرشد	:	شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
طریقت	:	سہروردی
وفات	:	۹۔ رمضان المبارک ۶۴۳ھ ہجری (واللہ اعلم
عمر	:	تقریبا ۱۸۰ سال

حالات زندگی

پیدائش:۔

آپ ۴۶۳ھ ہجری کو بخارا میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمد رکھا گیا۔

والد ماجد:۔

آپ کے والد ماجد کا نام عطا اللہ محمود تھا اور آپ کے والد بخارا کے حاکم تھے اس لئے آپ کو سلطان عطا اللہ محمود کہا جاتا تھا۔

Marfat.com

شجرہ نسب:۔

آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

شیخ محمد بن سلطان عطا اللہ محمود بن سلطان احمد بن سلطان محمد بن شیخ یوسف بن شیخ طیب بن شیخ اسماعیل بن طاہر بن یعقوب بن اسحاق بن اسماعیل بن قاسم بن محمد بن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق بن ؓ ابی قحافہ بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ۔

تعلیم وتربیت:۔

آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر سایہ پرورش حاصل کی۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ چونکہ وہ بخارا کے حاکم تھے اس لئے آپ کی تعلیم کیلئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کا انتظام کیا گیا۔

تخت نشینی:۔

آپ کے والد ماجد چونکہ بخارا کے حکمران تھے اور بہت بڑے اعلیٰ پایہ کے عالم اور خدارسیدہ بزرگ بھی تھے۔ ان کو آپ سے بہت محبت تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو تخت پر بٹھا دیا اور حکومت کے امور سے دستبردار ہو گئے' اس وقت آپ کی عمر باون برس کی تھی آپ بھی جہاں دیدہ اور ہوشمند عالم انسان تھے۔ آپ نے حکومت کے معاملات کو اچھے طریقے سے نبھایا اور اپنی ذمہ داریوں کو اسلامی نقطہ نگاہ سے سرانجام دیا۔

بیوی کی رحلت:۔

آپ کی بیوی بی بی ماہرو کا انتقال ہو گیا جو کہ آپ کیلئے ایک عظیم صدمے سے کم ثابت نہ ہوا اور اس صدمے نے آپ کی زندگی کا رخ ہی تبدیل کر دیا۔ بیوی کی وفات کے بعد آپ اکثر

Marfat.com

گوشہ تنہائی میں رہنے لگے اور موت اور زندگی کے معاملات پر غور کرتے رہتے ۔ آخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیا تو فانی اور ناپائیدار ہے بلکہ دنیا کی ہر چیز ہی فانی ہے اور اس حالت میں خدا سے لو کیوں نہ لگائی جائے جس کو فنا نہیں ہے؟ آپ انہی خیالات میں محو رہنے لگے اور ہر وقت گوشہ تنہائی کو اپنی زندگی کا محور بنالیا۔

تخت کو ٹھوکر ماردی:۔

آپ پر بیوی کی رحلت کا اس قدر اثر ہوا کہ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کرنا شروع کردی اور ہر وقت مجذوبوں کی طرح گہری سوچوں میں ڈوبے رہتے تھے۔ زندگی کے معمولات سے قطعاً لاتعلق ہو گئے' مگر حکومت کے معاملات بھی نپٹانے ہوتے تھے جو کہ آپ کی گہری سوچ اور گوشہ نشینی میں مخل تھے۔ آپ ہمیشہ دنیا فانی ہونے کے بارے میں متفکر رہتے تھے۔ آخر کار آپ نے دنیاوی معاملات سے کنارہ کشی حاصل کرلی۔ آپ ایک مرتبہ جنگل میں شکار کیلئے گئے اور آپ کو ایک ہرن نظر آیا جس کا آپ نے تعاقب کیا اور اس کو قریب جا کر تیر مارا جس سے ہرن زخمی ہو گیا اور آپ ہرن کو پکڑنے کیلئے قریب پہنچے تو اس زخمی ہرن نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا!

''اے عزیز تو بندہ پروردگار ہے' مجھ بے گناہ کو کیوں مارا ہے؟

اپنے پروردگار کو کیا جواب دے گا؟''

ہرن کے الفاظ کا آپ پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ آپ پہلے ہی گوشہ نشین ہو چکے تھے اور ہر وقت دنیا کے فنا ہونے کے بارے میں فکرمند اور پریشان رہتے تھے اس لئے ہرن کی حالت اور اس کے الفاظ کا اس قدر گہرا اثر ہوا کہ آپ تخت و تاج کو ٹھکرا کر تلاش حق میں نکل پڑے اور حکمرانی کو خیر باد کہہ دیا۔

Marfat.com

جستجوئے حق:۔

آپ نے جب بخارا کی بادشاہت کو ٹھوکر ماری تو حق کی جستجو میں نکل پڑے۔ بخارا سے دور دراز کا سفر بھی کیا۔ آپ بخارا سے روانہ ہوئے تو آپ کے والد ماجد بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپ کرمان پہنچے۔ آپ نے کرمان میں پہنچ کر خواجہ ابوبکر کرمانی کے ہاں قیام فرمایا۔ آپ کو حق کی تلاش کی تڑپ اس قدر تھی کہ آپ نے اپنے اہل وعیال کو کرمان میں ہی رہنے دیا اور خود اپنے والد کے ہمراہ حق کی تلاش میں نکل گئے اور حضرت خواجہ خضر کو حکم ہوا کہ وہ آپ کو تعلیم لدنی دیں۔ حضرت خواجہ خضر نے آپ کو بارہ سال تک اپنی خدمت میں رکھا اور تعلیم لدنی سے بہرہ ور کیا' جب تعلیم مکمل ہوگئی تو آپ کو حضرت خواجہ خضر نے بغداد جانے کیلئے کہا۔

خلافت:۔

آپ نے بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے بیعت کی اور خلافت کی خلعت مبارک آپ کو عطا ہوئی اور آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا گیا۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ کی توبہ:۔

یہ واقعہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ بڑے تارک الدنیا تھے اور موضع سوال میں رہتے تھے جو کہ اجمیر سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہ ابتدائی زمانے سے ہی بہت پریشان رہتے تھے۔ وہ اگرچہ بہت ہی خوبصورت جوان تھے اور ان کی خوبصورتی کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی کوئی عورت انہیں دیکھ لیتی تو فوراً ان پر فریفتہ ہو جاتی تھی لیکن جب انہوں نے حضرت شیخ معین الدین کی صحبت پائی تو آپ نے توبہ کر لی اور توبہ کرنے کے بعد ان کے ہم نشینوں نے دوبارہ گمراہ کرنے کی' کوشش کی مگر ناکام رہے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنا کمربند مضبوطی سے باندھ لیا ہے کہ معلوم نہیں کہ جنت کی

Marfat.com

حوروں پر بھی کھولوں گا یا کہ نہیں۔ آپ نے توبہ کرنے کے بعد حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور بالکل گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ان کے پاس جو کچھ بھی جائیداد تھی وہ فروخت کر دی اور اس کی ساری رقم فقروں میں تقسیم کر دی۔ صرف دس جریب زمین دریا کے کنارے پر تھی۔ جہاں وہ سبزی بو کر اپنا گزارہ کیا کرتے تھے اور اسی پر قناعت کرتے۔ گودڑی پہن رکھی تھی اور اس کے علاوہ نہ اچھا کھانا کھاتے اور نہ اچھا لباس ہی تن پر لاتے تھے نیز نذر و شکرانہ بھی کسی سے قبول نہ کرتے تھے۔ ایک رات آپ کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی گویا کہ حضرت رسول کریم ﷺ آپ کو اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ انہوں نے صبح اٹھتے ہی دنیا کو ترک کر دیا اور کسی کو کوئی خبر نہ کی اور وہاں سے چل کر بغداد پہنچ گئے۔ بغداد میں آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ملے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور خرقہ خلافت بھی انہوں نے عطا فرمایا۔ آپ نے ایک سال اپنے مرشد کی خدمت میں گزارا اور بہت سی باطنی فیوض و برکات حاصل کیں۔ بغداد میں اس وقت حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ بھی حاضر تھے' ان سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا' وہ حمید الدین ناگوری سے دلی محبت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے اجازت حاصل کی اور حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اور روضہ مبارک پر ایک سال دو ماہ اور آٹھ دن تک مجاوری کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور حج ادا کیا اور تین دن تک وہاں قیام فرمایا اور خانہ کعبہ کے خدمت گزار رہے۔ اس طویل عرصے کے دوران آپ نے بہت سے اولیاء کرام اور مشائخ سے ملاقات کی اور ان سے روحانی برکات اور علمی فیض پایا۔ اس دوران ان کی ملاقات حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔ اور آپ سے ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ:۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے کہ اسی وقت شیخ حضرت حمیدی الدین ناگوری بھی طواف فرما رہے تھے تو حمید الدین ناگوری نے ان کو بزرگ سمجھ کر ان

Marfat.com

کے پیچھے پیچھے طواف کرنا شروع کر دیا اور ان کے پاؤں پر پاؤں رکھتے چلے گئے اور یہ حمید الدین ناگوریؒ کی عقیدت تھی۔ جب حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو اس امر کا علم ہوا تو آپ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے حمید! ظاہری اطاعت کر لینا تو آسان ہے مجھے جو چیز طواف میں حاصل ہے اس کی مطابقت کرو۔ شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا مخدوم! آپ کو طواف میں کیا چیز حاصل ہے؟ جس کو میں نہیں کر سکتا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ مجھ کو ہر مقام پر ختم قرآن حاصل ہے۔ شیخ حمید الدین ناگوری حیران ہوئے اور دل میں خیال فرمایا کہ شاید قرآن کے معانی ان کے دل میں گزرے ہوں گے۔ جونہی یہ خیال ذہن میں آیا تو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا:۔

اقرا املفوظا لا موهوما

ترجمہ:۔ میں زبان سے پڑھتا ہوں، وہم وخیال سے نہیں۔

آپ نے ایسے عالی شان اور جلیل القدر مشائخ سے علمی اور روحانی فیض پائے اور بار بار ملاقاتیں کیں، جن سے آپ کی ظاہری و باطنی آنکھیں کھل گئیں اور مکہ معظمہ میں تین سال کا عرصہ گزارنے کے بعد آپ مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے دہلی پہنچے تو دہلی میں حضرت شیخ المشائخ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے اوشی وہاں موجود تھے ان سے ملاقات کا شرف پایا اور پھر تا قیامت ان سے جدا نہ ہوئے کیونکہ ان کو آپ سے بہت ہی دلی محبت ہو گئی تھی۔ دونوں نے جلوت اور خلوت میں اکٹھے ہی وقت گزارا اور دونوں ایک ہی جگہ پر دفن بھی ہوئے جو کہ عقیدت کی انتہا، سچی محبت اور خلوص دل کی مثال ہے۔ دونوں ہی برگزیدہ ولی اللہ تھے۔ آپ نے ہزاروں نفوس کو فیض پہنچایا۔

کہتر از بہتر:۔

حضرت خواجہ نظام الدینؒ سے منقول ہے کہ آپ نہایت لطیف اور نرم طبقے کے مالک تھے اور آپ کی گفتگو اکثر و بیشتر نہایت ہی آہستہ اور نرم انداز میں ہوتی تھی، سامعین کو بڑے غور

Marfat.com

سے سننا پڑتی تھی۔

ایک دن شیخ کبیر خوارزمی جو کہ بہت بڑے عالم دین تھے اور مولانا برہان الدین بلخی عراقی دونوں گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے اور آپ ان دونوں کے پیچھے خچر پر سوار آ رہے تھے' جب آپ ان دونوں کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے بھی آپ کو دیکھ لیا تو اپنے گھوڑوں کو روک لیا اور اپنے درمیان میں آپ کو جگہ دیدی اور پھر حسب معمول چل پڑے۔ حضرت شیخ کبیر نے آپ کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ تمہارا گھوڑا بہت چھوٹا ہے اور واقعی چھوٹا بھی تھا کیونکہ خچر تھا۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا اگر چہ صغیر است فامادر روش بہ از کبیر است۔

ترجمہ: اگر چہ یہ چھوٹا ہے مگر چال ورفتار میں کبیر سے بہتر ہے۔

بغیر اجازت داخلہ:۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین نے کوشک سفید کے نزدیک ایک درویش کے مکان میں ان کی دعوت کی اور قطب الدین اوشی دعوت میں تشریف لائے اور خواجہ شیخ حمید الدین ناگوریؒ بھی ان کے ہمراہ تھے ان کے علاوہ دوسرے اہل دل درویش بھی دعوت میں شریک ہوئے' اچانک مولانا رکن الدین ثمرقندی کو بھی اطلاع ہوگئی کہ فلاں قصبہ میں دعوت کا انتظام کیا گیا ہے اور وہاں سماع کا بھی پروگرام ہے اور چونکہ مولانا رکن دین ثمرقندی سماع کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھ خدمت گار اور طلباء کو لیا اور روانہ ہو گئے تاکہ وہاں جا کر سختی سے سماع سے منع کیا جائے۔ ایک درویش جن کا نام علی شوریدہ تھا' اس نے اجازت لئے بغیر گھر میں مولانا رکن الدین ثمرقندی کے آنے کی اطلاع دی۔ حضرت قطب الدین اوشی نے حیرانگی سے حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کی طرف دیکھا کہ اب کیا کرنا چاہتے؟ شیخ حمید الدین نے کہا کہ فکر مت کریں' انتظام کرلیں گے۔ خواجہ شیخ حمید الدین نے صاحب خانہ کو بلایا اور اس کو کہا تم گھر میں کسی جگہ چھپ جاؤ اور بلانے سے بھی نہ آنا۔ اگر صاحب خانہ کی مرضی کے بغیر مولانا رکن الدین

Marfat.com

ثمرقندی گھر میں داخل ہوں گے تو ان کا مواخذہ کیا جائے گا۔ اتنے میں مولانا رکن الدین ثمرقندی بھی پہنچ گئے اور دروازے پر سب آ کر رک گئے۔ انہوں نے صاحب خانہ کو اجازت کیلئے بلایا' مگر وہ نہ آئے۔ مولانا رکن الدین ثمرقندی نے دروازے پر کھڑے ہو کر انتظار کیا مگر اجازت نہ ملنے کی وجہ سے وہ اندر داخل نہ ہوئے اور واپس چلے گئے۔

شرف الدین بحری کی مخالفت:۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے روایت ہے کہ علماء کا ایک ایسا طبقہ تھا جن کو بحریاں کہا جاتا تھا۔ وہ بحریاں طبقہ خواجہ حمید الدین ناگوری کے سخت مخالف تھا' ان کی تعلیمات کا منکر تھا۔ سرسری طور پر خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کے سماع سننے کے خلاف تھا اور ان لوگوں کا خیال تھا کہ خواجہ صاحب اللہ تعالیٰ کو معشوق کہتے ہیں۔

اتفاق کی بات ہے کہ مولانا شرف الدین بحریہ سخت علیل ہو گئے تو خواجہ حمید الدین کو ان کی بیماری کی خبر ہوئی' انہوں نے خلوص دل سے چاہا کہ ان کے گھر جا کر عیادت کی جائے۔ جب آپ شرف الدین بحری کے گھر پہنچے اور کسی کو خواجہ حمید الدین ناگوری کے آنے کی اطلاع دی گئی تو مولانا شرف الدین بحری نے کہا کہ ایسا شخص جو سماع سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو معشوق سمجھتا ہے میں ایسے شخص سے ہرگز ملنا نہیں چاہتا' نہ اس کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں اور نہ اپنا اس کو دکھانا چاہتا ہوں پس ایسے شخص کو گھر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ان وجوہات کی وجہ سے خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کو عیادت کیلئے گھر میں آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور وہ واپس چلے گئے۔

خواجہ حمید الدین اور قطب الدین بختیار کاکیؒ کے سماع کا عام چرچا ہو گیا تو علماء کرام نے آپ کے خلاف فتوے دینے شروع کر دیے اور خواجہ صاحب نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے کام میں مگن رہے یہ اُن کی مستقل مزاجی کا خاصہ تھا۔ ایسے بزرگان دین اپنی دھن کے پکے ہوتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ پر خاص طور پر بھروسہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسی وقت وہاں ایک فقیہہ تھے جن کا نام مولانا داؤد تبریزی تھا' وہ بھی شیخ حمید الدین ناگوری کے پاس آئے اور انہوں نے بھی فتوے کی تصدیق کر دی تھی۔

''مرقوم داشتہ درست است'' جس کا مطلب یہ تھا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ درست ہے۔ مولانا حمید الدین ناگوری کو بھی علم ہوا مگر اس پر کوئی توجہ نہ دی اور جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا۔ مولانا داؤد تبریزی کو بہت شرمندگی محسوس ہوئی اور کوئی جواب نہ دیا آخر کار شیخ حمید الدین ناگوری نے فرمایا کہ وہ لوگ جو استفتاء کر رہے ہیں وہ ابھی تک اپنی ماؤں کے پیٹ سے باہر نہیں آئے اور تم ماں کے پیٹ سے باہر آئے ہو اور اس کمزور بچے کی مانند ہو جو اپنی کمزوری کی وجہ سے ماں کا دودھ بھی نہیں پی سکتا۔

حج کا فریضہ:۔

بغداد سے آپ مکہ معظمہ گئے' حج کا فریضہ ادا کیا اور مدینہ منورہ چلے گئے۔ وہاں آپ نے ایک سال دو ماہ سات دن قیام کیا اور ایک دن آپ کو قاضی حمید الدین ناگوری کا خطاب بارگاہ رسالت سے عطا ہوا۔ آپ ناگور سے واقف نہ تھے۔ آپ کو بتایا گیا کہ ناگور ہندوستان میں ہے تو آپ نے ہندوستان کا ارادہ کر لیا۔

ہندوستان میں آمد:۔

آپ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لائے' فریضہ حج ادا کیا اور تین سال تک وہاں ٹھہرے رہے۔ مکہ سے روانہ ہو کر بغداد میں اپنے پیر و مرشد سے فیض حاصل کیا تب ہندوستان کو عازم ہوئے۔ راستے میں کرمان سے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر پشاور پہنچے۔ پشاور میں چند دن قیام فرمایا۔ آپ نے اپنے اہل و عیال اور والد گرامی کو وہیں رہنے دیا اور خود خواجہ معین الدین چشتی اور دیگر بزرگان کے ساتھ ہندوستان آ گئے۔ ۵۶۱ھ کو ناگور کے مقام پر پہنچ گئے تو وہاں ایک

Marfat.com

بوڑھی تیلن کے ہاں قیام فرمایا اور ناگور کو آپ نے اپنی روحانی قوت سے ہی فتح کر لیا اور لوگوں نے آپ کے پیغام حق پر لبیک کہا۔

قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تعلیم کا حکم:۔

ناگور میں آپ قیام پذیر تھے کہ ایک دن حضرت قاضی کو غیب سے آواز آئی کہ اوش پہنچ کر ہمارے قطب کو تعلیم دو‘ تو آپ اس حکم کی تعمیل میں اوش کیلئے روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو بسم اللہ پڑھائی اور تعلیم دینے کا کام شروع کر دیا۔ حضرت قطب صاحب کو پہلے پندرہ سپارے یاد تھے بقایا پندرہ سپارے ان کو پڑھائے۔ ان کی قرآنی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ بغداد کیلئے روانہ ہو گئے۔ بغداد کے بعد دہلی میں آ گئے اور آتے ہوئے پشاور سے اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے آئے اور دہلی میں آ کر مکان خرید کر مستقل رہائش اختیار کر لی۔ دہلی میں ہی آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ انا لِلّٰہِ وَانَّا اِلَیْہِ راجعون .

ازدواج واولاد:۔

آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کا نام بی بی ماہرو تھا‘ جنہوں نے جلد ہی داعی اجل کو لبیک کہہ دیا جس سے حضرت قاضی صاحب کی زندگی کا ہی رخ بدل گیا۔ دنیاوی بندے سے خدائی بندے بن گئے‘ ہر وقت اللہ کی یاد میں وقت گزارنے لگے اور دنیا کے بارے میں غور وفکر کرتے۔ دوسری شادی آپ نے کرمان میں خواجہ ابوبکر کرمانی کی لڑکی حمیرا سے کی جو آپ کے ساتھ زندگی بھر رہی۔ ان سے سات لڑکے تولد ہوئے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان کی بیوی خدیجہ خالی تھیں جو زہد میں رابعہ بصری کے برابر تھیں۔ ایک ہفتے کے بعد نیم کے پتے سے ایک بار روزہ افطار کرتی تھیں۔ ایک فقیر نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ بعض مشائخ زندگی میں بڑی شہرت حاصل کر لیتے ہیں اور بعض مرنے کے بعد خاص و عام میں شہرت پاتے

Marfat.com

ہیں۔آپ نے جواب دیا کہ جو شخص اپنی زندگی میں شہرت کا خواہشمند ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے تو خداوند کریم اس کو مرنے کے بعد اس کے نام ونشان کو پوشیدہ کر دیتا ہے اور جو شخص اپنی زندگی میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے اس کا ذکر خیر مرنے کے بعد مشرق سے مغرب تک مشہور ہو جاتا ہے۔

صاحب زادگان یہ ہیں:۔

۱۔مولانا ناصح الدینؒ
۲۔مولانا احمد ظہر الدینؒ
۳۔شیخ علم الدینؒ
۴۔شیخ حسام الدینؒ
۵۔شیخ وجیہہ الدینؒ
۶۔شیخ عبداللہؒ
۷۔بی بی الہدایہ
۸۔بی بی صاحب دولت

دہلی میں سماع کی مجالس:۔

حضرت بختیار کاکیؒ بھی دہلی میں ہی موجود تھے۔استاد اور شاگرد دونوں ہی اہل حق تھے پس دونوں نے مل کر دہلی میں سماع کی مجالس شروع کی جس پر اعتراضات ہوئے آخر یہ فیصلہ ہوا آپ پہلے بغداد جا کر سماع کو جاری کرو اس پر دہلی میں کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔اس کی یہ وجہ تھی کہ بغداد میں سماع کی سخت مخالفت کی جاتی تھی۔

اس پر یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ بغداد میں سماع کی مخالفت ہے۔یہ وہاں سماع کو جاری نہیں کر سکیں گے اس لئے یہ خود بخود جھگڑا ختم ہو جائے گا۔آپ بغداد میں گئے اور وہاں ایک مرید کے گھر قیام فرمایا۔آپ نے اپنے مرید کے ہاں سماع کی مجلس منعقد کرائی۔شہنائی سنائی گئی۔لوگوں کو علم ہوا تو ایک شور مچ گیا۔اس میں قاضی، مفتی اور شہر کے لوگ شریک تھے۔کافی شور ہوا۔تو آپ کے ساتھ بحث ومباحثے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اہل حق کو سماع حلال ہے۔اور نا اہل کو سماع حرام

Marfat.com

ہے۔ اور اہلیت ایک ایسی پوشیدہ چیز ہے جس کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو سماع کا اہل ہوتا ہے وہ اس اہل کو پہچان لیتا ہے اور عام لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ اس مجلس میں ۲۷ مزامیر کو مدعو کیا گیا اور مکان کے صحن میں ان پر سرپوش رکھ دیئے گئے' جب قاضی صاحب نے ان مزامیر کی طرف توجہ کی تو وہ آواز دینے لگے اور حاضرین پر وجد طاری ہو گیا سب حاضرین نے متفقہ طور پر اقرار کیا کہ سماع اہل حق کیلئے مباح ہے۔ اس لئے سماع کی مجالس منعقد ہونے لگیں۔

دہلی کو واپسی:۔

اس فیصلے کے بعد آپ دہلی آ گئے۔ آپ اور قطب الدین سماع سنتے تھے' مگر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا اور آپ کا اقتدار بھی ناگوار محسوس ہوا تو انہوں نے سماع کی آڑ میں مخالفت شروع کی۔ قاضی سعد اور قاضی عماد کو حضرت قطب الدین کی ایسی بددعا لگی کہ ان دونوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے' جس سے سماع کی مخالفت بھی سرد پڑ گئی اور سماع کا عام رواج ہو گیا۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے روایت ہے کہ اگرچہ شیخ حمید الدین ناگوری سہروردیہ طریقت سے متعلق تھے اور شیخ شہاب الدین سہروردیہ کے مرید تھے اور دہلی میں سماع کے مخالف لوگ بھی تھے مگر سماع کے جاری کرنے کو لوگ بہتر نہ سمجھتے تھے۔ مگر آپ چونکہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی صحبت میں رہے اور دونوں کو ایک دوسرے سے بڑی محبت اور الفت تھی اور خواجہ بختیار کاکیؒ سماع کے بڑے دلدادہ تھے۔ اس وجہ سے ان پر بھی سماع کے سننے کا بہت اثر تھا اور آپ سماع کے سننے میں منہمک رہتے تھے۔ انہوں نے دہلی میں سماع کو اس قدر عام کیا کہ پوری دہلی میں ان کی سماع کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور جو مخالفین تھے ان کا زور سرد پڑ گیا اور اس سماع کے سلسلے میں مخالفت کرنے والے بھی ختم ہو گئے یہ ان دونوں بزرگوں کی دعائیں اور کوشش تھیں جس کی وجہ سے سماع کو عام رواج ملا حالانکہ مخالفین اس کو رواج دینے میں خوش نہیں تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی برکت سے دہلی میں سماع کو رواج دیا اور ان کو روکنے والے نہ رہے۔ جس سے لوگوں میں

Marfat.com

اسلام کی رغبت میں بہت اضافہ ہوا۔ کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور مسلمانوں نے بھی اپنے گناہوں سے توبہ کی۔

ناگور کی قضاۃ:۔

اس وقت سلطان شمس الدین التمش ہندوستان کے حکمران تھے۔ اور وہ آپ کے بہت مقلد اور احترام کرتے تھے۔ انہوں نے آپ کو قاضی کا عہدہ دیدیا۔ آپ نے تیس سال تک بخوبی فرائض انجام دیے۔ آپ نے قصبہ رحل آباد بھی کیا۔ اس کے بعد آپ کو حضور اکرم ﷺ سے بشارت ہوئی کہ آپ حرمین تشریف لے جائیں آپ نے قضاۃ کا عہدہ اپنے بیٹے احمر ظہر الدین کے حوالے کر دیا اور خود مکہ معظمہ روانہ ہو گئے اور کچھ عرصہ قیام کر لینے کے بعد واپس دہلی آ گئے۔

رحلت:۔

آپ رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھا رہے تھے اور قرآن ختم کیا۔ نماز کے بعد سجدہ کیا اور سجدہ میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور سجدے سے سر ہی نہ اٹھایا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ آپ سجدے میں ہیں مگر آپ فوت ہو چکے تھے لوگوں کو کافی دیر کے بعد اصل صورت کا علم ہوا آپ کی رحلت ۴ رمضان المبارک ۶۴۳ھ ہجری کو ہوئی اور وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک (۱۸۰) ایک سو اسی سال تھی۔ آپ کا مزار مبارک مہرولی میں واقع ہے جو کہ مرجع خاص و عام ہے۔

سیرت پاک:۔

آپ صاحب دل اور صاحب علم بھی تھے۔ ظاہر و باطن میں کمال رکھتے تھے آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ دہلی میں آپ نے سماع کا سکہ جما دیا تھا۔ آپ علم کے دریا تھے۔

Marfat.com

علمی ذوق:۔

آپ سماع کے چونکہ بہت شوقین تھے چنانچہ آپ نے اس کو ترویج دینے کیلئے ۲۷ رسالے لکھے' آپ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱۔طوالع الشموس' شرح اسمائے حُسنیٰ' ۔لوامع' ۳۔لوائح' ۴۔مطالعہ شرح چہل' ۵۔حدیث' ۶۔کتاب ہفت احباب' ۷۔رسالہ (قاضی حمیدالدین ناگوری)

تعلیمات:۔

آپ کی تعلیمات اسرار حقیقت اور معانی طریقت کا بیش بہا خزانہ ہیں۔آپ نے فرمایا۔جس شخص کا خدا کے ساتھ معاملہ نہیں ہے اس کی بات کسی کے دل میں اثر نہیں کرتی تو معلوم کر کہ نماز میں تکبیر مقام ہیئت ہے۔قیام مقام ہیئت ہے۔قرآت مقام مکالمت ہے۔رکوع مقام خوف ہے۔سجود مقام مشاہدہ ہے۔قعود مقام الفت ہے۔آپ نے فرمایا۔قبلے چار ہیں۔

۱۔قبلہ حورج ہے جو تمام مسلمانوں پر فرض ہوا جس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔قبلہ دل ہے کہ اصحاب طریقت کو اس سے توجہ ہے اور اس میں ان کی مشغولی ہے۔

۳۔قبلہ پیر ہے کہ مریدوں کی توجہ شیخ کی جانب ہو۔

۴۔قبلہ وجہہ اللہ ہے اور تمام قبلوں کو محو کرنے والا ہے اور رسل وانبیاء اور اولیاء کی توجہ اس جانب ہے۔

Marfat.com

باب ۳۵

کرامات

یہ واقعہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود لودھی سے منسوب ہے کہ:۔

ا۔ دہلی پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اس دنیا فانی سے رحلت فرما چکے تھے۔تو ان کی وفات کے بعد دہلی میں سخت خشک سالی شروع ہوئی جس نے طول پکڑا اور غلہ بہت ہی مہنگا اور نایاب ہو گیا لوگوں میں بڑی پریشانی کی حالت پیدا ہو گئی۔ پانی کی سخت قلت کی وجہ سے انسان، حیوان اور چرند و پرند بھی پریشان نظر آنے لگے غرضیکہ پوری خلق خدا پریشان اور متفکر ہوئی اور حالت لوگوں کے فاقوں تک پہنچ گئی۔ سلطان التمش نے اپنے ایک معتمد کو بلایا اور کہا کہ جاؤ اوشہر کے درویشوں کو میرا اسلام کہو اور یہ بھی کہ دشمن سے جنگ وجدال اور ظالموں اور کافروں کا دفع کرنا اور دیگر قسم کے مختلف فتنوں کو دور کرنا تو بادشاہ ہی کا کام ہے اور ہم نے اس سلسلے میں حتی المقدور اپنا فرض ادا کیا ہے۔لیکن حق تعالیٰ کی طرف توجہ باطنی کرنا اور اہل اسلام خلائق وخاص وعام کیلئے دعائے خیر کرنا آپ حضرات سے متعلق ہے آپ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ فرمائیں اور بارش کیلئے دُعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی توجہ اور خلوص دعا کی برکت سے کرم فرمائے اور مصیبت زدہ لوگوں پر رحمت کی بارش ہو اور لوگوں کی جان میں جان آئے۔ دوبارہ لوگوں کو زندگی نصیب ہو۔ پانی کسی کو میسر نہیں آرہا، فصلیں تباہ و برباد ہو چکی ہیں اور لوگوں کو غلہ کی قلت کی بھی شکایت ہو رہی ہے۔ بادشاہ کا یہ پیغام جب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کو ملا تو انہوں نے بادشاہ کو جواب دیا کہ بادشاہ کو سلام پہنچایا جائے اور کہا جائے کہ درویشوں کے بلانے کیلئے دعوت کا انتظام کریں اور اس دعوت میں سماع کا بھی انتظام ہو بہت بارش کیلئے دُعا کی جائے گی۔ جب یہ پیغام واپس سلطان شمس الدین التمش کو پہنچا۔تو بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ درویش دعا کیلئے مان گئے ہیں اور سماع کی بھی فرمائش کی گئی ہے لہذا انشاء اللہ ضرور بارش ہو گی۔ اس نے

Marfat.com

دعوت کی تیاریاں شروع کر دیں اس کیلئے سکون بخش مقام کا انتخاب کیا گیا۔ اس کو پوری طرح صاف کرایا گیا اور فرش کیلئے دریاں وغیرہ بچھائی گئیں۔ اور عمدہ قسم کے کھانے تیار کروائے گئے اور شہر کے خوش الحان قوال جو کہ اپنی آواز کی وجہ سے پورے شہر میں مشہور تھے، مدعو کئے گئے اور اہل اللہ سے کہا گیا کہ وہ کل دعوت میں شرکت کیلئے تشریف لائیں۔ جب دوسرا دن آیا تو شہر کے تمام درویش حاضر ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش کے علاوہ جن درویشوں نے اس دعوت شاہی میں شرکت فرمائی ان میں سے اہم کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ علی سنجریؒ۔

۲۔ حضرت شیخ قاضی حمید الدین ناگوریؒ۔

۳۔ حضرت شیخ احمد نہروالیؒ۔

۴۔ حضرت شیخ بدر الدین سمرقندیؒ۔

۵۔ حضرت شیخ قطب الدین غزنویؒ (جو شیخ نور الدین مبارک کے بھتیجے تھے)

۶۔ حضرت شیخ محمود موینہ دوزؒ۔

۷۔ شیخ نظام الدین اولیاء غزلویؒ۔

۸۔ دوسرے درویش، جن کی تعداد کافی تھی۔

حسب پروگرام دعوت کے انتظامات مکمل ہونے کے بعد تمام مدعوین نے شرکت فرمائی اور سماع کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ جب محفل سماع شروع ہوئی تو سماع کے دوران ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آسمان پر بادل آ گئے اور فوری طور پر بوندا باندی شروع ہو گئی اس کے بعد اس قدر زور سے بارش ہوئی کہ تمام درویشوں نے بھاگ کر مکانوں میں پناہ لی اور دعوت کا پورا انتظام بھی درہم برہم ہو گیا۔

۱۱۔ ایک مرتبہ آپ بغداد سے دہلی آ رہے تھے کہ راستے میں ایک جوگی ملا جس کا نام گیان ناتھ تھا اور اس جوگی نے آپ کو ایک قسم کی گھاس کی خبر دی کہ اس سے کسیر بنتی ہے تو آپ نے اس گھاس کو

Marfat.com

پکڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ وہ جوگی بڑا پریشان اور حیران ہوا کہ آپ نے کس قدر غلطی کی ہے کہ اتنی مہنگی اور کسیر گھاس کو دریا میں پھینک دیا جوگی نے اس امر کا اظہار کیا تو آپ نے دریا سے پکڑ کر نکال کر وہی گھاس اس کے حوالے کر دی۔ اور آپ نے اس گیان ناتھ جوگی سے کہا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ جوگی نے اپنی آنکھیں بند کیں تو پھر اس کو کھولنے کیلئے کہا گیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا نظر آیا۔ تو اس جوگی نے کہا کہ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک زمین سونا ہی سونا نظر آئی۔ اس جوگی پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کی تعلیمات کا پیروکار بن گیا۔

اقوال زرّیں:۔

آپ نے مشعل راہ کیلئے چند اقوال زریں بھی اپنی تصانیف میں درج کئے ہیں۔

☆ خوش نصیبی اور کامیابی اور بلند اقبالی اور نیک بختی کی نشانی بزرگوں کی ملاقات ہے۔

☆ اکثر آدمی غیرت اور عزت کی وجہ سے پرہیز گاری اور نیک بختی کے پردے میں رہتے ہیں۔

☆ فکر سے خالی بیٹھنا اور قوت ذہنیہ سے کام نہ لینا بھی نکمی بات ہے اور قوت نظری یعنی ذکاوت کے زائل ہونے کا سبب ہے۔

☆ نعمت کی بے قدری موجب عتاب الٰہی ہے۔

ایک شئے سے دھیان لگانا اور اس کو بخوبی حاصل کرنا اس کے ماسواء کے زائل کرنے کا سبب ہے۔

☆ دل کی سوتی وحدت میں ہے اور پریشانی اور فتور کثرت میں۔

☆ سب سے زیادہ بری چیز ناقصوں کی صحبت ہے اور اس بارے میں ناقص میرے نزدیک وہ شخص ہے جس کو کمال کا غم اور اپنے حال پر افسوس نہیں۔

☆ محبت دنیا و اعتقاد عقل و اطاعت نفس کی موجب کفر و ضلالت ہے۔

Marfat.com

خلفاء کبائر:۔

آپ کے درج ذیل خلیفے تھے جنہوں نے آپ کے بعد آپ کی تعلیمات کی شمع کو روشن رکھا۔

ا۔ شیخ احمد نہر والیؒ
۲۔ شیخ عین الدین قصابؒ۔
۳۔ شیخ شاہی رسن تاب بدایونیؒ۔
۴۔ شیخ شاہی موتی تابؒ۔
۵۔ شیخ محمود موینہ دوزؒ۔

شیخ حمید الدین ناگوریؒ بہت لطیف اور نازک طبیت کے مالک بزرگ تھے۔ وہ ہر ایک پر اپنی توجہ نہیں فرمایا کرتے تھے اور نہ ہر ایک کو اپنی مریدی میں بھی شامل کرتے تھے۔ آپ کے صرف تین ہی مرید ہوئے ہیں جن سے آپ کو محبت اور خلوص تھا۔ وہ تینوں مرید صاحب کرامات اور کشف کے مالک ہوئے ہیں۔

ان کے مختصر حالات سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

ا۔ شیخ احمد نہر والی بدایونی:۔

حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کو ان سے بہت محبت تھی۔ آپ ان کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے اور نہ ان کے مقابلے میں کسی قسم کی کسی دوسرے بزرگ کی تعریف کرتے تھے۔ آپ شیخ احمد نہر والی بدایونیؒ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ وہ دس صوفیوں کے برابر ہیں اور ان کا استغراق عبادت میں مشغول رہنا بالکل مثالی اور قابل تعریف ہے۔ جن کی تعلیمات کے طور پر انہوں نے ایک واقعہ بھی بیان فرمایا:

ا۔ ایک رات خواجہ شیخ احمد نہر والی بدایونی کے گھر میں چور آ گئے اور وہ عبادت میں مشغول تھے چور

Marfat.com

نے گھر کے کونے کونے کو چھان مارا مگر درویشوں کے گھر سے کیا ملے سوائے فقیری اور بزرگی کے۔ گھر میں سے کچھ حاصل نہ ہوا تو جب شیخ احمد نہروالی بدایونی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے چور کو دیکھا اور اس کی حالت پر ترس آیا اور رحم کھایا۔ تو آپ نے چور کو بڑے پیار اور محبت سے کہا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جا۔ سوت کا کپڑا پہننے کیلئے کھڈی پر چڑھایا ہوا ہے جلدی ہی تیار ہو جائے گا وہ ساتھ لیتے جانا۔ خالی ہاتھ گھر سے نہ جانا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے دس گز کپڑا تیار شدہ نکالا اور اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ لے کر چلا گیا۔ آپ چونکہ جولاہے کا کام کرتے تھے اور وہ کپڑا آپ نے خود تیار کیا تھا۔

اگلے روز وہی چور جو رات کو شیخ احمد نہروالی کے گھر سے کپڑا لے کر گیا تھا۔ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آیا اور اس نے رات کا سارا قصہ ان کو بتایا۔ اور ان کے حسن سلوک اور اخلاق سے متاثر ہو کر اس (چور) نے چوری سے توبہ کر لی اور خواجہ شیخ احمد کی تعلیمات پر عمل کرنے لگا۔ اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے وہ ایک نیک شخص بن گیا اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوا۔

مظلوم کو بچانا:۔

II۔ شیخ احمد نہروالی کے بہت سے مرید تھے۔ اور جب وہ نماز کیلئے مسجد جاتے تھے اور تمام مریدان کے ہمراہ ہوتے۔ علی شوریدہ جو کہ شیخ صاحب کے مخالف تھے مریدوں کی جماعت کو دیکھ کر شرمندہ ہوتے تھے۔ ایک دن شیخ احمد نہروالی مریدوں کے ساتھ کسی جگہ جا رہے تھے کہ ایک شخص پر ترکی ظلم کر رہا تھا اور بغیر کسی وجہ سے اس کو مار پیٹ رہا تھا۔ شیخ احمد نہروالی نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اس مظلوم کے گرد گھیرا ڈال دیں تا کہ وہ ترک اس ظلم سے باز آ جائے۔ اس اثناء میں علی شودیدہ بھی اس طرف آن نکلا۔ جب شیخ احمد نے علی شودیدہ کو دیکھا تو مسکرا کر کہا اے علی! ہم جو مریدوں کی جماعت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ مظلوم کو ظالم

Marfat.com

سے بچائیں۔

عین الدین قصابؒ:۔

آپ کے دوسرے بڑے برگزیدہ انور صاحب دل مرید شیخ عین الدین قصابؒ تھے' جو کہ قصائی کا کام کر کے اپنی روزی کماتے تھے۔ وہ نہایت ہی اہل کشف اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ان کی دکان دہلی کے بازار میں واقع تھی۔ یہ اس قسم کے برگزیدہ اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ کہ جس کسی کے حق میں دُعا فرماتے تھے وہ ویسے ہی قبول ہو جاتی تھی۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں عین الدین قصاب کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ ان کے فیض سے بہت سی مخلوق مستفیض ہوئی ہے۔ وہ ان کی کرامت کا ایک قصہ بیان فرماتے ہیں کہ:

ا۔ قاضی فخر الدین گا نلہ ابتدائی زمانے میں ان کی صحبت میں رہا کرتے تھے اور کافی عرصہ تک ان سے فیض حاصل کرتے رہے۔ آخر کار ایک دن عین الدین شیخ نے ان سے فرمایا فخر الدین! آپ کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ میرے لئے دُعا کریں کہ میں کسی جگہ کا قاضی مقرر ہو جاؤں تو شیخ عین الدین قصابؒ نے فرمایا جاؤ تم شہر کے قاضی ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ چند دن کے بعد شہر کے قاضی مقرر ہو گئے۔ مولانا وجیہہ الدین شروع میں آپ کی صحبت میں رہتے تھے۔ اور بڑی خدمت کرتا تھا۔ آپ کے تابع فرمان عقیدت مندوں میں سے تھا۔ آپ نے ایک دن خوش ہو کر اس سے پوچھا میرے پاس یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ عالم ربانی ہو جاؤں اور آپ نے اس کے حق میں دُعا فرمائی تو وہ بھی اپنے مقصد کے مطابق عالم بن گیا نہ صرف عالم دین ہی بن گیا بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اس علم پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی اور اہل تقویٰ ہو گئے۔

اا۔ ایک دن دوسرا آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کئی دن تک خدمت میں آتا جاتا رہا۔ شیخ

Marfat.com

عین الدین قصاب نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ آپ کے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟ تو اس شخص نے بڑے مودبانہ انداز میں عرض کیا! یا حضرت میں چاہتا ہوں کہ میں امیر ہو جاؤں۔ میں اس وقت بہت ہی تنگ دست اور محتاج ہوں۔ لہٰذا میرے حق میں دُعا فرمائیں تا کہ میری یہ تنگ دستی دور ہو جائے اور میں امیر ہو جاؤں آپ نے اس شخص کو تسلی دی اور فرمایا کہ جاؤ تم امیر ہو جاؤ گے اور ویسے ہی وہ شخص ہو گیا۔

III۔ایک شخص جس کا نام مولانا احمد تھا۔آپ کی خدمت میں رہتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا۔ آپ کی حالت کو دیکھ کر آپ کا بہت ہی عقیدت مند تھا۔آپ کی خدمت کر کے وہ بہت خوش ہوتا تھا۔آپ بھی اس سے خوش تھے۔ایک دن آپ نے اس سے بھی دریافت کیا کہ تمہارا کیا مقصد ہے؟ جس کی وجہ سے تم اس قدر خلوص اور محبت سے میری خدمت کرتے ہو تو اس شخص مولانا احمد نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ دُعا فرمائیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے اور آپ نے دُعا فرمائی تو ویسا ہی ہوا اور وہ شخص خدارسیدہ ہو گیا۔

IV۔یہ واقعہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ شاہی جو کہ حضرت حمید الدین ناگوریؒ کے مریدوں میں سے تھے۔وہ اکٹھے اپنے مریدوں اور دوستوں کے ساتھ ایک باغ میں پہنچے تھے انہوں نے اپنے مریدوں سے کھیر پکانے کی فرمائش کی۔کھیر پکانے کے انتظامات مکمل ہوئے اور کھیر پک کر تیار ہو کر کھانے کیلئے تمام مریدوں کے سامنے حاضر کر دی گئی تو آپ نے پہلے ہی لقمے میں سمجھ لیا اس کھیر پکانے کے معاملے میں کچھ بددیانتی ہوئی ہے جن دوستوں نے کھیر پکائی تھی ان سب کو بلایا گیا اور ان سے دریافت فرمایا۔دوستو! کیا معاملہ ہے؟ تم میں سے کسی دوست نے پہلے کھانے میں ہاتھ ڈالا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے کسی نے ہاتھ نہیں ڈالا لیکن صرف جب دودھ کو جوش دلایا گیا تو وہ ابلنے لگا اور زمین پر گرنا شروع ہوا تو ہم نے اس کو ضائع ہونے سے بچایا اور اس کو کام میں لایا گیا۔اور اس میں سے تھوڑا سا پی لیا گیا۔تو شیخ شاہی نے فرمایا کہ دودھ کو زمین پر بہہ جانے دیتے یا دوسرے پیالے میں لے لیتے اور اس کو

Marfat.com

امانت رکھتے کہ حاضرین کا حصہ ہوتا تو مریدوں نے (جو کھیر پکانے میں شامل تھے) کہا کہ اب ہم سے غلطی تو ضرور ہوگئی اب ہم حاضر ہیں جو سزا آپ دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ شیخ شاہی نے حکم دیا کہ ان سب کو سزا کے طور پر دھوپ میں کھڑا کیا جائے یہاں تک کہ جتنا انہوں نے دودھ پیا ہے اتنا ان کا پسینہ نکل جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جب ان کا خوب پسینہ نکل گیا اور شیخ شاہی مطمئن ہوگئے تو ان مریدوں کو بلا کر سائے میں بٹھایا گیا اور اس کے علاوہ حجام کو بھی بلایا گیا حجام سے فرمایا کہ میرے دوستوں کا جتنا پسینہ نکل چکا ہے اتنا ہی خون میرے جسم سے نکال دیا جائے اور زمین پر بہایا جائے تاکہ انصاف وادب کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ انصاف ومحبت کی یہی شرط ہے اس کے بعد آپ نے اپنے جسم سے ان کے پسینے کے مطابق خون نکلوایا اور زمین پر بہا دیا گیا تاکہ ان کو بھی اعتراض نہ ہو کہ ہمیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے۔

خواجہ شیخ شاہی صاحب کرامت اور صاحب دل بزرگ تھے۔ آپ کی بہت سی کرامتیں مختلف کتب میں موجود ہیں مگر چند ایک اہم کا ذکر ضروری ہے۔

ا۔ شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین ابوالموئید جو کہ شیخ جلال کے دادا بتائے گئے ہیں۔ وہ دہلی کے شہر بدایوں میں تشریف لائے تو وہاں بیمار ہوگئے اور بیماری نے ان کی حالت اس قدر کمزور کر دی کہ وہ نماز کیلئے بھی نہ اٹھ سکتے تھے اور مزید بستر پر کروٹ بھی نہ بدل سکتے تھے اور نیند میں بھی کمی واقع ہوگئی۔

ایک دن شیخ نظام الدین اولیاء ابوالموئید نے شیخ شاہی سے فرمایا کہ میرے لئے دُعا فرمائیں کہ اس بیماری سے نجات ملے شیخ شاہی نے فرمایا کہ آپ خود کامل بزرگ ہیں اور میں ادنیٰ آدمی ہوں میری کیا حیثیت یا طاقت ہے کہ آپ کیلئے دُعا کروں؟ لیکن شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے ان سے اتفاق نہ کیا اور بار بار دُعا کرنے کیلئے اصرار فرمایا آخر کار شیخ شاہی آپ کی بات کو ٹال نہ سکے اور کہا کہ میرا ایک دوست ہے جس کا نام شرف الدین ہے اور اس کی دکان بھی میری دکان کے ساتھ ہی ہے اور وہ درزی کا کام کرتا ہے اس کو بلاتا ہوں آخر کار ایسا ہی کیا گیا۔ شیخ شرف الدین کو

Marfat.com

شیخ شاہی نے بلایا۔ اور اس دوست سے شیخ شاہی نے کہا کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ سخت بیماری میں مبتلا ہیں اور مجھے انہوں نے دُعا برائے صحت یابی کیلئے کہا ہے اس لئے ناف سے لیکر اوپر کا حصہ میرے ذمہ رہا اور ناف سے پیر تک تمہارے ذمہ رہا۔ اس نے شیخ شاہی کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور دونوں بزرگوں نے مراقبہ کیا اور اٹھے تو شیخ شاہی نے اپنا دست مبارک شیخ نظام الدین اولیاء کے سر سے لیکر ناف تک پھیرا اور شرف الدین نے ان کے ناف سے لیکر پیروں تک اپنا ہاتھ پھیرا۔ تو یہ عمل ختم ہوتے ہی شیخ نظام الدین اولیاءؒ ابوالمویدؒ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اس قدر صحت یابی نصیب ہوئی کہ نماز کیلئے بھی کھڑے ہو گئے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل صحت یاب ہو گئے۔

وصال:۔

شیخ شاہی کی جب کرامات اور حکایات ظاہر ہونی شروع ہوئیں تو آپ مخلوق میں بہت ہی ہر دلعزیز ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض اور کرامات حاصل کرنی شروع کیں۔ لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے۔ جن کی اتنی تعداد ہو گئی کہ ایک جماعت نظر آنے لگی۔ اس وقت بداؤں میں ایک درویش رہتا تھا جس کا نام محمد نخاسی تھا۔ اس نے ایک مرتبہ مسجد میں شیخ شاہی سے ملاقات کی شیخ شاہی کا رنگ کالا تھا۔ محمد نخاسی نامی درویش نے جب شیخ شاہی کو دیکھا تو فوراً ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ اے کالے! تو نے بہت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں تو اس ہنگامے میں خود جل نہ جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی آفرین کہ اس زمانے میں شیخ شاہی کے مکان میں آگ لگ گئی جس نے سارے مکان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس وقت شیخ شاہی بھی مکان کے اندر ہی تھے انہوں نے آگ سے باہر نکلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ نکل سکے اور مکان کے اندر ہی جل کر راکھ ہو گئے۔ آپ کا انتقال ۱۲ رمضان ۶۳۲ھ ہجری کو ہوا۔ اور آپ کی عہد تغلق اور عہد اکبری میں درگاہ کی تعمیر ہوئی اور اسی

Marfat.com

زمانے میں درگاہ کیلئے کئی مواضعات معاف ہوئے یعنی آپ کی درگاہ کے اخراجات کیلئے کئی مواضع وقف کردیئے گئے تاکہ درگاہ میں جو خرچ ہوتا ہے وہ پورا ہوتا رہے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کا بھائی جن کا نام ابوبکر موگے تاب تھا وہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے اوران کا وصال بھی ۶۵۱ ہجری سے قبل ہی ہوگیا تھا۔ وہ بھی بڑے نیک اور صالح تھے۔ اور آپ کے وصال کے بعد انہوں نے بھی لوگوں کی رشد وہدایت کا کام کیا اور بہت سے لوگوں نے فیض حاصل کیا تھا۔

شیخ شاہی رسن تاب بدایونی:۔

شیخ حمیدالدین ناگوری کے تیسرے اہم مرید شیخ شاہی رسن تاب بدایونی تھے جو بداؤں کے رہنے والے تھے اور رسیاں بنا کر گزارہ کرتے تھے وہ بھی بڑے صاحب کرامت اور اہل حال بزرگ تھے۔ ان کو شیخ شاہی روشن ضمیر بھی کہا جاتا تھا۔

ا۔ ایک دن خواجہ حمیدالدین ناگوری نے شیخ شاہی کو خرقہ دیا اور حضرت شیخ محمود موینہ دوز سے کہا کہ میں نے آج اس کو خرقہ پہنا دیا ہے مجھے یہ جوان صاحب حال عبادت گزار معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا کیا ل خیال ہے؟ شیخ محمود موینہ دوز نے کہا کہ آپ نے ہر کام نہایت پسندیدہ اور برگزیدہ کیا ہے۔ آپ کا جو بھی کام ہوتا ہے وہ بہت ہی پسندیدہ اور تحسین کے لائق ہوتا ہے۔

آپ نے شیخ شاہی کو بدایون کی طرف جانے کا حکم دیا۔ اور وہاں پہنچ کر ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں مصروف رہے۔ ان سے مخلوق خدا کو بہت ہی زیادہ برکات اور فیض حاصل ہوا۔

آپ کے انصاف کا واقعہ حضرت شیخ نظام الدین بدایونی نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ:

قاضی حمیدالدین صوفی ناگوری اور شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی کا مذاکراہ: ایک

Marfat.com

مرتبہ کسی اہم کام کے سلسلے میں میں دہلی کے تمام شیوخ سلطان التمش کے پاس جمع تھے اور اس مجلس میں شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی بھی تشریف رکھتے تھے۔ تو قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریاؒ سے یہ سوال کیا کہ اے مخدوم! اس میں کیا حکمت ہے کہ جس جگہ لوگ مال رکھتے ہیں وہاں سانپ بھی اپنا مسکن بنا لیتے ہیں؟ جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے کہ خزانہ سانپ کے ساتھ ہوتا ہے اور پھول وگلاب کانٹے کے ساتھ اگرچہ سانپ اور مال میں نہ صورت کی نسبت پائی جاتی ہے اور نہ مصنوعی ہی۔ ان دونوں کے ایک جگہ بیان کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی۔ تو حضرت زکریا ملتانی نے جواب دیا کہ اگرچہ سانپ اور مال میں صورت میں کوئی نسبت نہیں ہے مگر دونوں میں مصنوعی نسبت موجود ہے کیونکہ سانپ اپنے زہر کی وجہ سے مہلک مشہور ہے اور مال بھی اکثر لوگوں کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ شیخ عبدالحمید نے کہا کہ مال بھی سانپ کی تعریف میں آتا ہے لہٰذا جس نے مال کو محفوظ کیا اس نے سانپ کو محفوظ کیا۔ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا مالدار تھے اور ان کے پاس دنیا کا مال واسباب تھا تو شیخ حمید الدین قاضی نے ان کی یہ تعریف کسی کو بتائی۔ انہوں نے فوراً جواب دیا یہ مال اگرچہ مثل سانپ کے ہے۔ لیکن جو شخص سانپ کا منتر جانتا ہے سانپ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مال دار مال کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق حقداروں میں تقسیم کرتا ہے اور خیرات کرتا ہے تو مال نقصان کی بجائے فائدہ دے گا بصورت دیگر نقصان ہوگا۔

مگر شیخ قاضی حمید الدین نے دوبارہ فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ایک پلید یا زہر والی چیز یا جانور کو محفوظ کیا جائے اور ان کے منتر کا آدمی محتاج رہے۔ کیونکہ بات تو حمید الدین قاضی کی مناسب تھی اور وزن دار تھی تو شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا نے یہ سمجھا کہ اس سوال کا براہ راست میرے ساتھ تعلق نہیں بلکہ حضرت شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی سے زیادہ ہے تو انہوں نے فوراً مراقبہ فرمایا۔ حضرت شیخ سہروردی کی روح کو حاضر فرمایا تو انہوں نے فرمایا کہ اے بہاؤالدین زکریا قاضی صوفی حمید الدین چشتی سے کہو کہ تمہاری درویشی کا حسن و جمال ایسا نہیں

Marfat.com

ہے کہ اس کو نظر لگ جائے لیکن ہماری درویشی کا جمال اتنا کامل ہے کہ اگر تھوڑی سی سیاہی اس کے چہرے پر نہ لگائیں تو نظر لگ جانے کا احتمال ہے جب حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا نے یہ جواب قاضی حمیدالدین کو دیا تو انہوں نے پھر جواب دیا کہ تمہارا حسن صفاتی ہے ذاتی نہیں ہے۔ جمال ذاتی کو کبھی نظر نہیں لگتی۔ جب بہاؤالدین زکریا نے یہ جواب قاضی شیخ حمیدالدین نے سنا تو وہ خاموش ہو گئے۔ اس سے قاضی حمیدالدین ناگوریؒ کی معرفت اور علمیت کا اندازہ ہوتا ہے وہ کس قدر عالم دین اور معرفت میں کامل بزرگ تھے اور انہوں نے کس قدر وزن دار اور ٹھوس جوابات اپنے سے بزرگ تر شیوخ کو دیئے اور ان کو مطمئن فرمایا۔ ماضی میں بزرگ اتنی محنت شاقہ سے علم حاصل کرتے تھے۔ سینکڑوں میلوں کا سفر طے کرتے اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے مگر صحیح علم حاصل کرتے تھے۔

Marfat.com

باب ۳۶

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ

نام	:	عبدالحق
پیدائش	:	ماہ محرم ۹۵۸ھ ہجری
ولدیت	:	مولانا سیف الدینؒ
خلافت	:	سید موسیٰ گیلانی / خواجہ باقی باللہ
طریقت	:	قادریہ۔ اگرچہ آپ چاروں سلسلوں سے وابستہ تھے مگر قادریہ سے واسطہ زیادہ رکھا۔
وصال	:	۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۱ھ ہجری بمقام مہرولی نزد نئی دلی۔

پیدائش:۔

آپ کی پیدائش مبارک باسعادت محرم ۹۵۸ھ ہجری کو ہوئی اور آپ کا نام عبدالحق رکھا گیا۔

والد ماجد:۔

آپ کے والد ماجد کا نام مولانا سیف الدین تھا اور آپ اچھے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ایک شاعر اور عالم ہونے کے علاوہ ایک صاحب دل بزرگ بھی تھے۔

خاندانی پس منظر:۔

وسط ایشیاء کیلئے تیرہویں صدی عیسوی ایک پرآشوب دور تھا۔ ہر طرف قتل و غارت کا

Marfat.com

بازار گرم تھا افراتفری اور لوٹ مار عام تھی ان حالات میں آپ کے دادا آغا محمد مغلوں کے جبرو استبداد سے تنگ آکر بخارا چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور سلطان علاؤ الدین خلجی کے دور میں ہندوستان آ گئے۔ آپ کے دادا آغا محمد خاندانی دولت اور عظمت کے ساتھ ساتھ روحانی اور علمی دولت سے مالا مال تھے۔ اس لئے شاہی دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے آپ کو اور دیگر خاص لوگوں کو گجرات فتح کرنے کیلئے بھیجا۔ گجرات فتح کرنے کے بعد وہیں رہائش اختیار کر لی۔ آپ کے ایک سو ایک بیٹے تھے مگر سو بیٹوں کا انتقال ہو گیا۔ اس صدمے کی وجہ سے آپ گجرات چھوڑ کر دہلی آ گئے۔ اور آپ نے ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۱ ہجری کو وفات پائی۔“

تعلیم و تربیت:۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ بہت ذہین اور عقلمند تھے چند ماہ میں قرآن پاک ختم کر لیا اور تھوڑی ہی مدت میں قرآن حفظ بھی کر لیا اور آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں علوم ظاہریہ میں کمال حاصل کر لیا۔ علم باطنیہ کی تعلیم آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی سے حاصل کی اور تصوف کی کتابیں بھی ان سے پڑھیں۔

بیعت خلافت:۔

آپ کے والد بزرگوار آپ کے پہلے روحانی پیشوا ہیں آپ نے اپنے والد ماجد کے حکم کے مطابق حضرت سید موسیٰ گیلانی سے بیعت حاصل کی اور ان کی خصوصی توجہ سے مستفید ہوئے جب آپ کو حج بیت اللہ کا شوق ہوا تو دہلی سے حج کرنے کیلئے بیت اللہ روانہ ہوئے تو رمضان المبارک ۹۹۴ ہجری میں شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے فیوض برکات سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی کی نگرانی میں حرم شریف میں عبادت کی اور آپ خاص مقامات پر جا کر دُعا بھی کرتے تھے آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

یہ فقیر جب مکہ معظمہ میں تھا تو حضرت محمد ﷺ کے دولت کدہ پر جسے بیت خدیجہؓ کہتے ہیں اور وہ مکہ شریف میں بیت اللہ کے بعد سب مقامات سے افضل ہے حاضر ہوتا تھا اور وہاں کھڑا ہو جاتا تھا اور فقیروں کی طرح چیختا تھا اور یہ کہتا تھا ''اے رسول اللہ ﷺ یہ فقیر آپ کا سائل ہے اور آپ کے دروازے پر حاضر ہے جو کچھ اس وقت سوجھتی تھی اور زبان حال گویائی دیتی تھی طلب کرتا تھا اور دامن امید بھر کر واپس آتا تھا''

شیخ عبدالحق نے شیخ پاک موسیٰ شہید ملتانی کی بیعت کی تھی جو ایک بلند پایہ بزرگ اور نڈر واعظ تھے۔ حجاز میں انہیں شیخ عبدالوہاب متقی سے استفادہ کا موقع ملا جو علم و عمل اور تقویٰ وطہارت میں بڑے پائے کے بزرگ تھے حجاز سے واپسی پر شیخ عبدالحق دہلی میں درس و تدریس میں مصروف ہو گئے اور حضرت باقی باللہ سے بیعت ہو گئے۔ خواجہ صاحب کی وفات کے بعد شیخ کے روابط عقیدت شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری سے بھی رہے۔ شیخ عبدالحق کثیر التصانیف عالم تھے۔ ان کی بہت سی کتب مشہور و لازوال ہیں جن میں سے مشکوٰۃ کی شرح لمعات' اخبار الاخیار' زادُ المتقین' جذب القلوب' مدارج النبوۃ' تاریخ حقی بہت مشہور ہوئیں۔ ان کے فرزند شیخ نورالحق بھی کئی مفید کتب کے مصنف تھے۔ شرعی علوم کی اشاعت و ترویج میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا مقام بہت بلند ہے۔

جب آپ مکہ شریف پہنچے تو وہاں حضرت شیخ عبدالوہاب متقی کے دست پر بیعت ہوئے اور چند دنوں کے بعد حضرت شیخ عبدالوہاب متقی نے آپ کو چشتیہ (قادریہ) شاذلیہ اور نقشبندیہ سلسلہ کی خلافت عطا فرمائی۔ اسی طرح آپ چاروں سلسلوں یعنی چشتیہ' قادریہ' شاذلیہ اور نقشبندیہ سے وابستہ ہو گئے' آپ فرماتے ہیں!

مجھے خواب میں حضرت غوث اعظم نے حضور اکرم ﷺ کے اشارے پر مرید کیا تھا۔ بیعت ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فارسی زبان میں مجھے بشارت دی ''بزرگ خواہی شد'' یعنی تو بزرگ ہوگا''

Marfat.com

حجاز سے واپسی پر شیخ عبدالحق دہلی میں درس و تدریس میں مصروف ہو گئے دہلی میں آپ نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جہاں مذہبی تعلیم دی جاتی تھی اور بقایا عمر دہلی میں درس و تدریس، رشد وہدایت اور تصنیف وتالیف میں گزاری۔ دہلی میں آپ خواجہ باقی باللہ سے بیعت ہو گئے۔ خواجہ باقی باللہ کی وفات کے بعد آپ کے روابط عقیدت شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری سے بھی رہے۔

تعلیمات:۔

آپ کی تعلیمات احادیث مبارکہ پر مشتمل ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:

''جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق حضور اکرم ﷺ کے قول وفعل وتقریر پر ہوتا ہے۔ جس حدیث کی سند رسول خدا تک پہنچتی ہے اس کو مرفوع کہا جاتا ہے اور جس کی سند صحابی تک پہنچے اس کو موقوف کہتے ہیں۔ جس حدیث کی سند تابعی تک پہنچے اس کو مقطوع بولتے ہیں جو شخص سنت کے ساتھ مشغول ہے اس کو محدث اور جو تواریخ کے ساتھ مشغول ہو اس کو اخباری کہتے ہیں''

آپ نے حدیث کی تین مشہور اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔صحیح، ۲۔حسن، ۳۔ضعیف۔

راوی کی تعریف آپ نے یوں فرمائی ہے کہ

اگر حدیث صحیح کا راوی ایک ہو تو وہ حدیث غریب ہے۔

اگر دو راوی ہوں تو عزیز حدیث ہوگی۔

اگر دو سے زائد راوی ہوں تو حدیث مشہور کہلائے گی۔

اگر حدیث کے راوی کثرت میں ہوں تو ایسی حدیث کو متواتر کہتے ہیں۔

آپ نے صحاح ستہ، سیدھا راستہ اور تطابق شریعت وطریقت پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔

Marfat.com

تصانیف:۔

شیخ عبدالحق کثیر التصانیف عالم تھے۔ان کی بہت سی کتابیں مشہور و متداول ہیں جن میں سے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات' اخبار الاخیار' زاد متقین' جذب القلوب' مدارج النبوۃ اور تاریخ حقی بہت اہم اور مشہور ہیں ان کے فرزند شیخ نور الحق بھی کئی کتب کے مصنف تھے۔مگر شرعی علوم کی اشاعت و ترویج میں شیخ عبدالحق محدث کا مقام بہت بلند ہے ان کے علاوہ آپ نے اصول حدیث' مرج البحرین' رسالہ در مسئلہ سماع' رسالہ در مسئلہ وحدت' اخبار الاخیار فی اسرار الابرار' لطائف الحق' اسماء الرجال' مدارج النبوۃ' جامع برکات الایمان وغیرہ۔

اولاد:۔

آپ کا ایک ہی لڑکا تھا جس کا نام شیخ نور الحق تھا جو کہ بڑے عالم اور صاحب دل ہوئے۔انہوں نے بھی تصانیف میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

رحلت:۔

آپ ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۱ ھجری کو دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ کا مزار مہرولی میں ہے حوض شمسی کے داہنے جانب کے کنارے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

Marfat.com

2	ں
3۔ سیرت [illegible] (سوالاً جواباً)	امیر علی خاں
4۔ خلفائے راشدینؓ (سوالاً جواباً)	امیر علی خاں
5۔ درود شریف سے مشکلات کا حل	امیر علی خاں
6۔ تحریک پاکستان (سوالاً جواباً)	امیر علی خاں
7۔ مسلسل تعلیم	امیر علی خاں
8۔ تذکرۃ الانبیاء علیھم السلام	امیر علی خاں
9۔ نادر قرآنی معلومات	امیر علی خاں
10۔ معلومات انبیائے کرامؑ (سوالاً جواباً)	امیر علی خاں
11۔ گھریلو ٹوٹکے	امیر علی خاں
12۔ حکایات شیخ سعدیؒ	امیر علی خاں
13۔ حکایات مولانا رومیؒ	امیر علی خاں
14۔ عالمی معلومات	امیر علی خاں

Marfat.com

قصص الاولیاء

محقق و مؤلف : امیر علی خان

Marfat.com